یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لا الہ الا اللہ (علامہ اقبال)

یادوں کے نقوش

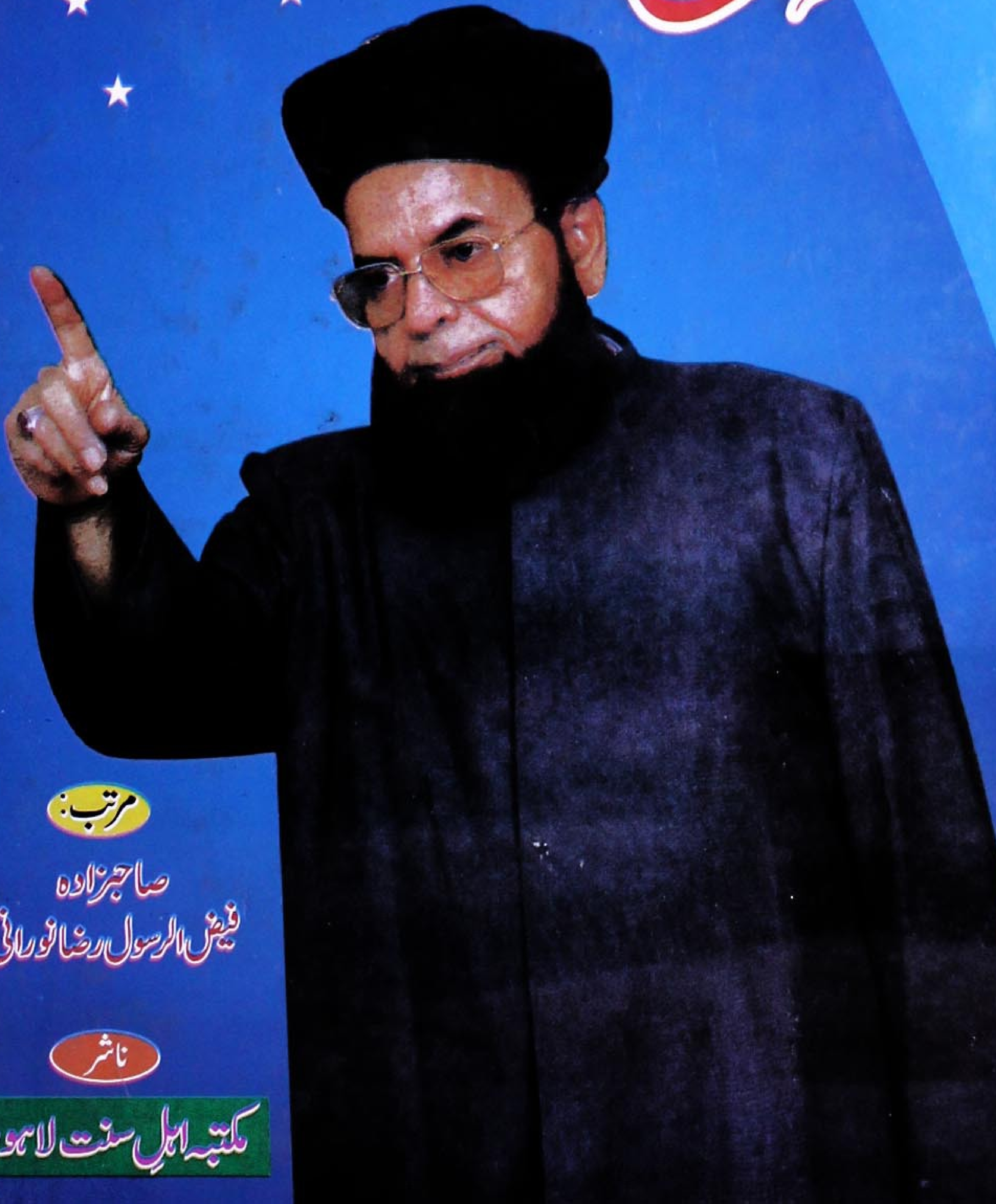

مرتب:
صاحبزادہ
فیض الرسول رضا نورانی

ناشر
مکتبہ اہلِ سنت لاہور

یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لا الہ الا اللہ (محمد الرسول اللہ ﷺ)

یادوں کے نقوش

بیاد امام شاہ احمد نورانی

مرتب

صاحبزادہ فیض الرسول رضا نورانی

آستانہ عالیہ نقشبندیہ، مجددیہ
تحصیل و ضلع مظفر آباد، آزاد کشمیر
پوسٹ آفس دھنی کرناہ، وادی نیلم
خاص مقام کنور شریف

متعلم (درجہ خامسہ) جامعہ نظامیہ رضویہ،
اندرون لوہاری گیٹ لاہور۔

ناشر

مکتبہ اہلسنت جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

Marfat.com

84161

نام کتاب	:	یادوں کے نقوش بیادِ امام شاہ احمد نورانی
مرتب	:	صاحبزادہ فیض الرسول رضا نورانی
کمپوزنگ و ٹائٹل	:	مقصود گرافکس، اُردو بازار، لاہور
پروف ریڈنگ	:	مولانا محمد سعید الرحمٰن ہزاروی نورانی
باہتمام	:	مولانا محمد شعیب خان ہزاروی نورانی کوٹ پنڈی داس، ضلع شیخوپورہ حافظ محمد رمضان نورانی دھیڑا اکبر آباد، شاہدرہ لاہور
پیشکش	:	حافظ محمد معین الدین خان نورانی
ناشر	:	مکتبہ اہلسنت جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور
قیمت	:	-/150 روپے

Marfat.com

آئینہ نقوش

نمبر شمار	مضمون	از	صفحہ نمبر
1	پیش لفظ	مُرتب	1
2	مقدمہ	اُستاذی المکرّم مولانا خادم حسین رضوی	4
3	غم کی چلی جو آندھیاں	ادیب ملت مولانا محمد منشاء تابش قصوری چشتی	10
4	مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقیؒ	عامر خاکوانی	17
5	مولانا کا غم	غالب عرفان	19
6	مولانا کا پہلا فیملی انٹرویو	صوفیہ یزدانی	20
7	گھر کے اندر غم سے نڈھال اہلِ خانہ سے گفتگو	غزالہ فصیح	27
8	مولانا کے چہرے پر ابدی سکوں تھا	نوائے وقت رپورٹ	30
9	شاہ صاحب کے معمولاتِ زندگی	اخبارِ جہاں رپورٹ	31
10	**امام نورانی کی زندگی کے اہم پہلو**	مختلف اخبارات سے	33
11	وردی پر کوئی سمجھوتہ کریں نہ مشرف کو اعتماد کا ووٹ دیں گے۔ امام نورانی کا MMA کے سربراہی اجلاس سے آخری خطاب	(نوائے وقت رپورٹ)	34
12	امام کعبہ کی ذمہ داری سنبھالنا مولانا کی دلی تمنا تھی	روزنامہ پاکستان رپورٹ	37
13	62 سال نمازِ تراویح پڑھائی	رپورٹ صحافت اسلام آباد	37
14	مولانا حج سیزن کے بعد عمرہ کے لیے جانا چاہتے تھے	نوائے وقت رپورٹ	38

Marfat.com

15	مولانا نے دوپہر کو میٹھی گاجر پکوائی	-----	38
16	مولانا مجلس عمل کی قیادت سے سبکدوش ہونا چاہتے تھے	-----	38
17	موجودہ صدی اسلام کے غلبے کی ہے۔ اسلام کی کرنوں سے سارا عالم چمکے گا۔ مولانا کا آخری بیان	-----	39
18	زندگی کی آخری ملاقات مولانا عتیق الرحمٰن سے کی۔	رپورٹ صحافت اسلام آباد	40
19	مولانا نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کی قرارداد پیش کی۔	روزنامہ انصاف رپورٹ	40
20	اعلیٰ شعری ذوق کے حامل تھے۔	-----	40
21	اسمبلی کے ارکان کا حلف مولانا کا تحریر کردہ ہے۔	روزنامہ محاسب رپورٹ	42
22	ساری عمر کرائے کے مکان میں رہے	روزنامہ خبرین رپورٹ	42
23	ایک شرابی نے شراب کی بوتل پر آدھا ملک توڑ دیا۔	روزنامہ ایکسپریس رپورٹ	43
24	ضیاء الحق سے سگریٹ چھڑوادیئے اور خود پان کھاتے رہے۔	-----	44
25	شعلہ بیان مقرر تھے۔	-----	44
26	ہماری ہٹ لسٹ شب برات کو ساتویں آسمان پر بنتی ہے۔	روزنامہ جناح رپورٹ	45
27	اپنی قبر کے لیے جگہ کا تعین عیدالفطر والے دن کرلیا تھا۔	روزنامہ نوائے وقت رپورٹ	46
28	64سال سے تراویح پڑھا رہے تھے۔	-----	46

Marfat.com

47	روز نامہ پاکستان رپورٹ	جنت البقیع میں تدفین کے لیے رابطہ	29
48	روز نامہ جنگ	کھلے سمندر کے لانچ میں تین روزہ قرآن ختم کروایا تھا	30
49	جنگ کو آخری انٹرویو	امریکیوں کے لیے وہ ہی سلوک کریں جو وہ مسلمانوں سے کرتے ہیں۔	31
50	نوائے وقت رپورٹ	کراچی کے تمام سینما گھروں کے بورڈ ڈھانپ دیئے گئے۔	32
50	روز نامہ جنگ رپورٹ	میرا بادشاہ مرگیا۔ایک مجذوبہ کی گفتگو	33
51	جنگ کی رپورٹ	مولانا پر PHD کیا جارہا تھا۔	34
51	جنگ رپورٹ	آپ کو شاید مجھے الوداعی پارٹی دینے کی ضرورت نہ پڑے۔	35
52	جنگ رپورٹ	مولانا کو دورہ سعودی عرب کی دعوت ملی تھی۔	36
53	صحافت رپورٹ	مولانا نورانی مستحق افراد کی خاموشی سے مدد کرتے تھے۔ قریبی ساتھی غیور احمد کی گفتگو	37
55	روز نامہ پاکستان	مولانا کے انتقال سے ہم یتیم ہو گئے۔سینٹ کے عملے کے تاثرات۔	38
57	رپورٹ ہفت روزہ وجود	مولانا نے آخری نمازِ جمعہ حیدر آباد میں پڑھائی۔	39
58	حضرت شام	داعی اسلام مولانا نورانی کی 78 سالہ جدو جہد پر ایک نظر	40
64	ندیم اپل	سیاست دستِ شفقت سے محروم ہوگئی۔	41
69	سرفراز سید	موت العالِم موت العالَم	42
72	حافظ عبدالرحمن	مسجد نبوی میں نکاح کی منفرد سعادت	43
76	عبدالقدوس منہاس	خاموش ہو گیا چمن بولتا ہوا۔	44

Marfat.com

45	باتیں اُن کی یادرہیں گی۔	گل محمد فیضی	79
46	انتقال پرملال اور اُس کے بعد	عطاء الرحمٰن	83
47	مولانا کا سانحہ ارتحال	عبدالودود قریشی	88
48	عہد ساز شخصیت کا انتقال	شہزادہ اقبال	89
49	بہت کچھ باقی ہے	عباس اطہر	92
50	محبت اور راہنمائی کا در بند ہوا	رشید ملک	95
51	مولانا نورانی کا انتقال	-----	99
52	سوادِ اعظم کا فرض	مجید نظامی	101
53	کون بنے کا نوابزدہ، نورانی	پروفیسر نعیم مسعود	102
54	مولانا کا سانحہ ارتحال	مجید نظامی	105
55	گنبد نیلوفری	ہارون الرشید	107
56	گردن نہ جھکی جہانگیر کے آگے	ارشاد احمد عارف	111
57	جرات مندانہ آواز ہمیشہ کے لیے خاموش ہوگی۔	قاری ولی الرحمٰن	114
58	فدائی موت	اسداللہ غالب	170
59	علامہ شاہ احمد نورانی	خوشنود علی خان	121
60	بوریہ نشینوں کا وقار	سجاد میر	124
61	مولانا نورانی کو خراجِ تحسین	نصرت مرزا	127
62	اصل گھر تو اللہ تعالیٰ کا ہے جہاں پیش ہونا ہے	محمد قذافی بٹ	132
63	علامہ نورانی ایک قد آور شخصیت اُٹھ گئی	قاضی مصطفٰے کامل	135
64	جنت کی چابی سیاسی میدان میں	مشتاق مہاجر	137
65	شاہ احمد نورانی بھی سدھار گئے	صدیق اظہر	140
66	مولانا نورانی کی واپسی	مجیب الرحمٰن شامی	143
67	مولانا نورانی کا انتقال	ضیاء شاہد	147

Marfat.com

68	مولانا کی المناک موت	ڈاکٹر نزیر احمد صدیقی	150
69	اور بڑی تاریکی	عرفان صدیقی	154
70	نصر اللہ کے بعد نورانی اور بڑی تاریکی	چوہدری خادم حسین	158
71	مولانا نورانی کی آواز	نجم الحسن عارف	162
72	دوسرا بڑا صدمہ	ابو عمار زاہد الراشدی	166
73	LFO اور محاذ رائی میں اضافے کا اندیشہ	ارشاد احمد حقانی	170
74	مولانا نورانی کی رحلت، موت العالِم موت العالَم	روزنامہ آواز، لاہور	172
75	ایک قومی سانحہ	نفیس صدیقی	174
76	فردوسِ بریں سے نورانی صاحب کا سندیسہ	نسیم شاہد	177
77	امام اہلسنت شاہ احمد نورانیؒ	افضال ریحان	182
78	موت العالِم موت العالَم	ممتاز احمد طاہر	188
79	مولانا نورانی کی قومی وملی زندگی کی جھلک	قاضی مصطفٰے	191
80	نماز کون پڑھائے گا۔	محمد سہیل رحمٰن	197
81	گھٹ گئے انسان بڑھ گئے سائے	سید سبط الحسن ضیغم	200
82	مولانا نورانی اور جماعت اسلامی	حافظ محمد ادریس	206
83	سرِ راہے	پروفیسر محمد سلیم	213
84	مذہبی سیاست کا ایک باب بند ہو گیا۔	آصف مالک	214
85	ایک عالم دین اور مدبر سیاستدان کی جدائی	عمران لاری	219
86	دینی جماعتوں کے اتحاد کے داعی	عامر الیاس رانا	222
87	سوانحی خاکہ	مرزا اظفر بیگ	224
88	مولانا نورانی کے مقاصد کے حصول کے تقاضے	میر جمیل الرحمٰن	227
89	مولانا نورانی اور ذوالفقار علی بھٹو	ایم ایم حسن	232
90	چند یادیں چند باتیں	سید انور قدوائی	236

Marfat.com

91	ملی یکجہتی کا روشن منارہ	شارق مہر	240
92	مولانا نورانی کی خدمات پر ایک جمالی نظر	رپورٹ اخبارِ جہاں	243
93	11 ستمبر اہل مغرب کے لیے 11 دسمبر ملت اسلامیہ کے لیے بڑا سانحہ ہے۔ شاہ انس نورانی	-----	244
94	لسانی سیاست کے مقابلہ میں کوہِ گراں	عبدالحفیظ عابد	246
95	جمعیت کی قیادت انس نورانی کو دی جائے۔	قاضی جاوید	253
96	نورانی سیاست کی چند جھلکیاں	اسرار بخاری	257
97	مولانا آہوں اور سسکیوں کے ساتھ سپرد خاک	رپورٹ وجود	260
98	مولانا کا انتقال خلا کیسے پر ہوگا؟	-----	262
99	مولانا نورانی کی المناک رحلت کے تقاضے	-----	266
100	مولانا شاہ احمد نورانی کی رحلت	خالد کاشمیری	269
101	نظام مصطفے ﷺ کا نفاذ ان کی زندگی کا مشن تھا	خالد کاشمیری	273
102	دعوت اسلامی کے بانی امام اشاہ احمد نورانی	رانا طاہر داؤد خان	280
103	نورانی امام	مجیب الرحمٰن شامی	284
104	شاہ احمد نورانی	سید فراست بخاری	288
105	مولانا ایک معتدل مذہبی راہنما تھے۔	حافظ بشارت چوہدری	289
106	ایک عہد تھا جو گزر گیا	یوسف خان	294
107	برگزیدہ دینی اور سیاسی شخصیت کا مثالی سفر تمام ہوا	افسر عمران	298
108	نامور خاندان کے فرد	جنگ کی رپورٹ	302
109	اسلام کی تبلیغ کے لیے انہوں نے دنیا بھر کے دورے کیے۔	-----	303
110	مولانا ہمیشہ کے لیے جدا ہو گئے۔	ممتاز شفیع	309
111	رفیق احمد باجوہ کو عہدے سے ہٹا دیا۔	چوہدری خادم حسین	312
112	مولانا نورانی ہر دور میں ڈٹے رہے۔	نجم الحسن عارف	316

Marfat.com

113	77 سالہ زندگی میں 66 برس تک تراویح میں قرآن سنایا۔	-----	319
114	ایک چراغ اور بجھا اور تاریکی بڑھی۔	ریاض چوہدری	321
115	سیاست کا ایک اور باب بند ہو گیا۔	سردار خان نیازی	332
116	ملکی سیاست بے نور ہو گئی۔	نعیم قیصر	335
117	مولانا نورانی بھی داغِ مفارقت دے گئے۔	نعیم قیصر	339
118	مولانا نورانی سے عقیدت کا تقاضہ	میر جمیل الرحمٰن	342
119	نورانی میاں ظلمتوں میں ایک ہالا نور کا۔	قاری حسن جاوید	343
120	آہ شاہ احمد نورانی	اداریہ روزنامہ ایکسپریس	346
121	**کہتی ہے خلق خدا تجھے جانے کے بعد کیا**	رپورٹ مختلف اخبارات اور رسائل سے	350
122	او آئی سی عرب لیگ اور ایرانی قونصل جنرل کا اظہار تعزیت	-----	351
123	مشرف، جمالی، شجاعت کا اظہارِ تعزیت	-----	352
124	چوہدری پرویز الٰہی کا اظہارِ تعزیت	-----	353
125	میاں محمد سومرو، خورشید محمود قصوری، سردار یعقوب، چوہدری امیر حسین اور خالد مقبول کا اظہار تعزیت	-----	354
126	مولانا فضل الرحمٰن، حافظ حسین احمد، ڈاکٹر اسرار احمد، ساجد نقوی، سردار عبدالقیوم، سردار سکندر حیات، طاہر محمود اشرفی، صاحبزادہ عبدالوحید، صاحبزادہ عبدالحفیظ اور صاحبزادہ فضل الرسول کا اظہار تعزیت	-----	355

Marfat.com

356	-----	شیخ رشید احمد کی تعزیت، قاضی حسین احمد کا شعری تبصرہ، مولانا نورالحق قادری کا طیارے میں ورد کرتے ہیں۔	127
357	-----	مولانا نورانی کے نمازِ جنازہ میں شرکت کرنے والی شخصیات	128
358	-----	حضرت کی وفات عالمِ اسلام کے لیے بہت بڑا نقصان ہے۔ انس نورانی۔ قومی اسمبلی اور سندھ اسمبلی کا اجلاس ملتوی۔	129
359	-----	ہر مشکل وقت میں مولانا نورانی کی طرف دیکھتے تھے۔ قاضی حسین احمد، کارکنوں کے ضبط کا دامن چھوٹ گیا۔	130
360	-----	غیر ملکی ذرائع ابلاغ نے انتقال کی خبر نمایاں طور پر نشر کی۔ قدم گاہ مولا علی پر قرآن خوانی۔	131
361	-----	مولانا مقناطیسی شخصیت کے مالک تھے۔ سمیع الحق مولانا نورانی نے مذہبی رواداری کے لیے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ مینارٹیز الائنس	132
362	-----	نواز شریف، شہباز شریف اور دیگر مسلم لیگی راہنماؤں کا اظہار تعزیت	133
363	-----	سرحد اسمبلی کا اجلاس مختصر کاروائی کے بعد ملتوی کر دیا گیا۔	134
366	-----	مسلم لیگ ہاؤس میں پارٹی پرچم سرنگوں کر دیا گیا۔ مشرف نمازِ جنازہ کا مقام تبدیل کرنے کی درخواست ہونے پر شریک نہ ہو سکے۔	135
367	-----	میرے بابا غیروں کو اپنوں سے بڑھ کر چاہتے تھے۔	136
368	-----	سینٹ کا اجلاس مولانا کے سوگ میں پیر تک ملتوی	137
369	-----	قومی اسمبلی میں مولانا نورانی کو خراجِ عقیدت۔ دعا مغفرت کرائی گئی۔	138

Marfat.com

139	مولانا کی وفات قوم کے لیے بہت بڑا سانحہ ہے۔ آزاد کشمیر اسمبلی میں تعزیتی قرارداد منظور، مولانا نورانی تہذیب کے دائرے میں رہ کر مخالفت کرتے تھے۔ (بےنظیر بھٹو) وہ آئینِ پاکستان کے بانی تھے۔آصف علی زرداری۔ پیپلز پارٹی مولانا نورانی کی وفات پر تین دن سوگ منائے گی۔یوسف رضا گیلانی۔	-----	370
140	سیاسی قیادت تجربہ کار اور قد آور شخصیت سے محروم ہوگئی ہے۔	(بی بی سی)	371
141	**ختم سوئم مولانا شاہ احمد نورانی**		376
142	سوئم کے موقع پر منعقد ہونے والا تعزیتی اجلاس	رپورٹ اخبار جہاں کراچی	377
143	**اظہار تشکر**	مرتب	381

Marfat.com

Marfat.com

نورانی انتساب

مفتی اعظم پاکستان مخدوم اہلِ سنت شیخ الحدیث

حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی قادری رحمۃ اللہ علیہ

(بانی وناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور وشیخوپورہ)

جن کی زندگی مبارکہ کا

لمحہ لمحہ قال اللہ تعالیٰ وقال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

کے لیے وقف تھا

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

Marfat.com

الاهداء

حق گو عالمِ دین عالمِ باعمل، استاذ العلماء

حضرت مولانا حافظ خادم حسین رضوی

(مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور و خطیب جامع مسجد پیر مکی لاہور)

جنہوں نے ہزاروں طلباء کے دلوں میں امام نورانی کی محبت کے

چراغ روشن کیے اور ہر نازک مرحلہ میں عوام وخواص کی راہنمائی کا

فریضہ سرانجام دیا

حق بات کہے اور ڈٹ جائے پھر چاہے گردن کٹ جائے
خون بھی بہے دشمن بھی کہے کردارِ نورانی زندہ ہے

Marfat.com

پیش لفظ

صاحبزادہ فیض الرسول رضا نورانی

امام اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی 1926ء میں میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ وہ بیسویں صدی کے معروف سکالر سفیر اسلام طیب ہندی خلیفہ امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی کے فرزند تھے۔ مولانا نورانی نے 8 سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا۔ نیشنل عربیک کالج میرٹھ سے گریجویشن کی اور الہٰ آباد یونیورسٹی سے فاضل عربی کی ڈگری حاصل کی۔ دارالعلوم عربیہ میرٹھ سے درس نظامی کی سند لی۔ مولانا شاہ احمد نورانی کو عربی، فارسی، انگریزی اور فرانسیسی سمیت 17 زبانوں پر عبور حاصل تھا آپ جمعیت علماء پاکستان سے وابستہ تھے جس کے سربراہ مولانا عبدالحامد بدایونی تھے۔ آپ 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں جمعیت علماء پاکستان کی نمائندگی کرتے رہے اور بعض تنظیمی امور کے ذمہ دار بھی تھے۔ انہوں نے 1970ء میں کراچی میں جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے قومی اسمبلی کا انتخاب بھی جیتا۔ جمعیت کے سربراہ شیخ السلام و مسلمین خواجہ پیر قمر الدین سیالوی کی وفات کے بعد انہیں جمعیت علماء پاکستان کا سربراہ چنا گیا۔ مولانا نے 1973ء کی آئین سازی میں رکن قومی اسمبلی کی حیثیت سے بھرپور حصہ لیا۔ متحدہ اپوزیشن نے آپ کو ذوالفقار علی بھٹو کے مقابلے میں وزیر اعظم کے عہدے کے لئے اپنا متفقہ امیدوار بھی نامزد کیا۔ 1976ء میں جب پاکستان قومی اتحاد تشکیل دیا گیا تو اس میں شامل ہو گئے اور انتخابات میں حصہ لیا۔ ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف تحریک چلی تو اس میں بھی شامل تھے لیکن مارشل لاء لگنے کے بعد جنرل ضیاء الحق نے قومی اتحاد کے تعاون سے حکومت کی تشکیل کی انہوں نے قومی اتحاد سے اختلاف رائے کرتے ہوئے اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور طویل عرصہ تک سرگرم سیاسی عمل سے دور رہے۔ آپ 1972ء میں ورلڈ اسلامک مشن کے تحت دارالارقم مکہ مکرمہ کی بنیاد رکھی تھی۔ اسلام کی تبلیغ کے لئے دنیا بھر میں دورے کئے۔ افریقہ اور یورپ

Marfat.com

دورے کئے۔ افریقہ اور یورپ کے غیر مسلموں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ آپ ورلڈ علماء آرگنائزیشن کے اعزازی سیکرٹری بھی تھے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے امت مسلمہ کو درپیش مسائل میں ہمیشہ جرأت مندانہ مؤقف اختیار کیا۔ لیبیا کے صدر کرنل قذافی کے خلاف اسی کی دہائی میں جب امریکہ حکومت نے جارحانہ کارروائیاں شروع کیں تو انہوں نے پاکستان میں لیبیا کی حمایت میں رضا کاروں کی بھرتی کا اعلان کیا اس طرح آپ نے امت مسلمہ اور خصوصاً اہل پاکستان کو بیرونی حملہ آوروں کا متحد ہو کر مقابلہ کرنے کے لئے تیار کیا۔ افغانستان پر امریکی حملے کے دوران پاکستان کی دینی جماعتیں متحدہ مجلس عمل کے نام سے ایک پلیٹ فارم پر اکٹھی ہوئیں تو مولانا کو تنظیم کا سربراہ بنایا گیا۔ انتخابات کے بعد سینٹ کے الیکشن ہوئے تو مولانا سینیٹر منتخب ہوئے۔ وہ ملی یکجہتی کونسل کے صدر بھی رہے۔ ان کے زیر انتظام دنیا کے چالیس ممالک میں اسلامی مرکز قائم ہوئے۔ انہوں نے اپنی زندگی اسلام کی تبلیغ کے لئے وقف کر رکھی تھی اور اس وقت دنیا کے چالیس ممالک میں ان کے اسلامی مراکز تھے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے کبھی کسی آمر سے عہدہ نہیں لیا نہ ہی سرکاری منصب پر فائز ہوئے۔ ضیاء الحق نے بھی انہیں متعدد بار عہدوں کی پیشکش کی مگر انہوں نے ضیاء کی پیشکش ٹھکرا دی لیکن افسوس امام نورانی کے کئی ساتھی ضیاء الحق حکومت میں شامل ہو گئے۔ قومی اتحاد کے مذاکرات کے بعد دیگر قائدین نے وزارتیں حاصل کر لی تھیں مگر انہوں نے کوئی سرکاری منصب نہیں لیا تھا۔ مولانا سینٹ میں مجلس عمل کے پارلیمانی لیڈر تھے۔ سینٹ میں وہ مجلس عمل کے پارلیمانی گروپ کے قائد بھی تھے۔ مولانا کرنل قذافی کے انتہائی قریبی دوست تھے۔ حضرت امام نورانی افریقہ، فرانس، امریکہ سمیت یورپین ممالک میں ہر سال تبلیغ اسلام کے لئے جایا کرتے تھے۔ ان کا سال کا بیشتر حصہ تبلیغ اسلام کے لئے بیرون ممالک گزرتا تھا۔ وہ غیر متنازعہ مذہبی شخصیت تھے اور اتحاد بین المسلمین کے لئے انہوں نے مثالی کام کیا۔ انہوں نے ملی یکجہتی کونسل کے فورم پر فرقہ واریت کے خاتمہ کے لئے بھی کام کیا۔ 1973ء کے ملکی آئین کے خالق کے طور پر کردار ادا کیا سب سے بڑی بات یہ کہ وہ

Marfat.com

کی کونسل کے مرکزی کردار بھی رہے اور انہوں نے دفاعِ افغانستان میں بڑا اہم رول ادا کیا۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے جنرل ضیاء الحق کی حکومت میں شامل ہونے اور دو صوبوں کی گورنری کی پیشکش کو ٹھکرادیا تھا۔ جنرل ضیاء الحق نے مولانا شاہ احمد نورانی کو دو صوبوں کی گورنرشپ اور آٹھ وزارتیں دینے کی پیشکش کی تھی جو مولانا نے ٹھکرادی اور کہا کہ ہماری منزل اقتدار نہیں بلکہ ملک میں نظامِ مصطفیٰ کا نفاذ ہے۔ 77 سال کی عمر تک ہزاروں غیر مسلموں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ آپ 1950ء میں ہجرت کر کے پاکستان آئے۔ ان کا پارلیمانی کیریئر 33 سال پر محیط رہا۔ وہ جنرل ضیاء الحق کے مارشل لاء کے سخت مخالف رہے اور مجلس شوریٰ و غیر جماعتی انتخابات کو تنقید کا ہدف بناتے رہے۔ انہوں نے جنرل مشرف کی فوجی حکومت کی بھی سخت ممانعت کی۔ وہ 73ء کے آئین کے خالقوں میں شامل تھے۔ 12 اکتوبر کے فوجی انقلاب کے بعد جب مجلس عمل کے وفد کی صدر جنرل پرویز مشرف سے ملاقات ہوئی تو جنرل صاحب نے مولانا نورانی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا مولانا مجھے تو علماء سے بڑی محبت ہے تو جواب میں امام نورانی نے فرمایا جنرل صاحب اس سے بڑھ کر محبت کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ علماء سلاخوں کے پیچھے بند ہیں۔

مولانا شاہ احمد نورانی کو غزالی زماں رازی دوراں سید احمد سعید کاظمیؒ نے قائد اہل سنت کا لقب دیا۔ شیخ اسلام والمسلمین حضرت خواجہ قمر الدین سیالویؒ ملتان کے بے تاج بادشاہ مولانا حامد علی خانؒ حضرت مولانا غلام علی اوکاڑویؒ حضرت سید ابوالحسنات سید احمد قادریؒ اور فقیہ اعظم مولانا نور اللہ بصیر پوریؒ جیسی عظیم المرتبت شخصیات نے آپ کی قیادت پر اعتماد کا اظہار کیا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم مولانا نورانی کے مشن نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں۔ تاکہ ملک میں معاشی انقلاب آ سکے۔

☆☆☆

Marfat.com

مقدمہ

ازاستاذ العلماء مولانا حافظ خادم حسین رضوی

مَاکُنتُ آمُلُ قَبلَ نَعشِکَ
اَنْ اَریٰ رَضوَیٰ عَلٰی اَیْدِی الرِّجَالِ یَسِیْرُ
قَدْ ذَھَبَ النَّاسُ وَمَاتَ الْکَمَالُ
وَصَاحَ صَرْفُ الدَّھْرِ اَیْنَ الرِّجَالُ
ھٰذَا شَاہ احمد نورانی فِیْ نَعشِہٖ
قُومُوا اُنظُرُوا کَیْفَ تَسِیْرُ الْجِبَالُ

شاعر نے مذکورہ اشعار ابوالعباس کے بارے میں لکھے لیکن موجودہ دور میں ان کا مصداق قائد ملت اسلامیہ امام اشاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ والرضوان کی ذاتِ ستودہ صفات تھی۔

ان اشعار کا مطلب ومفہوم کچھ اس طرح ہے۔

اے اہلسنت کی عزت نشان آپکے وصال سے پہلے میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ رضوی پہاڑ کو لوگ ہاتھوں پہ اٹھا کر چلیں گئے (رضوی پہاڑ عرب میں حجم کے لحاظ سے ایک بڑے پہاڑ کا نام ہے)۔

قابل فخر لوگ چلے گئے اور انکے ساتھ ہی کمالات بھی رخصت ہو گئے زمانہ چیخ اٹھا کہ عظیم افراد کہاں چلے گئے۔ یہ جرات و بہادری کے پیکر اور عزیمت واستقامت کے کوہ گراں کا جنازہ ہے اے لوگو اٹھو ذرہ دیکھو تو سہی پہاڑ کیسے چلا کرتے ہیں۔

مجھے امام اشاہ احمد نورانی سے جون 1974ء سے عقیدت ومحبت ہوئی جو 11

Marfat.com

دسمبر بروز جمعرات 2003 تک قائم رہی۔

کوئی تصور ہی نہ ابھرا تیری تصویر کے بعد
ذہن خالی ہی رہا کاسۂ سائل کی طرح

یہ مختصر مضمون اس طویل داستان کے ذکر کا متحمل نہیں ہوسکتا لیکن ان کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت حاصل کرنے کے لیے چند واقعات لکھوں گا وگرنہ امام نورانی کی زندگی کے ایک ایک پہلو پر لکھنے کے لیے کئی صفحات درکار ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں حضرت اقبالؒ نے فرمایا تھا۔

عاشقان او زِ خوباں خوب تر
خوشتر و زیبا تر و محبوب تر

چند واقعات لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ پہلے لوگوں کی باتیں بعد میں آنے والوں کے لیے باعث نصیحت ہوتی ہیں۔

☆ خوددار فقر کے امین

25 اکتوبر 1988ء بروز منگل بارہ ربیع الاوّل شریف بموقعہ مباہلہ کانفرنس بمقام مینار پاکستان حضرت مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی علیہ الرحمہ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا جب مولانا شاہ احمد نورانی نے اسمبلی میں مرزائیوں کے خلاف قرارداد پیش کی تو مرزائیوں نے کہا آپ اپنی قرارداد میں صرف اتنی ترمیم کر دیں کہ جو گروہ غلام قادیانی کو نبی مانتا ہے وہ کافر ہے لیکن جو اس سے مجدد و مصلح مانتے ہیں وہ کافر نہیں اس کے بدلے ربوے گروہ کی طرف سے پچاس لاکھ اور لاہوری گروہ کی طرف سے بھی پچاس لاکھ کی رقم پیش کی گئی پھر انہوں نے بریف کیس کھول کر سامنے رکھا۔ آپ نے اس بریف کیس

Marfat.com

کو پاؤں کی ٹھوکر لگا کر فرمایا بھاگ جاؤ میں تو بازارِ مصطفیٰ ﷺ میں بک چکا ہوں۔

یہ قائد اہلسنت کا فقرِ غیور تھا جسکی طرف فلیسوف اسلام قلندرِ لاہوری نے اشارہ فرمایا ہے۔

خود دار نہ ہو فقر تو ہے قہرِ الٰہی
ہو صاحبِ غیرت تو ہے تمہیدِ امیری

☆ آپ کی حاضر جوابی جو کہ ضرب المثل بن گئی

بھٹو حکومت کے وزیرِ مذہبی امور جناب کوثر نیازی نے جب بھٹو سے مولانا نورانی کا تعارف کروایا تو بھٹو صاحب نے فوراً طنزیہ انداز میں کہا کہ یہ ہیں مولانا شاہ احمد نورانی جو ہمارے کاموں سے کیڑے نکالتے ہیں۔ حضرت قائد اہلسنت نے برجستہ جواب دیا محترم اپنے کاموں میں کیڑے پڑنے ہی نہ دیں کہ بعد میں ہمیں نکالنے پڑیں۔

ملی یکجہتی کے اجلاس میں مولانا ضیاء الحق قاسمی جو کہ زبان دراز دیوبندی خطیب تھے بھرے اجلاس میں قائد اہلسنت پر چوٹ کرتے ہوئے کہا ہم مولانا نورانی سے حلوہ کھائیں گے۔ (آپؒ نے اسے فوراً ایسا جواب دیا کہ جس کے بعد وہ آپؒ کے سامنے کبھی سر نہ اٹھا سکا)۔ آپؒ نے اسے فرمایا حلوہ کھانے کے لیے منہ چاہیے۔

☆ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں سلام نیاز

گذشتہ سال دار العلوم انجمن نعمانیہ میں یوم رضا سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا (یاد رہے کہ اس جلسہ کی صدارت حضرت استاذنا الکریم قبلہ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد عبد القیوم اعلی اللہ درجاتہ بانی و ناظم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور و شیخوپورہ فرما رہے تھے)۔

جب میں مدرسہ عربیہ میرٹھ سے فارغ ہوا تو میرے استاذ گرامی امام النحو حضرت

Marfat.com

قبلہ علامہ صدر العلماء مولانا غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ نے مجھے فتویٰ نویسی پر مقرر فرمایا اس دوران فتویٰ رضویہ دیکھنے کا موقعہ ملا فتویٰ رضویہ کی عبارات کو سمجھنے کے لیے کئی بار استاذِ گرامی کی خدمت میں جانا پڑتا ایک دن حضرت امام النحو مجھے فرمانے لگے۔ فتویٰ رضویہ کو سمجھنے کے لیے تم دوبارہ درسِ نظامی پڑھو۔

نوٹ: یاد رہے جس سال امام نورانی فارغ ہوئے دستار بندی کے جلسہ میں شہزاد اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی سفیر اسلام حضرت مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی علیہ الرحمۃ والرضوان اور دیگر جید علماء ومشائخ نے شرکت فرمائی اور فارغ ہونے والے علماء کے سروں پر دستارِ فضیلت باندھی ان خوش نصیبوں میں حضرت قائد اہلسنت بھی تھے۔

پھر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی خداداد صلاحیتوں اور انکی انفرادیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا فتاویٰ عالمگیری علمائے کرام کی ایک جماعت نے سرکاری سرپرستی میں لکھا لیکن وہ بارہ جلدوں سے نہ بڑھ سکا دوسری طرف امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغیر سرکاری اور شخصی سرپرستی کے فتاوی رضویہ لکھا جس کی جلدوں کی تعداد پچیس تک پہنچ چکی ہے اور ابھی اس پر کام ہو رہا ہے۔

ذالك فضل اللّٰه يوتيه من يشاء

☆ قومی اسمبلی میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا تذکرہ

25 اکتوبر 2000ء کنز الایمان سوسائٹی لاہور کے زیر اہتمام امام احمد رضا کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے آپؒ نے فرمایا کہ میں نے قومی اسمبلی کے فلور پر تقریر کے دوران کہا تھا دو قومی نظریہ کی بنیاد امامِ ربانی حضرتِ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے رکھی

Marfat.com

اور اس کی آبیاری اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ نے کی پھر اسی دو قومی نظریہ کو پاکستان کی صورت میں منصۂ شہود پر لانے کے لیے علامہ اقبال اور قائد اعظم محمد علی جناح نے قابل فخر خدمات سرانجام دیں۔

☆ اپنے اسلاف سے عقیدت ومحبت

اسی پر وقار تقریب کو خطاب کرتے ہوئے امام شاہ احمد نورانی نے فرمایا 90 سالہ جاری فتنہ قادیانیت کا سدباب کرنا اور مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانا میرے اور جمیعت علمائے پاکستان کے کارکنوں کے بس میں نہ تھا یہ تو ہمارے اکابرین کی محنت و برکت تھی جن میں سرفہرست حضرت امام اہلسنت امام شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی اور تاجدارِ گولڑہ قطب وقت حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی، حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، شیخ الاسلام والمسلمین، حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی، غزالیِ زماں رازی دوراں حضرت سید احمد سعید شاہ کاظمی، ملتان کے بے تاج بادشاہ غازی تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ مولانا حامد علی خان رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔

☆ حضرت قبلہ مفتی اعظم علیہ الرحمہ کو خراجِ تحسین

دار العلوم جامعہ نعمانیہ میں یوم رضا کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے امام شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں شیخ الحدیث والتفسیر حضرت قبلہ مفتی اعظم پاکستان اور جامعہ نظامیہ رضویہ کے خدام کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جو فتاویٰ رضویہ کی پرانی اُردو کی نوک پلک درست کرنے کے ساتھ ساتھ اسکی عربی اور فارسی عبارات کا ترجمہ کر کے جدید انداز میں شائع کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت قائدِ اہلسنت علیہ الرحمہ کی دینی، ملی اور سیاسی خدمات کو قبول

Marfat.com

فرمائیں اور اہلِ سنت کی حالتِ زار پر کرم فرماتے ہوئے اچھی قیادت نصیب فرمائے جو حضرت قائدِ اہلسنت کی طرح فکرِ رضا پر کوئی آنچ نہ آنے دے۔ آخر میں اس کتاب کو ترتیب دینے پر عزیزم مولانا صاحبزادہ فیض الرسول رضا نورانی اور اس کتاب کی اشاعت کا انتظام کرنے میں مولانا عزیزم محمد شعیب خان ہزاروی، مولانا عزیزم محمد رمضان نورانی کی کوششوں کو سلام پیش کرتا ہوں جو نہایت ہی قلیل مدت میں اس کتاب کو منصہ شہود پر لائے۔

نہیں ہے نا امید اقبال اپنی کشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

غمزدہ

حافظ خادم حسین رضوی

(مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

Marfat.com

غم کی چلیں جو آندھیاں باغ اجڑ کر رہ گیا

(استاذ العلماء ادیب ملت مصنف دعوت فکر مولانا الحاج محمد منشاء تابش قصوری چشتی سیالوی)

حضرت شیخ الاسلام الحاج الحافظ خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دارالاسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ سنی کانفرنس 1970ء میں جمعیت العلمائے پاکستان کی صدارت کو باکرامت فرمایا، تو دیکھتے ہی دیکھتے پورا پاکستان گنبد خضراء کے ایمان افروز پرچموں سے سج گیا، کالے پیلے سرخ سیاہ وسفید دھاری دار جھنڈوں کو سر اٹھانا مشکل ہو گیا۔

پیپلز پارٹی کے غنڈوں نے طوفانِ بدتمیزی سے پاکستان کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں، بھاشانی، مودودی، مفتی اور سرحدی گاندھی کے ساتھ ساتھ دیگر تمام سیاسی جماعتوں کا انہوں نے ناطقہ بند کر دیا تھا، کسی بھی جغادری کو مردِ میدان بن کر انہیں للکارنے کی ہمت تک نہ تھی، ایسے ناگفتہ بہ حالات میں اہل سنت و جماعت کا خاموش رہنا، گویا کہ پاکستان کو دشمنوں کے حوالے کرنے کے مترادف تھا۔

اور یہ صورت سنی مشائخ عظام وعلمائے کرام کو قطعاً قابل قبول نہ تھی، چنانچہ ڈنکے کی چوٹ، اکابر اہل سنت نے میدانِ کارزار میں اترنے کا فیصلہ کیا اور بھرپوری لگن، محبت بلکہ عشق حبیب حق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عملاً مظاہرے دیکھنے میں آئے، پاکستان بھر میں سنی کانفرنسوں کا ایک جال پھیل گیا، قومی وصوبائی سطح پر پیپلز پارٹی کے مقابل اپنے کینڈیڈیٹ کھڑے کئے گئے۔ کراچی سے قائد ملت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مقابلہ کی ٹھانی۔ آپ نے نہ صرف اپنے حلقہ میں کمپین کا آغاز کیا بلکہ صوبائی و قومی ٹکٹ پر جہاں جہاں جمعیت العلماء پاکستان کے کینڈیڈیٹ انتخاب لڑ رہے تھے آپ نے بہ نفس نفیس وہاں پہنچ کر ان کی سرپرستی فرمائی۔

Marfat.com

حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ جنہوں نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لے کر وطن عزیز پاکستان کو حقیقت کا روپ بخشا تھا وہ ایسے نازک موقعہ پر کیسے خاموش رہ سکتے تھے، انہوں نے کمال مہربانی سے نہ صرف ملک و ملت کی حفاظت کے لئے قدم آگے بڑھایا بلکہ ان تکلیف دہ لمحات میں جمعیت علماء پاکستان کی صدارت قبول فرما کر سنیت کی رگوں میں منجمد خون کو خوب گرما دیا جس کی برکت سے قومی و صوبائی اسمبلیوں میں جمعیت کی واضح نمائندگی ہوئی۔ حضور شیخ الاسلام پیرانہ سالی اور علالت کے باوجود پورے پاکستان بمع آزاد کشمیر ہر جگہ تشریف لے گئے اور لاکھوں روپے اپنی جیب خاص سے خرچ کئے۔ٹوبہ ٹیک سنگھ کانفرنس کے فوراً بعد مرید کے ضلع شیخوپورہ میں ہم نے عظیم الشان سنی کانفرنس کا اہتمام کیا، جس کی صدارت شیخ المشائخ حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدنی علیہ الرحمتہ ابن قطب مدینہ الشیخ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمتہ جو حضرت مولانا شاہ احمد نورانی علیہ الرحمتہ کے خسر تھے، فرما رہے تھے۔ دنیائے اہل سنیت کی جلیل القدر ہستیاں سٹیج پر جلوہ گر تھیں جن میں امام اہل سنت مفتی پاکستان سید ابوالبرکات ناظم اعلیٰ حزب الاحناف لاہور، خطیب پاکستان مولانا محمد شریف نوری، پیر سید خادم حسین شاہ چورہ شریف، سید محمود احمد رضوی، مفتی محمد حسین نعیمی، مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، الحاج محمد لطیف چشتی رحمہم اللہ تعالیٰ اور ایسے نامور علماء کرام، مشائخ عظام تشریف فرما تھے، عوام کا ایک سیل رواں تھا، ساری رات واعظین و مقررین اور علمائے کرام کے خطابات نے ایک نورانی سماں پیدا کر دیا تھا۔ ایسے روح پرور ماحول میں امام انقلاب کے ایمان افروز خطاب نے دلوں کی دنیا بدل دی، تو آخر میں ان کے عالی مرتبت خسر، حضرت شیخ المشائخ مولانا فضل الرحمٰن مدنی علیہ الرحمتہ نے صدارتی خطبہ سے جمعیت علماء پاکستان کو ایسا استحکام بخشا کہ اس دور میں سیاسی سطح پر دوسری بڑی جماعت کے نام سے اپنا لوہا منوایا۔

Marfat.com

بعدہٗ مولانا شاہ احمد نورانی علیہ الرحمتہ نے جمعیت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی تو کسی کرم فرمانے حضور شیخ الاسلام علیہ الرحمتہ کی خدمت میں عرض کیا! حضور! نورانی میاں نے تو جمعیت علماء پاکستان کی صدارت سنبھال لی ہے؟ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمتہ نے نہایت شفقت اور پیار بھرے انداز سے فرمایا! بھائی! اچھا ہوا، وہ نوجوان ہیں، طاقتور ہیں، سفر بآسانی کر سکتے ہیں۔ میں بوڑھا ہوں، علالت کے باعث دور دراز کے سفر میرے بس کی بات نہیں، یوں بھی مجھے صدارت میں کوئی دلچسپی نہیں، وہ نازک وقت تھا جب مجھے طوعاً و کرہاً صدارت کا بھاری بھرکم بوجھ اٹھانا پڑا۔ اب صورت مختلف ہے۔ لہٰذا دعا کے سوا میں کچھ نہیں کہتا۔ اللہ تعالیٰ انہیں سرخرو فرمائے۔

کیا شانِ استغناء تھی حضور شیخ الاسلام علیہ الرحمتہ کی۔ شکوہ و شکایت کو دعائے مستجاب سے نواز دیا اور پھر کبھی صدارت کا تصور تک دل میں نہ آنے دیا۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ سنی کانفرنس کے بعد سب سے بڑا ایمان افروز اور تاریخی اجتماع ''میلادِ مصطفیٰ کانفرنس'' رائے ونڈ میں ہوا جس کی مرکزی صدارت حضور شیخ الاسلام علیہ الرحمتہ نے فرمائی اور مرکزی خطاب سے مولانا شاہ احمد نورانی نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لاکھوں پروانوں کو نوازا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جس دن رائے ونڈ میں میلاد مصطفیٰ کانفرنس منعقد ہو رہی تھی، اسی دن پیر سیال لجپال حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمتہ کی والدہ ماجدہ علیہا الرحمتہ انتقال فرما گئیں، چونکہ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمتہ میلاد مصطفیٰ کانفرنس میں آنے کا وعدہ فرما چکے تھے چنانچہ آپ والدہ ماجدہ علیہا الرحمتہ کی تجہیز و تکفین و تدفین کے فوری بعد اپنے تمام متوسلین و معتقدین اور مریدین کو صبر و استقامت کی تلقین فرماتے ہوئے میلاد مصطفیٰ کانفرنس میں تشریف فرما ہو گئے۔

ایہہ عاشق کی کی نہیں کر دے جمالِ یار دی خاطر

Marfat.com

اس ''میلاد مصطفیٰ کانفرنس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک معجزہ کا بھی ظہور ہوا۔ وہ یوں کہ پورے رائے ونڈ میں زیر زمین پانی کڑوا ہے اور اس کانفرنس میں پانی کے کثیر استعمال کے پیش نظر انتظامیہ نے مختلف مقام پر نلکے لگوانے کا فیصلہ کیا مگر جہاں ہینڈ پمپ (نلکا) لگایا جاتا پانی کڑوا نکلتا۔ آستانہ عالیہ شرقپور کے متوسلین نے حضرت شیخ المشائخ الحاج میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری مجددی نقشبندی دامت برکاتہم کی خدمت اقدس میں عرض کیا۔ حضور آپ کوئی ایک جگہ خاص کر دیں جہاں ہم پمپ لگائیں، ہمارا عقیدہ ہے حضرت شیر ربانی علیہ الرحمتہ کے توسل سے اللہ تعالیٰ میٹھا پانی عطا فرمائے گا چنانچہ حضرت میاں صاحب مدظلہ میلاد مصطفیٰ کانفرنس کی مغربی سمت کھڑے ہوئے اور جگہ کا جائزہ لیتے ہوئے دو چار قدم آگے بڑھے اور فرمایا، یہاں پر نل لگائیں انشاء اللہ العزیز میٹھا پانی نکلے گا۔ پھر کیا تھا، آناً فاناً پمپ لگایا گیا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر جب پانی ٹیسٹ کیا تو وہ میٹھا نکل رہا تھا۔

امام انقلاب کی بہت سی یادیں تازہ ہیں۔ بھٹو دور میں جب آپ کو جیکب آباد، شدت کی گرمی میں قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار کیا گیا تو آپ کی والدہ ماجدہ علیہا الرحمتہ نے جو پیغام دیا وہ تاریخ کا ایک حصہ ہے۔ فرمایا، بیٹا بوڑھی ماں کی ضعیفی کو یاد کرتے ہوئے اپنے مشن سے پیچھے نہ ہٹنا، دین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا صدیقین کا شیوہ ہے اور تم بھی تو صدیقی ہو۔

جیل سے رہائی کے بعد جب اسلام آباد قومی اسمبلی کے ممبران کے لئے جو ہاسٹل تھے ان میں آپ کو بھی ایک کمرہ دیا گیا تھا کیونکہ آپ بھی نیشنل اسمبلی کے ممبر تھے۔ رہائی کی مبارک بادی کے لئے راقم السطور محمد منشا تابش قصوری، چوہدری محمد امین چٹھہ صاحب اور پیر اعجاز احمد ہاشمی اسلام آباد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ حسب معمول مسکرا مسکرا

Marfat.com

کر باتیں کر رہے تھے، آنے والے ایک ایک فرد سے ملتے، خیریت دریافت کرتے، پان چباتے جاتے مگر محسوس تک نہ ہونے دیتے۔ آپ بھی سبھی کے ساتھ اسی قسم کی کرسی پر بیٹھ گئے۔ خادم چائے لایا اور اپنے میز پر رکھالی۔ پھر مدینہ طیبہ کی کھجوریں پلیٹ میں سجائیں۔ ایک ایک فرد کے پاس از خود جا کر دیں۔ پانی کا گلاس لیا۔ ہاں بھائی کسی صاحب کو پانی چاہیے۔ جس نے ہاں کی اس کے پاس گئے اور بڑے قرینے سے پانی کا گلاس اسے تھما دیا۔

پھر چائے کے کپ سنبھالے ایک ایک صاحب کے پاس گئے اور چائے پیش کی۔ راقم نے کپ تھامنے کی کوشش کی تو فرمایا، مولانا آپ ہمارے مہمان ہیں، تشریف رکھئے، یہ خدمت میں از خود سرانجام دینے میں راحت محسوس کرتا ہوں۔ نیز مسکراتے ہوئے فرمانے لگے۔ ہمارے ساتھ والے کمروں میں، مفتی محمود ہزاروی، مولوی غلام غوث ہزاروی اور عبدالحکیم ہزاروی قیام رکھتے ہیں۔ ان کے کمروں میں بھی میرے کمرے کی طرح واٹر کولر لگے ہوئے ہیں مگر انجینئر حضرات جو ان کو چلانے، سنوارنے پر متعین ہیں، وہ کہتے ہیں مولانا آپ کا واٹر کولر بالکل صحیح اور درست ہے، مگر آپ ہمیں چلانے نہیں دیتے جبکہ آپ کے ساتھ والے کمروں میں جو علماء کرام ہیں ان کے اخلاق سے ہم اتنے متاثر ہیں کہ ان واٹر کولروں کو ہم نے خراب کر رکھا ہے۔ (العاقل تکفیہ الاشارہ)۔

آپ نے فرمایا ہم جفاکش ہیں، ہمارے لئے جیل ہے یا عوام کے اجتماع، باقی پارلیمنٹ ہاؤس ہذا میں ٹھنڈی ہوا میں آرام کرنے کی بجائے یہاں واٹر کولر بند رکھ کر اپنے آپ کو تکالیف برداشت کرنے کا خوگر بنا رکھا ہے۔

7 ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی میں آپ کی مرزائیت وقادیانیت کو غیر مسلم قرار دینے کے لئے جو قرارداد تمام ممبران نے متفقہ طور پر منظور کی تھی اور وہ آئین پاکستان کا حصہ قرار پائی، اس قرارداد کی صرف دو مولویوں نے اس بنا پر مخالفت کی کہ یہ مولانا شاہ احمد نورانی نے

Marfat.com

پیش کی تھی، مگران بدنصیبوں نے اتنا بھی خیال نہ کیا کہ یہ تاجدارختم نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پرمہر تصدیق ثبت کرنے کے مترادف ہے۔ وہ دو صاحب یہ تھے۔مولانا غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحکیم ہزاروی۔

اور 8 ستمبر 1974ء کو قائد ملت مولانا شاہ احمد نورانی مرید کے ضلع شیخوپورہ جامع مسجد ظفریہ (کوٹلی پیر بہاء الدین) کے افتتاح کے سلسلہ میں تشریف لائے۔خیال رہے اس عظیم الشان مسجد کی خطابت کے لئے قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمتہ نے راقم الحروف محمد منشا تابش قصوری کو مقرر فرمایا تھا،عرصہ پچیس سال سے باقاعدہ یہاں خطابت کے فرائض سرانجام دے رہا ہوں۔ الحمدللہ علی۔۔۔۔تعالیٰ۔

چنانچہ اسی بناء پر جب قطب مدینہ کا وصال ہوا تو جامع مسجد ظفریہ مرید کے میں آپ کی چہلم مبارک کی تقریب کا اہتمام پیرسید حسین شاہ علی پوری علیہ الرحمتہ کی سرپرستی میں کیا گیا، پنجاب بھر سے اکابر علماء ومشائخ کا جم غفیر تھا۔علامہ مولانا شاہ احمد نورانی کا مسحورکن نورانی بیان ہوا اور پھر جب حضرت مولانا شیخ فضل الرحمٰن مدنی علیہ الرحمتہ نے وصال فرمایا تو ان کے چہلم پر بھی ایک بھرپور اجتماع 28 فروری 2003ء بروز جمعتہ المبارک ہوا جس میں علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمتہ نے جمعتہ المبارک پر ایمان افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔ حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمتہ کی امامت کا آپ نے اعلان فرمایا اور موصوف کی اقتداء میں مولانا شاہ احمد نورانی نے نماز جمعہ ادا فرمائی۔ بعدہٗ آپ نے اپنی مخصوص مسحورکن آواز میں سلام پڑھایا جس کی حلاوت تازندگی محسوس ہوتی رہے گی۔

عجیب اتفاق ہے کہ چند ماہ قبل امام انقلاب جمعتہ المبارک کے فرائض حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمتہ بانی جامعہ نظامیہ رضویہ کی اقتداء میں ادافرمارہے تھے اور پھر تھوڑے ہی ماہ گزرے تھے کہ عتیق سٹیڈیم متصل بادشاہی مسجد لاہور نزد یادگار پاکستان

Marfat.com

منٹو پارک لاہور میں لاکھوں مسلمان ان کی اقتداء میں مفتی اعظم پاکستان کی نماز جنازہ پڑھنے کی سعادت حاصل کر رہے تھے۔ کیا خبر تھی کہ اتنی جلدی گلستان سنیت کے مالی داغِ مفارقت دے جائیں گے اور سنیت کا باغ اجڑ کر رہ جائے گا۔ اب اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔

غم کی چلیں جو آندھیاں باغ اجڑ کر رہ گیا

امام انقلاب مولانا شاہ احمد نورانی کے دنیا بھر میں عشاق کی کمی نہیں۔ نہ جانے آج کتنے پروانے اپنی پرواز کھو چکے ہیں۔ انہیں وہ نورانی شمع دکھائی نہیں دیتی جس پر چلتے ہوئے فخر محسوس کریں، ایسے ہزارہا محبانِ نورانی میں عزیز القدر مولانا صاحبزادہ فیض الرسول نورانی متعلم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور بھی ہے جو پروانہ وار نورانی شمع تلاش کرتا پھر رہا ہے۔ اس کی دیوانگی نے فرزانگی کا یوں اہتمام کیا کہ رسائل و جرائد اور کتب کو کھنگال کھنگال کر ایک کتاب تیار کر ڈالی جسے امام انقلاب کے چہلم پر پیش کرنے کی سعی جمیلہ میں شب و روز ایک کئے ہوئے ہے۔ موصوف نہایت رقیق القلب اور تواضع و انکساری کا پتلا ہیں۔ طلبائے جامعہ میں انفرادی و امتیازی شان کے مالک ہیں۔ ان کے والد ماجد بہت بڑے عالم اور پیر تھے۔ پورا گھرانہ علم و عمل سے عبارت ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ بجاہ حبیب الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے اور اس کے بہن بھائیوں کو علومِ دینیہ کی دولت اور لازوال عمل کی نعمت سے سرفراز فرمائے۔ نیز اس کتاب کی اشاعت میں تعاون کرنے پر مولانا حافظ محمد رمضان نورانی اور محمد شعب خان ہزاروی زید عملھما کو اپنی برکات و رحمات سے بہرہ مند فرمائے آمین ثم آمین۔

غمزدہ

محمد منشاء تابش قصوری

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

7-11-04

۱۲ ذی قعد ۱۴۲۴ھ

Marfat.com

مولانا شاہ احمد نورانی کے والدِ گرامی سفیرِ اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقیؒ خدمات کے آئینہ میں

تحریر عامر خاکوانی (روزنامہ ایکسپریس، لاہور)

مولانا شاہ احمد نورانی ایک عظیم علمی خانوادے کے چشم و چراغ تھے۔ ان کے دادا مولانا عبدالحکیم میرٹھ کے مشہور عالم دین تھے۔ مولانا نورانی کے والد مولانا عبدالعلیم صدیقی کا شمار بھی برصغیر کے چند نامور عالم دین میں ہوتا تھا۔ مولانا عبدالعلیم 3 اپریل 1892ء کو میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ درس نظامی کی سند جامعہ قومیہ میرٹھ سے حاصل کی۔ اٹاوہ ہائی سکول سے میٹرک کیا۔ 1917ء میں ڈویژنل کالج میرٹھ سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ عبدالعلیم صدیقی کو بچپن ہی سے روحانیت سے دلچسپی تھی اور کچھ گھر کے پاکیزہ ماحول کا تقاضا تھا۔ وہ برصغیر کے بے بدل عالم دین اور روحانی شخصیت حضرت احمد رضا خان (اعلیٰ حضرت بریلوی) کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بعدازاں اعلیٰ حضرت نے انہیں خلافت کے اعزاز سے نوازا۔

مولانا عبدالعلیم متعدد زبانیں جانتے تھے۔ انہوں نے 1951ء میں پوری دنیا کا تبلیغی دورہ کیا۔ انگلستان، فرانس، اٹلی، گیانا، سعودی عرب، ٹرینی ڈاڈ، ٹوبیا گو، امریکہ، کینیڈا، فلپائن، سنگاپور، ملائیشیا، تھائی لینڈ، انڈونیشیا اور سری لنکا کا دورہ کیا اور تمام مذاہب کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ پاکستان کے قائداعظم، مراکش کے غازی عبدالکریم، فلسطین کے مفتی اعظم سید امین الحسینی، اخوان المسلمین مصر کے قائد شیخ حسن البنا، سری لنکا کے جسٹس ایم مروانی، کولمبو کے جسٹس ایم ٹی اکبر، سنگاپور کے رہنما ایس این دت اور مشہور ڈرامہ نگار جارج برنارڈ شا سے ان کی ملاقاتیں ہوئیں۔ مولانا صاحب نے متعدد ممالک

Marfat.com

میں خوبصورت مساجد بھی تعمیر کرائیں جن میں جامع مسجد حنفیہ کولمبو، سلطان مسجد سنگاپور، مسجد ناگریا جاپان قابل ذکر ہیں۔ انہوں نے عربی یونیورسٹی ملائیشیا، پاکستان نیوز، مسلم ڈائجسٹ ٹرینی ڈاڈ، مسلم اینول کی بنیاد رکھی۔ 1949ء میں سنگاپور میں تنظیم بین المذاہب قائم کی۔

1946ء میں اہل سنت علماء کی طرف سے بنارس میں بلائی گئی آل انڈیا سنی کانفرنس میں شرکت کی اور تحریک پاکستان کی حمایت میں تقریر کی۔

مولانا عبدالعلیم صدیقی صرف مقرر و خطیب ہی نہ تھے مصنف بھی تھے۔ ان کی تصانیف یہ ہیں: ذکر حبیبؐ (دو حصے)، کتان تصوف، بہارِ شباب، احکامِ رمضان، اسلام کی ابتدائی تعلیمات، مکالمہ جارج برنارڈ شا، مرزائی حقیقت۔ مولانا عبدالعلیم صدیقی نے 12 اگست 1954ء کو مدینہ منورہ میں انتقال کیا۔ جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ مولانا شاہ احمد نورانی اور ڈاکٹر فریدہ آپ کی اولادیں ہیں۔

☆☆☆

Marfat.com

مولانا نورانی کا غم

غالب عرفان

مولانا نورانی کا غم
موت العالم موت العالم
شاہ احمد نورانی کیا تھے
علم کا دریا، علم مجسم
وقت کی نبض پہ ہاتھ تھا جن کا
اور آنکھوں میں اک جامِ جم
جہد مسلسل جن کا مسلک
دل میں لیکن امت کا غم
جسم اور جاں میں حدتِ ایماں
فکر و نظر میں بہار کا موسم
جنت ان کی منزل ہو اور
اللہ کی رحمت ہو ہر دم

☆☆☆

Marfat.com

مولانا نورانی کے پہلے فیملی انٹرویو کے چند منتخب حصے

تحریر صوفیہ یزدانی (ہفت روزہ فیملی میگزین، لاہور)

ستمبر 98ء کے اوائل میں مولانا شاہ احمد نورانی سے میری پہلی بار ملاقات ٹیلی فون پر ہوئی تھی جب میں نے ان سے نوائے وقت کے ہفت روزہ فیملی میگزین کے لئے فیملی انٹرویو دینے کی درخواست کی تھی۔ اس سے پہلے مولانا نے کبھی کسی اخبار یا رسالے میں انٹرویو نہیں دیا تھا اور نہ ہی اپنے حوالے سے اپنے خاندان کی تشہیر کرنا پسند کرتے تھے لیکن اتفاق کہئے یا فیملی میگزین کا پہلا اعزاز کہ مولانا نے فیملی انٹرویو دینے پر رضامندی ظاہر کر دی اور دو دن کے بعد بہت اصرار کر کے ظہرانے پر مدعو کیا۔ میں مقررہ وقت سے پہلے مولانا کے ہاں پہنچی۔ لاکھوں مریدوں کے قائد کو ابھی تک روبرو دیکھنے کا پہلا اتفاق تھا۔ سوچ رہی تھی کہ مولانا کی رہائش گاہ پر ہزاروں افراد ان سے ملنے آتے ہیں، اس کی آرائش تو دیکھنے والی ہوگی لیکن صدر میں کچھی میمن مسجد کے قریب پرانے طرز کے فلیٹوں میں سے ایک فلیٹ مولانا کی رہائش گاہ تھی جہاں بادشاہ سے لے کر فقراء تک ان سے ملاقات کے لئے آتے تھے۔ داخلی دروازے کے اندر ایک مختصر سی انتظار گاہ، اس کے ساتھ ملاقات کا کمرہ، ڈرائنگ روم میں پرانے طرز کے دو صوفے اور پرانا قالین، مختصر سا ڈائننگ روم اور پرانے طرز کے چند ایک دو کمرے جن میں سے ایک کمرے میں مولانا نورانی کی ضعیف العمر والدہ انتظار فرما رہی تھیں۔ کچھ وقفے کے بعد مولانا تشریف لائے۔ دھیمے اور نرم لہجے میں رک رک کر بات کرتے ہوئے مولانا جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے لئے جا رہے تھے۔ مولانا کے آنے سے پہلے ان کی اہلیہ اور بیٹیوں سے غیر رسمی گفتگو ہوتی رہی۔ مولانا کی اہلیہ ایک گھریلو خاتون ہیں۔ انہوں نے کبھی سیاسی سرگرمیوں میں مولانا کے ساتھ حصہ نہیں لیا لیکن مولانا کے گھر آنے

Marfat.com

والوں سے حسن سلوک سے ملنا اوران کی خاطر مدارت میں پیش پیش رہنے سے مولانا کوان کا مکمل تعاون حاصل رہا۔ البتہ وہ کبھی کبھار ویمن اسلامک مشن کے جلسوں کی صدارت کرتی رہی ہیں۔ مولانا کی اہلیہ کا تعلق سعودی عرب سے ہے۔ وہ مدینہ میں رہائش پذیر تھیں۔ ان کے دادا اور مولانا کے والد کے قریبی تعلقات دونوں خاندانوں کو جوڑنے کا باعث بنے۔ شادی کے فوراً بعد مولانا افریقی ممالک کے تبلیغی دورے پر روانہ ہوئے تو اہلیہ کو بھی ساتھ لے گئے اور پھر واپس کراچی آئے۔ عرب ہونے کے باعث مولانا کی اہلیہ کو شروع میں زبان کا مسئلہ ہوا جو مولانا کی محبت اور تعاون سے رفتہ رفتہ کم بلکہ بالکل ختم ہو گیا۔

مولانا کے فیملی انٹرویو کے دوران ان کی دونوں صاحبزادیاں ایمان اور اعناز (جو اس وقت دبئی سے آئی ہوئی تھیں) بھی اپنے بچوں سمیت موجود تھیں۔ مولانا سے ہونے والی یادگار گفتگو کے چند حصے قارئین کی نذر ہیں۔

فیملی: دین کی طرف آپ کا رجحان کیسے آیا؟

مولانا: میرے والد مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی مشہور مبلغ تھے۔ وہ جاپان، امریکہ اور یورپ وغیرہ کے دوروں پر جاتے رہتے تھے۔ میرے دادا شاہ محمد عبدالحکیم صدیقی کا شمار بھی جید علماء میں ہوتا تھا۔ میرے پورے گھر کے ماحول اور خاندانی پس منظر میں دینی تعلیمات رچی بسی ہوئی تھیں۔ لہٰذا دین سے میری رغبت اسی کا نتیجہ ہے۔

فیملی: اپنے خاندانی پس منظر کے بارے میں بتائیے؟

مولانا: ہمارا خاندان بھارت کے شہر میرٹھ میں آباد تھا۔ ہمارے گھرانے کا شمار وہاں کے مشہور علمی و صوفی گھرانوں میں ہوتا تھا۔ ہمارے آباؤ اجداد عرب سے آئے تھے۔ میرٹھ وہ مقام ہے جہاں 1857ء کی جنگ آزادی کی ابتدا ہوئی۔ اس وقت وہاں فوجی چھاؤنی قائم تھی۔ دادا بہت بڑے صوفی شاعر تھے۔ مولانا اسماعیل میرٹھی دادا کے بھائی تھے۔ ان کی

Marfat.com

کتب یوپی بورڈ میں اردو میں پڑھائی جاتی تھیں۔ مولانا مختار احمد صدیقی، مولانا بشیر احمد صدیقی اور مولانا نذر احمد والد صاحب کے بھائی تھے۔ میرے والد مولانا عبدالعلیم صدیقی نے اسلامی ممالک کو تحریک پاکستان کے اغراض و مقاصد سے آگاہ کیا۔ انہیں عربی زبان پر عبور حاصل تھا چنانچہ انہوں نے غیر ملکی تبلیغی دوروں کے دوران بھی تحریک پاکستان کے لئے کام کیا۔ قیام پاکستان کے بعد عیدالاضحیٰ کا پہلا خطبہ کراچی عیدگاہ میں والد صاحب نے دیا۔

فیملی: آپ ماشاءاللہ سے حافظ قرآن بھی ہیں، قرآن کس عمر میں حفظ کیا؟

مولانا: جس وقت قرآن حفظ کرنا شروع کیا اس وقت میری عمر تقریباً ساڑھے چھ سال تھی۔ 9 سال کی عمر میں پورا حفظ کرلیا۔ اس کے بعد قرأت کرنا سیکھی۔

فیملی: تعلیم کا سلسلہ حفظ قرآن کے بعد شروع کیا؟

مولانا: جی ہاں! حفظ قرآن کے بعد میرٹھ میں ہی پرائمری سکول میں داخلہ لیا۔ میٹرک بھی وہیں سے کیا۔ ایک بہت بڑا دارالعلوم تھا یہاں سے درس نظامی فاضل عربی کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے ساتھ ساتھ کالج کی تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رہا اور الہ آباد یونیورسٹی میں انگریزی سوکس وغیرہ کے مضامین میں گریجویشن اور درس نظامی موجودہ ایم اے کے برابر ہوتا ہے۔

فیملی: تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے عملی زندگی کا آغاز کردیا؟

مولانا: جی ہاں تعلیم مکمل کرنے کے بعد یہاں آ گیا۔ تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔ والد صاحب نے افریقہ، امریکہ، کینیڈا، سری لنکا اور ملائیشیا میں مراکز قائم کر رکھے تھے۔ میں نے تعلیم مکمل کرنے کے بعد ان ممالک کے تبلیغی دورے شروع کردیئے۔

فیملی: نوکری کا سلسلہ کب شروع کیا؟

84161

مولانا: میں نے کبھی نوکری نہیں کی۔

Marfat.com

فیملی: پھر ذریعہ معاش کیا اپنایا؟

مولانا: ہمارا خاندانی ذریعہ معاش تجارت تھا۔ ہمارے والد اور دادا نے بھی کبھی نوکری نہیں کی۔ (مسکراتے ہوئے) اب میری عمر 72 سال ہوگئی ہے، اس لئے تجارت سے بھی ریٹائر ہوگیا ہوں۔

فیملی: عموماً کس چیز کی تجارت کی؟

مولانا: مختلف اوقات میں مختلف لوگوں کے ساتھ تجارت کرتا رہا۔

فیملی: بیرون ملک سب سے پہلا دورہ کب کیا؟

مولانا: (سوچتے ہوئے) 1953ء میں افریقی ممالک میں کینیا، تنزانیہ، ماریشیس، موزمبیق اور اس کے بعد یورپی ممالک گیا۔

فیملی: پہلے دورے کے دوران والد ساتھ گئے؟

مولانا: نہیں، اس وقت والد صاحب کا انتقال ہو چکا تھا۔

فیملی: پہلے غیر ملکی تبلیغی دورے کا تجربہ کیسا رہا؟

مولانا: بہت خوشگوار تجربہ ہوا۔ لوگوں سے مل کر اور ان تک دین کا پیغام پہنچا کر بہت خوشی محسوس ہوئی۔ جہاں جہاں گیا لوگوں نے بہت محبت سے استقبال کیا۔

فیملی: لوگ اپنی محبت کے جذبات کا اظہار کرنے کے لئے یقیناً تحائف بھی دیتے ہوں گے، آپ کو زیادہ تر کیا تحائف ملتے ہیں؟

مولانا: بیرونی ممالک میں چونکہ ایسے علماء کی بہت کمی ہے جو انگریزی میں تبلیغ کر سکیں اس لئے عموماً پروگرام ختم ہونے کے بعد لوگ قلم، رومال اور جبہ (عربی لباس) وغیرہ دیتے ہیں۔ ان لوگوں کا سلوک بہت محبت آمیز ہوتا ہے۔

فیملی: اپنی شادی کے بارے میں کچھ بتائیے؟

Marfat.com

مولانا: والد صاحب نے اپنی زندگی کے آخری سال میں مدینہ میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ انہوں نے وہاں ایک چھوٹا سا مکان بنایا۔ تقریباً 7 یا 8 ماہ وہاں رہنے کے بعد انتقال کر گئے۔ اس وقت میری والدہ بھی وہاں تشریف لے گئی تھیں۔ (اہلیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) ان کے دادا مولانا ضیاء الدین مدینہ کے مشہور بزرگ تھے۔ ان کا قیام بھی مدینہ میں تھا۔ وہیں پر ہمارے اور ان کے خاندان کے تعلقات استوار ہوئے جو بالآخر رشتہ داری میں تبدیل ہو گئے۔

فیملی: مولانا آپ کو کبھی عوامی لباس (شلوار قمیص) میں نہیں دیکھا جاتا؟

مولانا: میں نے کبھی شلوار قمیص نہیں پہنی، ہمارے والد صاحب یہی لباس پسند کرتے تھے۔ میں گھر میں اور باہر بھی جبہ پہننا پسند کرتا ہوں۔ سر پر ٹوپی یا عمامہ ہوتا ہے۔

فیملی: کبھی تجارتی دورے پر بھی بیرون ملک گئے؟

مولانا: نہیں، صرف تبلیغی دورے پر ہی جاتا ہوں۔ تجارت کا کام صرف کراچی تک محدود رکھا۔

فیملی: اب تک کتنے غیر ملکی دورے کر چکے ہیں؟

مولانا: صحیح تعداد تو یاد نہیں البتہ الحمد للہ اس کام کے لئے سال میں تقریباً 4 ماہ ملک سے باہر ہی رہتا ہوں۔

فیملی: آپ کی غیر موجودگی میں گھر کا کام کون سنبھالتا ہے؟

مولانا: ظاہر ہے کہ یہ کام بیگم ہی کرتی ہیں مگر گھر میں موجودگی کے دوران مجھے کوئی کام نہیں کرنے دیتیں۔

فیملی: دن بھر آپ کی کیا مصروفیات رہتی ہیں؟

مولانا: میں نے مختلف کاموں کے لئے اوقات مقرر کر رکھے ہیں۔ نظام الاوقات گھر کے

Marfat.com

باہر لگایا ہوا ہے۔ صبح ساڑھے دس بجے دفتر جاتا ہوں۔ ظہر کی نماز وہیں مسجد میں ادا کرتا ہوں۔ دفتر سے ہمارا ماہانہ رسالہ انگریزی میں ''دی میسج انٹرنیشنل'' اور عربی میں الدعوہ نکلتا تھا۔ الدعوہ زیادہ نہ چل سکا تو بند کر دیا البتہ انگریزی رسالہ ماشاءاللہ بہت اچھا چل رہا ہے۔ عصر اور مغرب کے درمیان لوگوں سے ملتا ہوں۔ مغرب کے بعد گھر پر تین چار حفاظ آجاتے ہیں۔ ان کے ساتھ قرآن پڑھتا، سنتا اور سناتا ہوں۔ رات بارہ ایک بجے تک سو جاتا ہوں۔

فیملی: آپ نے بچوں کی تربیت میں کن باتوں کو ترجیح دی؟

مولانا: میں نے اپنے چاروں بچوں کو گرامر سکول میں تعلیم دلوائی لیکن اس کے ساتھ ساتھ خصوصی طور پر ان کی تربیت اسلامی بنیادوں پر کی ہے۔ انہیں قرآن مجید پڑھایا سمجھایا اور فقہ حدیث کی تعلیم دی۔

فیملی: کھانا کیا پسند کرتے ہیں؟

مولانا: کھانے میں زیادہ تر دالیں پسند ہیں۔ سبزیوں میں لوکی شوق سے کھاتا ہوں۔ گوشت وغیرہ نہیں کھاتا۔ اس کے علاوہ سنت نبوی ﷺ سمجھ کر روزانہ ایک چمچہ شہد استعمال کرتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ شہد میں شفا ہے۔

فیملی: پان بھی شوق سے کھاتے ہیں؟

مولانا: (مسکراتے ہوئے) پان کھانے کا شوق بچپن سے ہے۔ بہار، میرٹھ اور یوپی کے علاقوں میں خاص طور پر پان کھانے کا رواج تھا۔ اس وقت مہمانوں کی خاطر تواضع پان سے ہی کی جاتی تھی آج کل کی طرح چائے سے نہیں۔ ہمارے گھر میں بھی چونکہ پان کھایا جاتا تھا، اس لئے مجھے بچپن سے ہی اس کی عادت پڑ گئی۔

فیملی: آپ نے زندگی میں کن چیزوں سے محبت کی؟

Marfat.com

مولانا: مجھے عملاً وہ چیزیں پسند ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے پسند فرمائی ہیں۔ قرآن کی تلاوت اور قرأت کے کیسٹ خصوصی طور پر سنتا ہوں۔

فیملی: کون سی چیزیں بری لگتی ہیں؟

مولانا: دینی گھرانے اور دین سے تعلق کی وجہ سے جو چیزیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ناپسند ہیں وہ مجھے بھی بری لگتی ہیں۔ خاص طور پر بے حیائی، عریانی وفحاشی کے مناظر اور بے پردگی سے سخت نفرت ہے اس لئے کہ پردے میں حیا ہے۔

فیملی: شاعری سے کتنی دلچسپی ہے؟

مولانا: نعتیہ شاعری سے دلچسپی ہے۔ پڑھنے کے دوران جو شعر اچھا لگے نوٹ کر لیتا ہوں۔

فیملی: آپ دن بھر مصروف رہتے ہیں۔ آپ کے کہنے کے بعد آپ عمر کے 73 ویں سال میں قدم رکھ چکے ہیں، اس عمر میں ماشاء اللہ اچھی صحت کے مالک ہیں۔

مولانا: اصولی زندگی میری صحت کا سب سے بڑا راز ہے۔ میرا ذاتی نکتہ نظر یہ ہے کہ قرآن مجید فرقان حمید کی تلاوت اور درود شریف کا ورد کرنے سے صحت پر اچھا اثر پڑتا ہے۔ میں روزانہ قرآن کی تلاوت کرتا ہوں۔ ہمارا باقاعدہ ایک حلقہ ہے۔ تلاوت کے بعد کثرت سے درود شریف پڑھتا ہوں۔

فیملی: آپ طویل عرصے سے دین کی تبلیغ کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ اسلام کی کوئی ایسی خوبی جو آپ کو سب سے زیادہ پسند ہے؟

مولانا: اصل میں مجھے چونکہ بچپن سے ہی اسلامی ماحول ملا، فطرتاً انسان کی عادات واطوار خود بخود اپنے اطراف کے ماحول میں ڈھل جاتے ہیں۔ مجھے تو اسلام کی ہر بات ہی پسند ہے لیکن خاص طور پر سب سے زیادہ شرم وحیا پسند ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

گھر کے اندر غم سے نڈھال اہل خانہ سے گفتگو

تحریر غزالہ فصیح (روزنامہ نوائے وقت، کراچی)

مولانا ہزاروں خاندانوں کو یتیم کر گئے، یہ بات ہر زبان پر تھی۔ مولانا شاہ احمد نورانی کی بیگم سلمیٰ نورانی غم سے نڈھال تھیں لیکن مولانا کی مریدوں کو تسلی دے رہی تھیں۔ ہر ایک کو گلے لگا کر صبر کی تلقین کر رہی تھیں۔ مولانا کے انتقال کی خبر سنتے ہی کراچی کے کونے کونے سے ان کے پیروکار مولانا کی رہائش گاہ پر پہنچے تھے، خواتین دھاڑیں مار مار کر رو رہی تھیں، کورنگی اور ملیر سے آئی ہوئی دو مریدیں بے ہوش ہو کر گر گئیں، پیر بھائی چلے گئے، ہمارے بابا چلے گئے، ہم یتیم ہو گئے، گریہ زاری کرتی ہوئی خواتین کی زبان پر یہی الفاظ تھے۔ مولانا کی چھوٹی بیٹی ایمان زارو قطار رو رہی تھی۔ مولانا شاہ احمد نورانی کی بہن رکن قومی اسمبلی ڈاکٹر فریدہ احمد غم سے نڈھال تھیں۔ انہوں نے کہا بھائی میرے لئے باپ کی جگہ تھے۔ اسلام آباد جانے سے پہلے میری ان سے ملاقات ہوئی تھی اور کل ہی فون پر بات ہوئی تھی۔ سینٹ کے مسئلے مسائل پر بات کر رہے تھے۔ ڈاکٹر فریدہ نے بتایا اسلام آباد جانے سے پہلے مولانا صاحب کی طبیعت بالکل ٹھیک تھی۔ دل کے بائی پاس کے بعد وہ غذا وغیرہ میں بہت احتیاط کرتے تھے۔ بائی پاس آپریشن کے مریضوں کو عموماً دس پندرہ سال بعد دوبارہ شکایت پیدا ہوتی ہے لیکن مولانا کے آپریشن کو سترہ سال گزر گئے تھے۔ ڈاکٹر فریدہ نے بتایا ان کا ایک مرتبہ ہی بائی پاس ہوا تھا۔

مولانا نورانی کی والدہ کا تین سال قبل انتقال ہوا تھا۔ وہ کل سات بہن بھائی تھے، اب دو بھائی اور دو بہنیں رہ گئے ہیں۔ مولانا اپنے بہن بھائیوں میں دوسرے نمبر پر تھے۔ ڈاکٹر فریدہ نے کہا۔ ’’مجھے وہ بالکل بیٹیوں کی طرح چاہتے تھے۔ ہر بات کا خیال رکھتے

Marfat.com

تھے۔ دو مہینے پہلے میرے شوہر کا بائی پاس ہوا تو بھیا روزانہ انہیں دیکھنے آتے رہے۔"

ڈاکٹر فریدہ سے وزیراعظم میر ظفر اللہ جمالی نے ٹیلی فون پر اظہارِ تعزیت کیا اور دریافت کیا کہ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بتائیں جس پر ڈاکٹر صاحبہ نے ان سے کہا۔

"بس ہمارے بھائی کو جلد سے جلد ہمارے پاس بھجوانے کا انتظام کروا دیجئے۔"

بیگم سلمیٰ احمد نورانی دوسروں کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے خود پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھیں، وہ کہہ رہی تھیں زندگی میں ہر موقعے پر ہمیشہ میرے ساتھ رہے، آج ساتھ چھوڑ گئے۔ مولانا نورانی اور بیگم سلمی کی شادی 1964ء میں ہوئی تھی۔ مولانا کی وفات سے یہ چھتیس سالہ رفاقت ختم ہو گئی۔ بیگم نورانی بتا رہی تھیں بدھ کی رات میری مولانا سے بات چیت ہوئی۔ میرا دل صبح سے ہی گھبرا رہا تھا۔ شام کو ان سے بات ہوئی تو وہ میری طبیعت کا پوچھنے لگے۔ میں نے کہا طبیعت ٹھیک نہیں۔ آپ اپنا کام برخواست کر کے جلد آ جائیں۔ کہنے لگے ٹھیک ہے، بس کام نپٹا کر جلدی آ جاؤں گا۔ وہ کہہ رہی تھیں، سمجھ میں نہیں آتا میں مولانا کی کون کون سی صفت بیان کروں، وہ فرشتہ آدمی تھے، کبھی ہمیں کوئی دکھ تکلیف نہیں دی (بیٹی کو لپٹاتے ہوئے) ان بچوں کو دیکھ دیکھ کر جیتے تھے۔ ہزاروں لاوارث اور یتیم بچوں کی کفالت کرتے تھے۔ پورا رمضان گھر پر انہیں افطار کرواتے رہے۔ عید پر ان کے لئے نئے جوڑے سلوائے۔

بیگم نورانی بتا رہی تھیں، مولانا بہت صفائی پسند، نفاست پسند تھے۔ دن میں دو تین مرتبہ لباس تبدیل کرتے، عطر لگاتے تھے، ہمیشہ صاف ستھرے رہتے تھے۔ انہوں نے کہا پچھلے کچھ عرصے سے مولانا کو دوبارہ انجائنا کی شکایت ہو رہی تھی۔ دوائیاں لگاتار لے رہے تھے لیکن کمزور ہو گئے تھے۔ ابھی ہمارا ارادہ تھا کہ اسلام آباد سے واپسی پر ان کی انجیو گرافی کروائیں گے۔

Marfat.com

بیگم نورانی نے کہا۔ ''مولانا خود کو کبھی بیمار نہیں سمجھتے تھے۔ ہمیشہ کہتے تھے، میں ٹھیک ہوں اور ہر کام وقت پر کرتے تھے۔'' بیگم نورانی باتیں کرتے ہوئے زار و قطار رو رہی تھیں، روتے ہوئے وہ ''حسبنا اللہ ونعم الوکیل'' پڑھ رہی تھیں۔

مولانا نورانی کی چھوٹی صاحبزادی ایمان جو کلفٹن پر رہائش پذیر ہیں، ان کے انتقال کی خبر سنتے ہی بے ہوش ہو گئیں۔ انہیں بمشکل والدہ کے پاس لایا گیا۔ ایمان اپنے والد سے ان کے اسلام آباد جانے سے پہلے ملی تھیں۔ مولانا کی بیگم نے بتایا دونوں باپ بیٹی آپس میں مذاق کرتے رہتے تھے۔ پیر کے روز جب وہ اسلام آباد گئے ہیں تب بھی جانے سے پہلے بیٹی سے ہنسی مذاق کے ساتھ گفتگو کرتے رہے۔

مولانا نورانی کی رہائش گاہ پر خواتین کا ہجوم تھا۔ بیشتر تعداد ان کی مریدوں کی تھی جو ڈیفنس کے قرب و جوار کے علاوہ لانڈھی، کورنگی، ملیر، گلبرگ اور صدر کے علاقے سے خبر سنتے ہی پہنچ گئی تھیں۔ صدر کے علاقے سے آئی ہوئی ایک مرید کہہ رہی تھیں، مولانا ہمارے لئے باپ کی جگہ تھے۔ انہوں نے میرے بچوں کے کان میں اذان دی۔ انہیں گھٹی دی ہے۔ ایک مرید نے کہا آج اہل سنت کا ستون گر گیا، وہ ایک آدمی سب مخالفتوں کا سامنا کرنے کے لئے کافی تھا۔

ایک اور مرید نے روتے ہوئے بتایا۔ ''مولانا نے پورا رمضان ہمیں خوب عبادت کروائی۔ ہالینڈ، ماریشیس، فرانس اور پاکستان بھر سے مہمان ان کے ہاں آئے ہوئے تھے۔ یہ سب مولانا کی دعا کی کشش میں کھنچے چلے آئے تھے۔ شبینہ عبادتیں ہوئیں۔ پھر مولانا نے خود ان لوگوں کو رخصت کیا اور اب خود رخصت ہو گئے ہیں۔''

قاضی حسین احمد کی صاحب زادی راحیل قاضی نے اسلام آباد سے بیگم نورانی سے تعزیت کرتے ہوئے کہا میں نے اپنے والد کو آج جس طرح روتے ہوئے دیکھا ہے، پہلے

Marfat.com

کبھی نہیں دیکھا۔ راحیل قاضی نے بتایا قاضی صاحب وہیں موجود تھے، پریس کانفرنس کے لئے جانے کی تیاری ہو رہی تھی۔ مولانا کو واش روم میں تاخیر ہوئی تو قاضی صاحب نے دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے کہا جلدی کیجئے۔ اس پر انہوں نے مولانا صاحب کو کراہتے ہوئے سنا۔ جب دیکھا تو ان کی حالت بگڑ چکی تھی۔

مولانا کی بڑی صاحبزادی اعناز دبئی سے کراچی آنے کے لئے طیارے میں سوار ہو چکی تھیں جبکہ امریکہ میں مقیم ان کے صاحبزادے اویس بار بار اپنی والدہ سے موبائل پر بات کر رہے تھے۔ والدہ انہیں روتے ہوئے کہہ رہی تھیں، بیٹا ہم تمہارے پہنچنے تک بابا کو نہیں رکھ سکیں گے۔ ایک عظیم انسان کے چلے جانے پر ان کے اہل خانہ ہی نہیں، ہر آنکھ اشکبار تھی۔

☆☆☆

مولانا کے چہرے پر ابدی سکون تھا۔ بھانجی خواتین کو بین کرنے سے منع کر رہی تھیں۔ اہلیہ غم کی تصویر بنی ہوئی تھیں۔ ہالینڈ، برطانیہ سے خواتین کے گروپ پہنچ گئے۔

☆ کافور کی تیز خوشبو کے ہالے میں مولانا نورانی کے چہرے پر گہری، پُرسکون نیند کا گمان ہوتا تھا۔ یہ ان کا آخری دیدار تھا۔

☆ مولانا کی میت ان کی رہائش گاہ کے اندرونی حصے میں رکھی ہوئی تھی جہاں جنازہ اٹھانے سے پہلے صرف خواتین کو دیدار کرایا جاتا رہا۔ اس موقع پر رقت آمیز مناظر دیکھنے میں آرہے تھے۔

☆ مولانا کی دونوں صاحبزادیاں ایمان، اعناز، ان کی بھانجی (ڈاکٹر فریدہ احمد کی بیٹی) مستقل میت کے سرہانے موجود تھیں جو کمال صبر وضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے دیگر

Marfat.com

خواتین کو رونے اور بین کرنے سے منع کر رہی تھیں۔

☆ مولانا کی بیگم غم سے نڈھال تھیں۔ جنازہ اٹھتے وقت وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھیں۔ اس موقع پر کہرام مچ گیا۔ سب دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ خواتین کو مولانا کی عزیز واقارب کنٹرول کر رہی تھیں۔

☆ زنان خانے میں اچانک یہ افواہ پھیل گئی کہ مولانا کے صاحبزادے اویس امریکہ سے آ گئے ہیں۔ ان کی بیٹیاں یہ سنتے ہی بے اختیار باہر کی جانب لپکیں بعد ازاں اپنی والدہ سے مل کر رونے لگیں۔

☆ ہالینڈ اور برطانیہ سے خواتین کے گروپ پہنچ گئے تھے۔

☆ رکن قومی اسمبلی عائشہ منور، بیگم چیئرمین سینٹ خدیجہ سومرو، صدر جنرل مشرف کی ایک عزیزہ درشہوار، سیاسی رہنما خانم گوہر اعجاز، سینٹر رخسانہ زبیری، ایڈووکیٹ فریال خان، رجسٹرار اسلامک یونیورسٹی بیگم شمیم صفدر، زہرہ رفیع، ملتان ایم پی اے زیب النساء قریشی، بیگم اعجاز ہاشمی کے علاوہ دوبئی، اندرون سندھ، ڈیرہ غازی خان اور پنجاب سے خواتین تعزیت کے لئے پہنچ چکی تھیں۔

☆☆☆

شاہ صاحب کے معمولاتِ زندگی

ہفت روزہ اخبار جہاں کراچی

مولانا شاہ احمد نورانی کی ساری زندگی اسلام کی ترویج واشاعت اور ملت اسلامیہ کے اتحاد کی جدوجہد کے لئے وقف تھی۔ وہ اپنی آخری عمر تک پیرانہ سالی کے باوجود لمبے لمبے سفر کرتے لیکن اپنے معمولات پر سختی سے عمل کرتے۔ ان کے معمولات یہ تھے:۔

☆ فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد قرآن مجید کے دو پارے حفاظ کرام کے ساتھ تلاوت فرماتے۔

Marfat.com

☆ ناشتہ کرنے کے بعد دیر تک انگریزی اور اردو کے مختلف اخبارات کا دیر تک مطالعہ کرتے۔

☆ پھر وہ دفتر تشریف لے جاتے جہاں تمام دینی و مذہبی امور طے فرماتے، اس دوران دنیا بھر سے ٹیلی فون بھی آتے رہتے اور مختلف شخصیات سے تبادلہ خیال بھی ہوتا رہتا۔

☆ نماز ظہر ادا فرمانے کے بعد گھر واپس تشریف لے جاتے اور کھانا کھا کر آرام فرماتے۔ کھانے میں ان کی مرغوب غذا لوکی شریف تھی۔ وہ اہل خانہ کو بھی لوکی کھانے کی ترغیب دیتے اور مہمانوں کو بھی اس کی تاکید فرماتے۔

☆ نماز عصر کے بعد پاکستان سے آنے والے مختلف وفود سمیت ملکی و بین الاقوامی شخصیات سے تبادلہ خیال ہوتا۔

☆ نماز مغرب کے بعد پھر دو پارے حفاظ کرام کے ساتھ تلاوت فرماتے۔ تلاوت کے اوقات میں وہ ملاقات کرنے والوں سے عموماً معذرت کر لیتے تھے۔

☆ عشاء کی نماز کے بعد وہ کھانے میں سوپ لیتے جس کے بعد پھر ملاقاتوں کا سلسلہ رات ایک بجے سے ڈیڑھ بجے تک جاری رہتا۔

☆ رات 4 بجے تہجد کے لئے اٹھ جاتے اور نماز ادا کرنے کے بعد اپنے ادوار اور وظائف ادا فرماتے اور یہ سلسلہ نماز فجر تک جاری رہتا۔

☆☆☆

Marfat.com

امام نورانی
کی زندگی مبارکہ کے
اہم پہلو

Marfat.com

وردی پر کوئی سمجھوتہ کریں گے نہ مشرف کو اعتماد کا ووٹ دیں گے

نورانی کا ایم ایم اے کے سربراہی اجلاس سے آخری خطاب

پاکستان کی بزرگ ترین اعلیٰ دینی اور علمی شخصیت مولانا شاہ احمد نورانی نے ساری زندگی پاکستان اور دنیا بھر میں اسلام اور اسلامی تعلیمات کے فروغ میں گزاری۔ ان کی کوششوں سے امریکہ، افریقہ اور یورپ میں پچھلے 45 برسوں میں لاکھوں افراد نے اسلام قبول کیا اور آج وہ اپنے اپنے ملک میں اسلام کی تبلیغ وترویج میں مصروف ہیں۔ انہوں نے ساری زندگی فوجی حکمرانوں کے خلاف جدوجہد اور جمہوریت کے فروغ کے لئے کوششیں کیں۔ انہوں نے سابق صدر ضیاء الحق سے لے کر موجودہ صدر جنرل پرویز مشرف تک سب کے سامنے کسی دباؤ یا مصلحت کے بغیر اپنا مؤقف اور نکتہ نظر بیان کیا۔ مرحوم نے تین چار روز قبل ایم ایم اے کے سربراہی اجلاس میں پوری قیادت پر واضح کیا کہ ہم وردی کے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہیں کریں گے اور نہ ہی اس حوالے سے کسی کو آئین میں کوئی ترمیم کرنے دیں گے۔ اس کے علاوہ اگر ترمیمی بل جمہوریت کے حق میں نہ ہوا تو وہ اور پوری ایم ایم اے اس کی تائید نہیں کرے گی اور نہ ہی صدر مشرف کو اعتماد کا ووٹ دے گی۔ مولانا شاہ احمد نورانی کے قریبی ساتھی پیر اعجاز ہاشمی نے اس حوالے سے مختلف تفصیلات سے آگاہ کرتے ہوئے بتایا کہ مرحوم ہمیشہ حکمرانوں کے سامنے اپنے دل اور ضمیر کی بات کرتے تھے۔ ان کے دل اور زبان میں کبھی فرق نہیں ہوتا تھا۔ ان کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ بھٹو دور میں ختم نبوت بل کی منظوری تھا۔ انہوں نے بتایا کہ مولانا شاہ احمد نورانی نے کسی سابق دور یا

Marfat.com

موجودہ دور میں وزارت کی پیشکش قبول نہیں کی۔ صدر جنرل ضیاء الحق نے جس زمانے میں تمام جماعتوں کو وزارتیں دینے کی پیشکش کی تو مولانا نورانی نے واضح الفاظ میں اسے قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ ہم کسی فوجی آمر یا مارشل لاء کی حکومت کے ساتھ نہیں چل سکتے بلکہ انہوں نے صدر ضیاء الحق سے دوٹوک بات کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان بلٹ کے بغیر بیلٹ (ووٹ) سے بنا ہے۔ اس لئے ان سے کیسے تعاون ہوسکتا ہے؟ اس کے بعد پچھلے دنوں صدر جنرل پرویز مشرف سے بھی دینی جماعتوں کے سربراہوں کی ملاقات میں انہوں نے کہا کہ پاکستان مکمل طور پر سیاسی جدوجہد سے بنایا گیا ہے جس کی بنیاد اسلام ہے اور اسلام ہی رہے گا۔ اس لئے اسے اسلامی ریاست ہی رہنے دیں۔ انہوں نے بتایا کہ مولانا شاہ احمد نورانی نے ایک دفعہ صدر ضیاء الحق مرحوم سے کہا تھا کہ جو شخص منتخب ہوتا ہے، وہ صدیق ہوتا ہے اور جو چور دروازے سے آئے، اسے ہم یزید ہی کہہ سکتے ہیں۔ اس ملاقات میں صدر ضیاء الحق کی ٹیم کے اراکین سابق صدر غلام اسحاق خان، محمود ہارون کے علاوہ مولانا عبدالستار نیازی، جنرل کے ایم اظہر اور پیر برکات احمد بھی موجود تھے۔ انہوں نے بتایا کہ مرحوم کے والد عبدالعلیم صدیقی (ہیرلڈ والے) تھے اور وہ حضرت احمد رضا خان بریلوی کے شاگردوں اور ساتھیوں میں سے تھے۔ مرحوم کے ملک بھر میں لاکھوں مرید تھے۔ انہوں نے دنیا بھر میں لاکھوں افراد کو مسلمان کیا جن میں زیادہ تعداد امریکہ، یورپ، ہالینڈ اور افریقہ کے افراد کی ہے۔ انہوں نے سیاسی طور پر کسی ڈکٹیٹر کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی۔ مرحوم نے ساری زندگی غریبانہ، شریفانہ اور انکساری میں گزاری۔ انہوں نے 1970ء کی اسمبلی میں فعال ایم این اے کے طور پر بڑا کام کیا۔ اس سے قبل انہوں نے صدر یحییٰ خان سے کہا تھا کہ آپ پہلے ایوانِ صدر سے شراب اور اس کی بو نکالیں، ہم آپ سے پھر مذاکرات کریں گے۔ مرحوم نے تحریک ختم نبوت میں بڑا موثر اور عملی کردار ادا کیا۔

Marfat.com

1970ء کی قومی اسمبلی میں مرزائیوں کو قادیانی قرار دینے کا بل مرحوم نے پیش کیا۔ دوسرا یہ کہ آج صدر پاکستان، وزیراعظم، چیف آف آرمی سٹاف کے عہدوں کے لئے جو حلف نامہ نافذ العمل ہے، اس کی زبان مولانا نورانی کے ہاتھ کی تحریر کردہ ہے۔ انہوں نے 1973ء کے آئین میں کئی اسلامی دفعات کو شامل کرایا۔ مرحوم نے ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے مقابلے پر وزارتِ عظمیٰ کا الیکشن بھی لڑا۔ مرحوم نے نیروبی سے ایک انگریزی اخبار ''دعوت'' بھی نکالا جو ایک زمانے میں افریقہ کے بڑے معروف اخباروں میں شمار ہوتا تھا۔ مولانا مرحوم کے والد محترم نے اپنی وفات کے بعد اپنے داماد ڈاکٹر فضل الرحمان انصاری کو ورلڈ اسلامک مشن کا چیئرمین بنایا جبکہ ان کی وفات کے بعد مولانا نورانی کو مشن کا سربراہ بنایا گیا تھا۔ مولانا مرحوم کو آٹھ زبانوں پر عبور حاصل تھا جن میں انگریزی، اردو، عربی، فرانسیسی کے علاوہ چار افریقی زبانیں بھی شامل ہیں۔ مرحوم پوری دنیا میں تبلیغی مشن کے حوالے سے خاصے مقبول تھے۔ فرانس کی حکومت نے انہیں اقلیتی امور کا مشیر بنا رکھا تھا۔ انہوں نے ماریشیس میں اسلامک یونیورسٹی بنائی اور ہالینڈ میں ایک بہت بڑا تبلیغی سنٹر بنایا۔ پاکستان میں وہ کراچی میں میمن مسجد کے امام رہے۔ ہر ماہ رمضان المبارک میں وہ ایک طویل عرصہ سے تراویح پڑھا رہے تھے۔ 1964ء میں جب صدر ایوب خان کے دور میں جشن صدارت منایا گیا تو اس مسجد میں نمازیوں نے حکومت کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے گوہر ایوب کے ساتھ سخت رویہ اختیار کیا تو مولانا نورانی مرحوم نے بطور امام مسجد کہا کہ ''اللہ میاں نے اگر انہیں اپنے گھر بلا کر مارا (یہ حال کیا) ہے تو میں کیا کروں۔'' جس پر اس وقت کی حکومت نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا تھا۔ مرحوم خواجہ قمر الدین سیالوی کی وفات کے جے یو پی کے صدر بنے تھے۔ اس کے بعد وہ کراچی سے قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ مرحوم اتحاد بین المسلمین کے سب سے بڑے داعی تھے۔ ان کی کوششوں سے وزیراعظم بے نظیر

Marfat.com

بھٹواور وزیراعلیٰ منظور وٹو کے دور میں تمام مسالک کے علمائے کرام نے متفقہ ڈیکلریشن پر دستخط کئے تھے۔

امام کعبہ کی ذمہ داری سنبھالنا مولانا شاہ احمد نورانی کی دلی تمنا تھی

روزنامہ پاکستان (اسلام آباد)

انتہائی ذمہ دار ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کی دلی تمنا امام کعبہ کی ذمہ داری سنبھالنے کی تھی۔ یورپ سمیت دنیا کے تمام خطوں میں اسلام کی تبلیغ اور لیکچر دیتے رہے۔ اپنی خواہش کا اظہار اپنی انتہائی نجی محفلوں میں اکثر کرتے تھے تاہم لیبیا کے کرنل قذافی اور عراق کے سابق صدر صدام حسین کے ساتھ ذاتی تعلقات ہونے کی بناء پر انہیں یہ موقع نہ مل سکا۔

باسٹھ برس تک مسلسل نمازِ تراویح ادا کرائی ہیں۔ وفات سے ایک روز قبل مولانا نورانی کی گفتگو

(روزنامہ صحافت اسلام آباد)

متحدہ مجلس عمل کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی نے اپنی وفات سے ایک روز قبل یہاں اپنے قریبی ساتھی چوہدری عابد فضل داد کے ساتھ گفتگو میں اپنی زندگی کے بعض نمایاں حالات پر اظہارِ خیال کیا تھا۔ چوہدری عابد فضل داد کے مطابق شاہ احمد نورانی نے انہیں بتایا کہ وہ (نورانی) گذشتہ مسلسل 62 برس سے کراچی میں نماز تراویح ادا کراتے آرہے ہیں۔ دل کی تکلیف کے باعث انہیں گذشتہ رمضان المبارک میں نماز تراویح کے لئے مشکل درپیش آئی لیکن پھر بھی انہوں نے ہمت نہیں ہاری۔ نورانی نے یہ بھی بتایا تھا کہ وہ ان دنوں طبیعت میں بوجھل پن محسوس کر رہے ہیں اور پندرہ یا سولہ دسمبر کو اپنی انجیو گرافی کرائیں گے۔

Marfat.com

مولانا نورانی حج سیزن کے بعد عمرہ کیلئے جانا چاہتے تھے

روزنامہ نوائے وقت لاہور

مولانا شاہ احمد نورانی کے ترجمان حسنات احمد قادری نے طیارے میں نوائے وقت کو بتایا کہ مولانا نورانی پندرہ سال کے بعد اس بار حج سیزن کے بعد عمرے اور زیارتِ روضہ اقدس کی سعادت حاصل کرنے کے لئے حجازِ مقدس جانے والے تھے مگر موت نے انہیں مہلت نہ دی۔ وہ اپنے سسر مولانا فضل الرحمٰن مدنی کے انتقال کے موقع پر بھی مدینہ منورہ نہ جا سکے تھے۔

مولانا نورانی نے دوپہر کو میٹھی گاجر پکوائی

(روزنامہ نوائے وقت لاہور)

مولانا شاہ احمد نورانی نے جمعرات کی دوپہر کو اپنے خادم محمد فیاض سے میٹھی گاجر پکوائی مگر کھانے سے پہلے ہی خالق حقیقی سے جا ملے۔ انہوں نے تہجد اور فجر کی نمازیں ادا کیں۔ بعدازاں رات داڑھی کو مہندی لگائی۔

مولانا نورانی مجلس عمل کی قیادت سے سبکدوش ہونا چاہتے تھے۔ محمد احمد صدیقی

(روزنامہ نوائے وقت لاہور)

مولانا شاہ احمد نورانی مجلس عمل کی قیادت کی ذمہ داری سے سبکدوش ہونا چاہتے تھے۔ مولانا نورانی کے بہنوئی محمد احمد صدیقی نے نوائے وقت سے باتیں کرتے ہوئے کہا

Marfat.com

کہ مولانا نورانی کچھ عرصے سے یہ کہنے لگے تھے میں اب تھک گیا ہوں میرے لئے ذمہ داریاں پوری کرنا مشکل ہو رہا ہے۔ میں نے قاضی حسین احمد اور مولانا فضل الرحمٰن سے کئی بار کہا ہے کہ کسی اور کو موقع دیں۔ محمد احمد صدیقی نے کہا کہ آخری لمحات تک مولانا نورانی پاکستان اور اس کے مستقبل کے لئے فکر مند تھے۔

موجودہ صدی اسلام کے غلبہ کی ہے، اسلام کی کرنوں سے سارا عالم چمکے گا۔ مولانا نورانی کا آخری بیان

(روزنامہ نوائے وقت کراچی)

متحدہ مجلس عمل کے صدر اور سینٹ میں قائد حزب اختلاف مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی نے انتقال سے ایک روز قبل حیدر آباد میں انجمن طلبہ اسلام سندھ کے سابق جنرل سیکرٹری عبدالقادر چندریگر نورانی کی رہائش گاہ پر مُریدین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ اور اس کے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے محبت رسول ﷺ سے اپنے قلبوں کو منور کرنا ہوگا اور اس راہ پر چلنے کے لئے اولیاء کا دامن تھامنا ضروری ہے۔ اپنے اس آخری بیان میں انہوں نے کہا کہ رب العالمین نے امت محمدیہ ﷺ کے لئے بیش بہا نعمتوں اور رحمتوں کی بارش کی ہوئی ہے اور امت محمدیہ کے لئے انعام ہی انعام کی بشارت ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ صراطِ مستقیم کے راستے کو اختیار کیا جائے انہوں نے کہا کہ موجودہ صدی اسلام کے غلبے کی صدی ہے اسلام کی کرنوں سے تمام عالم ضرور چمکے گا اور ارضِ مقدس میں نظامِ مصطفیٰ کی بہاریں آئیں گی۔

Marfat.com

نورانی نے زندگی کی آخری ملاقات عتیق الرحمان سے کی

(روزنامہ صحافت اسلام آباد)

مولانا شاہ احمد نورانی نے زندگی کی آخری ملاقات جمعیت علماء جموں کشمیر کے صدر پیر عتیق الرحمان سے کی بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب یہاں نورانی کی رہائش گاہ پر ہونے والی ملاقات 11 سے 1 بجے تک جاری رہی جس میں ملک کی سیاسی صورتِ حال اور دیگر امور زیر بحث آئے۔

نورانی کو پارلیمنٹ میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نام کی قرارداد پیش کرنے کا اعزاز حاصل ہے

(روزنامہ انصاف لاہور)

مولانا شاہ احمد نے تحریک ختم نبوت میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی قرارداد بھی مولانا شاہ احمد نورانی نے پارلیمنٹ میں پیش کی تھی اور اس کی منظوری میں اہم کردار ادا کیا تھا جبکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نام کی قرارداد بھی انہوں نے ہی پیش کی تھی۔

اعلیٰ شعری ذوق کے ساتھ اچھی حس مزاح کے حامل تھے

متحدہ مجلس عمل کے صدر اور جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی مختلف زبانوں پر دسترس رکھتے اور اعلیٰ شعری ذوق کے ساتھ ساتھ بہت اچھی حس مزاح بھی رکھتے تھے۔ محافل میں گفتگو اور پریس کانفرنس کرتے ہوئے وہ اکثر حاضر جوابی کا مظاہرہ

Marfat.com

کرتے اور مشکل سے مشکل سوالات کا بھی ہلکے پھلکے انداز میں جواب دے کر سوال کرنے والے کو زچ کر دیتے تھے۔ مولانا شاہ احمد نورانی اپنی بذلہ سنجی سے محفل کو کشت زعفران بنا دیتے اور اپنی تقاریر میں بہت خوبصورت اور برمحل شعر سناتے تھے۔ وہ انگریزی پر مکمل عبور ہونے کے باعث پریس کانفرنس کے دوران انگریزی سوالات کا انگریزی میں جواب دیتے۔ ان کی قوتِ حافظہ بہت اچھی تھی اور اگر کوئی غلط اعداد و شمار یا واقعہ کی بناء پر سوال کرتا تو پہلے اسے درست کرتے اور پھر جواب دیتے۔ بعض اوقات عربی یا فارسی شعر سناتے تو اس کا ترجمہ بھی بتاتے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کا دستار و جبہ مخصوص لباس تھا اور ہمیشہ مختلف رنگوں کا اپنا مخصوص لباس زیب تن کرتے۔ وہ ہمیشہ خوشبویات لگا کر محافل میں آتے اور تمام عمر پان کھاتے رہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کی سب سے زیادہ دوستی مولانا عبدالستار خان نیازی مرحوم سے تھی لیکن وہ سیاسی اختلافات کی بناء پر الگ ہو گئے تو مولانا نورانی نے طویل عرصہ تک سیاست سے کنارہ کشی اختیار کئے رکھی۔ پیر صاحب پگاڑا جو اکثر سیاستدانوں کے متعلق فقرے چست کرتے رہتے ہیں نے مولانا شاہ احمد نورانی سے اپنی عقیدت کے باعث کبھی ان کے متعلق ایسی کوئی بات نہ کی اور ان کا نام ہمیشہ احترام سے لیا۔ مولانا شاہ احمد نورانی کے سیاستدانوں میں نوابزادہ نصر اللہ خان سے خصوصی مراسم تھے۔ نوابزادہ نصر اللہ خان نے جب بھی آم کے پھل کا موسم آیا تو انہیں تحفہ میں آم ضرور بھیجے۔ امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد نے ملک سے فرقہ واریت کے خاتمہ کے لئے مولانا شاہ احمد نورانی کے تعاون سے ملی یک جہتی کونسل بنائی تو مولانا شاہ احمد نورانی کو اس کا پہلا صدر بنایا گیا تھا۔ ملی یکجہتی کونسل نے ملک سے فرقہ واریت کے خاتمہ میں اہم کردار ادا کیا۔ مولانا شاہ احمد نورانی کے سیاسی قد کاٹھ اور مرتبے کی بنا پر انہیں متحدہ مجلس عمل کا پہلا صدر بھی بنایا گیا۔

Marfat.com

اسمبلی میں ارکان کے لئے اٹھایا جانے والا حلف مولانا شاہ احمد نورانی کا تحریر کردہ ہے

(روزنامہ محاسب مظفرآباد)

اسمبلی میں ارکان کے لئے اٹھایا جانے والا حلف مولانا شاہ احمد نورانی کا تحریر کردہ ہے۔ اسمبلی میں ارکانِ اسمبلی جو حلف اٹھاتے ہیں وہ مولانا شاہ احمد نورانی نے تحریر کیا تھا اور 1973ء کے آئین کی تشکیل میں ان کا بنیادی کردار تھا اور آئین میں مسلمان کی تشریح بھی ان کی تحریر کردہ تھی۔

مولانا شاہ احمد نورانی ساری زندگی کرائے کے گھر میں رہے، 6 ماہ قبل اہلیہ نے گھر خریدا

(روزنامہ خبریں لاہور)

مولانا شاہ احمد نورانی ساری زندگی کرائے کے گھر میں رہے۔ 6 ماہ قبل ان کی بیوی نے ذاتی گھر خریدا۔ مولانا شاہ احمد ساری زندگی میں اپنا گھر بھی نہ بنا سکے اور صرف چھ ماہ قبل اپنی اہلیہ کی پراپرٹی سے ایک گھر خریدا تھا۔ مولانا شاہ احمد نورانی کا ذاتی گھر مدینہ شریف میں تھا۔

Marfat.com

ایک شرابی نے شراب کی بوتل پر آدھا ملک توڑ دیا۔ 6 مارچ 1973ء میں قومی اسمبلی کے اجلاس سے مولانا نورانی کا تاریخی خطاب

(روزنامہ ایکسپریس لاہور)

مولانا نورانی 6 مارچ 1973ء کو قومی اسمبلی کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے آزادیٔ صحافت کے حکومتی تصور پر یوں تنقید کی ''پریس آزاد ہے...... ایڈیٹر گرفتار ہے۔ پریس آزاد ہے...... اخبار بند ہے۔ پریس آزاد ہے...... چھاپہ خانہ سیل ہے۔'' مولانا نے کہا تھا کہ ''یورپ میں شرابی کو ڈرائیونگ لائسنس نہیں دیا جاتا اور اگر کوئی شراب پی کر ڈرائیونگ کرے تو اس کا لائسنس منسوخ کر دیا جاتا ہے لیکن ہمارے ایک شرابی نے شراب کی بوتل پر آدھا ملک توڑ دیا اور دنیا کی بہترین فوج کو ذلیل فوجوں میں شمار کرا دیا۔ گاڑی شرابی کے ہاتھ ہے اس لئے آگے چلنا محال ہے۔ ملک کا ڈرائیور شرابی ہوگا تو ملک تباہ کر دے گا۔'' مولانا نے وزیراعظم کے اختیارات پر رائے زنی کرتے ہوئے کہا کہ ''وزیراعظم کو لائل پور کا گھنٹہ گھر بنا دیا گیا۔ عدلیہ کی سڑک بھی وزیراعظم پر آ رکی ہے۔ انتظامیہ اور الیکشن کمیشن کی سڑک بھی اسی سمت ہے۔ فوج میں کمیشن دینے کی سڑک بھی اسی گھنٹہ گھر پر رکتی ہے۔ اگر ہر شعبہ زندگی پر وزیراعظم کا قبضہ ہو گیا تو کہنا پڑے گا ''ہر شاخ پہ الو بیٹھا ہے'' اور پھر یہی سوال ہوگا کہ انجام گلستاں کیا ہوگا؟''

Marfat.com

خود پان کھاتے رہے، ضیاء الحق سے سگریٹ چھڑوادیئے۔

(روزنامہ ایکپریس لاہور)

ضیاء الحق نے مولانا نورانی پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ اس سے اربوں کا زرمبادلہ پان کی درآمد پر خرچ ہورہا ہے اور اگر سیاسی قائدین بھی پان کھائیں تو دوسرے لوگوں کو بھی ترغیب ملے گی۔ مولانا نورانی نے اگلے دن بیان دیا کہ پان تو ہندوستان سے آتا ہے جہاں اس کی تمام انڈسٹری سے بھارتی مسلمان ہی وابستہ ہیں اور یوں مسلمانوں ہی کا فائدہ ہورہا ہے مگر جنرل صاحب جو بے تحاشا غیر ملکی سگریٹ پیتے ہیں اس کا فائدہ تو عیسائیوں کو جارہا ہے۔ جنرل ضیاء نے یہ سن کر فوراً سگریٹ چھوڑنے کا اعلان کردیا اور ایک دن میں کئی پیکٹ سگریٹ پینے والے جنرل ضیاء نے اپنی حادثاتی موت تک سگریٹ کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔

شعلہ بیان مقرر، لوگ گھنٹوں سننے کے باوجود بھی نہ تھکتے

(روزنامہ ایکپریس لاہور)

مولانا شاہ احمد نورانی نہایت نفیس اور شستہ زبان بولتے تھے۔ ان کی گفتگو اتنی رسیلی ہوتی کہ لوگ گھنٹوں بلا تکان سنتے رہتے۔ ان کی زبان دانی کے ملک کے متعدد معروف شاعر بھی معترف تھے۔ کم ہی لوگ جانتے ہیں کہ کراچی کے ایک نامور شاعر مولانا شاہ احمد نورانی سے اصلاح لیا کرتے تھے۔ اس ضمن میں وہ اکثر سید عطاء اللہ بخاری کا حوالہ دیا کرتے تھے جن سے برصغیر کے ممتاز شاعر ساحر لدھیانوی اپنا کلام درست کروایا کرتے۔ مولانا مرحوم ہر رمضان المبارک میں اپنی تمام سیاسی سرگرمیاں مؤخر کرکے صبح کے اوقات

Marfat.com

میں اپنی والدہ ماجدہ کے سامنے قرآن حکیم کی دہرائی کیا کرتے اور یہ سلسلہ ان کی والدہ کی وفات تک چلتا رہا۔ یہ امر بھی ان کی زندگی کے ریکارڈ پر سنہری حروف کی طرح چمکتا رہے گا کہ **1974**ء کی قومی اسمبلی میں وہ قائد حزبِ اختلاف تھے اس سال کے اوائل میں مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کے لئے قومی اسمبلی میں چھ ماہ تک طویل بحث و مباحثہ چلتا رہا۔ ان جیسے عالم، مقرر اور ہر مکتبہ فکر میں مقبول سیاسی رہنما شاید اب ڈھونڈے سے نہ ملیں۔

ہماری ہٹ لسٹ شب برأت کو ساتویں آسمان پر بنتی ہے۔ مولانا نورانی کا ڈی ایس پی کو جواب

(روزنامہ جناح اسلام آباد)

علامہ شاہ احمد نورانی پر کراچی میں دو بار قاتلانہ حملہ ہوا۔ **1990**ء میں ڈی ایس پی کچھی میمن مسجد کے قریب واقع مولانا نورانی کی رہائش گاہ پر پولیس گارڈز لے کر گئے اور مولانا نورانی سے کہا کہ ہمیں خفیہ اطلاع ملی ہے کہ آپ کا نام دہشت گردوں کی ہٹ لسٹ پر ہے اس لئے آپ کی حفاظت کے لئے خصوصی انتظام کیا ہے اور پولیس گارڈز کو آپ کی رہائش گاہ پر متعین کرنے کا حکم ملا ہے۔ مولانا نورانی نے ڈی ایس پی اور پولیس گارڈز کو یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ مجھے اللہ نے پیدا کیا ہے اور وہ ہی میری حفاظت کرے گا۔ جہاں تک دہشت گردی کی ہٹ لسٹ کا تعلق ہے میرا اس پر ایمان نہیں ہماری ہٹ لسٹ شب برأت کی رات کو ساتویں آسمان پر بنتی ہے جس دن ہمارا نام ہٹ لسٹ پر آ گیا تو کوئی پولیس گارڈز اور فورس مجھے نہیں بچا سکے گی۔

Marfat.com

مولانا نے عیدالفطر کے موقع پر اپنی قبر کے لئے جگہ کا تعین کر دیا تھا

(روزنامہ نوائے وقت کراچی)

متحدہ مجلس عمل کے سربراہ اور روحانی پیشوا علامہ شاہ احمد نورانی نے اپنی قبر کی جگہ تعین حالیہ عیدالفطر کے موقع پر کر دیا تھا جہاں دو برس قبل ان کی والدہ کی تدفین ہوئی تھی۔ مولانا نورانی کا یہ معمول تھا کہ ہر عیدالفطر کی نماز کے بعد والدہ کی قبر پر فاتحہ خوانی کر کے اپنے گھر آتے تھے۔ حالیہ عیدالفطر کی نماز کچھی میمن مسجد میں ادا کرنے کے بعد حسب معمول اپنی والدہ کی قبر پر گئے اور فاتحہ پڑھی اور اپنے عصاء سے اپنی والدہ کی قبر پر قدموں کی جانب اشارہ کر کے کہا کہ میرے لئے یہ جگہ مناسب ہوگی۔

گذشتہ 64 سال سے تراویح پڑھا رہے تھے

(روزنامہ نوائے وقت کراچی)

مولانا شاہ احمد نورانی گذشتہ کئی برسوں سے برنس روڈ پر تراویح پڑھا رہے تھے۔ وہ رمضانوں میں سیاسی سرگرمیوں سے کنارہ کشی اختیار کرلیا کرتے تھے۔ ختم القرآن کے موقع پر مولانا نورانی کی دعا سننے کے لئے ہزاروں کی تعداد میں لوگ برنس روڈ آتے تھے۔ مولانا نورانی ہر سال رمضان شریف میں نماز تراویح کے اندر قرآن پاک سناتے تھے۔ جو پارہ تراویح میں سناتے تھے وہی پارہ دوسری مسجد میں نوافل کے اندر تلاوت کرتے اور وہی پارہ تیسری مسجد میں نماز تہجد میں تلاوت کرتے تھے۔ ختم قرآن کے بعد دو محافل شبینہ میں بھی قرآن پاک کی تلاوت کرتے تھے۔ جہانگیر پارک کراچی میں بہت بڑے شبینہ میں ہمیشہ

Marfat.com

تلاوت فرماتے رہے۔ اس طرح وہ ہر سال تراویح نوافل اور تہجد میں تین قرآن پاک ختم کرتے تھے لیکن اس سال طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے صرف نماز تراویح اور محفل شبینہ میں قرآن پاک سنایا۔

جنت البقیع میں تدفین کے لئے سعودی حکومت سے رابطہ

(روزنامہ پاکستان اسلام آباد)

متحدہ مجلس عمل کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کی وصیت اور ان کے لواحقین کی خواہش پر حکومت نے مولانا نورانی کی جنت البقیع میں تدفین کے لئے سعودی حکومت سے رابطہ کیا ہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کے لواحقین نے یہ خواہش جمعرات کو پمز ہسپتال کے سرد۔ خانے میں سپیکر قومی اسمبلی چوہدری امیر حسین سے ملاقات کے دوران کی اور کہا کہ مولانا نورانی کی یہ خواہش اور وصیت تھی کہ انہیں جنت البقیع میں دفن کیا جائے اس لئے حکومت مولانا نورانی کی جنت البقیع میں تدفین کے لئے سعودی حکومت سے بات کرے اور ان تک ہمارے جذبات پہنچائے جائیں۔ اس پر سپیکر نے فوری طور پر ہسپتال سے ہی صدر مملکت کے چیف آف سٹاف لیفٹیننٹ جنرل حامد جاوید سے ٹیلی فون پر رابطہ کیا اور انہیں مولانا نورانی کے لواحقین کے ان جذبات سے آگاہ کیا بعد میں انہوں نے دفتر خارجہ کے ذریعے سعودی حکومت سے بھی اس کی اجازت مانگی۔ سپیکر نے اس موقع پر مولانا نورانی کے لواحقین سے تعزیت کا اظہار بھی کیا اور کہا کہ وہ دھیمے مزاج کے انسان تھے جن سے میں نے بہت کچھ سیکھا۔ بعد میں سپیکر نے خود ان کی میت کو ہسپتال سے چک لالہ ایئر بیس کے لئے روانہ کیا۔ اس موقع پر وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور رضا حیات بھی موجود تھے۔

Marfat.com

مولانا نورانی نصف صدی سے زائد عرصے تک نماز تراویح پڑھاتے رہے کھلے سمندر کے لانچ میں تین روزہ قرآن ختم کرایا تھا

(روزنامہ جنگ لاہور)

مرحوم مولانا شاہ احمد نورانی نے 1963ء میں رمضان المبارک میں کھلے سمندر میں لانچ میں تین روزہ ختمِ قرآن کرایا تھا۔ 1970ء سے وہ عام شہریوں کے ساتھ اپنی پرانی رہائش گاہ پر سحری اور افطاری کا خصوصی اہتمام کرتے تھے۔ نصف صدی سے زیادہ عرصے تک وہ تراویح پڑھاتے رہے۔ 1950ء سے باقاعدگی کے ساتھ کچھی میمن مسجد میں تہجد کی نماز کی امامت کرتے تھے جبکہ 1971ء سے جناح مسجد میں تراویح پڑھاتے تھے۔ شاہ احمد نورانی کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے علامہ شاہ احمد نورانی کے برادر نسبتی ڈاکٹر رضوان فضل الرحمٰن کا انتظار کیا جا رہا ہے تاہم اگر وہ مدینہ منورہ سے نماز جنازہ کے لئے نہیں پہنچ سکے تو نماز جنازہ مدنی مسجد گلشن اقبال کے خطیب مولانا حسن حقانی پڑھائیں گے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کی افطار پارٹی بہت شہرت اور مقبولیت کی حامل تھی۔ مولانا ہر سال باقاعدگی سے 21 رمضان المبارک کو اپنی پرانی قیام گاہ پر افطار عشائیے کا اہتمام کرتے تھے۔ متحدہ مجلس کے چیئرمین علامہ شاہ احمد نورانی کو کراچی میں نیا گھر راس نہ آیا۔ وہ ساری زندگی کرائے کے گھر میں رہے چھ ماہ قبل اہلیہ کے اصرار پر نیا گھر خریدا مگر اس گھر میں رہنا نصیب نہ ہوا۔ علامہ شاہ احمد نورانی سیاست اور دینی کاموں کے علاوہ قیمتی پتھروں کا وسیع کاروبار کرتے تھے۔ ان کا کاروبار متحدہ عرب امارات، سعودی عرب اور بعض دوسرے ممالک میں تھا۔ مولانا شاہ

Marfat.com

احمد نورانی نے پارلیمنٹ ہاؤس میں واقع ڈسپنسری سے مفت ادویات لینے سے انکار کر دیا تھا۔ وہ اپنا کوئی میڈیکل بل سینٹ سیکرٹریٹ کو نہیں بھجواتے تھے۔ انہوں نے اپنے احباب سے کہہ رکھا تھا کہ اگر سینٹ میں انہیں قائد حزب اختلاف بنایا بھی گیا تو وہ سرکاری رہائش سمیت کوئی بھی مراعات نہیں لیں گے۔ اسلام آباد میں اس وقت مولانا نورانی اپنے ایک عزیز کے گھر پر قیام کیا کرتے تھے اور انہی کی ایک چھوٹی گاڑی کو استعمال کیا کرتے تھے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کی بھانجی مسز عزیز رضا نوری نے بتایا کہ مولانا نے جمعرات کی شام انہیں اپنے گھر مدعو کر رکھا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ اسلام آباد میں حال ہی میں پرنسپل ایف جی گرلز سیکنڈری سکول کے عہدہ سے ریٹائر ہوئی تھیں۔ ماموں مجھے کہہ رہے تھے کہ میں جے یو پی میں شامل ہوں اور خواتین کو منظم کروں۔ انہوں نے روتے ہوئے کہا کہ میرا میزبان آج دعوت کے وقت سے پہلے ہی چلا گیا ہے۔

امریکیوں سے وہی سلوک کریں جو وہ مسلمانوں سے کر رہے ہیں۔ نورانی۔ مولانا نورانی کا انٹرویو

(روزنامہ جنگ لاہور)

مولانا شاہ احمد نورانی نے ”جنگ“ کو دیئے جانے والے آخری خصوصی انٹرویو میں کہا تھا کہ امریکہ میں عوام کے حقوق سلب ہیں اور مسلمانوں کو فنگر پرنٹس دینے پڑ رہے ہیں۔ یہ سراسر آمریت ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا تھا کہ جو امریکی اسلامی ممالک میں آئیں ان کے فنگر پرنٹس اور ایڈز سے پاک ہونے کا سٹوفکیٹ لیا جائے۔ ان کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے جو وہ مسلمانوں کے ساتھ کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کا سرمایہ امریکی اور یورپی بنکوں میں ہے اور ان کے مفادات امریکیوں سے وابستہ ہیں۔ کراچی میں امن وامان کے حوالے سے نورانی ہمیشہ

Marfat.com

پریشان اور تشویش میں نظر آئے۔ وہ کہتے تھے امریکہ کراچی کو الگ کرنا چاہتا ہے۔ رینجرز کو اختیارات دینے کے بارے میں مولانا کہتے تھے کہ یہ پولیس کی ناکامی ہے۔ کراچی آسیب زدہ شہر بن چکا ہے۔ ان کا کراچی کے معاملات کی تحقیقات کے لئے کمیشن بنانے کا مطالبہ سرفہرست رہا۔

مولانا کے انتقال کی خبر سنتے ہی کراچی میں تمام سینما گھروں کے بورڈ ڈھانپ دیئے گئے

(روزنامہ ملتان)

متحدہ مجلس عمل کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال کی خبر سنتے ہی جمعرات کو کراچی میں تمام سینما گھروں کے نمائشی بورڈ کپڑوں سے ڈھانپ دیئے گئے۔ ایم اے جناح، صدر اور دیگر علاقوں میں کوئی بورڈ نظر نہیں آ رہا تھا۔

میرا بادشاہ مر گیا

(روزنامہ ملتان)

پھٹے پرانے کپڑوں اور ویران چہرہ سے وہ مجذوب دکھائی دیتی تھی۔ وہ معذور تھی۔ ہجوم میں سے راہ بناتی، بیساکھی کی مدد سے آہستہ آہستہ چلتے ہوئے وہ مولانا نورانی کی رہائش گاہ کے بڑے گیٹ پر پہنچی، اسے باہر ہی روک لیا گیا۔ وہ بضد تھی کہ وہ اندر جائے گی اور میت کا دیدار کرے گی۔ پوچھنے پر اس نے اپنا نام زینب بتایا۔ اس نے کہا وہ عبداللہ شاہ غازی کے مزار پر ہوتی ہے۔ وہاں شاہ جی (شاہ احمد نورانی) آیا کرتے تھے۔ میں ان کی عقیدت مند ہوں۔ وہ بادشاہ تھے۔ میرا بادشاہ مر گیا۔

Marfat.com

مولانا نورانی پر پی ایچ ڈی کیا جارہا ہے

(روزنامہ جنگ لاہور)

مولانا شاہ احمد نورانی پر پنجاب میں پی ایچ ڈی کیا جارہا ہے۔ مرحوم کی حیات اور کارناموں پر پنجاب یونیورسٹی کے لیکچرر مجیب احمد ریسرچ کر رہے ہیں۔ وہ اپنے تحقیقی مقالے کو شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ مجیب احمد نے بتایا کہ انہوں نے قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد کے ہسٹری ڈیپارٹمنٹ سے مولانا شاہ احمد نورانی پر پی ایچ ڈی کرنے کے لئے رجسٹریشن کرایا۔

آپ کو شاید مجھے الوداعی پارٹی دینے کی ضرورت نہ پڑے۔ مولانا شاہ احمد نورانی

(روزنامہ جنگ لاہور)

پیپلز پارٹی پارلیمنٹرین کے سینٹ میں پارلیمانی لیڈر سینیٹر میاں رضا ربانی نے کہا کہ گذشتہ روز پارلیمنٹ ہاؤس میں واقع اپوزیشن چیمبر میں ہم سب مولانا نورانی کے ہمراہ بیٹھے تھے۔ میں نے ازراہِ مذاق مولانا سے کہا کہ مولانا ہم آپ کے لئے ''فیئر ویل پارٹی'' کا اہتمام کب کریں یعنی آپ اپوزیشن کیمپ کو چھوڑ دیں گے تو آپ کے اعزاز میں الوداعی پارٹی ہونی چاہئے۔ اس پر مولانا نورانی مسکرا دیئے اور کہا کہ شاید آپ کو مجھے الوداعی پارٹی دینے کی ضرورت نہ پڑے۔

Marfat.com

نورانی کو دورۂ سعودی عرب کی دعوت ملی تھی

(روزنامہ جنگ لاہور)

مولانا شاہ احمد نورانی کو شوال کے مہینے میں سعودی عرب آنے کی دعوت ملی تھی۔ مولانا کی سسرال بھی سعودی عرب میں ہے اور ان کے بہت سے مرید اور قریبی رشتہ بھی سعودی عرب میں رہائش پذیر ہیں۔ کئی سال سے مولانا کے سعودی عرب آنے پر پابندی عائد تھی۔

مولانا نورانی

انور شعور۔ روزنامہ جنگ لاہور

کل زباں پر تھا آہ نصر اللہ
آج لب پر ہے آہ نورانی
شمع جمہوریت اٹھائے ہوئے
کر گئے کوچ شاہ نورانی

☆☆☆

Marfat.com

مولانا شاہ احمد نورانی مستحق افراد کی خاموشی سے مدد کرتے تھے۔ قریبی ساتھی غیور احمد کی گفتگو

(روزنامہ صحافت اسلام آباد)

جمعیت علمائے پاکستان کے قائد مولانا شاہ احمد نورانی کے پرانے دوست سابق سفیر غیور احمد نے مولانا کے ساتھ پرانی یادوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ میرٹھ میں ہم میٹرک میں کلاس فیلو تھے تاہم انہوں نے بعد ازاں پرائیویٹ طالبعلم کی حیثیت سے امتحان دیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ ایک دفعہ اپنے استاد سے گرائمر کے سوال سمجھنے کے لئے ان کے گھر جاتے ہوئے ہندوؤں کے ایک محلے سے گزرے۔ وہاں ہندو مسلم فساد ہوا تھا، نورانی میاں کی اس عمر میں بھی داڑھی تھی۔ طویل محلے میں ہندو برچھیاں اور ڈنڈے لئے کھڑے تھے۔ میں نے تشویشناک صورت دیکھ کر نورانی میاں کو متوجہ کیا اور کہا مولانا ہم تو پھنس گئے۔ انہوں نے کوئی عمل پڑھنا شروع کیا چنانچہ ہم اس محلے سے خیر و عافیت سے نکل آئے۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے کہا اللہ کو یاد کریں تو اللہ مدد فرماتا ہے، غیور احمد نے مزید بتایا کہ نورانی 1950ء میں میرٹھ سے کراچی آئے اور کرائے کے مختصر سے مکان میں عمر گزار دی۔ حال ہی میں انہوں نے مکان خریدا تھا انہوں نے بتایا کہ وہ سفارش کو سخت ناپسند کرتے تھے سرکاری ملازمت کے دوران ایک بار میں نے ان سے کہا کہ میری سرکاری رہائش کے لئے کسی وزیر سے کہیں مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ وہ مستحق افراد کی خاموشی سے مدد کرتے تھے۔

نورانی میاں مہربان اور غریب پرور انسان تھے۔ ہمسایہ دکانداروں کے تاثرات (روزنامہ پاکستان اسلام آباد)

مولانا نورانی غریب پرور انسان اور اعلیٰ درجے کے مہمان نواز تھے۔ کوئی بھی شخص خواہ وہ میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے ان کے گھر پر دستک دیتا تھا تو وہ اسے گلے لگا لیا کرتے تھے۔ انہیں عطر میں "مجموعہ" پسند تھا اور اپنے مریدین کو بھی تحفے میں "مجموعہ" ہی دیا کرتے

Marfat.com

تھے۔ ان تاثرات کا اظہار مولانا شاہ احمد نورانی کی کچھی میمن مسجد صدر والی رہائشگاہ سے متصل دکانداروں نے این این آئی سے بات چیت کرتے ہوئے کہا۔ مولانا نورانی کے حجام 65 سالہ محمد رفیق سے جب مولانا کے بارے میں بات کی تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور وہ رو پڑا۔ اس نے روتے ہوئے بتایا کہ مولانا ہمیشہ مجھ سے ہی حجامت بنواتے تھے۔ بڑے خوش اخلاق تھے۔ رہائشگاہ تبدیل کرنے کے باوجود وہ مجھے ڈیفنس میں واقع گھر پر بلا کر حجامت بنواتے تھے۔ محمد رفیق نے بتایا کہ رمضان کے مہینے میں میری ٹانگ میں فریکچر ہو گیا تھا۔ جس کے باعث کئی مہینے دوکان پر نہیں آیا۔ مولانا برابر میری خیریت دریافت کرتے رہے اور اس دوران کسی اور سے بال نہیں کٹوائے۔ محمد رفیق نے بتایا کہ عید کی نماز اس نے کچھی میمن مسجد میں مولانا کی اقامت میں پڑھی تھی۔ مولانا کی رہائشگاہ کے عین نیچے واقع فاسٹ فوڈ کی دوکان کے مالک 30 سالہ اویس قریشی نے بتایا کہ اس کا مولانا سے دن رات کا ملنا تھا۔ اس نے بتایا کہ مولانا نورانی سے اچھا آدمی کہیں نہیں دیکھا۔ وہ ننگے سر رہنے والوں کو پسند نہیں کرتے تھے اور سر پر ٹوپی رکھنے کی تاکید کرتے تھے۔ اویس قریشی نے بتایا کہ رمضان میں مولانا اکثر دکانداروں کو سحری اور افطاری کی دعوت دیا کرتے تھے اور اس موقع پر وہ خود لوگوں کی خدمت کرتے تھے۔ اویس قریشی نے بتایا کہ مولانا ہم لوگوں کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ دن رات میں کسی بھی وقت ان کے پاس کسی کام کے لئے جاتا تو وہ ضرور کیا کرتے تھے۔ اس نے بتایا کہ مولانا نے میرا نکاح بھی پڑھایا تھا اور کوئی معاوضہ نہیں لیا تھا۔ بعد ازاں انہوں نے میری نومولود بیٹی کا نام نور خاتون رکھا تھا۔ اویس قریشی نے بتایا کہ مولانا کی زوجہ محترمہ کو دوکاندار اماں جی کہہ کر پکارتے تھے۔ پہلے صاحب

Marfat.com

ا ، ے حد افسوس ہوا ہے۔ مولانا میرا بڑا خیال رکھتے تھے۔ ان کی وجہ سے کبھی بھی کسی پولیس والے نے مجھے تنگ نہیں کیا۔ میں نے مولانا کی پہلی تقریر جیکب لائن میں سنی تھی۔ وہ مجھے ہر جمعرات کو گھر بلا کر کھانا کھلاتے تھے۔ اکثر ان کے بچے مجھے کھانا پہنچایا کرتے تھے۔

عطر فروش محمد عرفان شاہد نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مولانا بہت اچھے آدمی تھے۔ وہ انتہائی اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔

مولانا کے انتقال سے ہم یتیم ہو گئے۔ سینٹ میں قائد حزب اختلاف کے عملے کے تاثرات

(روزنامہ پاکستان اسلام آباد)

پارلیمنٹ ہاؤس میں قائد حزب اختلاف سینٹ کے چیمبر میں متحدہ مجلس عمل کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کے ساتھ کام کرنے والے عملہ کے اراکین نے ان کی وفات پر گہرے دکھ اور رنج کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال سے یتیم ہو گئے ہیں۔ وہ انتہائی شفیق اور پیار کرنے والے بزرگ تھے۔ سادگی، رواداری، برداشت اور اصول پسندی ان کی ذات کا طرۂ امتیاز تھا۔ کوئی ان کا نعم البدل نہیں ہو سکتا۔ ان خیالات کا اظہار مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم کے پی اے چوہدری خالد حسین، قاصد محمد تاج اور نائب قاصد شہباز نے جمعہ کو سینٹ کے اجلاس کے موقع پر آن لائن سے بات چیت کے دوران کیا۔ چوہدری خالد حسین نے بتایا کہ مولانا شاہ احمد نورانی بدھ کی شام کو دفتر سے جاتے ہوئے پیغام دے کر گئے کہ وہ جمعرات کو بارہ بجے پریس کانفرنس سے خطاب کے لئے پارلیمنٹ ہاؤس آئیں گے لیکن ان کے آنے کی بجائے ہم تک ان کی موت کی خبر

Marfat.com

پہنچی ہمیں ان کی وفات سے بہت صدمہ پہنچا ہے ہم یتیم ہو گئے ہیں۔ وہ بہت بڑے عالم دین، بزرگ سیاستدان اور سینئر ترین پارلیمنٹرین تھے۔ ان کے ساتھ کام کرنا ہمارے لئے باعث فخر تھا۔ انہوں نے کہا کہ مولانا شاہ احمد نورانی ہم سے اپنے بچوں کی طرح پیار کرتے تھے۔ وہ ہر چھوٹے بڑے کو بھائی اور خواتین کو ہمیشہ بہن کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔ انہوں نے ہمیشہ اصولوں کی پاسداری کی اور سینیٹر بننے کے بعد سے وفات تک انہوں نے کبھی سینٹ کی ڈسپنسری سے ادویات نہ لیں۔ وفات سے ایک روز قبل انہوں نے عارضۂ قلب کے لئے کچھ ادویات منگوائیں۔ ان کے سیکرٹری نے ذاتی طور پر فیصلہ کیا کہ بازار سے ادویات منگوانے میں تاخیر ہوگی اس لئے سینٹ ڈسپنسری سے وہ گولیاں لے لی جائیں۔ جب وہ میڈیکل سلپ پر دستخط کرانے کے لئے مولانا شاہ احمد نورانی کے پاس گئے تو وہ اس پر کچھ ناراض ہوئے اور سلپ کو پھاڑتے ہوئے کہا کہ جب میں اپنی جیب سے ادویات لے سکتا ہوں تو میں مفت کی سرکاری ادویات کیوں لوں؟ اس کے بعد بازار سے ان کے لئے ادویات لائی گئیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی ہمیشہ چیک اپ اور علاج کے لئے پولی کلینک جاتے تھے انہیں پمز ہسپتال پسند نہیں تھا اسی وجہ سے انہیں ہارٹ اٹیک ہونے کے بعد نزدیکی پمز اسپتال پہنچانے کی بجائے پولی کلینک لایا گیا لیکن زندگی نے ان کے ساتھ وفا نہ کی۔ قائد حزب اختلاف سینٹ کے چیمبر میں کام کرنے والے قاصد محمد تاج نے بتایا کہ مولانا شاہ احمد نورانی میں بہت زیادہ سادگی، رواداری اور برداشت تھی۔ انہوں نے دفتر میں اپنے استعمال کی کوئی چیز نہیں رکھی تھی۔ وہ چھڑی اور پاندان کے ساتھ آتے اور وہ ساتھ لے کر چلے جاتے۔ ایک مرتبہ جب وہ وضو کے لئے جانے لگے تو میں نے انہیں چپل اٹھا کر دی تو وہ اس پر خفا ہوئے اور کہا کہ تم نے میرے جوتے اٹھا کر میرا سر نیچا کر دیا ہے۔ ہمیں اتنا پیار کبھی اپنے والدین سے نہیں ملا جتنا انہوں نے ہمیں دیا۔ ہمیں ان کے انتقال سے بہت

Marfat.com

صدمہ پہنچا ہے۔ نائب قاصد شہباز خان نے کہا کہ مولانا شاہ احمد نورانی اپنی دفتر آمد پر ہمارے کھڑے ہونے پر خفا ہوتے تھے اور بیٹھے رہنے کی تلقین کرتے تھے اور ہم سے بہت زیادہ پیار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔

☆☆☆

مولانا نے آخری نمازِ جمعہ حیدر آباد میں پڑھائی

رپورٹ ہفت روزہ وجود، کراچی

علامہ شاہ احمد نورانی نے آخری نماز جمعہ مدینہ مسجد سرے گھاٹ حیدر آباد میں پڑھائی۔ مولانا نورانی کے عقیدت مندوں کی ایک بڑی تعداد حیدر آباد شہر میں رہتی ہے۔ وہ 1977ء کے انتخابات میں حیدر آباد کے ایک حلقہ انتخاب سے قومی اسمبلی کے رکن بھی منتخب ہوئے تھے۔ تاہم ان انتخابات کے بعد اسمبلی کا بائیکاٹ کر کے قومی اتحاد کی تحریک شروع ہو گئی تھی۔ بعد ازاں کراچی اور حیدر آباد میں جب ایم کیو ایم کا غلغلہ بلند ہوا تو اس پورے عرصے میں مولانا نورانی نے تین مرتبہ حیدر آباد سے ہی انتخابات میں حصہ لیا مگر ناکام ہوئے۔ لیکن جب ایم کیو ایم کا طوفان تھما۔ جذبات کی آندھی رکی تو ایک مرتبہ پھر متحدہ مجلس عمل کے پلیٹ فارم سے جمعیت علمائے پاکستان کے صوبائی صدر صاحبزادہ زبیر کو حیدر آباد کی ایک مذکورہ نشست کا ٹکٹ دیا گیا جس میں صاحبزادہ زبیر نے کامیابی حاصل کی۔ مولانا نورانی نے 4 دسمبر کو صاحبزادہ زبیر کے بیٹوں کی شادی میں شرکت کی اور 5 دسمبر کو اپنی زندگی کی آخری نماز جمعہ مدینہ مسجد میں ادا کی۔

اب کسے ڈھونڈتی پھرے گی ہوا
شہر میں اک چراغ تھا' نہ رہا

Marfat.com

داعی اسلام مولانا شاہ احمد نورانی کی 78 سالہ جدوجہد پر ایک نظر

تحریر حضرت شام (روزنامہ جناح اسلام آباد)

پاکستان کی سیاست تاریکیوں کا دوسرا نام ہے۔ ان ظلمتوں میں بعض ایسے ستارے بھی چمکے جن کی قیادت پر قوم فخر کرسکتی ہے۔ ایسے ہی سیاستدانوں میں مولانا شاہ احمد نورانی ایک منفرد حیثیت کے حامل تھے۔ جن کے سیرت و کردار نے سیاست کو ایک وقار بخشا اور ان کی نورانی کرنوں نے ان اندھیروں میں روشنی کا سامان پیدا کیا۔ انہوں نے مذہب اور سیاست کے درمیان پائی جانے والی خلیج کو ختم کیا۔ سیاست کے میدان میں نئے اسالیب اور روایات متعارف کرائیں۔ انہوں نے اس دور میں کارزار سیاست میں قدم رکھا جب علماء و مشائخ کے بارے میں یہ تاثر عام تھا کہ وہ حکومت کی کاسہ لیسی کے علاوہ اور کچھ نہیں کرسکتے اور حکومت سے اختلاف کی ان میں جرات ناپید ہے مولانا شاہ احمد نورانی کی زندگی انقلابات کا نمونہ تھی۔ صرف آٹھ سال کی عمر میں کلام پاک کا حفظ کرنا ان کی غیر معمولی ذہانت کی نشاندہی کرتا ہے۔ وہ جدید تعلیم سے آراستہ اور قدیم طرز تعلیم کے بھی ماہر تھے۔ یعنی وہ الہٰ آباد یونیورسٹی کے گریجویٹ بھی تھے اور درس نظامی میں مکمل مہارت کے حامل بھی۔ اسی لیے وہ نام نہاد جدید تعلیم یافتہ طبقہ سے بھی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرسکتے تھے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے بحیثیت طالب علم تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ انہوں نے میرٹھ کی سطح پر نوجوانوں کو ہندوؤں کا مقابلہ کرنے کے لئے عسکری انداز میں منظم کیا تھا۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی حمایت میں سنی کانفرنسوں کے انعقاد میں بڑھ چڑھ کر

Marfat.com

حصہ لیا۔ مولانا نورانی عربی، فارسی، انگریزی، سواحلی اور فرانسیسی زبانیں بڑی روانی سے بولتے تھے۔ انہوں نے اپنے جد امجد مولانا عبدالحکیم صدیقی اور والد شاہ عبدالعلیم صدیقی کے اصول طریقت کو اپنایا۔ 1953ء کے بعد مولانا نورانی نے اپنے عالمی فرائض سنبھال لیے۔ ان کو بہتر انداز میں جاننے کے لیے ہم ان کی عالمی مصروفیات مختصراً ترتیب سے بیان کرر ہے ہیں۔

1- 1955ء میں عالم اسلام کی عظیم تاریخی یونیورسٹی جامعہ الازھر (مصر) کے علماء کی دعوت پر مصر تشریف لے گئے۔

2- 1956-58ء میں مولانا شاہ احمد نورانی نے حضرت مفتی ضیاء الدین بابا خانوف مفتی اعظم روس کی خصوصی دعوت پر روس کا تبلیغی دورہ کیا۔

3- 1959ء میں مشرق وسطیٰ کا خیر سگالی کا دورہ کیا۔

4- 1960ء میں مولانا نورانی نے سری لنکا اور شمالی افریقہ کا دورہ کیا۔

6- 1962ء میں نائیجریا کے وزیراعظم احمد و بیلو شہید کی دعوت پر وہاں تشریف لے گئے اور ان کے ذاتی مہمان کی حیثیت سے 3 ماہ کا تبلیغی دورہ کیا۔

مولانا کی شادی:

1962ء ہی میں اس قدر مصروفیات کے دوران مدینہ منورہ میں مولانا نورانی کی شادی انجام پائی۔

7- 1963ء میں مولانا نے ترکی، فرانس، مغربی جرمنی، برطانیہ، ماریشس، نائیجیریا اور اسکینڈے نیوین ممالک کا تبلیغی دورہ کیا۔

1962-63ء کی تفصیل دیکھ کر یہ خیال آتا ہے کہ عموماً لوگ شادی کے قریب

Marfat.com

اور بعد اپنی تمام مصروفیات ترک کر دیتے ہیں اور زیادہ تر گھریلو زندگی کے گرد کچھ عرصہ ضرور گھومتے ہیں مگر مولانا نے جدوجہد جاری رکھی۔

8- 1964ء میں مولانا نورانی نے امریکہ (یو ایس اے)' جنوبی امریکہ اور کینیڈا کا تبلیغی دورہ کیا۔

9- 1968ء میں مناظرہ۔ اسلامک ریویو لندن (برطانیہ) کے قادیانی ایڈیٹر سے ٹرینی ڈاڈ میں ساڑھے پانچ گھنٹے مناظرہ کیا بالآخر وہ کتابیں چھوڑ کر بھاگ گیا۔

10- 1969ء میں مولانا نے پاکستان آنے کے بعد سب سے پہلے بیان قادیانی فتنہ پر دیا۔

11- 1970ء میں جمعیت علمائے پاکستان کی جانب سے کراچی سے قومی اسمبلی کا انتخاب لڑا اور پہلی جست میں کامیاب ہوئے۔

12- 1971ء میں علامہ نورانی نے سعودی عرب اور مشرق وسطیٰ کے دیگر ممالک کا تقریباً ڈیڑھ ماہ کا دورہ کیا۔

13- 1972ء میں فتنہ مرزائیت پر قومی اسمبلی میں خطاب کیا۔

14- 1973ء میں ذوالفقار علی بھٹو کے مقابل متحدہ جمہوری محاذ کا قیام۔

15- 1974ء میں مولانا شاہ احمد نورانی نے 12 اپریل 1974ء کو بریڈ فورڈ (برطانیہ) کے سینٹ جارجز ہال میں ایک عظیم الشان عالمی کانفرنس کی صدارت کی۔

16- 30 جون 1974ء میں مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لئے قرارداد پیش کی جس کے تحت ہمیشہ کے لیے مرزائیوں کو پاکستان کے آئین میں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔

Marfat.com

17- چیئرمین ورلڈ اسلامک مشن کی حیثیت سے 1975ء میں مولانا شاہ احمد نورانی نے مولانا عبدالستار خان نیازی، پروفیسر شاہ فریدالحق، علامہ ارشد القادری پر مشتمل وفد کی قیادت کرتے ہوئے امریکہ، افریقہ اور یورپ کا دورہ کیا۔

18- 1976ء میں جمعیت علمائے پاکستان کی طرف سے پاکستان کے مختلف علاقوں کا دورہ کیا۔

19- 1977ء میں تحریک نظام مصطفیٰ میں گرفتاریاں اور قاتلانہ حملہ۔

20- 1974ء کے تبلیغی دورے ماریشس (افریقہ) گئے وہاں ایک اسلامی دارالعلوم کی بنیاد رکھی۔ مئی 1978ء میں علامہ نورانی کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ) کے تبلیغی دورہ پر روانہ ہوئے۔ کیپ ٹاؤن کے میئر نے جوابی خطاب میں مولانا کو ''سفیر اسلام'' کے خطاب سے مخاطب کیا۔ اس دورے میں 105 افریقی، یورپی اور مقامی افراد نے اسلام قبول کیا۔

21- 1979ء میں علامہ نورانی نے برمنگھم (برطانیہ) میں منعقدہ عظیم الشان نظام مصطفیٰ کانفرنس میں شرکت کی۔

22- فروری 1980ء میں امریکہ کے شہر نیویارک میں کولمبیا یونیورسٹی کے انٹرنیشنل ہال میں ''اسلام کی ہمہ گیریت'' کے موضوع پر انگریزی میں خطاب کیا۔ یونیورسٹی کی ایک پروفیسر خاتون نے مولانا نورانی کی تقریر سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا۔

23- 1981ء میں جنوری میں کینیا کے مسلمانوں کی دعوت پر روانہ ہوئے پہلے مکہ مکرمہ (سعودی عرب) میں عمرہ ادا کیا۔

24- 18 دسمبر 1982ء کو مولانا شاہ احمد نورانی ماریشس کے تبلیغی دورہ پر گئے اس دورہ

Marfat.com

میں بہت سے قادیانی (مرزائی) ان کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

-25 1983ء 10 جنوری کو ڈربن (جنوبی افریقہ) گئے جہاں انہوں نے میلاد مصطفیٰ کانفرنس سے خطاب کیا۔

-26 1984ء جنوری میں ماریشس کے لئے روانہ ہوئے جہاں کئی غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ بمبئی (بھارت) کے راستے آتے ہوئے اجمیر شریف حاضری کی خواہش کی پانچ روز بمبئی ایئرپورٹ پر انتظار کیا مگر ہندوستانی حکومت نے اجازت نہ دی۔ اسی سال مولانا نے برطانیہ میں چھ مساجد کا سنگ بنیاد رکھا۔

-27 1985ء 4 اور 5 مئی کو ورلڈ اسلامک مشن برطانیہ کے تحت ویمبلے ہال لندن میں ''حجاز مقدس کانفرنس'' میں شرکت کی۔

-28 1986ء میں مولانا نے برطانیہ' ہالینڈ' ماریشس کا تبلیغی دورہ کیا۔

-29 24 مارچ 1986ء کو ایران عراق جنگ ختم کرانے کے لیے ورلڈ علماء کانفرنس کی قائم کردہ کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کے لیے عراق گئے۔ نومبر میں برطانیہ' جنوبی افریقہ' فرانس اور کینیا کا تفصیلی دورہ کیا۔

-30 1987ء ہالینڈ میں ایک مسجد کا افتتاح کیا اور بہت سے مذہبی اجتماعات سے خطاب کیا۔

-31 دسمبر 1987ء میں تھائی لینڈ' جرمنی' سوئٹزرلینڈ اور افریقی ممالک کا دورہ کیا۔ ہالینڈ اور برطانیہ میں مساجد کا افتتاح کیا۔ عراق اور ہالینڈ گئے۔

-32 اگست 1988ء میں جامع مسجد لسٹر (برطانیہ) کا سنگ بنیاد رکھا۔

-33 1989ء میں بھارت کا تبلیغی دورہ کی۔ ہندومت اور اسلام کے تقابل پر لیکچر دیئے۔

Marfat.com

34- 1996ء میں ناروے کے دارالحکومت اوسلو میں پہلی مسجد کا افتتاح کیا۔

یوں تو مولانا شاہ احمد نورانی کے دوروں کی مصروفیات انہیں اس بات کی اجازت ہی نہیں دیتیں تھیں کہ وہ کتابیں لکھ سکیں جبکہ اس دور میں گھر بیٹھ کر کتابیں لکھنے والے کو کتابی مبلغ کہہ کر بڑھا چڑھا کر بیان کیا جاتا ہے مگر مولانا نے وقت نکال کر چند کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں عیسائیت اور مرزائیت کی رد میں دو ضخیم کتابیں بھی شامل ہیں۔

1- دی سیل آف پرافٹ (مہر نبوت)

2- جیس کرائسٹ ان دی لائٹ آف قرآن۔ (یسوع مسیح قرآن کی روشنی میں)

3- جیل کے دن، جیل کی راتیں (تحریک نظام مصطفیٰ میں اسیری کے دوران تحریر کی)

مولانا شاہ احمد نورانی ____ خاکہ

(2003ء......1926ء)

☆ پیدائش: 1926ء میرٹھ انڈیا

☆ والد کا نام: شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی

☆ آٹھ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا۔

☆ گریجوایشن: نیشنل عربیہ کالج میرٹھ انڈیا

☆ ڈگری: فاضل عربی الہ آباد یونیورسٹی

ڈگری: درس نظامی (فاضل) دارالعلوم عربیہ میرٹھ انڈیا

☆ تحریک پاکستان کے ''نیشنل گارڈ فورسز'' کو منظم کیا اور سینکڑوں عوامی جلسوں سے خطاب کیا۔

Marfat.com

☆ قیام پاکستان کے بعد 1970ء تک مختلف ممالک میں اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے سینکڑوں غیر مسلم علماء کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔

☆ ''عالمی مسلم علماء تنظیم'' کے اعزازی سیکرٹری جنرل بھی رہے اور 11 سال تک اتحاد بین المسلمین کے لئے جدوجہد کرتے رہے۔

☆ قادیانیوں اور عیسائیوں کے ساتھ مذاکرات کر کے تقریباً چھ سو سے زائد قادیانیوں کو اسلام کی دولت سے مالا مال کیا۔

☆ قومی اسمبلی میں متحدہ حزب اختلاف پارٹی کے سیکرٹری جنرل کے عہدے پر فائز رہے۔

☆ جمعیت علمائے پاکستان کے صدر تھے۔

☆ 1974ء میں بریڈفورڈ (یوکے) میں ہونے والی اسلامی سربراہی کانفرنس کی صدارت کی۔

☆ وفات: 11 دسمبر 2003ء اسلام آباد

سیاست دست شفقت سے محروم ہوگئی

تحریر ندیم اپل (روزنامہ انصاف لاہور)

سال 2003ء اس اعتبار سے بڑا اسفاک ثابت ہوا ہے کہ اس نے ملک کی تین اہم سیاسی اور بزرگ شخصیات ہم سے چھین لیں۔ ہم سے رخصت ہونے والی ان تینوں شخصیات میں اور باتوں کے علاوہ ایک قدر مشترک یہ بھی تھی کہ ان کے اندر ملک وقوم کی خدمت کا بے لوث جذبہ تھا اور انہوں نے تمام عمر بغیر کسی ذاتی مفاد اور لالچ کے اس ملک و قوم کی بہتری کے لئے کام کیا حتیٰ کہ اپنی زندگی کے آخری سانس بھی انہوں نے اس قوم

Marfat.com

کے لئے وقف کر دیئے۔

جی ہاں ہماری مراد ملک معراج خالد' نوابزادہ نصر اللہ خان اور مولانا شاہ احمد نورانی سے ہے یہ تینوں وہ عظیم ہستیاں تھیں جنہوں نے عمر بھر انسانی حقوق کی بحالی اخلاقی اقتدار کی پاسداری اور جمہور کی آزادی کے لئے کام کیا یہ پاکستان کی سیاسی تاریخ کے تین ایسے ہیرو تھے کہ جنہوں نے ہمیشہ فوجی آمریت کے خلاف نعرہ مستانہ لگایا' علم آزادی بلند کیا اور وقت کے آمروں سے ایسی ٹکر لی کہ جس پر پاکستان کی سیاسی تاریخ کا مورخ ہمیشہ ان تینوں بزرگ سیاسی ہستیوں پر نازاں رہے گا۔

ان تینوں سیاسی شخصیات میں ایک اور مشترک قدر یہ تھی کہ انہوں نے ہمیشہ اقتدار کے ایوانوں کو ٹھکرا دیا بڑے سے بڑے عہدے کی پیشکش کو بھی مسترد کر دیا اور صحیح معنوں میں عوام کی نمائندگی کا حق ادا کیا ملک معراج خالد کو جب نگران وزیراعظم بنایا گیا تھا تو یہ ان کی خواہش نہیں تھی بلکہ رات دو بجے اس وقت کے صدر فاروق لغاری نے انہیں گھر فون کر کے بتایا تھا کہ انہیں نگران وزیراعظم مقرر کیا گیا ہے گویا انہیں اقتدار پلیٹ میں رکھ کر پیش کیا گیا تھا مگر اپنی وزارت عظمی کے دوران بھی انہوں نے خود کو ایک سچا مسلمان اور صاحب کردار ثابت کیا تھا۔ البتہ جہاں تک مولانا شاہ احمد نورانی کا تعلق ہے تو وہ نواب زادہ نصر اللہ خان اور ملک معراج خالد سے اس اعتبار سے ضرور مختلف تھے کہ نواب زادہ نصر اللہ اور ملک معراج خالد خالصتاً سیاستدان تھے جبکہ مولانا شاہ احمد نورانی ایک جید عالم اور مذہبی سکالر تھے انہوں نے تبلیغ اسلام کے لئے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی اور اس حوالے سے پورے عالم اسلام میں ان کی ایک اپنی پہچان تھی سیاست کو فقط انہوں نے اس لئے اپنایا تھا کہ بقول شاعر

جدا ہو دین سیاست سے
تو رہ جاتی ہے چنگیزی

Marfat.com

یہ حقیقت ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال سے مذہبی سیاست کا ایک باب ختم ہو گیا ہے انہوں نے سیاست کے لئے مذہب کا پلیٹ فارم ضرور استعمال کیا مگر مذہب کے نام پر بھی اپنی دکان سجانے کی کوشش نہیں کی سیاست میں آ کر انہوں نے وہی کچھ کیا جس کی مذہب میں جتنی گنجائش تھی خاص طور پر نظریاتی تحریکوں اور آئین سازی میں مولانا نورانی کے کردار کو فراموش نہیں کیا جا سکتا انہوں نے اپنی تمام زندگی دینی علوم اور تعلیمات کے لئے وقف کر رکھی تھی ان کی وفات سے ملک کے دینی علمی اور سیاسی حلقوں میں جو خلاء پیدا ہوا ہے وہ اتنی آسانی سے پر نہ ہو سکے گا ملک جب بھی کبھی سیاسی بحران سے دوچار ہوا یا فوجی آمروں کی وجہ سے دستور پاکستان کو خطرات لاحق ہوئے ایسے میں مولانا شاہ احمد نورانی نے ایک مدبر اور رہنما کا کردار نبھایا۔ ہمارے سیاستدانوں میں قومی امور میں اختلافات کوئی نئی بات نہیں وہ کبھی کسی قومی مسئلے پر نظریاتی طور پر ایک نہیں ہوئے مگر یہ مولانا شاہ احمد نورانی کا کمال تھا کہ انہوں نے ہمیشہ اپنی خداداد فہم و فراست سے سیاستدانوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا بھٹو دور میں متفقہ طور پر 1973ء کا جو آئین منظور ہوا تھا اس میں بھی مرکزی کردار مولانا شاہ احمد نورانی کا تھا سیاست کے علاوہ انہوں نے اندرون بیرون ملک دینی تعلیم اور ملکی سیاست میں مفاہمت کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دیں مولانا زندگی کے آخری سانس تک پاکستان میں اسلام، دینی اقدار اور بحالی جمہوریت کی تحریکوں میں نمایاں طور پر جدوجہد کرتے رہے۔ قومی مسائل پر ان کی سوچ ہمیشہ مثبت رہی۔ حکمرانوں سے کبھی فضول معاملات پر انہوں نے پھڈے بازی نہیں کی بلکہ حکومت اور سیاستدانوں کے درمیان انہوں نے سنگ میل کا کردار نبھایا۔

مولانا شاہ احمد نورانی کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے 1974ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی قرارداد منظور کروائی جو طویل بحث و مباحثے کے بعد منظور کر لی گئی تھی

Marfat.com

جب 1974ء کا سالانہ بجٹ منظور ہوا تب مولانا شاہ احمد نورانی نے یہ قرارداد پیش کی تھی جس کی اسمبلی کے سیکولر ارکان نے بھی بھرپور مخالفت کی تھی اس سلسلے میں اس وقت کے سپیکر اسمبلی صاحبزادہ فاروق علی خان نے ارکان کے ساتھ مشورے کے بعد قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر الدین کے جواب دینے کے لیے پارلیمنٹ میں بلایا کئی روز تک بحث مباحثہ چلتا رہا اس سلسلے میں مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا ظفر احمد انصاری اور عبدالحفیظ پیرزادہ رات بھر جاگ کر سوالات بنا کر دیتے اور اگلے روز یحییٰ بختیار، مرزا ناصر سے سوالات پوچھتے بالآخر قومی اسمبلی نے اکثریت رائے سے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا بل منظور کر لیا۔ مولانا شاہ احمد نورانی کی پیش کردہ قرارداد پر شیر باز مزاری اور الٰہی بخش سومرو کے والد مولانا مولا بخش سومرو نے بھی دستخط کئے تھے۔

مولانا شاہ احمد نورانی کی رحلت سے بلاشبہ ملک میں قائم ہونے والا اپوزیشن کا دوسرا بڑا اتحاد بھی یتیم ہو گیا ہے جبکہ اس سے قبل نوابزادہ نصر اللہ خان کے انتقال سے اے آر ڈی جبکہ مولانا نورانی کے انتقال سے متحدہ مجلس عمل ایک باصلاحیت قیادت سے محروم ہو گئی ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی صحیح معنوں میں مبلغ اسلام تھے جنہوں نے قیام پاکستان کے فوراً بعد ہی تبلیغ اسلام کا بیڑہ اٹھالیا تھا ان کو اعزازی طور پر ورلڈ مسلم علماء آرگنائزیشن کا جنرل سیکرٹری بھی منتخب کیا گیا۔ اس منصب پر رہتے ہوئے وہ بارہ سال تک مسلم امہ کے اتحاد کے لئے کوشاں رہے۔ انہوں نے 1972ء میں ورلڈ اسلامک مشن کی بنیاد رکھی اور انٹرنیشنل اسلامک مشنریز کے صدر منتخب ہوئے۔ انہوں نے پوری دنیا میں دین اسلام کی سربلندی کے لئے تبلیغ کا عمل جاری رکھا ان کا شمار ایسے سکالرز میں ہوتا ہے جن کا نام یورپ افریقہ اور امریکہ میں تبلیغ اسلام کے لئے بہت معتبر سمجھا جاتا ہے۔ مولانا نے پوری دنیا میں

Marfat.com

ورلڈ اسلامک مشن کی شاخیں قائم کیں اور درجنوں مساجد کی تعمیر کی۔ جب وہ ملی یکجہتی کونسل کے صدر مقرر ہوئے تب انہوں نے دینی جماعتوں کو متحد کرنے کی کوششیں تیز کردیں اس میں کوئی شک نہیں کہ مولانا کے انتقال سے ملک ایک تحمل مزاج سینئر سیاستدان اور عالم دین سے محروم ہو گیا ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی کا تعلق اگرچہ بریلوی مسلک سے تھا تاہم اس کے باوجود دوسرے مسالک کے لئے وہ نرم گوشہ رکھتے تھے۔ ملی یکجہتی کونسل کی تشکیل کے بعد ملک سے فرقہ وارانہ تشدد کے خاتمے کے لئے مولانا شاہ احمد نورانی نے بھرپور کردار ادا کیا انہوں نے جماعت اسلامی اور بریلوی مسلک میں فاصلوں کو کم کر کے رواداری کی انوکھی مثال قائم کی۔ متحدہ مجلس عمل کی تشکیل کا سہرا بھی مولانا شاہ احمد نورانی کے سر ہے جنہوں نے اس معاملے میں انتہائی بردباری اور معاملہ فہمی سے تمام مذہبی قیادتوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا بلاشبہ یہ انہی کی کاوش تھی کہ متحدہ مجلس عمل کی قیادت نے نہ صرف امریکی قیادت کو ہلا کر رکھ دیا بلکہ ملکی حکمرانوں کو بھی پہلی مرتبہ مذہبی جماعتوں کے وجود کا احساس ہوا آج اگر حکومت ایم ایم اے کی قیادت سے بعض قومی تنازعات حل کرنے کے لئے مذاکرات پر آمادہ ہے اس کا کریڈٹ بھی مولانا شاہ احمد نورانی (مرحوم) کو ہی جاتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ مولانا کی اچانک رحلت سے متحدہ مجلس عمل کی قیادت کو زبردست دھچکہ لگا ہے جس سے اس کا آئندہ سیاسی مستقبل لامحالہ متاثر ہوگا بلکہ اندیشہ ہے کہ ایم ایم اے کی قیادت شدید بحران سے دوچار ہو جائے گی۔ کیونکہ مولانا شاہ احمد نورانی کی ذات پر سب کو اعتماد تھا وہ سب کے غیر متنازعہ قائد تھے انہوں نے جس طرح ایک مشفق بزرگ کی حیثیت سے ایم ایم اے کے معاملات کو چلایا اور حکومت کو اس بڑے مذہبی اتحاد کے وجود کا احساس دلایا ایسا کارنامہ ابھی تک کوئی دوسرا مذہبی یا سیاسی لیڈر سرانجام نہیں دے سکا۔ اگر مولانا شاہ احمد نورانی کے بعد

Marfat.com

مولانا فضل الرحمٰن کی شخصیت ایسی ہے کہ جن کو ایم ایم اے کی قیادت کی ذمہ داری سونپی جا سکتی ہیں تاہم یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مولانا فضل الرحمٰن، مولانا نورانی میاں کی شخصیت کے ہم پلہ نہیں ہو سکتے کیونکہ جو تحمل بردباری اور معاملہ فہمی مولانا شاہ احمد نورانی کی شخصیت کا خاصا تھا وہ کسی دوسرے قومی سیاستدان یا مذہبی لیڈر میں موجود نہیں۔

بہرکیف مولانا شاہ احمد نورانی کی رحلت سے ملک ایک مذہبی قیادت اور قومی سوچ کے حامل سیاستدان سے محروم ہو گیا ہے اور یہ ایک ایسا خلاء ہے جو آئندہ کئی عشروں میں بھی پر نہ ہو سکے گا۔

موت العالِم موت العالَم

مولانا شاہ احمد نورانی انتقال کر گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

تحریر سرفراز سید (روزنامہ خبریں مظفر آباد کشمیر)

مولانا شاہ احمد نورانی کی اچانک موت سے ملک کی سیاست میں اچانک سناٹا چھا گیا ہے۔ وہ کوئی عام شخصیت نہیں تھے۔ بہت بڑے عالم دین، بہت مدبر سیاستدان اور تحمل، بردباری، رواداری اور یگانگت واخوت کے عظیم علمبردار، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ایک عالم دین کی موت کل عالم کی موت ہوتی ہے۔ وہ حقیقی معنوں میں عالم دین تھے۔ 17 سے زائد زبانوں کے ماہر، خوش الحان، خوش کلام، سادہ منش، درویش صفت انسان، مجھے طویل صحافتی زندگی میں بہت سے معروف علماء، سیاستدانوں اور دانشوروں کو نزدیک سے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے اطویل رفاقتیں اور صحبتیں بھی ہوئیں ہیں، کچھ لوگوں نے مایوس

Marfat.com

کچھ نے کسی حد تک متاثر بھی کیا مگر بہت کم لوگ ایسے تھے جنہوں نے واقعی متاثر کیا' ان میں مولانا شاہ احمد نورانی کا نام نمایاں ہے۔ میری ان کے ساتھ کوئی ایسی زیادہ ملاقاتیں نہیں رہیں۔ ایک اخبار نویس کی حیثیت سے متعدد بار ملنے کا اتفاق ہوا۔ ان کی شخصیت کے بہت سے پہلو سامنے آئے۔ نہایت سادہ طبیعت' دنیا و جاہ و حشمت سے بے نیاز' کراچی میں عمر بھر ایک چھوٹے سے فلیٹ میں مقیم رہے۔ خود ٹوکری پکڑ کر بازار سے سبزی اور سودا سلف لاتے۔

انہیں منفرد اعزاز حاصل تھا کہ ان کی شادی مدینہ منورہ میں ہوئی۔ ان کے والد بزرگوار اور سسر دونوں مدینہ منورہ کے جنت البقیع قبرستان میں مدفون ہیں۔ وہ صحیح معنوں میں عاشق رسول ﷺ تھے۔ مذہب اور سیاست میں انہوں نے شائستگی اور رواداری کے اصولوں اور روایات کو جس انداز میں فروغ دیا اس سے ان کی ذات اور شخصیت ہمیشہ غیر متنازعہ رہی۔ یہی وجہ ہے کہ ایم ایم اے کی قیادت سے پہلے بھی اکثر اوقات ملک میں شروع ہونے والی جمہوری تحریکوں میں انہیں ہمیشہ نمایاں مقام دیا جاتا رہا۔

مولانا کی انسان دوستی کی ایک چھوٹی سی مثال یہ کہ وہ لاہور میں اپنی پارٹی جمعیت العلماء پاکستان کے مرکزی رہنما پیر اعجاز ہاشمی کے گھر پر مقیم تھے۔ ہم کچھ صحافی بھی وہاں موجود تھے' کھانے کا وقت ہوگیا۔ کھانا لگنے لگا تو مولانا نے میزبان سے کہا کہ پہلے مکان سے باہر ڈیوٹی دینے والے خفیہ پولیس کے اہلکاروں کو کھانا کھلوایا جائے' وہ بہت دیر سے باہر ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ ان کی ڈیوٹی اپنی جگہ مگر وہ ہمارے مہمان ہیں۔ یہ ایک چھوٹی سی مثال ہے' جو شخص 17 سے زیادہ زبانیں جانتا ہو' دنیا بھر کے ممالک میں لیکچر دے چکا ہو' تبلیغ کر چکا ہو اس کے ذہن اور سوچ میں کشادگی ناگزیر ہو جاتی ہے۔

عالم دین کسی بھی فرقہ کا ہو' میرے لیے قابل احترام ہے مگر یہ کہ وہ حقیقی طور پر

Marfat.com

عالم دین ہو، محبت کا علمبردار ہو، اخوت اور یگانگت کو فروغ دینے کی بات کرتا ہو، ذاتی زندگی میں درویش اور علم و دانش کی دنیا میں مینارہ نور دکھائی دے۔ میں مولانا شاہ احمد نورانی کا مرید یا عام معروف معنوں میں پیروکار نہیں ہوں مگر ایک اچھے انسان کے چلے جانے پر اس کی خوبیوں کا اعتراف کرنا چاہیے۔ مولانا نے عمر بھر مجاہدانہ زندگی گزاری۔ بہت سے ممالک میں تبلیغی مراکز قائم کیے۔ ہزاروں لیکچر دیئے، ان کی بہت سی تصنیفات سامنے آئیں۔ بلاشبہ انہیں بین الاقوامی سطح پر بہت قدر و منزلت حاصل تھی۔ وہ چاہتے تو بعض دوسرے مذہبی رہنماؤں کی طرح اپنے لاکھوں عقیدت مندوں کے ذریعے مختلف پراجیکٹس کے نام پر کروڑوں روپے جمع کر سکتے تھے، اپنے لیے بڑی بڑی گاڑیاں خرید سکتے تھے، محل نما عمارتیں تعمیر کر سکتے تھے، مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا اور کراچی میں ایک نہایت مختصر سے فلیٹ میں ایک عام معمولی شہری کی طرح رہے۔ اس طرح درویشانہ زندگی گزار دی کہ ان کے دامن پر کسی قسم کی کسی آلائش کا کوئی تذکرہ سامنے نہیں آیا۔ ایک بے داغ، باعزت، صاف ستھری، دیانتدارانہ زندگی بسر کی۔

متعدد ممالک کے حکمرانوں اور دوسرے رہنماؤں کی دعوت پر ان کے ممالک کے طویل دورے کیے مگر طبیعت میں کبھی تکبر یا غرور کا شائبہ بھی پیدا نہ ہوا

مولانا کی شخصیت کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ ایوب خاں کے دور سے لے کر آج تک ہمیشہ جمہوریت کے حامی رہے اور اس کے حصول، فروغ اور استحکام کے لئے مسلسل کوشاں رہے۔ ان کی جمہوری کاوشوں کا تذکرہ بہت طویل ہے۔ ایک مختصر کالم میں ان کا احاطہ ممکن نہیں۔ ان کی شخصیت کے جاندار اور مثالی پہلوؤں کے باعث ہی انہیں متحدہ مجلس عمل کا قائد منتخب کیا گیا تھا۔ وہ آخری سانس لینے سے پہلے مجلس عمل ہی کے پروگرام کے بارے میں پریس کانفرنس سے خطاب کرنے والے تھے مگر اس کی مہلت نہ مل سکی۔ ایسے

Marfat.com

لوگ اب کم رہ گئے ہیں۔ ان کے جانے سے بیک وقت ملک کے مذہبی سیاسی اور سماجی حلقوں میں عظیم خلا پیدا ہو گیا ہے۔ ان کی وفات پر ہر مسلک اور ہر طبقے کی طرف سے دکھ اور غم کا اظہار کیا جا رہا ہے اور کیا بھی جانا چاہیے کہ وہ رواداری محبت اور اخوت کے اصولوں کے حقیقی علمبردار تھے۔

مولانا شاہ احمد نورانی کے حالات زندگی

مسجد نبوی میں نکاح کی منفرد سعادت حاصل ہوئی

تحریر حافظ عبدالرحمٰن (روزنامہ خبریں اسلام آباد)

یوم پیدائش 17 رمضان المبارک 1344 ہجری یکم اپریل 1926ء جائے پیدائش میرٹھ، شاہ عبدالعلیم صدیقی کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے قرآن پاک حفظ اور درس نظامی میرٹھ میں، گریجوایشن الہٰ آباد یونیورسٹی سے مدینہ منورہ میں کچھ اساتذہ سے تجوید اور کئی دوسرے علوم سیکھے۔ 17 زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ جن میں بالخصوص عربی، انگریزی، فرنچ، افریقن، اردو، پنجابی، سندھی، پشتو، بلوچی، سرائیکی اور دیگر زبانیں شامل ہیں۔

آپ 1948ء میں پاکستان آئے اور 2002ء تک کچھی میمن مسجد برنس روڈ کراچی کے ملحقہ فلیٹ میں کرائے پر رہائش پذیر رہے۔ جب کہ مسجد کی توسیع کی وجہ سے مسجد انتظامیہ کے کہنے پر آپ نے 2002ء میں مکان کو خالی کر دیا اور اپنے برادر نسبتی کی طرف سے دیئے گئے مکان واقع کلفٹن نزد دربار پیر عبداللہ شاہ غازی رحمتہ اللہ علیہ میں منتقل ہو گئے۔ آپ کا نکاح قطب مدینہ مولانا ضیاالدین مدنی رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند مولانا فضل الرحمٰن مدنی رحمتہ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے مسجد نبوی شریف میں ہوا۔

Marfat.com

مولانا نورانی ہر سال رمضان شریف میں نماز تراویح کے اندر قرآن پاک سناتے تھے۔ جو پارہ تراویح میں سناتے تھے وہی پارہ دوسری مسجد میں نوافل کے اندر تلاوت کرتے اور وہی پارہ تیسری مسجد میں نماز تہجد میں تلاوت کرتے تھے۔ ختم قرآن کے بعد دو محافل شبینہ میں بھی قرآن پاک کی تلاوت کرتے تھے۔ جہانگیر پارک کراچی میں بہت بڑے شبینے میں ہمیشہ تلاوت فرماتے تھے۔ اس طرح وہ ہر سال تراویح، نوافل اور تہجد میں تین قرآن پاک ختم کرتے تھے۔ لیکن اس سال طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے صرف نماز تراویح اور محفل شبینہ میں قرآن پاک سنایا۔

1970ء سے قبل آپ کا زیادہ تر وقت تبلیغ دین میں گزرا۔ اسی سلسلہ میں دنیا کے تمام ممالک میں تبلیغی دوروں میں مصروف رہے۔ جن میں سے زیادہ تر افریقہ، ملائیشیا، انڈونیشیا، یورپ، برطانیہ اور دیگر ممالک شامل ہیں۔ تقریباً ڈیڑھ لاکھ کے قریب لوگ آپ کے دست حق پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ 1970ء سے عملاً باقاعدہ عملی سیاست میں حصہ لیا اور پہلی مرتبہ قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ جب کہ 1973ء کی قومی اسمبلی کی دستور ساز کمیٹی کے رکن بھی رہے اور ذوالفقار علی بھٹو کے مقابلہ میں متحدہ اپوزیشن کی جانب سے وزیراعظم کے لئے متفقہ امیدوار ہونے کی حیثیت سے الیکشن لڑا۔ جبکہ اس وقت پارلیمانی پارٹی کے صدر ولی خان اور سیکرٹری علامہ شاہ احمد نورانی تھے۔ اس دوران پاکستانی دستور میں ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' کے الفاظ کا اضافہ ہوا۔ مسلمان کی تعریف کو دستور میں شامل کرایا۔ 1974ء میں ختم نبوت کی تحریک اسمبلی میں پیش کی۔ 1975ء میں سینٹ کے ممبر منتخب ہوئے۔ 1977ء میں قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ 1977ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں بھرپور حصہ لیا۔ تحریک نظام مصطفیٰ کا نعرہ بھی انہی کا دیا ہوا ہے۔ جبکہ جمعیت علماء پاکستان کا دستور بھی یہی ہے۔ 1985ء کے غیر جماعتی انتخابات میں جمعیت علماء پاکستان

Marfat.com

نے انتخابات کا بائیکاٹ کیا۔

1990-91ء میں جب امریکہ نے 28 اتحادی ممالک سمیت عراق پر غیر قانونی حملہ کیا تو مولانا شاہ احمد نورانی کی ہدایت پر جمعیت علماء پاکستان کے لاکھوں کارکن سڑکوں پر نکل آئے اور کھل کر عراق کی حمایت کی۔

1993ء میں جمعیت علماء پاکستان اور جمعیت علماء اسلام نے مل کر اسلامی جمہوری محاذ بنایا۔ 1997ء میں جمعیت علماء پاکستان نے انتخابات کا بائیکاٹ کیا۔ 1994ء میں فرقہ واریت عروج پر تھی۔ مساجد اور امام بارگاہوں پر بم دھماکے اور فائرنگ ہو رہی تھی جس کے نتیجے میں مسلمان جاں بحق ہو رہے تھے۔ پورا ملک ان حالات سے پریشان تھا۔ ایسے وقت میں مولانا شاہ احمد نورانی نے فرقہ واریت کے خاتمے کے لئے تمام مسالک کے علماء کرام کو ملی یکجہتی کونسل کے پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا جس کے نتیجے میں مساجد اور امام بارگاہوں میں بم دھماکے اور فائرنگ میں ریکارڈ کمی واقع ہوئی۔

11 ستمبر کے بعد رمضان شریف میں افغانستان پر امریکہ نے حملہ کیا تو دفاع افغانستان و دفاع پاکستان کونسل بنائی گئی۔ نومبر 2000ء میں مولانا شاہ احمد نورانی نے صفہ اسلامک یونیورسٹی صوبے آصل نزد کاہنہ نو لاہور کا سنگ بنیاد رکھا۔ منصوبے پر تیزی کے ساتھ کام جاری ہے۔ دفاع افغانستان کونسل اور دفاع پاکستان کونسل کی بنیاد پر ہی 7 جولائی 2001ء میں اسلام آباد کے اندر قاضی حسین احمد کی رہائش گاہ پر پاکستان کی 6 بڑی دینی و سیاسی جماعتوں کا اتحاد متحدہ مجلس عمل کے نام سے تشکیل پایا۔ مولانا شاہ احمد نورانی کی ولولہ انگیز قیادت کے نتیجہ میں ہی متحدہ مجلس عمل کی قیادت کو بے مثال کامیابی نصیب ہوئی۔ جس کی وجہ سے دینی جماعتوں کا گراف اوپر ہوا۔ متحدہ مجلس عمل کی بے مثال کامیابی کے بعد مولانا شاہ احمد نورانی سینٹ کے ممبر منتخب ہوئے۔

Marfat.com

مولانا شاہ احمد نورانی نے 4 '5 اکتوبر 2003ء میں مینار پاکستان گراؤنڈ میں جمعیت علماء پاکستان پنجاب کے دو روزہ صوبائی خادمین کنونشن میں اعلان کیا کہ پورے پاکستان میں ڈویژنل سطح پر خادمین کنونشن منعقد کئے جائیں۔ اس اعلان کے مطابق 14 دسمبر 2003ء بروز اتوار کو لیاقت باغ راولپنڈی میں راولپنڈی ڈویژن کا خادمین کنونشن منعقد ہونے والا تھا جس میں مولانا شاہ احمد نورانی نے خطاب کرنا تھا۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے مارچ 2004ء میں مینار پاکستان کی گراؤنڈ میں کل پاکستان میلاد مصطفیٰ کانفرنس کا اعلان بھی کیا تھا۔ مولانا نورانی کی خواہش تھی کہ وہ ملک میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کی جدوجہد کرتے کرتے اللہ کے حضور حاضر ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش پوری فرمادی۔

پوری دنیا میں خصوصاً یورپ اور افریقہ کے اندر مساجد' مدارس' کمیونٹی سنٹر' نو مسلموں کے لئے تربیت گاہیں اور قرآن کریم و اسلامی لٹریچر فری تقسیم کرنے کے لئے ایک تنظیم قائم کی گئی۔ جس کا نام ورلڈ اسلامک مشن ہے۔ اس کی بنیاد 1974ء میں مکہ مکرمہ میں حرم شریف کے اندر رکھی گئی۔ جس کے اندر پوری دنیا کے جید علماء نے شرکت کی تھی۔

مولانا شاہ احمد نورانی کے 2 چھوٹے بھائی اور تین بہنیں' 2 بیٹے اور 2 بیٹیاں ہیں۔ دونوں بیٹیوں کی شادی ہو چکی ہے۔ دونوں بیٹے ابھی کنوارے ہیں۔ ایک بیٹے صاحبزادہ انس نورانی نے مذہبی' دینی اور دنیاوی تعلیم حاصل کی ہے۔ جبکہ دوسرا بیٹا کمپیوٹر ماسٹر ہے۔ والد محترم مبلغ اسلام وسفیر اسلام مولانا عبدالعلیم صدیقی رحمتہ اللہ علیہ کی قبر جنت بقیع میں ہے۔ مولانا نورانی نے جنت البقیع میں دفن ہونے کی وصیت کی تھی۔ مولانا شاہ احمد نورانی کے سسرال مدینہ منورہ میں ہیں۔ سوگواران میں 2 بیٹے اور 2 بیٹیاں ہیں۔

Marfat.com

خاموش ہو گیا ہے چمن بولتا ہوا

ان کے ہاتھوں پر ایک لاکھ سے زائد افراد مسلمان ہوئے

تحریر عبدالقدوس منہاس (روزنامہ خبریں کراچی)

علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کو خدائے عزوجل نے لحن داؤدی عطا کیا تھا۔ نورانی میاں صاحب جب تلاوت کلام مجید کیا کرتے تھے تو گویا وقت کی رفتار تھم جاتی تھی۔ قمریاں بھی دم سادھے ان کی وجہ آفریں آواز میں کلام ربانی سے لطف اندوز ہوتیں۔ ہدیہ نعت کہنے میں بھی مرحوم کو ملکہ حاصل تھا۔ مرحوم عشق رسول ﷺ میں سرتاپا ڈوبے ہوئے تھے۔

نورانی میاں (مرحوم) بحیثیت حافظ، عالم، قاری، نعت خواں اور سیاستدان بہت ہی متوازن شخصیت کے مالک تھے۔ مرحوم نے عمر کا بڑا حصہ ورلڈ اسلامک مشن کے تحت بیرون ملک تبلیغ میں گزارا۔ نورانی میاں کے والد مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی کو افریقی ممالک میں بہت قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ افریقی ممالک میں ایک لاکھ سے زائد غیر مسلم نورانی میاں کے دست حق پرست پر مسلمان ہوئے جبکہ ہزاروں قادیانیوں نے تائب ہو کر اسلام قبول کیا۔ ورلڈ اسلامک مشن کی شاخیں یورپ و امریکہ میں بھی ہیں جہاں اس پلیٹ فارم سے کفر و دہریت اور قادیانیت کے سیلاب کا مقابلہ کیا جا رہا ہے اور اسلام کو اس کی حقیقی روح کے ساتھ پیش کرنے کا کام جاری ہے۔ بیرون ملک دوروں کے باعث نورانی میاں کو 14 سے زائد زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ 66 سال تک مرحوم میمن مسجد کراچی میں ہر سال تراویح پڑھاتے رہے۔ ضعیف العمری، مصروفیات اور ڈاکٹروں کے منع کرنے کے باوجود گزشتہ رمضان میں بھی نورانی نے شبینہ پڑھایا۔

نورانی میاں کا 1973ء کے آئین کی تشکیل میں بھی بہت بڑا کردار تھا۔ 73ء

Marfat.com

کے آئین میں اسلامی شقوں کی تیاری میں بھی مرحوم نے سرگرم حصہ لیا۔ مرحوم کو تبلیغی اور سیاسی سرگرمیوں سے زیادہ فرصت نہیں ملی اس کے باوجود 10 کے قریب کتابیں تصنیف کیں۔ گزشتہ کچھ عرصہ سے وہ عارضہ قلب میں مبتلا تھے۔ بائی پاس آپریشن کے بعد ڈاکٹروں نے انہیں سیاسی مصروفیات محدود کرنے کے لئے کہا مگر وہ آخری ایام تک ایک جوان شخص کی طرح مصروف کار رہے۔

نورانی میاں کا تعلق اگرچہ بریلوی مسلک سے تھا مگر وہ دوسرے مسالک کے لئے نرم گوشہ رکھتے تھے۔ ملی یکجہتی کونسل کی تشکیل کے بعد ملک سے فرقہ وارانہ تشدد کے خاتمے کے لئے نورانی میاں نے بھرپور کردار ادا کیا۔ جماعت اسلامی اور بریلوی مسلک میں فاصلوں کو کم کر کے رواداری کی انوکھی مثال قائم کی۔ علامہ مرحوم نے متحدہ مجلس عمل کی تشکیل میں بھی بزرگانہ شفقت کا مظاہرہ کیا اور فروعی اختلافات کو کم کر کے دینی جماعتوں کو متحد کرنے میں کامیابی حاصل کی۔۔ مولانا مرحوم کو اپنے سیاسی کیریئر کے دوران متعدد مرتبہ قید و بند کی صعوبت بھی برداشت کرنا پڑی مگر ان کے پائے استقامت میں لغزش نہ آئی قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی تحریک سے نظام مصطفیٰ ﷺ تحریک تک علامہ نورانی نے ایک سرگرم زندگی گزاری۔ مگر کرپشن کی غلاظت اور اقتدار کی حرص ان کے ارادوں کو متزلزل کر سکی اور نہ ہی انہیں ان کے موقف سے ہٹا سکی۔

مولانا شاہ احمد نورانی نے اپنے ترکے میں وہ لاکھوں لوگ چھوڑے ہیں جنہوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کر کے اسلام قبول کیا۔ ان کے ترکے میں لاکھوں عاشقان رسول ﷺ بھی شامل ہیں جن کے دلوں میں عشق محمدی ﷺ کی کرنوں کو روشن کیا۔ مرحوم اپنی پر تاثیر تقریر سے مہمیز دیتے رہے' لاکھوں لوگوں کے دلوں پر حکمرانی کرنے والے نورانی میاں خود آخری وقت تک کرائے کے مکان میں مقیم تھے۔

Marfat.com

علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کا تعلق ایک مذہبی گھرانے سے تھا۔ ان کے والد کا شمار برصغیر پاک وہند کے جید علماء میں ہوتا تھا اور جو تحریک ابن عربی اور امام احمد رضا خانؒ نے شروع کی۔ مرحوم خود اور ان کے والد اس کے سرخیل تھے۔ ''غلامی رسول ﷺ میں موت بھی قبول ہے'' کا نعرہ نورانی میاں نے دیا۔ اس کی گرمی نے لاکھوں نوجوانوں کو متوجہ کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد نے سروں پر سبز اور کتھئی رنگ کی پگڑیاں پہن لیں اور چہروں کو سنت رسول اللہ ﷺ سے سجالیا۔ نورانی میاں کے لاکھوں مرید دنیا کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے ہیں ان کی زیر نگرانی سینکڑوں مدارس اور مساجد کا انتظام چلایا جا رہا تھا۔ جہاں قال اللہ تعالیٰ اور قال رسول اللہ کی صدائیں بلند ہوتی تھیں علامہ نورانی کو درود وسلام سے بہت شغف تھا۔ مختلف محفلوں میں وہ جب مصطفیٰ ﷺ جان رحمت پر لاکھوں سلام، پڑھتے تو انسان تو انسان چرند، پرند بھی محو ہو جاتے۔ درود شریف کا ورد کرتے مرحوم اشکبار ہو جایا کرتے تھے اور بہت دیر تک ان پر بے خودی کی کیفیت طاری رہتی۔ مرحوم کا سب سے بڑا کارنامہ مختلف مسالک کے پیروکاروں کو ایک دوسرے کے قریب لانا ہے۔ وہ لوگ جو کبھی ایک دوسرے کی اقتدا میں نماز پڑھنے کے روادار نہ تھے علامہ کی کوششوں سے ایک ہی صف میں آ کھڑے ہوئے۔ وہ لوگ جو صرف نعرہ تکبیر پر یقین رکھتے ہیں۔ نعرہ رسالت کے جواب میں یا رسول اللہ ﷺ کی صدا بلند کرنے لگے علامہ نورانی نے قومی اتحاد، ملی یکجہتی کونسل اور متحدہ مجلس عمل کے قیام کے بعد اسے قائم رکھنے کے لئے بہت قربانیاں دیں۔ متحدہ مجلس عمل کی سرحد حکومت میں جمعیت العلماء پاکستان کو نمائندگی نہ ملنے پر جمعیت کی صوبائی قیادت حکومت سے ناراض ہو کر اپوزیشن میں بیٹھنے کے لئے پر تولنے لگی تو مرحوم پشاور جا پہنچے اور ساتھیوں کو صبر وتحمل سے معاملات کو سلجھانے کا مشورہ دیا۔

Marfat.com

مولانا نورانی کی سب سے بڑی خوبی تحمل مزاجی تھی۔ وہ اختلاف برائے اختلاف یا تنقید برائے تنقید کے قائل نہ تھے اصولوں پر اختلاف کرتے اور پھر اس پر ڈٹ جاتے تنقید برائے اصلاح کرتے اور شائستگی کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑتے۔ جماعتی معاملات کو عوامی سطح پر زیر بحث نہ لاتے تھے۔ چھوٹے چھوٹے اختلافات کو نظر انداز کر دیتے۔ ان کی نگاہ ہمیشہ وسیع تر مفاد پر ہوتی تھی۔ نورانی میاں کی وفات ایک المیہ ہے۔ مذہبی و سیاسی حوالے سے ایک بہت بڑا خلا ہے وہ قرون اولیٰ کی یادگار تھے اور ان کی وفات سے ہونے والا نقصان شاید مدتوں پورا نہ ہو سکے گا۔ ظلمت کے اندھیروں میں نورانی میاں ایک روشن چراغ تھے۔ جس کی لو سے لاکھوں چراغ منور ہوئے مگر جن کی وفات سے اندھیرا بڑھ گیا۔

باتیں ان کی یاد رہیں گی

تحریر گل محمد فیضی (روزنامہ خبریں لاہور)

مولانا شاہ احمد نورانی کو میں نے پہلی بار 1971ء میں دیکھا۔ وہ جمعیت علماء پاکستان کی پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں شرکت کے لئے سرگودھا تشریف لائے تھے۔ اس وقت جمعیت علماء پاکستان کے صدر شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالویؒ تھے۔ انہی کی قیادت میں جمعیت نے عام انتخابات میں حصہ لیا اور قومی اسمبلی کی سات نشستیں حاصل کیں۔ ان میں سے تین جھنگ سے، تین کراچی سے اور ایک مظفر گڑھ سے تھی۔ اس اجلاس میں جمعیت کے دستور پر نظر ثانی اور آئندہ کا سیاسی لائحہ عمل طے کرنا تھا۔ مولانا نورانی زیادہ تر خاموش ہی رہے، تاہم وہ پان مسلسل کھاتے رہے۔ دستور کے بارے میں زیادہ گفتگو ظہور الحسن بھوپالی شہید اور دیگر احباب کرتے رہے۔

میں نے 1978ء میں کراچی میں ظہور الحسن بھوپالی مرحوم کے ساتھ ہفت روزہ

Marfat.com

''افق'' میں کام شروع کیا تو مولانا نورانی کی قربت حاصل رہی' بعدازاں ''نوائے وقت'' کراچی (1979ء) سے وابستہ ہوا تو وقتاً فوقتاً ان سے بات چیت اور انٹرویوز کا موقع ملتا رہا۔ مولانا شاہ احمد نورانی ایک بلند پایہ مقرر' صاحب بصیرت سیاسی رہنما اور ممتاز عالم دین تھے۔ ان کی سیاست پر بڑی گہری نظر تھی۔ ملکی اور عالمی حالات سے باخبر رہتے۔ عربی' فارسی' انگریزی' اردو' سواحلی کے علاوہ متعدد زبانیں روانی سے بولتے تھے۔ 1970ء کی قومی اسمبلی میں انہوں نے جب شستہ انگریزی میں اپنی تقریر کی تو بیشتر لوگوں کو بڑی حیرت ہوئی تھی۔ جو لوگ قومی اسمبلی کی کارروائی میں دلچسپی لیتے رہے ہیں' وہ مولانا کی حاضر جوابی سے خوب واقف ہیں۔ ان کی اسی ادا سے ان کے مخالفین بھی محظوظ ہوتے تھے۔

مولانا نورانی کا خاندان تحریک پاکستان میں پیش پیش تھا۔ ان کے والد مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی کو قائداعظم نے تحریک پاکستان کا پیغام بیرون ملک پہنچانے کے لئے مختلف ممالک کے دورے پر بھیجا۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا نورانی کو پاکستان سے بے پناہ محبت تھی اور وہ ساری زندگی یہاں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے سرگرم عمل رہے۔ ایک مرتبہ جماعت اسلامی کے رہنما پروفیسر غفور احمد کے پاس انٹرویو کے لئے گئے۔ وہاں سے فارغ ہوکر مولانا نورانی کے ہاں جانے لگے تو پروفیسر صاحب نے ازراہ تفنن کہا کہ میرے ہاں سے تو مچھلی کھائی ہے' مولانا کے ہاں سے میرٹھ کا گڑ کھانا۔ ہم نے جاکر مولانا سے عرض کیا تو کہنے لگے آپ میرٹھ کے گڑ کو بھول جائیں۔ اب تو پاکستان کے گڑ کی بات کریں۔

کراچی میں مولانا نورانی کی صحافیوں کے اعزاز میں افطار پارٹی ایک یادگار تقریب ہوتی تھی۔ جن اخبار نویسوں کو اس میں مدعو کیا جاتا' وہ ساری مصروفیات چھوڑ کر آتے۔ مولانا خود کھانا لاتے' ہر ایک کو پیش کرتے' اخبار نویس مختلف سوال کرتے' مگر مولانا ٹال دیتے اور فرماتے یہ صرف افطاری ہے اس کی خبر کی ضرورت نہیں۔ بہرحال گپ شپ

Marfat.com

میں خبر تو بن ہی جاتی۔

مولانا کراچی میں ہوتے تو عصر کے بعد عام ملاقات کرتے۔ اس دوران سبز چائے خود بنا کر ہر آنے والے کو پیش کرتے۔ ان کی سنتے اور اپنی سناتے۔ ہر آنے والے کے ساتھ بڑی محبت سے ملتے۔ جس سے نہ ملنا ہوتا' اسے صاف کہہ دیتے۔ مولانا نورانی مصلحت پسند اور لگی لپٹی والے انسان نہیں تھے۔ ہر بات کھل کر اور واضح طور پر بیان کرتے۔ حق گوئی اور بے باکی مولانا شاہ احمد نورانی کا خاصا تھا۔ 1970ء کے انتخابات کے سلسلے میں ایک بار اس وقت کے فوجی حکمران جنرل یحییٰ خان سے ان کی ملاقات تھی۔ وہ ملاقات کے لئے گئے تو یحییٰ خان نے شراب سامنے رکھی ہوئی تھی۔ مولانا جاتے ہی اس پر برس پڑے اور فرمایا یہ شراب ہٹاؤ' ورنہ کوئی بات چیت نہیں ہوگی' جس پر یحییٰ خان نے شراب ہٹادی۔

مولانا شاہ احمد نورانی کے چند ساتھی جن میں محمد حنیف طیب' مرحوم ظہور الحسن بھوپالی اور دوسرے شامل تھے' انہیں چھوڑ گئے۔ جب اخبار نویس ان سے اس بارے میں دریافت کرتے تو وہ کہتے ''ہم اسلام کے نفاذ کے لئے ایک ٹرین پر سوار ہوئے تھے' مگر کچھ دوست سفر کی تکالیف برداشت نہ کر سکے اور جب اسلام کے بجائے اسلام آباد کا سٹیشن آیا تو وہ ہمیں چھوڑ کر اتر گئے' تاہم ہم اپنے سفر پر رواں دواں ہیں۔

جنرل محمد ضیاء الحق کے خلاف بھی مولانا نورانی کا رویہ ہمیشہ سخت رہا۔ جب 1984ء میں بھارت نے سیاچین کے ایک حصہ پر قبضہ کیا تو مولانا نے اسے سخت تنقید کا نشانہ بنایا۔ وہ کہتے تھے یہ کیسا جرنیل ہے جس کے ملک کے ایک حصے پر بھارت نے قبضہ کر لیا ہے اور اسے خبر ہی نہیں ہوئی۔ اب کہتا ہے کہ وہاں تو گھاس اگتی ہے نہ تیل نکلتا ہے۔ وہ کہتے ضیاء الحق! برطانوی ملکہ سے سبق حاصل کرو جس نے اپنے ملک کی خودمختاری بحال

Marfat.com

کرنے کے لئے آئر لینڈ پر حملے سے بھی گریز نہیں کیا۔

1977ء کی تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے دوران مولانا شاہ احمد نورانی کو ضلع جیکب آباد کی گرم ترین جیل گڑھی خیرو میں رکھا گیا۔ اخبارات میں خبریں شائع ہوئیں کہ گرمی کے باعث مولانا کی صحت بگڑ رہی ہے تو ان کی والدہ مرحومہ نے انہیں نصیحت کی کہ وہ آزمائش کی اس گھڑی میں ثابت قدم رہیں، جس پر مولانا نورانی نے کہہ بھیجا کہ دعا کریں۔ میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے لئے جان قربان کردوں گا، مگر ''سرنڈر'' نہیں کروں گا۔

ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے کزن ممتاز علی بھٹو کو ''بھٹو کے ٹیلنٹیڈ کزن'' کا نام بھی مولانا نورانی نے دیا تھا، جو بعد میں ان کی پہچان بن گیا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے وزیراعظم کے طور پر بنگلہ دیش کا دورہ کیا تو واپسی پر وہ مولانا شاہ احمد نورانی کے لئے پان کا ٹوکرا لائے تھے، جسے مولانا نے شکریے کے ساتھ قبول کرلیا۔ اس پر پیپلز پارٹی کے بعض رہنماؤں نے بعد میں مولانا پر طنز کیا کہ ہم مولانا کی طرح پان نہیں کھاتے، تو مولانا نے برجستہ جواب دیا، میں آپ کی طرح شراب بھی نہیں پیتا۔

مولانا نورانی ایک بلند پایہ شخصیت تھے۔ وہ سیاست کے اسرار و رموز سے پوری طرح آگاہ تھے۔ ان کا ہر طبقہ فکر میں احترام کیا جاتا تھا۔ انہوں نے مختلف طبقات میں اتحاد کے لئے بھرپور کام کیا۔ ملی یکجہتی کونسل بنی تو اس کے چیئرمین منتخب ہوئے اور جب متحدہ مجلس عمل کا قیام عمل میں آیا تو اس کے پہلے چیئرمین وہی تھے۔ انتشار و افتراق کے اس دور میں وہ اتحاد کا نشان تھے، نظریں انہی کی جانب اٹھتی تھیں۔ اور اب تو یہ حال ہے۔

ساز خاموش، نغمہ چپ، بالیں اداس
اک تیرے جانے سے کیا کیا ہو گیا

Marfat.com

انتقال پر ملال......اور اس کے بعد

تحریر عطاء الرحمٰن (روزنامہ نوائے وقت کراچی)

مولانا شاہ احمد نورانی کی اچانک وفات سے ایک تو قوم جید عالم دین اور ممتاز آئین دوست و جمہوریت پسند سیاسی رہنما سے محروم ہوگئی ہے۔ دوسرے یہ افسوسناک واقعہ عین اس وقت پیش آیا ہے جب ان کی رہنمائی میں ملک کا ایک بڑا اور اہم سیاسی اتحاد حکومت وقت کے ساتھ بنیادی آئینی امور پر ایسا معاملہ طے کرنے والا تھا جس کے قوم و ملک کے مستقبل پر گہرے اثرات مرتب ہو سکتے تھے۔ لہٰذا ان کی وفات حسرت آیات دوہرے نقصان کا باعث بنی ہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم کی یہ حیثیت تو مسلمہ تھی کہ وہ نہ صرف ایک بلند مرتبہ عالم دین اور برصغیر کے مسلمانوں کے ایک خاص مکتب فکر کے قائد تھے۔ بلکہ ایک ایسے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے جس نے کئی نسلوں سے عالمی سطح پر تبلیغ دین کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا تھا۔ ان کے والد مرحوم و مغفور مولانا عبدالعلیم صدیقی نے اب سے نصف صدی پہلے کے زمانے میں افریقہ جیسے براعظم میں دین حق کے پیغام اور اس کے ابدی و آفاقی حقائق کو وہاں عام کیا اور نہایت درجہ باوسائل و بارسوخ عیسائی مشنریوں کے مقابلے میں اسلامی فہم و شعور کے جھنڈے گاڑے۔ یوں ایسے اور دیرپا عالمی تبلیغی مشن کی بنیاد رکھی جو اس خطے کو ورلڈ اسلامک مشن کے نام اور کام سے آج تک اپنے ثمرات سے بہرہ مند کر رہا ہے۔

یہ پورا گھرانہ ہمہ آفتاب کی حیثیت رکھتا تھا۔ مولانا نورانی کی بڑی ہمشیرہ مرحومہ نے اپنے والد کے مشن کو اس طرح بڑھایا کہ پچاس اور ساٹھ کی دہائیوں کے زمانے میں جب ہمارے یہاں کی مغرب زدہ خواتین کے لئے بیرون ملک جا کر کسی بڑے پروجیکٹ کا

Marfat.com

بیڑہ اٹھانا کارے دارد تھا۔ سختی کے ساتھ حجاب کی پابندی کرتے ہوئے عالمی دوروں پر گامزن رہتیں۔ وہ ان اکا دکا خواتین میں سے تھیں اور جن کی مثال آج کے عہد میں بھی ناپید ہے جو علم دین کے ساتھ جدید علوم سے بھی آراستہ تھیں۔ کئی زبانیں بول سکتی تھیں اور حیات مستعار کا ہر ہر لمحہ خواتین کے اندر اسلام کے فروغ کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ مولانا شاہ احمد نورانی بھی آخری دم تک اپنی چمکدار خاندانی روایات کے وارث بنے رہے۔ اندرون ملک سیاسی و دیگر مصروفیات ان کے عالمی تبلیغی مشن کی راہ میں کبھی رکاوٹ ثابت نہ ہوئیں۔

ملکی سیاست کے افق پر مولانا مرحوم 1970ء کے انتخابات کے بعد ایسے طلوع ہوئے کہ اب تینتیس برس بعد جوان کے انتقال پر ملال نے انہیں ہماری نظروں کے سامنے سے ہٹا دیا ہے تو ان کی قیادت تا دم مرگ جلوہ گر تھی۔ آئین کی سربلندی کو مسلمہ بنانے اور جمہوریت کی راہ سے ہر آمرانہ رکاوٹ کو دور کر کے اسے ہموار اور کشادہ کرنے کے لئے وہ ہمارے ملک کی چوتھی فوجی حکومت کے ساتھ فیصلہ کن معاملہ کرنے کے دھانے پر کھڑے تھے۔ 1973ء کا متفق علیہ اور اسلامی و جمہوری آئین جس کی تدوین اور نفاذ میں شاہ احمد نورانی مرحوم نے 1970ء کی آئین ساز اسمبلی کے رکن کی حیثیت سے اہم کردار ادا کیا تھا' اور فوجی طالع آزماؤں نے اس کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ مولانا مرحوم نے آخری سانس کے وقت بھی اس کی مکمل بحالی کے لئے اپنی توانائیاں نچوڑ رکھی تھیں۔ اس سے قبل 1977ء کی تحریک میں بھی نورانی مرحوم کا کردار اس حد تک نمایاں تھا کہ بڑے بڑے قومی قائدین کے جھرمٹ میں ممتاز نظر آتے تھے۔ اسی کی دہائی میں ان کے شہر کراچی اور گردو پیش میں لسانی تشخص کی بنیاد پر سیاست کا طوفان اٹھا تو نورانی مرحوم نے یکے بعد دیگرے انتخابات میں شکست تو قبول کر لی لیکن پاکستانی اور اسلامی قومیت کے ساتھ اپنی گہری

Marfat.com

وابستگی پر حرف نہ آنے دیا۔ اس میدان میں ان کے دوسرے دو ساتھیوں پروفیسر غفور احمد اور حکیم سعید مرحوم کا نام لیا جا سکتا ہے۔ اس لحاظ سے مولانا خالصتاً پاکستانی سیاستدان تھے۔ آج جب وہ ہمارے درمیان نہیں رہے تو انہیں خراج تحسین پیش کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ جس مشن کی تکمیل کے لیے وہ جاں جان آفرین کے سپرد کرنے تک ہمہ تن سرگرم رہے اس کے مکمل اور آخری حد تک حصول میں کوئی دقیقہ فروگزاش نہ کیا جائے۔

متحدہ مجلس عمل کو جس کے وہ قائد تھے اپنی اہم یادگار کے طور پر چھوڑ کر گئے ہیں۔ اس وقت بڑے چیلنج کا سامنا ہے۔ آج کی نیم فوجی سول حکومت کی جانب سے جو بظاہر مضبوط نظر آتی ہے لیکن اصولی اور عملی لحاظ سے اس کا آئینہ جواز اور جمہوری استحقاق بہت بڑا سوالیہ نشان ہے، دباؤ ہے کہ متحدہ مجلس عمل آئین کی مکمل اور غیر مشروط بحالی سے کسی درجہ کم نکات پر اس کے ساتھ سمجھوتہ کر لے اور تحریک چلانے کا ارادہ قطعی طور پر ترک کر دے۔ مولانا نورانی مرحوم آخری وقت تک اس دباؤ کا مقابلہ کرتے رہے۔ وفات سے دو روز قبل ایک غیر ملکی سربراہ مملکت کے اعزاز میں منعقدہ سرکاری تقریب میں شرکت کے دوران ان کے جنرل پرویز مشرف کے ساتھ علیک سلیک ہوئی۔ ذرائع ابلاغ میں خبر چھپوائی گئی کہ مولانا نے جنرل صاحب کے ساتھ طویل مذاکرات کئے ہیں اور تاثر دیا گیا کہ سرکار والا مدار کے ساتھ مفاہمت ہوا چاہتی ہے لیکن نورانی مغفور نے فوراً اس کی تردید کر دی اور واضح کیا کہ انہوں نے جنرل مشرف سے صرف مصافحہ کیا تھا۔ کوئی لمبی گفتگو نہیں ہوئی۔ کوئی مفاہمت روبہ عمل نہیں آئی۔ آج جو انہوں نے دنیا سے رخت سفر باندھ لیا ہے اور ان کا سیاسی و جمہوری مشن ادھورا رہ گیا ہے تو متحدہ مجلس عمل کی باقی ماندہ قیادت پر جو بلاشبہ اپنی جگہ بڑے بڑے رجال دین اور سیاسی زعما پر مشتمل ہے یہ فرض اور بھی زیادہ شدت کے ساتھ عائد ہو گیا ہے کہ وہ اپنے اصولی اور آئینی موقف میں بال برابر فرق نہ آنے دے۔ حکومت

Marfat.com

سے یہ منوا کر دم لے کہ آئینہ ترمیمی بل میں یہ امر لازماً شامل ہوگا کہ یکم جنوری 2005ء سے آئین پاکستان اپنی تمام تر اصلی حالت میں لاگو ہو جائے گا اور خاص طور پر اس کی تحریری ضمانت حاصل کی جائے گی کہ (1)63 اور شق لاگو ہو جائے جسکے تحت صدر مملکت کوئی دوسرا منفعت بخش عہدہ اپنے پاس نہیں رکھ سکے گا۔ یہ بات چونکہ لمحہ موجود میں اس وقت فوجی سربراہ مملکت اور جمہوری اپوزیشن کے مابین سب سے بڑے تنازعے کا باعث بنی ہوئی ہے اور اسی کے طے ہونے پر اس کا انحصار سمجھا جا رہا ہے کہ ملک میں فرد واحد کی حکمرانی کے مقابلے میں آئین کی بالادستی بحال ہوگی یا نہیں لہٰذا اس اصول پر کسی قسم کا سمجھوتہ ملک کے لئے بھی نقصان دہ ہوگا۔ قوم کے لئے بھی ناقابل قبول اور مولانا شاہ احمد نورانی کی روح کو بھی بے چین کرنے کا باعث بنے گا۔

حکمران جماعت کے صدر چودھری شجاعت حسین جو جنرل مشرف کے ایماء پر مولانا فضل الرحمٰن کے پاس یہ پیغام لے کر گئے ہیں کہ کسی قسم کے آئینی ترمیمی بل کو پیش کرنے سے پہلے متحدہ مجلس عمل جنرل صاحب کو بطور صدر اعتماد کا ووٹ دے اور تحریک برپا کرنے کا ارادہ ہر عالم میں ترک کر دے کیونکہ ان کے بقول جنرل مشرف پہلے ہی بہت رعایتیں دے چکے ہیں۔ اب انہیں بھی کچھ ملنا چاہئے۔ چودھری شجاعت حسین نے یہ نہیں بتایا کہ چوتھے فوجی حکمران نے ازراہ کرم گستری آئینی اور جمہوری لحاظ سے وہ کون سی عنایات خسروانہ کی ہیں جن کا بدلہ وہ طلب کر رہے ہیں۔ ماسوائے اس کے کہ اپنی حکمرانی کو سول چہرہ دینے کے لئے ایسا ڈھانچہ کھڑا کیا ہے جس کے ''فیض'' سے چودھری صاحب حکمران جماعت کے صدر ہیں۔ اس عالم میں متحدہ مجلس عمل سے یہ مطالبہ تو قطعی غیر اصولی اور غیر آئینہ وغیر جمہوری ہے کہ وہ پہلے جنرل صاحب کو اعتماد کا ووٹ دے۔

اول تو آئین پاکستان میں اس نوعیت کے ووٹ کی کوئی گنجائش نہیں۔ صدر

Marfat.com

مملکت کے انتخاب کا البتہ باقاعدہ طریق کار درج ہے۔ پاکستان کے شہری کی حیثیت سے اگر جنرل مشرف یہ عہدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اسے اپنائیں۔ چیف آف دی آرمی سٹاف کے سرکاری ملازمت کے عہدے سے دستبردار ہونے کے بعد دو سال تک انتظار کریں اور اس کے بعد پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کے اراکین کے سامنے اپنے آپ کو کھلے انتخاب کے لئے پیش کر دیں۔ اس کے علاوہ قوم کا متفق علیہ اور پاکستان کا اسلامی و جمہوری آئین کسی راستے کو اپنانے کی اجازت نہیں دیتا لہٰذا جنرل مشرف کے معاملے میں بھی کسی غیر دستوری طریق کو اپنایا نہیں جا سکتا۔ لہٰذا آئینی ترمیمی بل سے پہلے یا اس کے بعد دونوں صورتوں میں اعتماد کے ووٹ کا حصول آئین مخالف راہ عمل ہو گی اس سے اجتناب لازمی ہے۔

متحدہ مجلس عمل کی قیادت نے یہ کہہ کر مولانا نورانی کے انتقال پر اگرچہ وہ اپنے سالار سے محروم ہو گئے ہیں لیکن آئین و پارلیمنٹ کی بالا دستی اور صدر کی وردی پر کوئی سمجھوتہ نہیں کریں گے۔ ڈیڈ لائن میں توسیع ہو گی نہ احتجاج ملتوی'' ایک بڑے ابہام کو دور کر دیا ہے۔ جنرل پرویز مشرف نے مولانا مرحوم کے انتقال کے روز ہی کوئٹہ میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''ایل ایف او'' مذاکرات میں بالواسطہ شریک ہوں۔ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ دھمکیوں کا سلسلہ بند کیا جائے۔ کیونکہ احتجاج کی دھمکی دینے والے کچھ نہیں کر سکتے'' آپ اس مسئلے کو آئینی اصولی اور جمہوری بنیادوں پر فوراً حل کر دیں۔ احتجاج کی دھمکیاں دینے اور ڈیسک بجانے والے وقعی کچھ نہیں کر سکیں گے۔ اور ظاہر ہے کہ اس کے بعد وہ کچھ کرنا بھی نہیں چاہیں گے۔ جو تاخیر ہو رہی ہے وہ آپ کی جانب سے ہے ڈیسک بجانے والوں کی طرف سے نہیں۔

Marfat.com

مولانا شاہ احمد نورانی کا سانحہ ارتحال

تحریر عبدالودود قریشی ایڈیٹر (روزنامہ جناح اسلام آباد)

ممتاز مذہبی سکالر سینٹ کے رکن جمعیت علمائے پاکستان کے رہنما اور متحدہ مجلس عمل کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی گزشتہ روز حرکت قلب بند ہو جانے سے خالق حقیقی کو جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا شاہ احمد نورانی ایک نابغہ روزگار شخصیت تھے انہیں ملک بھر کے سیاسی سماجی و مذہبی حلقوں میں انتہائی قدر ور اہمیت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا 1973ء کے آئین کے خالق ہونے کے علاوہ وہ وطن عزیز میں چلنے والی تمام مذہبی و سیاسی تحریکوں کے روح رواں رہے، تحریک ختم نبوت، تحریک نظام مصطفٰے اور بحالی جمہوریت کی تحریکوں میں انہوں نے بے مثل کردار ادا کیا متعدد زبانوں پر عبور و مہارت کے باعث وہ دنیا بھر میں اسلام کی ترویج و فروغ کے لئے دورے کرتے رہے مولانا شاہ احمد نورانی کی ناگہانی وفات ایک ایسا عظیم سانحہ ہے جس کی تلافی برسوں نہیں ہو سکتی افسوسناک امر یہ ہے کہ وہ عظیم شخصیات آہستہ آہستہ دنیا سے رخصت ہو رہی ہیں جن کی اس زمانے میں اشد ضرورت ہے اس کے برعکس ان لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے جو کسی نظریے اور افکار سے تہی دامن ہیں اور ان کا مطمع نظر ملک و قوم کی بھلائی نہیں بلکہ اپنی ذاتی خواہشات کی تکمیل ہے جبکہ مولانا شاہ احمد نورانی جیسی شخصیات نہ صرف ملک و قوم کے بہتر مستقبل کا سوچتی تھیں بلکہ ان کی ژرف نگاہی آنے والے حالات کی سنگینی اور مختلف اقدامات کی تہہ میں پوشیدہ مشکلات کو بھانپ کر ان کے ازالے کے لئے مطلوبہ ذرائع بروئے کار لانے کا سامان بھی مہیا کرتی تھی اس تناظر میں ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ایسی شخصیات کے تجربے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے مستقبل کا تعین کریں ہم دعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت مولانا شاہ احمد نورانی کو

Marfat.com

اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے ان کی لغزشوں کو معاف فرمائے ان کے درجات بلند کرتے ہوئے انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

عہد ساز شخصیت کا انتقال

تحریر شہزاد اقبال (روزنامہ انصاف لاہور)

دسمبر کی گیارہ تاریخ پاکستان کی سیاسی و دینی تاریخ میں اس حوالے سے ہمیشہ یاد رہے گی کہ اس دن ایک عظیم دینی و سیاسی شخصیت شاہ احمد نورانی صدیقی کا انتقال ہوا۔ وہ ان خوش قسمت دینی رہنماؤں میں سے ہیں جن کی موت طبعی ہوئی ورنہ ملک پاکستان میں زیادہ تر دین سے تعلق رکھنے والے افراد غیر طبعی طریقہ سے ہم سے جدا ہوئے۔ مرحوم دل کے عارضے میں مبتلا تھے۔ جمعرات گیارہ بج کر چالیس منٹ پر انہیں دل کا دورہ پڑا' انہیں پولی کلینک لے جایا گیا مگر وہ جانبر نہ ہو سکے۔ مرحوم 77 برس تک دین و سیاست کی خدمت کرتے رہے۔ وہ ان چند رہنماؤں میں سے تھے جنہوں نے پاکستان کی سیاست میں طویل عرصہ تک نمایاں کردار ادا کیا۔

جمعیت علمائے پاکستان سے تعلق رکھنے والے مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی مرحوم نے ایک عرصہ تک مولانا عبدالستار نیازی کے ساتھ ملک میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے لئے کام کیا مگر اختلافات پیدا ہونے کی وجہ سے مولانا نیازی نے اپنا علیحدہ گروپ بنا لیا جس کی قیادت تادم مرگ وہ کرتے رہے جبکہ دوسرا گروپ شاہ احمد نورانی کے پاس رہا۔ انہیں اپنی وفات تک اس بات کا افسوس تھا کہ جمعیت علمائے پاکستان آخر کیوں دو ٹکڑے ہوئی۔ انہیں صحیح معنوں میں مولانا نیازی سے محبت تھی جس کا اظہار وہ نجی محفلوں میں اکثر کرتے تھے۔

Marfat.com

مولانا مرحوم تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے کلیدی کردار تھے انہوں نے ملک میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے لیے جہد مسلسل کی۔ 71ء میں بھٹو کے خلاف وزارت عظمیٰ کا الیکشن لڑا مگر وہ ناکام ہوئے۔ضیاء الحق کے دور میں بھی وہ قومی سیاست پر چھائے رہے۔ جنرل ضیاء نے جماعت اسلامی کو تو اقتدار میں شریک کر لیا مگر وہ شاہ احمد نورانی کی جمعیت کو شریک اقتدار نہ کر سکی۔ انہیں دو صوبوں کی گورنرشپ کے علاوہ وزارتوں کی پیش کش بھی ہوئی مگر انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ''ہماری منزل اقتدار نہیں بلکہ ملک میں نظام مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ ہے'' یہی وجہ ہے کہ وہ آمر مطلق ضیاء کے ساتھ آخری دم تک لڑتے رہے اگرچہ انہیں ایوان اقتدار میں اکثر بلایا جاتا مگر وہ کبھی بھی دنیاوی عہدوں سے مرعوب نہیں ہوئے۔

بہاولپور حادثہ کے بعد ملک میں جمہوری دور کا آغاز ہوا تو نورانی صاحب نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ انہوں نے دینی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے کی کوششیں کی۔ اسلامی جمہوری اتحاد اور بعد میں خالص دینی جماعتوں پر مشتمل اسلامی فرنٹ میں ان کا کردار سالار لشکر کا تھا ہم عصر رہنماؤں سے رہنمائی لیتے تھے۔ کراچی و حیدر آباد میں بالخصوص اور ملک کے بقیہ حصوں میں بالعموم ان کے چاہنے والوں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے جنہوں نے وقتاً فوقتاً ہونے والے انتخابات میں انہیں کامیاب کرایا۔ اگرچہ جے یو پی کبھی بھی پارلیمنٹ میں نمایاں اپوزیشن حاصل کرنے میں کامیاب نہیں رہی مگر شاہ صاحب کی ولولہ انگیز قیادت و سیادت نے انہیں ممتاز رکھا اور دیگر جماعتوں کے سربراہ یہ ماننے پر مجبور ہوئے کہ انہیں قومی دھارے کی شخصیت تسلیم کیا جائے۔

افغانستان و عراق پر ہونے والے امریکی حملوں کے خلاف دیگر مذہبی جماعتوں کی طرح مولانا کی جماعت نے بھی بھرپور مخالفت کی۔ خاص کر سندھ کے بڑے شہروں میں رابطہ عوام مہم اور عوام کو امریکی مظالم کے خلاف بیدار کرنے کے لیے شاہ صاحب نے نمایاں

Marfat.com

کردار ادا کیا۔ انہوں نے افغان جہاد کونسل اور پھر بعد میں متحدہ مجلس عمل (MMA) کے پلیٹ فارم سے داخلی وخارجی چیرہ دستیوں کو بے نقاب کیا۔ وہ متحدہ مجلس عمل کے چیئرمین تھے اور مشرف لیگ سے بات چیت کر رہے تھے...... ایل ایف او پر ایم ایم اے کی قیادت متحد رہی جس کا کریڈٹ شاہ احمد نورانی کو جاتا ہے کہ انہوں نے ملکی تاریخ میں اتنی بڑی تعداد میں دینی جماعتوں کے اجتماع کو بڑی کامیابی سے قائم رکھا۔ اب ان کے بعد کی قیادت کو چاہیے کہ وہ طے شدہ اصولوں سے ہٹ کر کوئی ڈیل نہ کرے کیونکہ نورانی صاحب کے بعد ایم ایم اے مخالف دھڑے کو ایک موقع ملا ہے کہ وہ انتشار کے ذریعے اپنا الو سیدھا کرے مگر اس عرصے میں قائم مقام چیئرمین قاضی حسین احمد و دیگر رہنماؤں کے کندھوں پر یہ ذمہ داری آپڑتی ہے کہ وہ مجلس عمل کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھیں اور جھکاؤ کی پالیسی کے بجائے اصولوں پر قائم ہونے کی پالیسی جاری رکھیں۔

دینی لحاظ سے بھی مولانا کی شخصیت خاصی قد آور تھی انہوں نے آٹھ برس کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا واضح رہے کہ ان کا تعلق ایک ممتاز مذہبی گھرانے سے تھا ان کے والد محترم شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی مرحوم بیسویں صدی کے جید عالم تھے۔ مولانا صحیح معنوں میں مسلمان تھے ارکان اسلام کی پابندی ان کا شیوہ تھا۔ انہیں کئی زبانوں پر عبور تھا اور ہزاروں کی تعداد میں غیر مسلموں کو دائرہ اسلام میں لانے کا سہرا ان کے سر ہے جن میں سے زیادہ تر کا تعلق احمدی فرقے سے تھا۔ نورانی صاحب کا یہ اعزاز ہے کہ بھٹو دور کی اسمبلی میں انہوں نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی قرارداد پیش کی۔ ان کی زبان وکلام میں جادو تھا جب وہ بولتے تھے تو سننے والا سنتا ہی چلا جاتا۔ بی بی سی نے ان کی شخصیت پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہنستا مسکراتا چہرہ خوش گفتاری مولانا کی خاص پہچان تھی۔ مولانا شاہ احمد نورانی کا یہ اعجاز رہا کہ جب بھی مخالف فرقوں کی جماعتوں کو اکٹھا ہونے کا خیال آیا تو شاہ صاحب کو

Marfat.com

اس کی قیادت کے لیے چنا گیا۔ وہ صحیح معنوں میں غیر جانبداری کا مظاہرہ کرتے تھے۔ رمضان المبارک میں گزشتہ چند سالوں سے ان کا یہ خاص معمول بن گیا تھا کہ باقاعدگی سے تراویح کی نماز میں قرآن شریف ختم کرتے اس کے بعد نوافل میں قرآن شریف کی تلاوت کرتے اور بعد میں تہجد کی خصوصی نماز کے ذریعے قرآن شریف پڑھنے کی سعادت حاصل کرتے تھے۔

دنیا میں کسی شخص کا متبادل نہیں ہر شخص اپنی ذات میں ایک کائنات ہے۔ مولانا بھی اپنی جملہ خصوصیات کے حوالے سے دوسروں سے مختلف تھے انہوں نے سیاسی و دینی میدان میں اپنا لوہا منوایا وہ بحیثیت انسان بھی اعلیٰ خوبیوں کے مالک تھے انہوں نے کبھی اپنے آپ کو دوسروں سے ممتاز نہیں گردانا بلکہ مشکل ترین اور پر خطر حالات میں بھی سرکاری مشینری سے مدد نہیں مانگی شاہ صاحب نے اپنی حفاظت کے حوالے سے ایک پولیس آفیسر کو یہ کہا کہ ہماری ہٹ لسٹ شب برات کو ساتویں آسمان پر بنتی ہے اور ان کی طبعی موت نے ثابت کر دیا کہ ان کی ہٹ لسٹ بن چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جوار رحمت میں جگہ' قبر اور آخرت کے عذاب سے محفوظ ان کے درجات بلند کرے اور ہم سب کو صبر جمیل دے۔ آمین۔

بہت کچھ باقی ہے

تحریر عباس اطہر (روزنامہ نوائے وقت لاہور)

اتفاقات کا سلسلہ ہے یا صدر پرویز مشرف کے ستارے کا کمال کہ جن دنوں اے آر ڈی تحریک چلانے کی فضا گرم کرنے میں کچھ کچھ کامیاب ہوا چلی تھی بابائے جمہوریت نوابزادہ نصر اللہ خاں اچانک انتقال کر گئے اور اے آر ڈی اپنے عزائم سمیت ہوا

Marfat.com

میں معلق ہوگئی۔ کسی نے کہا کہ یتیم ہوگئی ہے اور کوئی بولا کہ بیوہ ہوگئی ہے۔ متحدہ مجلس عمل نے 18 دسمبر کی ڈیڈ لائن دے رکھی تھی اور ممکنہ تحریک متنازعہ ہونے کے باوجود مستقبل میں کچھ گھما گھمی نظر آرہی تھی مولانا شاہ احمد نورانی کی اچانک وفات سے یہ فضا ایک بار پھر متاثر ہوئی ہے اور کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ آئندہ نقشہ کیا ہوگا۔

مولانا شاہ احمد نورانی نے سیاستدان کے طور پر بھی نام اور مقام بنایا اور عالم دین اور مبلغ اسلام کی حیثیت سے بھی...... وہ بیرون ملک اپنی دوسری حیثیت میں زیادہ جانے اور پہچانے جاتے تھے کئی زبانوں پر عبور حاصل ہونے کی وجہ سے انہیں دنیا کے مختلف ممالک میں براہ راست تبلیغ کا موقع ملا۔ تبلیغ اور دینی خدمات میں ان کا ریکارڈ نصف صدی سے زیادہ عرصہ پر محیط ہے مولانا کی وفات سے ان کے عقیدت مندوں اور پارٹی کارکنوں کو جو صدمہ ہوا وہ کسی اور کو نہیں ہوسکتا لیکن سیاسی حالات کے جس مرحلے پر ان کی وفات ہوئی ہے وہ ان جماعتوں کے لئے بھی دھچکے کا باعث ہے جو ان کی نیاز مند تو نہیں تھیں لیکن جمہوریت کی بحالی اور قومی مفادات کے تحفظ کی جنگ میں ان کے کردار سے کچھ امید رکھتی تھیں۔ بی بی سی نے درست کہا ہے کہ نوابزادہ کے بعد مولانا نورانی کی وفات سے پاکستانی سیاست کچھ خالی خالی لگنے لگی ہے اس کا یہ خیال بھی صحیح ہے کہ صدر مشرف کو مجلس عمل سے اعتماد کا ووٹ لینے میں زیادہ مشکل نہ ہو لیکن یہ طے کرنے میں مشکل کا سامنا ہوسکتا ہے کہ مجلس عمل کا نیا صدر کون ہوگا اطلاعات ہیں کہ قاضی حسین احمد اور مولانا فضل الرحمٰن دونوں ہی صدارت کے امیدوار ہیں ممکن ہے مقابلے کی نوبت نہ آئے اور معاملہ اتفاق رائے سے طے کر لیا جائے تاہم اصل مسئلہ تو تب بھی موجود رہے گا کہ متحدہ مجلس عمل کا قائد کون ہوگا صدر بننے اور قائد بننے میں بہت فرق ہے۔ مولانا نورانی کی زندگی میں بھی یہ طے نہیں ہوسکا تھا کہ مجلس کا قائد کون ہے قاضی حسین احمد اور مولانا فضل الرحمٰن دونوں اپنی اپنی جگہ بھاری.

Marfat.com

بھر کم شخصیات ہیں۔قاضی صاحب کو اپنی سٹریٹ پاور دھرنوں اور جماعت اسلامی کی مزدور، طلباء وکلاء اور دیگر ذیلی تنظیموں کی طاقت پر ناز ہے تو مولانا فضل الرحمٰن کو سرحد اسمبلی میں اپنی اکثریت اور مدارس کی تعداد پر بھروسہ ہے۔ دونوں رہنماؤں کی طرف سے ''ہم ایک ہیں'' کے نعروں کے باوجود سچ مچ ایک ہونے کا تاثر کبھی پیدا نہیں ہوسکا۔ مولانا شاہ احمد نورانی عمر اور تجربے دونوں لحاظ سے قاضی صاحب اور مولانا فضل الرحمٰن صاحب پر فوقیت رکھتے تھے بلکہ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ دینی علوم پر انہیں ان دونوں سے زیادہ دسترس حاصل تھی مولانا شاہ احمد نورانی کی بزرگی کی وجہ سے قاضی حسین احمد اور مولانا فضل الرحمٰن کا ''پرسینلٹی کلیش'' دبا رہا اب پتہ نہیں نورانی صاحب کے بعد اس تصادم کو بدستور منجمد کرنے کا کوئی وسیلہ ملتا ہے یا نہیں؟

مجلس عمل کے قائدین نے بیان دیا ہے کہ کمانڈر کی شہادت سے جہاد نہیں رکتا اور مجلس عمل نے حکومت کو جو ڈیڈ لائن دے رکھی ہے وہ واپس نہیں ہوگی جہاں تک معروضی حالات کا تعلق ہے پچھلے ایک سال کے دوران قومی اسمبلی اور سینٹ کے اندر ایجی ٹیشن کے علاوہ مختلف مقامات پر چھوٹے بڑے جلسوں کے باوجود حکومت کے لئے کوئی ایسی صورتحال پیدا نہیں ہوئی کہ وہ کسی تشویش میں مبتلا ہو یا اس تحریک سے مرعوب ہو جائے جس کے لئے مجلس عمل نے 18 دسمبر کی تاریخ مقرر کر رکھی ہے صدر مشرف نے ایک طرف تو یہ امید ظاہر کی ہے کہ ایل ایف او سمیت تمام تنازعات ملک کے بہترین مفاد میں افہام و تفہیم سے حل ہو جائیں گے دوسری طرف یہ بھی کہہ دیا کہ ایم ایم اے دھمکیاں نہ دے اور 18 دسمبر کو احتجاج کر کے دیکھ لے ہم مرعوب نہیں ہوں گے۔ صدر صاحب کا خیال ہے کہ جس طرح قومی اسمبلی میں ڈیسک بجانے سے کوئی فرق نہیں پڑا سکون پر نعرہ بازی سے بھی حکومت کو کوئی ضعف نہیں پہنچے گا جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے جنرل صاحب نے ماضی میں متحدہ مجلس

Marfat.com

عمل کو کبھی اس طرح کی دعوت مبارزت نہیں دی۔ وہ مجلس عمل کے قائدین پر تنقید تو ضرور کرتے رہے ہیں لیکن یہ کھلا چیلنج پہلی بار دیا ہے۔ چودھری شجاعت حسین اور مولانا فضل الرحمٰن کی ملاقات کے بعد وزیراعظم جمالی سے لے کر ڈپٹی سپیکر قومی اسمبلی تک سب نے معاملات طے پانے کی جو خوشخبری سنائی تھی وہ اپنی جگہ لیکن لگتا ہے کہ پس منظر میں کچھ دوسری سوچیں اور سرگرمیاں بھی جاری ہیں جو حکومت کے موجودہ لچکدار رویہ پر اثر انداز ہوسکتی ہیں۔ مولانا نورانی کی وفات سے ایک روز قبل چودھری شجاعت حسین نے تو یہ اشارہ بھی دیا تھا کہ اعتماد کا ووٹ مجلس عمل کے بغیر بھی لیا جا سکتا ہے۔ صدر پرویز مشرف کے تازہ بیان سے بھی یہی تاثر ملتا ہے کہ حکومت کو متحدہ مجلس عمل سے معاملات طے کرنے میں کوئی خاص جلدی نہیں وہ فیصلے کا وقت بھی خود طے کرے گی اور یکطرفہ رعائتیں نہیں دے گی۔ یہ سوچنا کہ سارے معاملات طے ہو چکے ہیں اور اب صرف قومی اسمبلی میں آئینی پیکج لانا باقی رہ گیا ہے سراسر خوش فہمی ہوگی ابھی شاید بہت کچھ باقی ہے اس تناظر میں گزشتہ روز کراچی ایئرپورٹ پر مولانا فضل الرحمٰن کی گفتگو کا یہ حصہ بہت اہم ہے ''ہمیں علم ہے کہ حکومت کن کن پارٹیوں سے کن کن شرائط پر بات کر رہی ہے وقت آنے پر قوم کو پتہ چل جائے گا کہ ہر پارٹی کا اپنا ایل ایف او ہے۔''

''محبت و رہنمائی کا ایک اور در بند ہوا''

رشید ملک (چیف ایڈیٹر روزنامہ محاسب مظفرآباد)

ممتاز مذہبی سکالر، مدبر اور سیاست و دین میں یکساں شہرت و حیثیت کے مالک و رہنمائے دین و ملت علامہ شاہ احمد نورانی کا سانحہ ارتحال اہل دین و پاکستان کے لئے ایک بڑا سانحہ اور غیر معمولی نقصان ہے جس کی تلافی شاید کبھی نہ ہو سکے حضرت علامہ عالم اسلام کی ممتاز ہستی تھی بین الاقوامی سطح پر انہوں نے اسلام کے درست فہم کو ہمیشہ درست طور پر

Marfat.com

اجاگر کیا اور ان کی تبلیغ و تعلیم اور کلام میں اتنا اثر تھا کہ ہزاروں غیر مسلموں نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ان کا مذہبی تشخص اس قدر بلند تھا کہ سیاست میں ان کے مخالفین بھی ان کا حد درجہ احترام کرتے تھے ان کی شخصیت کے پہلوؤں کا الگ الگ جائزہ لیا جائے تو وہ ہر میدان کے شہسوار کے طور پر سامنے آتے ہیں ان کا مذہبی پس منظر یہ ہے کہ دادا عبدالحکیم جوش میرٹھی شاہی مسجد میرٹھ کے خطیب تھے تایا بھی بمبئی میں خطیب تھے قائداعظم محمد علی جناح مولانا نورانی کے تایا مولانا نزیر احمد صدیقی سے دین اور ذاتی معاملات میں مشاورت کیا کرتے تھے مولانا نورانی کے والد عبدالعلیم بلند پایہ عالم دین تھے جناب عبدالعلیم صدیقی اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی کے خلیفہ مجاز بھی تھے اردو کے ممتاز شاعر مولانا اسماعیل میرٹھی کا تعلق بھی مولانا نورانی کے خاندان سے تھا مولانا کا سوانحی خاکہ بتاتا ہے کہ عالم اسلام کا یہ بطل جلیل 17 رمضان المبارک ۱۳۴۶ ہجری بمطابق 31 مارچ 1926ء کو میرٹھ (یوپی) میں پیدا ہوا محض آٹھ برس کی عمر میں حفظ قرآن کی سعادت حاصل کی درس نظامی (فاضل) کی سند دارالعلوم عربیہ میرٹھ سے حاصل کی گریجویشن اور فاضل عربی کی ڈگری بالترتیب نیشنل عربک کالج اور الہٰ آباد یونیورسٹی سے حاصل کیں اردو، عربی، انگریزی اور فرانسیسی سمیت انہیں متعدد زبانوں پر عبور حاصل تھا اور وہ عمر بھر اپنی علمی استعداد کو اتحاد بین المسلمین کے لئے استعمال کرتے رہے اسی بناء پر عالم اسلام میں انہیں خصوصی مقام و مرتبہ حاصل ہوا 1953ء میں اپنے والد کے انتقال کے بعد سے علامہ نورانی فریضہ تبلیغ کی ادائیگی میں مصروف ہوئے دنیا بھر میں اشاعت وفروغ اسلام کی ذمہ داری احسن طریقے سے ادا کرتے رہے ازبکستان، تاشقند، سمرقند و بخارا، مشرق وسطیٰ، مشرقی افریقہ نائیجیریا، صومالیہ، ترکی، فرانس، مغربی جرمنی، چین اور ''سکنڈے نیوین ممالک'' میں لوگوں کو تعلیمات اسلامی سے روشناس کرانے کے لئے سرگرم عمل رہے امریکہ کے بھی تبلیغی دورے کئے

Marfat.com

1968ء میں انہوں نے اسلامک ریویو لندن کے قادیانی ایڈیٹر سے کئی گھنٹے طویل مناظرہ کیا اور اسے شکست دی فتنہ قادیانیت کے سدباب کے لئے پاکستان کی قومی اسمبلی میں تحریک پیش کرنے کا سہرا بھی مولانا نورانی کے سر ہے اور آئین پاکستان میں درج ''تعریف مسلمان'' کا تعین بھی ان ہی کی کاوش ہے اور اسی شخصیت کا تحریر کردہ حلف ہی قومی اسمبلی کے ممبران اٹھاتے ہیں۔

مولانا نورانی جیسی ہمہ جہت شخصیت اپنے دور کی عہد سازی میں جو متحرک اور فعال کردار ادا کرتی ہے وہ اس عہد پر انمنٹ نقوش کی صورت میں نظر آتا ہے سربلندی دین کے لئے اپنا سب کچھ نچھاور کرنے والے مولانا نورانی نے پاکستان کی سیاست میں بھی بھرپور اور عہد ساز کردار ادا کیا مولانا نے 1964ء میں تحریک پاکستان کی جدوجہد میں نیشنل گارڈ تنظیم کی بنیاد رکھی اور قیام پاکستان کے بعد پاکستان کی سیاست میں فعال کردار ادا کرنے لگے بالخصوص ملک میں دستور سازی کے عمل میں ان کی شرکت بڑی سرگرم رہی ان کی مذہبی وسیاسی سرگرمیوں کے یہ دو حوالے بہت ہیں کہ مولانا کو 1953ء کی ختم نبوت تحریک اور 1956ء کو تدوین دستور کے لئے قید و بند کی صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑا 1948ء میں مولانا نے جمعیت علمائے پاکستان کی بنیاد رکھی 1970ء میں قومی اسمبلی کا الیکشن لڑا اور کراچی سے کامیاب ہونے کے ساتھ ہی ملک کی پارلیمانی سیاست میں قدم رکھا 30 جون 1974ء کو قومی اسمبلی میں مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی قرارداد پیش کی جس کے نتیجے میں قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے ان کی آئینی جدوجہد کے نتیجے میں 1984ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا آمریت اور جبر کے خلاف مولانا کی جدوجہد تاعمر جاری رہی 1970ء کے انتخابات کے بعد پیدا ہونے والی کشیدگی دور کرنے کے لئے بھٹو کی دھمکیوں کے باوجود انہوں نے مشرقی پاکستان جا کر مجیب الرحمان سے

Marfat.com

مذاکرات کئے پارلیمانی سیاست میں قدم رکھنے کے ساتھ غیر جمہوری حکمرانوں اور نظام کی اصلاح اور ملک سے عدم استحکام دور کرنے کے لئے جس بے باکی سے مولانا اپنا نکتہ نظر بیان کرتے رہے وہ ان کی جمہوریت سے وابستگی اور سیاسی بصیرت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ ان کا ہی کمال تھا کہ وہ مختلف الخیال مذہبی سیاسی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر لیتے تھے متحدہ مجلس عمل ان کی رہنمائی اور سیاسی بصیرت سے ہی آگے بڑھ رہی تھی ان کی مذہبی وسیاسی تحریک کا بنیادی فلسفہ خارجی سطح پر اتحاد بین المسلمین کا فروغ اور داخلی سطح پر نفاذ نظام مصطفےٰ ﷺ تھا۔ 1977ء میں اس مقصد کے لئے انہوں نے بڑی زوردار تحریک چلائی اور اب وہ متحدہ مجلس عمل کے پلیٹ فارم سے پارلیمنٹ کی خودمختاری کی بحالی اور ملک میں آئین و جمہوریت کی بالادستی کے لئے جدوجہد کر رہے تھے کہ فرشتہ اجل نے سفر آخرت کی نوید سنائی اور وہ 77 برس کی ایک بھرپور عمر کے بعد عازم سفر آخرت ہو گئے۔ یہ ان کے لواحقین اہل پاکستان اور اسلامیاں ملت کے لئے عظیم سانحہ ہے ایسے عالم کی موت کو ”کل عالم“ کی موت اس لئے کہا جاتا ہے کہ محبت و رہنمائی کے ایسے روشن مینار بہت کم ہوتے ہیں ان کی پھیلائی ہوئی روشنی صدیوں تک نسلوں کو کامیابی وعمل کی راہیں دکھاتی رہتی ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور ان کے درجات بلند فرمائے ادارہ محاسب علامہ شاہ احمد نورانی کے سانحہ ارتحال پر ان کے اہل خانہ سے تعزیت کا اظہار کرتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ انہیں یہ صدمہ برداشت کرنے کی ہمت وتوفیق عطا فرمائے (آمین)

Marfat.com

مولانا شاہ احمد نورانی کا انتقال

تحریر رشید ملک ایڈیٹر (روزنامہ محاسب مظفر آباد آزاد کشمیر)

متحدہ مجلس عمل کے سربراہ و سینٹر مولانا شاہ احمد نورانی کا انتقال سارے عالم اسلام، پاکستان اور ملک کی جمہوری، دینی اور سیاسی قوتوں کے لئے بہت بڑا دھچکہ ہے ان کی وفات کی خبر سے سارا پاکستان سوگوار ہو گیا ہے مولانا نے زندگی کی 84 بہاروں میں سے ستر سے زائد بہاریں اکتساب علم اور تدریس دین میں گزار دیں وہ کئی زبانوں پر عبور کرتے تھے، چنانچہ تدریس دین کے سلسلے میں غیر ممالک میں سفر کرتے رہے، وہ اہل سنت مکتبہ فکر کے بڑے مبلغ، بڑے شستہ بیان عالم تھے، انکا دین اور سنت کا علم و مطالعہ بڑا وسیع تھا، اس کو آگے پھیلانے میں وہ عمر بھر سرگرم رہے، مولانا شاہ احمد نورانی ایک عرصہ سے پاکستان کی دینی اور سیاسی زندگی میں ایک انتہائی قابل احترام کی شخصیت سمجھے جاتے تھے، ان کے بزرگوں نے اور خود انہوں نے جواں سال میں قیام پاکستان کی تحریک میں سرگرم حصہ لیا تھا وہ 1971ء کے دور میں پاکستان کی قومی اسمبلی کے ممبر تھے اور پاکستان کے 1973ء کے متفقہ آئین کی ترتیب و تدوین میں انہوں نے کردار ادا کیا تھا وہ کشمیریوں کی جدوجہد آزادی کی حمایت اور مدد کرتے رہے، مولانا شاہ احمد نورانی ستمبر۔ اکتوبر 2002ء کے انتخابات میں پاکستان کی سیاسی زندگی میں نمایاں رہنما کی حیثیت میں سامنے آئے جب انہوں نے دوسری بڑی دینی جماعتوں سے مل کر متحدہ مجلس عمل کی بنیاد رکھی، اس متحدہ پلیٹ فارم کو افغانستان اور کشمیر میں جہاد کی حمایت کے لیے استعمال کرنے کے علاوہ پاکستان میں جمہوریت کی بحالی اور اسلامی نظام کے قیام کے لئے بڑی قوت کے ساتھ استعمال کیا، افغانستان میں طالبان کی حکومت کے خلاف امریکی اور اتحادی فوجوں کی بمباری اور ہزاروں افغانیوں کی شہادت اور طالبان حکومت کے خاتمہ کو متحدہ مجلس عمل نے اپنی انتخابی مہم میں بڑے زور سے استعمال کیا اور

Marfat.com

پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار دینی جماعتوں کے اس اتحاد نے قومی اسمبلی میں 70 کے قریب نشستیں حاصل کیں، صوبہ سرحد نے غالب اکثریت سے اپنی حکومت قائم کی، صوبہ بلوچستان میں حکومت میں شراکت حاصل کی، مرکزی حکومت سے ''ایل ایف او'' کے مسئلہ پر محاذ آرائی جاری رکھی جس کا مقصد 1973ء کے آئین کو بحال کرنا اور پارلیمنٹ کی بالادستی کو قائم کرنا ہے اس محاذ آرائی کے نتیجہ میں مرکزی حکومت سے متحدہ مجلس عمل کے ایک سال سے زائد عرصہ سے مذاکرات جاری ہیں ایل ایف او کو انہوں نے آئین کا حصہ نہیں مانا اور اس میں ترامیم کرانے کے لئے ان کے وفاقی حکومت سے مذاکرات بڑی تیزی سے جاری تھے مولانا شاہ احمد نورانی نے ایل ایف او کے مسئلے پر بڑے تدبر اور عزم کے ساتھ متحدہ مجلس عمل کی رہنمائی کی وہ اس سلسلہ میں جاری مذاکرات یا ان کی ناکامی کی صورت میں تحریک کا لائحہ عمل طے کرنے کے لئے اسلام آباد میں مقیم تھے کہ دل کا دورہ پڑنے سے ان کا انتقال ہو گیا مولانا شاہ احمد نورانی کی موت سے ملت اسلامیہ پاکستان اور یہاں کی دینی و جمہوری قوتیں ایک جید باعمل عالم، ایک مدبر سیاستان اور ایک شستہ بیان و تجربہ کار رہنما سے محروم ہو گئی ہیں۔ اللہ تعالٰی انہیں جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین

مولانا شاہ احمد نورانیؒ

تحریر زاہد عباس سید (روزنامہ پاکستان لاہور)

محمدؐ کے فرمان کا تھا امین
سیاست کے ساتھ اس نے جوڑا ہے دین
اسے موت نے راہ دکھانے نہ دی
عمل کی جو مجلس کا تھا اِک متین

Marfat.com

سوادِ اعظم کا فرض

تحریر مجید نظامی (ایڈیٹر روزنامہ نوائے وقت، لاہور)

جمعیت علماء پاکستان، متحدہ مجلس عمل، ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ اور سواد اعظم اہلسنت و جماعت کے قائد مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمتہ کی وفات حسرت آیات سے جہاں ملک وملت کا ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے وہاں سواد اعظم اہل سنت کی سیاسی حیثیت کو بھی دھچکا لگا ہے کیونکہ اب اس کی سیاسی، دینی و تنظیمی قیادت کے لئے کوئی موزوں اور فعال شخصیت موجود نہیں۔ سواد اعظم اہل سنت کے ذمہ داران پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ مولانا مرحوم کے مشن کو ان ہی کے انداز میں جاری رکھنے کے لئے کامل اتحاد واشتراک کے ساتھ متفقہ لائحہ عمل وحکمت عملی طے کریں۔ تحریک پاکستان کی تاریخ سے آگاہی رکھنے والے جانتے ہیں کہ برصغیر میں ایک نئی اسلامی ریاست کے وجود میں لانے کے لئے بابائے قوم حضرت قائداعظم علیہ الرحمتہ کا ساتھ سواد اعظم اہل سنت و جماعت نے دیا اور اپنی زوردار تائید سے ان پاکستان مخالف مذہبی تنظیموں اور نیشنلسٹ جماعتوں کا مقابلہ کیا جو مسلمانوں کے الگ وطن اور نظریہ پاکستان کی سخت مخالف تھیں، قیام پاکستان کے بعد بھی سواد اعظم اہل سنت نے قدآور قائدین کی سیاسی بصیرت کے ذریعے پاکستان کو ایک اسلامی فلاحی جمہوری ریاست بنانے میں بنیادی کردار ادا کیا اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

پاکستان کی نظریاتی اساس کے تحفظ اور استحکام کے لئے مسلم لیگ اور سواد اعظم اہل سنت دونوں کی فعالیت اس ملک کی ضرورت ہے جسے پورا کرنے کے لئے پاکستان کی دونوں خالق جماعتوں کو اپنا کردار ادا کرنا چاہئے تاکہ پاکستان کے وجود کو لاحق تمام اندرونی و بیرونی خطرات سے محفوظ کیا جاسکے اور بلاشبہ اس اہم ترین قومی مقصد کا حصول ماسوا اس

Marfat.com

کے ممکن نہیں کہ مسلم لیگ اپنے آپ کو مستحکم کرے اور سواد اعظم اہل سنت و جماعت 1947ء سے پہلے کی طرح اپنے مشن کو پاکستان کے ایک اسلامی فلاحی و جمہوری ریاست بنانے پر مرکوز کردے۔بہتر ہوگا کہ سواد اعظم کی نمائندگی کی علمبردار تمام سیاسی و مذہبی تنظیمیں، دھڑے اور افراد مل بیٹھ کر اس صورتحال پر غور کریں اپنی صفوں میں موجود قیادت کی اہل شخصیات کو آگے لائیں اور اس خلا کو پر کریں جو مولانا عبدالستار خان نیازی اور مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال پر ملال سے پیدا ہوا۔

کون بنے گا نوابزادہ اور نورانی؟

تحریر پروفیسر نعیم مسعود (روزنامہ انصاف لاہور)

سیاست کی دنیا کے دو بڑے معتبر اور معتدل کو 2003ء جاتے جاتے ساتھ لے گیا۔نوابزادہ نصراللہ خان اور مولانا شاہ احمد نورانی تاریخ ساز شخصیات تھیں جن کا نعم البدل شاید نہ ملے۔دنیا کے کام تو چلتے رہتے ہیں روکھے سوکھے جیسے بھی لیکن گئے کبھی واپس نہیں آتے۔یہ دونوں لوگ سیاستدان ہی نہ تھے بلکہ صاحب دل اور صاحب علم بھی تھے۔ سیاستدان ہونا کوئی بڑی بات نہیں لیکن ''صاحب سیاست'' ہونا بہت بڑی بات ہے۔اپنی اپنی ذات میں یہ انجمنیں جب رخصت ہوئیں تو دونوں اہل سیاست کے مرکز تھے۔نوابزادہ پاکستان کی دو حقیقتاً بڑی پارٹیوں سمیت دیگر پارٹیوں کے سربراہ تھے جبکہ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی متفقہ رہنما تھے یعنی متحدہ مجلس عمل کے سربراہ تھے۔ذوالفقار علی بھٹو جیسا زیرک اور ہر دلعزیز پھر نہیں ملا۔سید ابوالاعلیٰ مودودی جیسا قائد اور علمی قد بعد میں میسر نہیں آیا۔مولانا مفتی محمود جیسی مثالی شخصیت پھر نہیں ملی۔عطاءاللہ شاہ بخاری جیسا مقرر الوداع ہوا تو پھر کبھی نہیں ملا۔علامہ احسان الٰہی ظہیر جیسا دبنگ گیا تو پھر واپس نہ آیا۔سیاست کے میدان میں

Marfat.com

تو پہلے ہی بڑے خلا تھے بلاشبہ سیاست کے میدان میں سب سے بڑا خلا تو از خود جمہوریت کا تھا پھر رفتہ رفتہ جمہوریت پسند بھی منظر سے غائب ہوتے گئے۔ بہت سے لوگ اور بھی ہوں گے لیکن یہ کل اور آج کی کمی ہے ''پرسوں'' کو نظر انداز کرتے ہوئے یہ طے ہے خلا تو نوابزادہ اور مولانا نورانی کا بھی پورا نہیں ہوگا کہ ذائقہ تو ہر جاندار نے چکھنا ہے لیکن ہر جاندار کے جانے سے قوموں پر اثرات نہیں ہوتے تاہم کچھ ہی ہوتے ہیں جن کا جانا خلا کو جنم دیتا ہے۔

نئی نسل کے لئے جانے والے چیلنج چھوڑ کر جاتے ہیں اگر ان چیلنجوں کو قبول کر کے محنت کی جائے تو استقامت، سرحدیں، جغرافیہ، علم، ترقی اور فلاح برقرار رہتے ہیں ورنہ نہیں! اگر خلاؤں کو بہتر انداز سے پر کر لیا جائے تو آسمان کی بلندیاں دو قدم پر آ جاتی ہیں لیکن ڈر لگ رہا ہے...... مقدر بڑھ رہی ہے کوالٹی نہیں۔ شاعر ہی دیکھ لیں سیلاب آیا ہوا ہے فیض تو فیض تھا اس کے بعد کے درجوں کا سیف الدین سیف سا ہی دکھا دیں۔ ہے کوئی احمد راہی؟ ان لوگوں کی شاعری کے آگے آج کی شاعری ''خاموشی'' ہے۔ بات ناشکری کی نہیں بات ذرا لیول کی ہے۔ بہر حال جو ہے سو ہے پہلے کوئی نہ تھا اب ڈاکٹر عبدالقدیر جیسا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے متعلق تو لوگ کہتے ہیں وہ پاکستانی بم کا ''بابا آدم'' ہے۔ مطلب صاف ظاہر ہے کہ اس نے ایک چیز ہی ہیں بنائی بلکہ سلسلہ جاریہ کو جنم دیا ہے۔ کئی ڈاکٹر عبدالقدیر پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ تاریخی واقعات کا تجزیہ کرنے کی شعوری کوشش کی جائے۔ صرف جذبات کے دھارے پر بہنے کے بجائے سنجیدہ فکری سطح پر اٹھنے کی کوشش کریں۔ پوری دنیا کو نعرے اور کیبل کی عینک سے نہ دیکھیں فکری تحقیق، عقلی شعور اور تجربات کے دروازے کھولیں۔ سیاسی، سماجی، اقتصادی اور ثقافتی میدانوں میں جب تک قوم

Marfat.com

کے ایسے رہنما پیدا نہ ہوں جو منزل کی لگن پر قربانی دینے کا حوصلہ رکھتے ہوں تب تک مشکلات کو چیر کر آگے نہیں بڑھا جا سکتا۔ خلا پر کرنے میں تو اپنی صلاحیتوں پر اعتماد کرنا ہوگا اور قومی مقاصد کے لئے دکھ جھیلنے کی ہمت پیدا کرنی ہوگی۔ تنگ نظری سے دامن بچانے کے لئے اپنے آپ سے جہاد کرنا پڑے گا۔ علم الانسان اور علم نفسیات کو اسلامی نقطہ نظر کے آئینے میں غیر جانبدار ہو کر اور مسلکی تعصب سے ہٹ کر دیکھے بغیر منزل کی طرف جانے والی راہیں غیر واضح ہی رہیں گی لیکن موجودہ اطوار اور حالات ضروریات اور چیلنجوں کے عین مطابق نہیں ہیں۔

اب حالات ایسے ہیں کہ کھاؤ پیو موج کرو اور ہمارا مسلک بن گیا ہے۔ ہم کسی حد تک یا پھر شدید کافی حد تک رک گئے ہیں، تھم گئے ہیں۔ بھٹو کے نعرے ہیں، اس کی محنت اور جوش نہیں۔ مولانا مودودی کا نام ہے اس کی فکر نہیں، کیش کا دور ہے ہر کوئی آرام پسند ہے ''کیش اینڈ عیش۔'' ہمارا سب سے بڑا المیہ یہ بنتا جا رہا ہے کہ اگر نمازی ہیں تو بے نمازوں پر دھڑا دھڑا کفر کے فتوے اپنا حق سمجھ لیا ہے۔ اپنا من مندر ہے مگر مسجد پر بھی قبضہ ضروری ہے۔ عالم سیاست میں یہ کمال ہے کہ ''آئینی بے آئینی'' کا کوئی فکر نہیں سارے خاندان کے اسمبلی میں پہنچنے کا فکر ہے۔ جہاں نہ اپنی تلاش ہو اور نہ خدا کی وہاں خلا بڑھ جایا کرتا ہے۔ ارتقاء تو Natural Selection اور بقاء کی جدوجہد کی بیساکھیوں پر چلتی ہے ایک دم کی انتہا پسندی پر نہیں۔

رخ متعین کر کے استقامت سے پولی دامن کا رشتہ جوڑ لیا جائے تو آج بھی ایک کرکٹ کا کپتان ''اکلوتا'' ہو کر وہ بنا دیتا جس کا فلاحی تنظیمیں اور ''سیاسی خدمت باز'' سوچ بھی نہیں سکتے۔ لوگ اسے پلے بوائے اور فلاں فلاں کہتے کہتے تھک جاتے ہیں اور وہ خدمت خلق کا مینارہ تعمیر کرتے کرتے نہیں تھکتا۔ پاکستان اس وقت ہی معرض وجود میں آیا

Marfat.com

جب ایک سیاستدان نے پہلے اپنا وجود ثابت کیا تبھی وہ غیر متنازعہ قائداعظمؒ بنا۔ پاکستان ایٹمی پاکستان اسی وقت بنا جب ایک سائنسدان نے ایمانداری سے اپنا کام کیا اور وہ خان، غیر متنازعہ محسن پاکستان بنا۔ نشان حیدر کے وہی حقدار ٹھہرے جو حیدر کے نقش قدم پر چلے۔ ایمانداری کا سادہ اور آسان امتحان لینا ہو تو دیکھیں بندہ اپنے کام یعنی اپنی فیلڈ کا کام ایمانداری سے کر رہا ہے کہ نہیں۔ انجینئر صحت نہیں بناتا پل بناتا ہے ڈاکٹر ہی نسخہ تجویز کرتا ہے۔ جو ملک بناتا ہے وہی ملک چلائے تو بہتر ہے! سیاستدان ہی سیاست بنائے اور چلائے تو بہتر ہے۔ 2003ء اگر نوابزادہ اور نورانی صاحب کو لے گیا ہے تو سیاستدانوں کو 2004ء میں اپنے نوابزادہ اور نورانی صاحب پیدا کرنے ہوں گے۔ نہ کر سکے تو پھر وہی اپنا کام چھوڑ کر ایک دوسرے کے کام...... نتیجہ صفر!

مولانا نورانی کا سانحہ ارتحال

تحریر مجید نظامی (روزنامہ نوائے وقت لاہور)

متحدہ مجلس عمل کے صدر جمعیت علماء پاکستان کے رہنماء اور سینیٹر مولانا شاہ احمد نورانی جمعرات کو اسلام آباد میں دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی عمر 78 برس تھی۔ مولانا شاہ احمد نورانی 1926ء میں میرٹھ (بھارت) میں پیدا ہوئے، وہ اپنے عظیم والد شاہ عبدالعلیم صدیقی کے عظیم فرزند تھے اور ان کے راستے پر چلتے ہوئے سینکڑوں انسانوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔ انہوں نے پاکستانی سیاست اور دینی وعلمی میدان میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ پہلی بار 1970ء کے عام انتخابات قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور اس کے بعد کئی بار منتخب ہوتے رہے۔ 1973ء کے آئین کے نفاذ کے بعد وزیر اعظم کے لئے ہونے والے انتخابات میں بھی حصہ لیا، جس میں ان

Marfat.com

کے مدمقابل ذوالفقار علی بھٹو مرحوم تھے۔ مولانا کی شخصیت خاندانی، علمی، دینی اور سیاسی اعتبار سے بے پناہ فضیلتوں کی حامل تھی۔ پاکستان میں انہوں نے فرقہ واریت کے خلاف اور تمام مکاتب فکر کو یکجا کرنے کے حوالے سے نمایاں کردار ادا کیا۔ متحدہ مجلس عمل کی صدارت کا عہدہ ان کے اتحاد بین المسلمین پر مبنی جذبے اور لگن کا ثبوت ہے۔ انہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نظری وفکری تبحر کے ساتھ بے مثال خطابت سے بھی نوازا تھا اور وہ اپنے عہد کے صاحب طرز خطیب اور عظیم سیاست دان تھے۔ ان کا دو بار بائی پاس ہوا تھا اور ڈاکٹروں نے این جی او گرافی کے لئے کہا تھا لیکن قضاء الٰہی نے مہلت نہ دی اور ایک اجلاس میں جانے کی تیاری کرتے ہوئے سینے میں شدید درد اٹھا، فوری طور پر ہسپتال لے جایا گیا لیکن وہ پولی کلینک اسلام آباد پہنچنے سے پہلے ہی راستے میں جان جان آفرین کے سپرد کر چکے تھے۔ مولانا کی ہمہ رنگ شخصیت کے ہماری تاریخ پر گہرے اثرات مرتب ہوں گے اور انہیں ہمیشہ ہر طبقہ خیال کے لوگ یاد رکھیں گے۔ ان کی رحلت سے پاکستان میں دینی وسیاسی حوالے سے جو خلاء پیدا ہو گیا ہے، وہ شاید کبھی پر نہ ہو سکے۔ وہ سماجی وسیاسی زندگی میں متحرک رہنے کے ساتھ عابد شب زندہ دار اور سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔ ظاہری وباطنی صفات سے آراستہ اس شخصیت کی روح کو خدائے رحیم وکریم اپنے جوار رحمت ومغفرت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے لواحقین ومعتقدین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

Marfat.com

گنبد نیلوفری

تحریر ہارون الرشید (روزنامہ جنگ کراچی)

کتنے حادثات ہیں جو بیت گئے ہیں۔ ہر حادثے کا نقش دل پر ہے اور چاہتا ہے کہ اجاگر کر دیا جائے۔ اس سبزہ زار میں جس کے حادثے پر صدر غلام اسحاق خان کا مکان ہے اور جو 1946ء میں انہوں نے دو ہزار روپے کے عوض خریدا تھا میں نے گزارش کی کہ وہ اپنی داستان لکھ دیں۔ آسودہ آدمی نے کہا' دنیا بھر کی کتابیں دانائی سے بھری پڑی ہیں مگر کون پڑھتا اور کون سوچتا ہے۔ ایک عشرہ ہوتا ہے۔ دو پہاڑیوں میں ایک صوفی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہا' ایسا لگتا ہے زمانہ گھوم پھر کر وہیں آ پہنچا جہاں آفتاب نبوت ﷺ طلوع ہونے سے قبل تھا۔ حادثات پے در پے ٹوٹتے چلے آئیں گے حتیٰ کہ خبیث اور طیب کے درمیان فیصلہ ہوا اور زمین اللہ کے نور سے جگمگا اٹھے۔

نوابزادہ نصر اللہ خان کے بعد شاہ احمد نورانی بھی چلے گئے اور تاریخ نے ان کے لئے نجات لکھ دی۔ نومبر 1996ء کے الیکشن کا مرحلہ آیا تو سردار فاروق احمد خان کے ایک گورنر ان کے ہاں فروکش ہوئے اور فرمایا' فکر نہ کیجئے گا' دس ہزار ووٹ آپ کے ڈبوں میں ڈال دیئے جائیں گے۔ مرحوم کے بقول انہوں نے جواب دیا۔ بزرگ کہا کرتے تھے "آدمی کا انجام بخیر ہونا چاہیے"

1971ء میں نواب صاحب نے لاہور کی ایک سوسائٹی میں پلاٹ خریدا تھا۔ بھٹو صاحب برسراقتدار آئے تو ان کے خوف سے منسوخ کر دیا گیا' عدالت میں چلے گئے۔ ربع صدی سماعت ہوئی حتیٰ کہ ہائیکورٹ نے ان کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ وہ کشمیر کمیٹی کے سربراہ تھے۔ سوسائٹی کی مجال کیا تھی کہ اپیل کرتی۔ اگر وہ کسی کو فون کر دیتے مگر معاملہ سپریم

Marfat.com

کورٹ میں گیا۔ لگ بھگ نو سال مزید گزر گئے۔ اس اثنا میں کچھ اور زمینیں بکیں، واحد کار بھی ہاتھ سے جاتی رہی اور پچاس پچپن لاکھ کے مقروض ہو گئے۔ انتقال سے چند ہفتے قبل سپریم کورٹ نے دادرسی کی اور یہ پلاٹ 75 لاکھ میں بک گیا۔

قرض اُتارا، عمرہ ادا کیا۔ زندگی کی آخری سیاسی مہم کی اور اس عالم میں سیر کی کہ کردار کشی کرنے والے سارے گروہ ان کی فضیلت اور شرافت پہ متفق تھے۔ علامہ شبلی نعمانی نے سیرت سرور عالم ﷺ پر کام کا آغاز کیا تو سرشاری اور سرخوشی میں لکھا

عجم کی مدح کی عباسیوں کی داستاں لکھی
مجھے چندے مقیم آستان غیر ہونا تھا
مگر اب لکھ رہا ہوں سیرت پیغمبر خاتم
خدا کا شکر ہے یوں خاتمہ بالخیر ہونا تھا

شاہ احمد نورانی کو بھی اللہ نے خاتمہ بالخیر عطا کیا۔ یہ ایمان کی دلیل بھی ہے اور حسن نیت کی بھی۔ سب سے بڑھ کر رحمت خداوندی، جس کے وہ آرزومند تھے۔ جس آدمی کی سحر کا آغاز قرآن سے ہو اور نصف شب کو اختتام بھی۔ دن بھر جس کے لب درود سرورِ کون ومکاں ﷺ کے لئے حرکت میں رہتے ہوں۔ اللہ کی رحمت سے بعید تھا کہ اس بابرکت اختتام کے سوا بھی اس کا کوئی انجام ہوتا؟ ظاہر ہے کہ فرشتہ وہ نہیں تھے۔ اپنے مسلک کے معاملے میں انہیں سخت گیر سمجھا جاتا تھا لیکن بالآخر وہ اس سے بھی اوپر اٹھے اور اس عمر میں اٹھے جب رویوں میں لچک پیدا کرنا مشکل نہیں ناممکن لگتا ہے۔ چیلنج درپیش ہو اور مسالک کے اتحاد کا وقت آیا تو ہر بار سربراہی کا تاج ان کے سر پر سجا اور خوش دلی سے سجایا گیا۔ پاک افغان جہاد کونسل کے افتتاحی اجلاس میں مولانا سمیع الحق ڈھے پڑے تھے۔ افغانستان پر آگ کی بارش نے انہیں گھن کی طرح کھا لیا تھا اور ساری امید ہار گئے تھے۔ لیکن اولاً جنرل

Marfat.com

حمید گل اور پھر مولانا شاہ احمد نورانی نے عزم کا چراغ روشن کیا اور اس طرح کیا کہ استعمار اور اقتدار دونوں کے راستے میں سد سکندری کھڑی کر دی۔

یہ پہلو البتہ حیران کن اور الم انگیز ہے کہ جو مذہبی لیڈر اور کارکن آج انہیں خراج تحسین پیش کرتے تھکتے نہیں، عمر بھر ان سب کو فصاحت واکرام کی غیبت کرتے ہی سنا۔ ایم این اے فرید احمد پراچہ کے سوا جس نے بتایا کہ وہ متحدہ مجلس عمل کو جوڑنے والی سب سے بڑی قوت ہیں، ہم نے تو مولوی صاحبان سے کبھی کلمہ خیر نہ سنا۔ یہ نکتہ آشکار ہے کہ کم از کم اپنے حریفوں کے بارے میں ان مذہبی لوگوں کی رائے پر بھروسہ نہ کرنا چاہئے۔ خود پسندی، تنگ نظری اور تعصب ان کا انداز فکر ہے۔ صدارت پر ابھی سے کشمکش ہے اور ادنیٰ لوگ سب مناصب اور مواقع پا کر بھی ایک اور منصب کے لئے مرے جاتے ہیں۔

مذہبی لوگوں کا رویہ دیکھنا ہو تو بھٹو کے باب میں دیکھئے۔ بے شک وہ منتقم مزاج تھے مگر وہی تھے جنہوں نے پاکستان کی عسکری تعمیر نو کی اور مشکل ترین حالات میں جوہری پروگرام کی نیو رکھی لیکن ان میں ایسے بھی تھے کہ ان کی نومسلم اور نیک نیت والدہ ماجدہ پر بھی زبان طعن دراز کی۔ کتنا وقت بیت گیا اور توبہ تک کی توفیق نہیں اور یہی ہیں جو عمران خان سے بغض رکھتے ہیں۔ حالانکہ ملک کے خلاف ادنیٰ ترین خطا کا وہ مرتکب نہیں ہوا۔

اور اب بھٹو کی صاحبزادی بھارت براجی ہیں اور ایل کے ایڈوانی سے ایک عددنجی ملاقات کی ہے، جس کے ہاتھ مسلمانوں کے لہو سے رنگین ہیں۔ کیسی نجی ملاقات؟ سندھی ہونے کے سوا ان میں کیا رشتہ ہے؟ ابولہب جس کے حسن و جمال کی وجہ سے عرب اسے شعلہ رو کہتے تھے سرکار ﷺ کا چچا تھا لیکن وہ واحد آدمی ہے جس کا نام لے کر قرآن نے ہلاکت کی خبر دی اور گالی دینے والے اس کے بیٹے کے لئے اللہ کے رسول ﷺ نے بددعا کی ''یا اللہ اپنے کتوں میں سے کوئی کتا اس پر مسلط کر دے'' اسے شیر نے پھاڑ کھایا، جب

Marfat.com

دمشق کے راستے پر باپ اور چچاؤں نے اونٹوں کا دائرہ بنا کر اسے وسط میں سلا رکھا تھا۔ اسلام کا اصول واضح ہے' ذات پات' قوم قبیلے' علاقے اور زبان کے تعلق سے کوئی اپنا نہیں ہوتا۔ عقیدے' اصول' نظریئے اور مقصد سے ہوتا ہے۔ بے نظیر ذوالفقار علی بھٹو کی بیٹی ہی نہیں ایک بڑی قومی جماعت کی سربراہ ہیں۔ انہیں دلی جانے کی ضرورت کیا ہے؟ رہا امن تو اس کے لئے خود ہمارا حکمران طبقہ مرا جا رہا ہے۔ امن تو ہونا ہی چاہئے کہ جو امن نہیں چاہتا وہ انسان ہے نہ مسلمان۔ انتقام صاحب ایمان کی خو نہیں ہو سکتی لیکن کس قیمت پر اور کس قرینے سے' کشمیر میں قتل عام کرنے' گجرات میں بچوں' بوڑھوں اور عورتوں کا خون چاٹنے والوں سے کس انداز اور کن احتیاطوں سے بات کرنی چاہئے؟ کاش کوئی ہمارے لیڈروں اور دانشوروں کو سمجھا سکے لیکن کون سمجھائے۔ یقین اور ایمان کے بغیر اعتماد کہاں سے آئے گا؟ لگتا ہے کہ انہیں اپنے پر اعتماد نہ ہے نہ اپنے عوام اور اللہ پر۔ بتوں سے تجھ کو امیدیں اور خدا سے نا امیدی؟ مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

ہر حادثے کا نقش دل پر ہے اور چاہتا ہے کہ اجاگر کیا جائے لیکن آدمی کب تک لکھے اور کتنا لکھے۔ مجھے تو صوفی کی بات سچی لگی۔ زمانہ وہیں آ گیا جہاں آفتاب طلوع ہونے سے پہلے تھا۔ حادثے پہ حادثہ ہے اور اس دن کا انتظار جب زمین اللہ کے نور سے جگمگا اٹھے۔ زمانے کا افق تو دیکھو۔ خبیث دھنستے جا رہے ہیں' بے نقاب ہو رہے ہیں' ہذیان بک رہے ہیں۔ ان کے ارضی خدا' اسرائیل اور امریکہ دلدلوں میں اتر رہے ہیں اور افق پر قادر مطلق کی مشیت مسکراتی ہے۔ کہو اللہ ایک ہے' یکتا' سب سے بے نیاز اور اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

گنبد نیلوفری رنگ بدلتا ہے کیا
دیکھئے اس بحر کی تہہ سے اچھلتا ہے کیا

Marfat.com

علامہ شاہ احمد نورانی مرحوم گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے

تحریر ارشاد احمد عارف (روزنامہ نوائے وقت ملتان)

گریڈوں کے شہر اسلام آباد نے نوابزادہ نصر اللہ خان کے بعد ایک اور بزرگ سیاستدان کی جان لے لی اور اے آر ڈی کے سیاسی اتحاد کی طرح متحدہ مجلس عمل کے سر سے اپنے قائد مولانا شاہ احمد نورانی کا سایہ اٹھ گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

جس طرح میاں نواز شریف نے جاگیرداروں، وڈیروں اور ٹوڈیوں کی جماعت مسلم لیگ کو عوامی جماعت بنایا اور چار عشروں سے اقتدار کے ایوانوں میں عروس ہزار داماد کا کردار ادا کرنے والی جماعت کو اپوزیشن کے بنچوں پر بیٹھ کر زمانے کی گرمی سردی برداشت کرنے کی عادت ڈالی اسی طرح مولانا شاہ احمد نورانی کو بھی کریڈٹ جاتا ہے کہ انھوں نے تحریک پاکستان میں مسلم لیگ کے شانہ بشانہ شاندار کردار ادا کرنے والی جمعیت علمائے پاکستان کو حکمرانوں کے حرم سے نکال کر عوامی اور جمہوری جدوجہد کی راہ پر ڈالا، ہر حاکم وقت کو امام ضامن باندھنے اور ان کے اقتدار و سلامتی کا وظیفہ پڑھنے والے علماء و مشائخ کو مشائخ کانفرنسوں اور رویت ہلال کمیٹیوں سے نکال کر یحییٰ خان بھٹو اور ضیاء الحق کی سول و فوجی آمریت کے سامنے صف آرا ہونے کی ترغیب دی تاکہ وہ امام حسینؓ، امام اعظم ابو حنیفہؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور مجدد الف ثانیؒ کی درخشاں روایت کو آگے بڑھا سکیں۔

1970ء کے عام انتخابات میں جمعیت علماء پاکستان نے 7 نشستیں جیت کر ہفت زبان عالم دین مولانا شاہ احمد نورانی کو پارلیمانی لیڈر مقرر کیا تو عام خیال یہی تھا کہ علماء و مشائخ کی یہ جماعت اپنی سابقہ روایات کے مطابق یحییٰ خان کی مرضی کے مطابق

Marfat.com

پرو اسٹیبلشمنٹ پالیسی وضع کریگی اور فوجی حکومت کے ہراول دستے کا کردار ادا کریگی۔ جب ذوالفقار علی بھٹو نے ادھر ہم اُدھر تم کا نعرہ لگا کر مشرقی پاکستان جانے والے ارکان اسمبلی کی ٹانگیں توڑنے کا اعلان کیا تو مغربی پاکستان کے کئی سربرآوردہ سیاستدانوں کی ٹانگیں کانپنے لگیں اور انہوں نے ڈھاکہ سیشن میں شرکت کے لئے پی آئی اے کے او۔ کے ٹکٹ منسوخ کرادیئے مگر مولویوں کی اس جماعت کے قائد نے اعلان کیا کہ ان کا پارلیمانی گروپ قومی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کریگا اور آئین سازی میں بھرپور حصہ لے گا۔

مشرقی پاکستان کے بحران سے نبٹنے کے لئے یحییٰ خان نے سیاستدانوں سے ملاقاتیں شروع کیں تو میاں ممتاز محمد خان دولتانہ، خان عبدالولی خان اور دیگر سربرآوردہ سیاستدانوں کے ساتھ مولانا نورانی بھی یحییٰ خان سے ملنے چلے گئے۔ ایوان صدر کے ڈرائنگ روم میں یحییٰ خان تشریف لائے تو انہوں نے ایک ہاتھ میں گلاس اور دوسرے ہاتھ میں مشروب خاص کی بوتل پکڑ رکھی تھی ابھی یحییٰ خان نے معزز مہمانوں کو مخاطب ہی کیا تھا کہ مولانا نورانی کی آواز گونجی ''پہلے آپ کمرے کو شراب خانہ خراب سے پاک کریں پھر کوئی بات کریں، ہم اس حالت میں آپ کی کوئی بات نہیں سنیں گے'' یحییٰ خان نے مولانا کی طرف خشمگین نگاہوں سے دیکھا اور پھر اپنے عملے کو شراب اور برتن اٹھانے کی ہدایت کردی۔

1972ء میں دستور سازی کے موقع پر جن ارکان اسمبلی نے آئین کو بھٹو کے سوشلزم اور صدارتی نظام سے محفوظ رکھنے اور اسے اسلامی، وفاقی، پارلیمانی رنگ دینے کے لئے قائدانہ کردار ادا کیا ان میں مولانا نورانی سرفہرست تھے۔ مولانا مفتی محمود، خان عبدالولی خان، سردار شیر باز خان مزاری، پروفیسر غفور احمد کو ہمیشہ مولانا نورانی کی رفاقت پر ناز رہا۔ مولانا نورانی ان چند سیاستدانوں میں سے ایک تھے جو مشرقی پاکستان میں فوجی ایکشن کے

Marfat.com

مخالف اور عوامی لیگ سے سیاسی تصفیہ کے حق میں تھے۔ انہوں نے بعدازاں بھٹو کے بلوچستان آپریشن اور آمرانہ اقدامات کی مخالفت کی' بھٹو کے سخت ترین مخالف ہونے کے باوجود انہوں نے جنرل ضیاء الحق کے مارشل لاء کی برملا مذمت کی اور ضیا کابینہ میں شرکت کے لئے اپنے ارکان نامزد کرنے کی بجائے قومی اتحاد چھوڑ دیا انہیں بعد میں کبھی ضیا کی حمایت پر شرمندگی کا اظہار نہیں کرنا پڑا۔

گذشتہ تیس سال کے دوران ہماری سیاسی' سماجی اور مذہبی زندگی میں برق رفتار تبدیلیاں آئیں' حجرہ نشینوں نے بھی پر تعیش قیام گاہوں اور قیمتی گاڑیوں کو استعمال کا شرف بخشا تا کہ کوئی انہیں غربت و افلاس کی بنا پر حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھ سکے مگر مولانا نورانی زندگی بھر ''الفقر فخری'' پر نازاں کراچی کے ایک فلیٹ میں مقیم رہے جس کی سیڑھیاں چڑھنے سے ڈاکٹر ہمیشہ منع کرتے تھے حالانکہ ان کے حلقہ ارادت میں پاکستان کے کئی روسا' سرمایہ دار اور سیٹھ بھی تھے اور بیرون ملک کے کئی شیوخ اور سربراہان حکومت بھی۔ صدام حسین اور کرنل قذافی کی نورانی صاحب سے عقیدت کا تو بعض مخالفین طنز و استہزا کے طور پر ذکر بھی کیا کرتے تھے۔ ملی یکجہتی کونسل اور متحدہ مجلس عمل کی سربراہی دراصل مولانا نورانی پر تمام مسالک کے علماء اور مذہبی رہنماؤں کی طرف اعتماد کا اظہار تھا۔ بریلوی مسلک کے ایک صاف گو اور بے باک عالم دین کی قیادت میں شیعہ' سنی' اہلحدیث علماء کے پہلے مذہبی اور پھر سیاسی اتحاد اکٹھے رہنا اور حکومت' ایجنسیوں' مذہب دشمنوں اور سیاسی مخالفین کی خواہش و کوشش کے باوجود اختلاف و تفرقے کی نذر نہ ہونا مولانا نورانی کی اعتدال پسندی' معاملہ فہمی اور تمام مسالک میں احترام کا ثبوت تھا ان کی سیر چشمی' حق گوئی' سیاسی بصیرت اور عہدہ واقتدار سے بے نیازی کا اعتراف ان کے سیاسی و مذہبی مخالفین بھی کرتے تھے اور وہ ان معدودے چند علماء و سیاستدانوں میں سے ایک تھے جن کے دامن پر نہ تو سول و فوجی

Marfat.com

آمروں سے سمجھوتے کا کوئی داغ ہے اور نہ حکمرانوں کی مراعات اور ایجنسیوں کی نوازشات کی کوئی چھینٹ۔ متحدہ مجلس عمل کو یتیمی کا داغ اس وقت سہنا پڑ رہا ہے جب وہ تاریخ کے اہم موڑ پر کھڑی ہے اور اس کی طرف سے کسی قسم کی کمزوری کا اظہار مذہبی جماعتوں کے اس اتحاد کو تاریخ کے کوڑے دان کی نذر کر سکتا ہے۔

قومی سیاست کو ایک سال میں دسرا بڑا صدمہ سہنا پڑا ہے اے آر ڈی کو نوابزادہ صاحب کی موت نے بے حال کر دیا خدا نہ کرے کہ مولانا نورانی کی وفات سے متحدہ مجلس عمل بھی ایسے صدمے سے دوچار ہو اور جماعت اسلامی و جمعیت علماء اسلام کی اندرونی کشمکش مجلس عمل کو واقعی ''مجلس بے عمل'' بنا کر رکھ دے۔

مولانا نورانی کی رحلت......جراتمندانہ آواز ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگئی

تحریر قاری ولی الرحمٰن (روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی)

تحصیل ٹیکسلا واہ کے تمام مکتب فکر کے علمائے کرام اور عوام نے متحدہ مجلس عمل کے سربراہ علامہ شاہ احمد نورانی کی وفات پر جس دکھ اور گہرے صدمے کا اظہار کرتے ہوئے ان کی قائدانہ حیثیت' ملکی بقاء' استحکام کے لئے خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا ہے اور مساجد میں آئمہ وخطباء نے نماز جمعہ کے اجتماعات میں مولانا نورانی کی وفات کو ایک قومی سانحہ قرار دیتے ہوئے خوبصورت انداز سے ان کی شخصیت پر عقیدت کے پھول نچھاور کئے ہیں۔ 1977ء کے عام انتخابات کے دوران انتخابی مہم اور کے دوران انتخابی مہم اور انتخابات کے بعد 13 مارچ 77ء کو چلائی جانے والی تحریک نظام مصطفیٰ کے دور کی یاد تازہ کر دی جب مولانا نورانی نے ٹیکسلا واہ کینٹ کے میدانوں میں عوام کے ٹھاٹھیں مارتے

Marfat.com

سمندر سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ''یہ ملک نظام مصطفیٰ ﷺ کے قیام کے نعرے سے بنایا گیا اور اس ملک کی بقاء، سلامتی، استحکام، معاشی ترقی اور مذہبی رواداری نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ سے ہی ممکن ہے جو کملی والے آقا ﷺ کے نظام سے انحراف کرے گا اس کے لیے یہ دنیا اور پھر وہ دنیا (ان کا اشارہ آخرت کی جانب تھا) تنگی و بربادی ہوگی۔''

مسلکی اختلاف کے باوجود مولانا کی زندگی میں اور آج ان کی وفات کے بعد بھی مولانا نورانی کی دین و اسلام کی ترویج و اشاعت اور ملک میں آئین و قانون کی حکمرانی کے لئے مخلصانہ اور مدبرانہ جدوجہد پر کوئی حلقہ انگلی نہیں اٹھا سکتا وہ ایک قیمتی سرمایہ تھے اور حق سچ کی سیف بے نیام تھے۔ ایوبی آمریت ہو، بھٹو کا ظالمانہ دور، تحریک ختم نبوت، تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ، ضیا دور کے غیر قانونی اقدامات، کشمیر، افغانستان، عراق پر بھارت اور امریکہ کی جارحیت اور عظمت اسلام کے خلاف کسی جگہ سے اٹھنے والی آواز خواہ کتنی زور دار کیوں نہ ہو۔ مولانا نورانی دنیاوی و مادی وسائل سے بے نیاز ہو کر صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے تمام مواقع پر ہر اول دستے کا کردار ادا کرتے رہے یہی وجہ تھی کہ آج ہر آنکھ اشکبار اور ہر دل رنجیدہ ہے۔ مولانا نورانی سے ہمارے رابطے کا آغاز 1977ء کے عام انتخابات کے دوران ہوا جب حلقہ پی پی 5 ٹیکسلا واہ کینٹ پر مشتمل صوبائی نشست پر پاکستان اسلامی جمہوری اتحاد کے کوٹہ سے جمعیت علماء پاکستان کو ٹکٹ دیا گیا اور مولانا نورانی کی جماعت کے امیدوار پر سید محبوب شاہ کو الیکشن لڑایا گیا۔ قومی نشست پر تحریک استقلال کے امیدوار کرنل (ر) تصدق حسین امیدوار تھے اس طرح دوران انتخابی مہم مولانا شاہ احمد نورانی اور ایئر مارشل (ر) محمد اصغر خان نے ٹیکسلا واہ کینٹ کے مقام پر دو الگ الگ بڑے جلسوں سے خطاب کیا۔ واہ کینٹ کا جلسہ جس سے مولانا نورانی مرحوم نے خطاب کیا تاریخی جلسہ تھا، واہ بوفرز سے اسلم مارکیٹ تک لوگ ہی لوگ تھے۔ مولانا نورانی نے اپنی ولولہ انگیز

Marfat.com

تقریر کے ذریعے اور اسلام میں مزدوروں کے حقوق کا تحفظ کس انداز سے ہے کا مدلل خاکہ پیش کر کے واہ ٹیکسلا کے محنت کشوں پر چھائے ہوئے بھٹو کے طلسم کو ختم کر کے رکھ دیا۔ جماعتی امیدوار کی انتخابی مہم کے بعد بھٹو کے خلاف چلائی جانے والی تحریک کے دوران مولانا سے رابطے بڑھتے گئے ان سے علمی روحانی اور سیاسی فیض حاصل کرنے کا موقع ملتا رہا۔ ضیاء الحق کے مارشل لاء کے بعد مولانا نورانی اور مولانا نیازی سے جھنگ (ضلع اٹک) کے سینئر صحافی سردار سلطان سکندر کی وساطت سے ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ ٹیکسلا کے نواحی گاؤں گڑھی شریف (گڑھی افغاناں) کے پیر صاحبزادہ محمد اکرم جو جمیعت علماء پاکستان پنجاب کے عہدیدار تھے جب کبھی مولانا نورانی تشریف لاتے تو وہاں ملاقات کا موقع ملتا اور حالات وواقعات سے آگاہی حاصل ہوتی۔ آخری ملاقات افغانستان' عراق کے خلاف امریکی جارحیت اور اتحادی افواج کے مسلمانوں پر حملوں کے خلاف چلنے والی تحریک کے دوران راولپنڈی پریس کلب میں اس وقت ہوئی جب مولانا نورانی ملکی وغیر ملکی صحافیوں سے خطاب کے لئے پریس کلب کے صدر حاجی محمد نواز رضا کی دعوت پر تشریف لائے ان کی گفتگو کے آغاز سے قبل راقم کو تلاوت کلام پاک کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ سورہ بنی اسرائیل کی آیات کی تلاوت کے بعد جب مولانا نے گفتگو کا آغاز کیا اور کہا کہ یہ وعدہ ہے

''بے شک حق غالب ہونے کے لئے ہے اور حق غالب ہو کر رہے گا۔''

مولانا نورانی نے یہودیوں' عیسائیوں کی جانب سے اسلام دشمنی کے مواقع تلاش کرنے کے متعدد واقعات بیان کئے۔ اس وقت ہمارے حکمران امریکی اقدامات کے آگے سربسجدہ ہونے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ صحافیوں کے سوالات کے جواب میں مولانا نورانی نے امریکی طیاروں کی لاجسٹک سپورٹ کرنے کی حکومتی وضاحت کو اس طرح بے نقاب کیا اور کہا کہ پاکستانی مسلمان اس بات کو برداشت نہیں کرسکتا کہ پاکستانی حکمران

Marfat.com

اجرتی قاتل کا کردار ادا کریں۔ دو برس قبل اور آج کے حالات میں بہت کچھ بدل چکا ہے۔ موجودہ حالات میں مولانا نورانی جیسی بہادر، معاملہ فہم، ٹھوس اور سنجیدہ قیادت والی شخصیت کی بڑی ضرورت تھی۔ دوست نما اسلام دشمن کا بڑھتا ہوا ہاتھ کون روکے گا، مگر قدرت کے فیصلوں کے آگے کسی کا بس نہیں چلتا۔ خداوند کریم مولانا نورانی کو اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے اور ہمیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مجلس عمل کی موجودہ قیادت کو ملک وقوم کے لئے کئے گئے وعدوں کے مطابق اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بہتر فیصلے کرنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائے۔

فدائی موت

تحریر اسد اللہ غالب (روزنامہ پاکستان لاہور)

وزیر خارجہ خورشید قصوری کی پریس کانفرنس شروع ہونے سے دس منٹ پہلے مجھے گھر پر اس کی اطلاع ملی، عام حالات ہوتے تو مجھے جانے سے گریز آ جاتا، کیونکہ وقت پر پہنچنا مشکل تھا۔ ایف سی کالج انڈر پاس کی تعمیر میں ٹریفک کے متبادل انتظامات انتہائی ناقص ہیں اور اپر مال سٹیٹ گیسٹ ہاؤس پہنچنے میں پون گھنٹہ لگ سکتا تھا۔ میں نے جیسے تیسے تیاری کی، موٹر سائیکل کو کک ماری کلمہ چوک سے مین پولیو روڈ گلبرگ پر جیل روڈ وہاں سے ظفر علی روڈ ہوتا ہوا سٹیٹ گیسٹ پہنچا۔ ڈرائنگ روم میں کھڑے دربان سے پوچھا، بریفنگ کب کی شروع ہے، کہنے لگے آدھ گھنٹہ ہوا ہے میں شرمندہ چہرہ کے ساتھ اندر داخل ہوا اور وزیر خارجہ نے اسلام علیکم کہا اور ساتھ ہی ہدایت جاری کی کہ وہ اس گفتگو کو مکمل آف دی ریکارڈ قرار دے چکے ہیں، چنانچہ اب ان کی بقیہ باتیں سننے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا، کچھ باتیں بعد میں کھانے کی میز پر ہوئیں، چند ایک سوال و جواب بھی ہوئے، میں نے جو کچھ سنا، کانوں پر

Marfat.com

اعتبار نہیں آ رہا تھا کہ کیا سب کچھ واقعی ہو رہا ہے۔ پتہ نہیں میرے ذہن میں کیوں خیال پیدا ہوا کہ اس زندگی سے موت اچھی ہے۔

واپسی پر میں ممتاز بنکار تجمل حسین کے دفتر کے سامنے سے گزرا تو سوچا کیوں نہ ان سے ملتا جاؤں۔ ان کی یادداشتوں پر مبنی کتاب بزبان انگریزی حال ہی میں منظر عام پر آئی ہے۔ میں نے اس میں سے تین کالم اخذ کر کے ڈیلی پاکستان کے قارئین کے نذر کئے ہیں۔ ابھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ تجمل حسین نے جو کچھ اس کتاب میں لکھ دیا ہے' وہ سب کچھ اردو میں منتقل کر کے قارئین کے سامنے رکھنے کے لیے میں اپنے اندر ہمت نہیں پاتا۔ پاکستان کی دولت کس کس نے لوٹی اور کس دھڑلے سے لوٹی اور یہ لٹیرے اور ڈاکو معاشرے میں کس قدر باوقار باعزت اور نیک نام بنے پھرتے ہیں۔

تجمل حسین کے کمرے میں داخل ہوا تو وہ فون پر کسی سے محو گفتگو تھے۔ انہوں نے نورانی صاحب کی موت کا تذکرہ کیا میں نے سوچا کہ کسی بنکار کی بات کر رہے ہوں گے۔ لیکن فون بند کر انہوں نے مجھے بتایا کہ آج گیارہ بجے مولانا نورانی رحلت فرما گئے ہیں۔ میرے پاؤں کے نیچے سے جیسے زمین سرک گئی' لیکن پھر لگا میرے ذہن میں خیال آیا نورانی صاحب باعزت نکلے جو حالات ہیں ان کے جینے سے مر جانا بہتر ہے۔

پتہ نہیں کیوں دو دن پہلے مجھے خیال آیا کہ نورانی صاحب کا ایک طویل انٹرویو کروں' ایم ایم اے اور حکومت کے مابین ایل ایف او پر جو مذاکرات ہو رہے تھے۔ ان میں نورانی صاحب مجھے انگریزی محاورے کے مطابق ''آڈ مین آرٹ'' لگ رہے تھے۔ نورانی صاحب کی جو باتیں اخبارات میں چھپ رہی تھیں' ان سے شدید مایوسی جھلکتی تھی' یوں لگ رہا تھا کہ ایم ایم اے جو کچھ کرنے جا رہی ہے اس کی تہہ تک مولانا پہنچنے کی سکت نہیں رکھتے۔ متحدہ مجلس عمل کا سربراہ مجھے بے بس سا لگ رہا تھا جیسے فیصلے اوپر ہی اوپر ہو رہے ہوں ان

Marfat.com

حالات میں، جینے کی تمنا کیسے باقی رہ سکتی ہے۔

مولانا نورانی ایک بے پناہ محبت کرنے والے انسان تھے۔ میں فقہی اعتبار سے ان سے کوسوں دور تھا' ہمارے معاشرے میں فقہی اختلافات ایک دوسرے سے نفرت کا باعث بنتے ہیں' یہاں معاملہ بالکل برعکس تھا۔ میں مولانا کے نورانی چہرے سے نظریں ہٹانے کے لئے تیار نہ ہوتا تھا اور ان کے ہونٹوں کی مسکان بشاشت بن کر میرے قلب و دماغ میں کشادگی کا باعث بنتی تھی۔ مولانا نورانی سے تعارف اخباری نوعیت کا تھا لیکن پیر اعجاز ہاشمی کی وجہ سے ان سے گھریلو تعلقات استوار ہوتے چلے گئے۔ میں پیر اعجاز ہاشمی کے خاندان کا ایک فرد تھا نورانی صاحب اس خاندان کے سربرآوردہ سربراہ تھے میں اس روشن گھرانے میں داخل ہوا تو یوں لگا کہ عاقبت سنور گئی۔

میں نے مولانا نورانی کو جھوٹ بولتے نہیں سنا میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ مولانا نورانی کو میں نے سیاستدان نہیں پایا وہ ایک انسان کامل تھے باعمل انسان تھے۔ سیاست میں آنے کے باوجود راست گوئی کو انہوں نے اپنا شعار بنایا۔ میں نے انہیں کبھی غصے کے عالم میں بھی نہیں دیکھا' وہ کبھی آپے سے باہر نہیں ہوتے' سخت سے سخت بات کا جواب بھی وہ حسب عادت مسکرا کر دیتے۔ وہ دھیمے لہجے میں گفتگو کرتے تھے ان کو سمجھنے کے لئے ان کے قریب ہونا پڑتا تھا' بالکل عنقریب اور ہر انسان ان سے دور نہیں ہوسکتا تھا۔

دنیا کی رغبت ان کی طبیعت کے قریب بھی نہ بھٹکی تھی وہ پوری دنیا گھوم چکے تھے' وہ ہر نعمت سے آشنا تھے مگر ہر نعمت سے دور تھے لباس کی سادگی تو انتہا پر تھی سرتاپا درویشی ملمع کاری سے کوسوں دور!! وہ عالم باعمل تھے' علم ان کا رعب تھا' حلم ان کا دبدبہ' سادگی ان کا جلال تھی اور ان کی عاجزی جاہ وحشمت کو مات کرتی تھی' وہ اکیلے نظر آتے تھے مگر سردار تھے' وہ شاد تھے مگر شاہ مدینہ ﷺ کے غلام تھے وہ نورانی تھے اور نور خدا کے ہردم طلب گار تھے۔

Marfat.com

سنا بہت تھا کہ ان کے والد بزرگوار کے ہاتھوں افریقیوں نے اسلام قبول کیا تھا۔خود مولانا نورانی کے ہاتھوں پر لاکھوں لوگوں نے اسلام کی بیعت کی۔ میں نے ان کے مریدوں کو دیکھنے کے لئے یورپ کا سفر کیا فرانس، بلجیم اور ہالینڈ میں ان کا جمگھٹا ہے۔ ہیگ کے ایک چوبارے پر عرس کی محفل میں عبدالنامی ایک بوڑھے نے نعت کیا پڑھی کہ محفل وجد میں آ گئی ارض وسما میں نور کی چادر تن گئی میں اس کی زبان سمجھنے سے قاصر تھا لیکن اس کے ہر شعر میں مولانا نورانی کا ذکر بھی آ جاتا تھا اور وہ ایک نعرہ مستانہ بلند کرتا پھر وہ ایک خاص لمحے میں نورانی کا نام دہرانے لگتا عشق و وارفتگی کی انتہا کا یہ منظر مجھے اور کہیں دیکھنے کو نہیں ملا۔

پیرس کی ایک محفل میں مولانا نورانی وعظ فرما رہے تھے اچانک ہپی اچھلتے کودتے سٹیج پر مولانا کی طرف بڑھے مریدوں نے روکنے کی کوشش کی مولانا نے اشارے سے منع کیا اور ان سے پوچھا کہ کیا چاہتے ہیں۔ ہپی کہنے لگا ابھی جو گانا گا رہے تھے اور پھر سناؤ۔ مولانا سمجھ گئے اور تلاوت قرآن میں محو ہو گئے ہپی فرط جذبات میں ناچنے لگے بالآخر جذبات دھرے کے دھرے رہ گئے قرآن کی عنایت نے انہیں مسلمان بنا دیا اور وہ مولانا کے خادم خاص بن گئے۔

مولانا نورانی نے اب اس خاکی دنیا میں نہیں رہے یہ دنیا اب ان کے رہنے کے قابل نہ تھی وہ اب کائنات کے ازلی نور کا حصہ بن گئے ہیں۔ جل تھل کرنا نوران پر سایہ کناں ہے۔ نورانی فرشتے ان کی محفل میں ہیں خدا اب قیامت تک ان کو نور کی ٹھنڈک بخشے۔ مگر وہ ہم گناہ گاران کی دعاؤں کے محتاج تو نہیں ان کی بخشش کے لئے ان کا نامہ اعمال لبالب بھرا ہوا ہے۔ میں مفتی ہونے کا دعویدار نہیں ہوں لیکن میرے دل کو لگتا ہے کہ ان کی موت شہادت کی موت ہے۔ فدائی شہیدوں کی طرح وہ حالات سے ٹکرا گئے ہیں۔

Marfat.com

انہوں نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا ہے امت مسلمہ کی برگزیدہ ہستیاں فدائی شہادت کے راستے پر چل نکلی ہیں' جب آپ حالات کے جبر کو توڑنے پر قادر نہ ہو تو پھر آپ موت بن کر اس جبر کو پاش پاش کر دیتے ہیں۔ مولانا نورانی کے بس میں جو تھا انہوں نے کر دکھایا شہید مرتے نہیں وہ زندہ ہیں' ہماری رہنمائی کے لئے ہماری اگلی صفوں میں موجود ہیں۔

علامہ شاہ احمد نورانی

تحریر خوشنود علی خان ایڈیٹر (روزنامہ صحافت اسلام آباد)

پچھلے تین ماہ میں اسلام آباد ہمارے تین سیاسی قائد کھا گیا۔ قائد جمہوریت نواب زادہ نصراللہ خان برطانیہ میں محترمہ بے نظیر سے ملاقات کر کے اور حکومت کے خلاف تحریک کے پروگرام کو آخری شکل دے کر واپس وطن پہنچے۔ ہمارے دوست منیر احمد خان نے انہیں بہت سیر کرائی' وہ خوش خوش ہو کر پہنچے اور حکومت کے خلاف تحریک کا پروگرام فائنل کر کے اپنے قدموں پر اسلام آباد آئے' لیکن نواب زادہ منصور علی خان بالآخران کی میت واپس لے کر گئے...... مولانا اعظم طارق اسلام آباد میں داخل ہوئے تو ٹول پلازہ پر انہیں گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا۔ وہ اپنے قدموں پر چل کر اسلام آباد آئے تھے لیکن ہیلی کاپٹر ان کی میت لے جائی گئی...... اب مولانا شاہ احمد نورانی اپنی موت سے چند منٹ پہلے حکومت کے خلاف تحریک اور ایل ایف او پر سمجھوتے کے حوالے سے پارلیمنٹ ہاؤس میں پریس کانفرنس کرنے کے لئے جانے کی تیاری کر رہے تھے کہ دل کا دورہ جان لیوا ثابت ہوا اور وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے...... اس طرح پچھلے تین ماہ میں اسلام آباد اپوزیشن کے سیاستدانوں کے لئے منحوس ثابت ہوا ہے۔

جنرل مشرف کی حکومت کے خلاف دو ہی بڑے اتحاد موجود تھے۔ اے آر ڈی

Marfat.com

اور ایم ایم اے...... پچھلے تین ماہ میں ان دونوں اتحادوں کے سربراہ اسلام آباد میں چل بسے ہیں۔ ایک پرائیویٹ نیوز ایجنسی کے نیوز ایڈیٹر نے ان تینوں شخصیات کی موت پر سرخی جمائی کہ حکومت کی خوش قسمتی، اپوزیشن کی بدقسمتی، خدا جانے کون خوش قسمت ہے اور کون بدقسمت لیکن لگتا یہ ہے کہ اپوزیشن کا اسلام آباد سے ستارہ نہیں ملتا۔

اب محترم قاضی حسین احمد ایم ایم اے کے قائم مقام سربراہ بن رہے ہیں میرا تو انہیں مشورہ ہے کہ فی الحال اسلام آباد اور اپوزیشن کے اس رشتے کو دیکھ کر اگر اپنا یہ ارادہ ملتوی کر دیں تو بہتر ہوگا......

قارئین محترم!

1976-77ء سے میری مولانا شاہ احمد نورانی سے یاد اللہ ہے، قومی اتحاد کی تحریک زوروں پر تھی، لاہور کے انٹرنیشنل ہوٹل کے پیچھے، ظفر علی خان روڈ والے نالے کے کنارے جے یو پی کا دفتر تھا، مولانا عبدالستار خان نیازی اس پرانی سی کوٹھی میں سکونت پذیر بھی تھے۔ یہاں ہماری مولانا شاہ احمد نورانی سے ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ اس سے پہلے مولانا عبدالستار نیازی سے لکشمی چوک میں ایک بلڈنگ کی آخری منزل پر ان کی رہائش گاہ پر ملاقاتیں ہوتی تھیں۔ لیکن ہمارا مولانا شاہ احمد نورانی سے اصل رشتہ ہمارے دوست اور بھائی پیر اعجاز ہاشمی کے ذریعے قائم ہوا۔ ہم نے گھنٹوں مولانا شاہ احمد نورانی سے وہاں ملاقاتیں کیں۔

مولانا شاہ احمد نورانی سے ہونے والی باتوں اور ملاقاتوں پر کتابیں لکھی جاسکتی ہیں۔ لیکن کہنا یہ چاہتا ہوں کہ مولانا شاہ احمد نورانی کا سیاست میں رویہ انتہائی پسندانہ تھا۔ وہ اگر مزید کچھ دن زندہ رہتے تو یہ صدر جنرل پرویز مشرف میر ظفر اللہ خان جمالی اور چوہدری شجاعت حسین کی خوش بختی ہوتی...... کہ مولانا شاہ احمد نورانی بہرحال انتہا پسند نہیں تھے۔ اب

Marfat.com

محترم قاضی حسین احمد سے نمٹنا حکومت کے لئے ذرا مشکل ہوگا......

قارئین محترم!

میں نے قاضی صاحب کو یہ مشورہ اس لیے دیا ہے کہ وہ بھی دل کے مریض ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں عمر خضر عطا کرے لیکن از راہ مذاق کہنا یہ چاہتا ہوں کہ قاضی صاحب محترم کو اگر اسلام آباد میں سیاست کرنا ہے تو وہ یہ عہدہ قبول کرنے سے انکار کر دیں اور محترم شاہ فرید الحق کو جو مولانا شاہ احمد نورانی کے جانشین ہیں یہ عہدہ انہی کے حوالے کر دیں تو زیادہ اچھا ہوگا۔

بہر حال لگتا ہے کہ اب ایم ایم اے اپنے الٹی میٹم کی تاریخ بھی بڑھا دے گی اور اب حکومت کے لئے بھی موقع ہے کہ وہ 19 ' 20 ' 21 یا 22 دسمبر کو آئینی ترامیم کا پیکج اسمبلی میں لے آئے......

مولانا شاہ احمد نورانی کی موت نے ایک بات ثابت کر دی ہے کہ اللہ ہی اپنے کاموں کو بہتر جانتا ہے......ایم ایم اے 18 دسمبر کا الٹی میٹم دے رہی تھی......حکومت ایم ایم اے کو اپنی زبان میں سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی۔ کسی کو معلوم نہ تھا کہ مولانا شاہ احمد نورانی اس جہان فانی سے رخصت ہو جائیں گے۔ اب بہر حال حکومت اگر تاخیر سے بھی آئینی ترامیم کا پیکج لائے گی تو بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا...... بلکہ شاید اس معاملے کو لیٹ کرنا مجبوری ہو۔

Marfat.com

بوریہ نشینوں کا وقار!

تحریر سجاد میر (روزنامہ نوائے وقت کراچی)

میں بار بار لکھتا ہوں اور ورق پھاڑ دیتا ہوں۔ کل جب یہ خبر سنی تو یقین نہ آیا۔ نگاہوں میں کوئی تیس پینتیس برس بڑی تیزی سے گزرنے لگے۔ یہ ملک ہی کی تاریخ نہیں، میری ذاتی کہانی بھی ہے۔ نورانی میاں کو میں نے اسلام آباد میں 14 اپریل 72ء کی صبح پہلی بار دیکھا تھا۔ جی ہاں، مجھے تاریخ تک یاد ہے۔ یہ وہ دن ہے جب آدھے پاکستان کی اسمبلی کا آغاز ہو رہا تھا۔ میں مصطفیٰ صادق صاحب کے ساتھ اسلام آباد اس لئے گیا تھا کہ ہمارا ہفت روزہ بند کر دیا گیا تھا اور قوم کے منتخب نمائندوں کی مدد مانگنے حاضر ہوا تھا۔ کمرے میں ایک صاحب قمیض تبدیل کر رہے تھے، کہنے لگے حضرت ابھی آتے ہیں، یہ ظہور الحسن بھوپالی تھے۔ میں نے انہیں بھی پہلے دن دیکھا تھا۔

اس اسمبلی نے اور اس اسمبلی سے پہلے انتخابات نے اس ملک کی تاریخ میں کیسا انقلاب برپا کیا تھا۔ خیر، بیچ میں ملک دولخت ہو گیا، مگر باقی ماندہ پاکستان کو بھی جو قیادت ملی اور قوم کو جو سوچنے کے لئے مباحث ملے، ان کے اثرات آج تک ہماری زندگیوں میں ہیں۔ یہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مولانا بھاشانی کی کانفرنس ہی تو تھی جس کے نتیجے میں اس شہر میں سنی کانفرنس منعقد ہوئی۔ اور یہی وہ کانفرنس تھی جس نے جمعیت العلمائے پاکستان کو از سر نو فعال کیا۔ لڑائی مسلک کی نہیں تھی، نظریاتی تھی۔ جس طرح تحریک پاکستان میں علماء دو

Marfat.com

پاکستان چھائے جا رہی ہے۔ نتائج آئے تو جماعت اسلامی کے ساتھ جمعیت ایک نئی اسلامی قوت کے طور پر ابھری تھی۔ یہیں سے مولانا شاہ احمد نورانی کی سیاسی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ اس پورے عرصے میں وہ استقامت کی ایسی تصویر تھے جو خود منہ سے بولتی تھی' اپنی رائے پر ڈٹ جانے والے' ایسی مولوی جو اصولوں کی سیاست کرنا بھی جانتے تھے۔ ایسی ویسی سیاست' ضیاءالحق کا زمانہ آیا تو جمہوریت کی خاطر یہ ایم آر ڈی کے ساتھ تھے اور ان کے ساتھی مولانا عبدالستار نیازی تک دوسری طرف۔ وہ اُدھر تھے تو اسلام کے نام پر' یہ ادھر تھے جمہوریت کے نام پر۔ اجتہاد کا فرق اسے ہی کہتے ہیں۔ لوگوں نے کہا علماء بٹ گئے' مگر نیت درست ہو تو ہر نتیجہ صحیح نکلتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جب وجہ نزاع جاتی رہی تو یہ دونوں جلیل القدر اصحاب ایک تھے۔ یہی نہیں مولانا کی قسمت میں تو قدرت نے یہ سعادت بھی لکھی تھی کہ جب قیام پاکستان کے بعد پہلی بار علماء کے سبھی مسالک اور طبقے سیاست کے میدان میں ایک ہوئے تو نورانی میاں کو ان کی قیادت نصیب ہوئی۔ کیا اہل حدیث' کیا دیوبندی' بریلوی' شیعہ' سنی' سب نے وقت کی آواز سنی اور اتفاق عمل کی ایک نئی تاریخ رقم کی۔ ایسا اتفاق عمل جو اسلام کی بالادستی کے لئے' جمہوریت کی بحالی کے لئے اور سامراج کے خلاف جدوجہد کے لئے تھا۔ زہے نصیب ہمارے شاہ احمد نورانی کو اس کی قیادت نصیب ہوئی۔

ذاتی طور پر مجھے ان کی محبت کے کئی واقعات یاد ہیں۔ چند برس بیشتر مجھے یرقان ہو گیا۔ شاہ صاحب شہر سے باہر تھے' واپس آئے تو کسی نے بتایا۔ مولانا اس معاملے میں سورۃ رحمٰن کا کوئی عمل پڑھنے میں شہرت رکھتے تھے۔ سائل نے عرض کیا' کب لے آؤں۔ فرمایا' نہیں میں خود جاؤں گا۔ میرا گھر ان کے دولت کدے سے کئی میل کے فاصلے پر تھا۔ مولانا تین دن اصرار کر کے آتے رہے اور دلجوئی کرتی رہے۔

ان کی افطاریاں ان کی محبت کا کچھ ایسا اظہار تھا کہ یوں لگتا تھا لقمہ اپنے ہاتھ سے

Marfat.com

کھلا رہے ہیں۔ یہ رویہ ان کا سب کے ساتھ تھا۔ کئی برس سے یہ دستور رہا ہے کہ ہر سال بہر حال حاضری ضرور دیتا تھا۔ اس بار کوتاہی ہوگئی' وہ بھی ایک پیشہ ورانہ مجبوری کی وجہ سے۔ حافظ تقی ٹی وی کے پروگرام میں کہہ رہے تھے کہ نام لے کر پوچھا وہ کیوں نہیں آیا۔ میں نے سوچا تھا کہ عید کے بعد حاضر ہو کر سلام بھی کروں گا اور معذرت بھی۔ مگر تقدیر نے اس کا موقع ہی نہ دیا۔

نئے گھر سے یاد آیا' انہوں نے تمام عمر صدر کے ایک خستہ فلیٹ میں گزاری۔ شاید صدر میں بم دھماکے کے بعد ضیاء الحق نے علاقے کا دورہ کیا تو کسی نے اس فلیٹ کی طرف اشارہ کر کے بتایا حضرت یہاں رہتے ہیں۔ ضیاء الحق نے حیرت سے اہل فلیٹ کی طرف دیکھا اور صرف اتنا کہا' حضرت کو میرا اسلام کہئے۔ یہ وہ دن تھے کہ مولانا' ضیاء الحق سے سخت ناراض تھے۔

آج میرے ایک کرم فرما ایک عجیب فلسفہ لے کر آئے۔ کہنے لگے کہ نورانی میاں کے مرنے پر اس قدر توقیر دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اس گئے گزرے دور میں بھی بوریہ نشینوں کا وقار باقی ہے۔

سبحان اللہ' کیا باتی تھی' پھر نواب زادہ نصر اللہ خان کا ذکر چھڑ گیا کہ اس برس اسلام آباد نے اپوزیشن کے دونوں بڑے اتحادوں کے سربراہ ہم سے چھن لئے۔ وہ بھی تو ایک قلندر صفت انسان تھے' اپنا سب کچھ لٹا کر لاہور میں ڈیرہ ڈالے بیٹھے تھے۔ سچ ہے بوریہ نشینوں کا آج بھی وقار باقی ہے۔

اس پر ایک خیال آیا ہے جو کہے دیتا ہوں۔ ٹیگور کا ایک مشہور فقرہ ہے کہ ہر نیا پیدا ہونے والا انسان اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ ابھی خدا اپنے بندوں سے مایوس نہیں ہوا۔ اس پر مجھے یہ خیال آتا ہے کہ جب تک دنیا میں ایسے بوریہ نشینوں کو ایسی عزت و جاہت ملتی

Marfat.com

رہے گی' اس وقت تک ہمیں یقین رکھنا چاہیئے کہ ابھی مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اللہ کے بندوں کی قسمت ضرور بدلے گی۔

گذشتہ برس مولانا کے نئے گھر پر پہلی افطاری تھی۔ میں نے گھر کی مبارک باد دی' خدا کا شکر ادا کیا اور کہا کہ کرائے کے گھر سے نجات ملی۔ پھر وضاحت کی کہ یہ گھر کیسے لیا۔ ڈاکٹر فضل الرحمٰن حضرت کے سسر تھے جو حضرت ضیاء الدین مدنی کے فرزند تھے۔ ان کا دیار مقدس میں انتقال ہوا تو ان کی جائیداد کا کچھ حصہ حضرت کی اہلیہ کے حصے میں بھی آیا۔

بھلا اس وضاحت کی کیا ضرورت تھی۔ میں نے کب پوچھا تھا' مگر حضرت کی محبت کا اپنا انداز تھا۔

انہوں نے یہ نیا گھر لیا تو کہاں! عبداللہ شاہ غازی کا مزار سامنے نظر آتا ہے۔ اور آج وہ اسی مزار کے احاطے میں اپنی والدہ کے قدموں میں آسودہ خاک ہو گئے۔ اگرچہ ان کی خواہش تھی کہ وہ جنت البقیع میں دفن ہوں جہاں ان کے والد مبلغ اسلام عبدالعلیم صدیقی' سسر ڈاکٹر فضل الرحمٰن اور حضرت ضیاء الدین مہاجر مدنی ہی نہیں' ہماری تاریخ دفن ہے یا یوں کہہ لیجئے جہاں ہماری مذہبی عقیدتیں اور تہذیبی عظمتیں زندہ ہیں۔

مولانا شاہ احمد نورانی کو خراج عقیدت

تحریر نصرت مرزا (روزنامہ نوائے وقت کراچی)

بابائے جمہوریت نوابزادہ نصر اللہ خاں کے انتقال پر ملال کے بعد مولانا شاہ احمد نورانی کو بھی اسلام آباد ہی میں دل کا دورہ پڑا اور وہ انتقال فرما گئے۔ ایک سینئر صحافی کا نوابزادہ نصر اللہ خاں کے دل کے دورے کے بارے میں یہ خیال تھا کہ نوابزادہ صاحب اگر لاہور میں ہوتے تو شاید انہیں کچھ اور وقت مل جاتا۔ مولانا نورانی اور نوابزادہ نصر اللہ خاں کو

Marfat.com

دل کا دورہ ایسے وقت میں پڑا، جب موجودہ حکومت کے خلاف تحریک کی بات ہو رہی تھی۔ نوابزادہ نصر اللہ خاں کے انتقال کے بعد اے آر ڈی بے ربط ہو گئی لیکن ایم ایم اے کے قائدین اور خصوصاً حافظ حسین احمد کا یہ خیال تھا کہ ایم ایم اے تحریک ضرور چلائے گی کیونکہ تحریک چلانے کا فیصلہ مولانا شاہ احمد نورانی کی صدارت میں خود مولانا نے ہی کیا تھا۔

حافظ حسین احمد صاحب کراچی میں مولانا شاہ احمد نورانی کے سوئم میں تقریر کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ جنرل پرویز مشرف کہتے ہیں ایم ایم اے والے بڑھکیں نہیں ماریں۔ حافظ حسین احمد نے تو یہ کہا کہ وہ بڑھکیں نہیں مارتے، پرویز مشرف 31 دسمبر تک اور بڑھکیں مار لیں پھر وہ بڑھکیں نہ مار سکیں گے۔ لیکن مولانا منیب الرحمان نے کہا کہ ہم بڑھکیں نہیں بلکہ ''بڑھ کر'' مارتے ہیں۔ اسی محفل میں خورشید محمود قصوری وزیر خارجہ نے کہا کہ مولانا شاہ احمد نورانی نے قازقستان کے صدر کے اعزاز میں منعقد ہونے والی ضیافت میں ان سے کہا تھا کہ آپ کو بڑی خوشخبری سننے کو ملے گی۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ مولانا نورانی نے ان کو اشارتاً کہا تھا کہ حکومت اور ایم ایم اے میں سمجھوتہ ہو جائے گا۔ لیکن میرا اس کے مقابلے میں خیال مختلف ہے۔

میری ان سے طویل ملاقات اکتوبر 2003ء میں ہوئی تھی جب وہ ہالینڈ سے تشریف لائے تھے۔ میں نے ان سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ وہ فوراً ملنے پر راضی ہو گئے اور تقریباً ایک گھنٹے تک ملاقات رہی۔ ملاقات کے دوران انہوں نے میری رائے پوچھی تو راقم نے گزارش کی کہ ''ایم ایم اے کی مقبولیت کا گراف گرنا شروع ہو چکا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک کے حالات کافی خراب ہیں اور ملک کی سلامتی ہی ہے جو ان کو تحریک چلانے سے روکتی ہے لیکن پھر ان کا خیال یہ بھی تھا کہ بعض اوقات تحریک ہی ملک کو یکجا رکھ سکتی ہے کیونکہ قوم اس وقت منتشر ہے ان کو تحریک کے ذریعہ متحد رکھا جا سکتا ہے۔'' اس وقت انہوں

Marfat.com

نے مجھے بتایا کہ اس وقت ایم ایم اے کے رہنما جنرل پرویز مشرف کے خلاف تحریک چلانے میں سنجیدہ ہیں۔

17 نومبر 2003ء کو ایم ایم اے نے مولانا نورانی کی سربراہی میں ہونے والے سربراہوں کے اجلاس میں 18 دسمبر 2003ء سے تحریک چلانے کا فیصلہ کیا اگر حکومت نے ان سے کیے گئے معاہدہ کو عملی جامہ نہیں پہنایا۔ 17 دسمبر کے اجلاس میں ہی ایم ایم اے کی قیادت اس نتیجہ پر پہنچی کہ جنرل پرویز مشرف وردی اتار کر صدر بننا پسند نہیں کریں گے۔ کیونکہ وردی کے بعد وہ بالکل بے اثر اور کمزور صدر بن کر رہ جائیں گے۔ وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ جنرل صاحب کا یہ جواز بھی درست نہیں ہے کہ اس وقت ان کے رفقاء مشکلات پیدا کر سکتے ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس وقت بھی جنرل صاحب کی ٹیم ان کے ساتھ ہے اور دسمبر 2004ء کے بعد وہ اور مضبوط ہو جائیں گے تو پھر وہ وردی کیوں اتاریں گے؟

اکتوبر میں مولانا نورانی نے بتایا کہ ایک جنرل نے ان سے پوچھا تھا کہ ایسا کیوں ہے کہ سمجھوتے میں دیر ہو رہی ہے جبکہ مولانا صاحب کو 73ء کے دستور کو پاس کرانے اور اس پر سمجھوتہ کرنے کا تجربہ ہے۔ مولانا نے جنرل صاحب کو بتایا کہ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ ذوالفقار علی بھٹو بہر حال ایک سیاسی شخص تھے اور وہ جمہوریت کے معاملے کو سمجھتے تھے جبکہ یہاں معاملہ دوسرا ہے۔ جنرل صاحب کوئی معاہدہ ہی نہیں کرنا چاہتے۔ وردی اتارنا نہیں چاہتے تو پھر سمجھوتہ کیوں کر ہو سکتا ہے۔ اگرچہ ایم ایم اے معاہدے کے لئے دستیاب ہے۔ جنرل صاحب وردی اتارنے کے لئے ایک سال کا عرصہ مانگتے تھے کیونکہ ان کی طاقت برقرار رہے اور کسی کو ان کو ہٹانے کی جرات نہ ہو۔ ایم ایم اے نے اکتوبر 2004ء تک کا عرصہ انہیں دیدیا۔ اس کے بعد حکومت کی ٹیم کی طرف سے یہ میعاد دسمبر

Marfat.com

2004ء تک بڑھانے کی استدعا کی گئی۔ یہ بات بھی مان لی گئی۔

پھر سوال ہوا کہ وردی اتارنے کی بات نہ کی جائے تو ایم اے کے رہنماؤں نے کہا کہ ''اچھا اسمبلی سے یہ بات پاس ہو جائے کہ یکم جنوری 2005ء سے دستور کی یہ شق کہ صدر صاحب ایک عہدہ رکھ سکتے ہیں لاگو ہو جائے گی۔'' یہ بات حکومتی ٹیم کی طرف سے مان لی گئی لیکن اب تک جنرل پرویز مشرف کا یہ ہی استدلال ہے کہ وہ اسمبلی میں بل نہیں لائیں گے اور یہ کہ ان کے وعدے پر اعتبار کیا جائے لیکن اب ایم ایم اے یہ بات ماننے کو تیار نہیں ہے۔ ان کا خیال ہے کہ جنرل پرویز مشرف ان کو چکر دے رہے ہیں۔ مولانا نورانی کے انتقال کے بعد جنرل پرویز مشرف کا لہجہ سخت ہو گیا ہے۔ وہ ان کو بڑھکیں نہ مارنے کا مشورہ دے رہے ہیں۔ اسی طرح ایم ایم اے والوں کا رویہ بھی سخت ہوتا چلا جا رہا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ معاملہ بگڑ رہا ہے اور یہ سوال کیا جا رہا ہے کہ ہر کسی کی موت کا فائدہ جنرل صاحب کو ہی کیوں پہنچتا ہے اور نازک وقت پر ہی ہارٹ اٹیک کیوں ہوتا ہے؟

مولانا نورانی نے اکتوبر 2003ء کی ملاقات میں گفتگو کے دوران یہ بات واضح طور پر کہی تھی کہ ایم ایم اے سے کوئی علیحدہ نہیں ہو رہا۔ مولانا سمیع الحق اور ان کی پارٹی کے رہنماؤں سے انہوں نے بلا کر گفتگو کی اور انہیں سمجھایا کہ علیحدگی کے اعلانات کے مقاصد کچھ ہی کیوں نہ ہوں اس طرح سے مولانا سمیع الحق کے بارے میں عوام میں غلط اثر ابھرے گا اور ان کا سیاسی کیریئر خطرے میں پڑ جائے گا۔ انہوں نے راقم کو بتایا تھا کہ مولانا سمیع الحق کے والد بزرگوار مولانا عبدالحق صاحب 73ء کی اسمبلی میں مولانا کے ہمراہ ایم این اے تھے اور مولانا کے دوست تھے۔ ان کی دوستی کے حوالے سے بھی مولانا نے مولانا سمیع الحق کو سمجھایا اور مجھے یہ بتایا کہ ایم ایم اے سے مولانا سمیع الحق کے نکلنے کا معاملہ ختم ہو گیا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ مولانا سمیع الحق نے کوئی استعفیٰ نہیں دیا تھا اگر وہ دیتے بھی تو وہ ان کو نامنظور کر

Marfat.com

دیتے۔

مولانا نورانی نے مولانا سمیع الحق ی طرف سے ایم این اے شاہ عزیز الرحمان سے بھی گفتگو کی۔ ان کو یاد دلایا کہ ان کو تو ایم ایم اے کا ٹکٹ بھی مولانا نورانی نے دلایا تھا اور یہ کہ ایم ایم اے کو چھوڑنے سے شاہ عزیز الرحمان کا سیاسی مستقبل تاریک ہو جائے گا۔ پھر سرحد اسمبلی میں سمیع الحق گروپ کے صرف دو ارکان کی بنیاد پر انہیں ڈپٹی سپیکر کا عہدہ ملا ہوا ہے۔ مجھے لگا کہ مولانا نورانی واقعی اس دفعہ تحریک چلانے کے سلسلے میں سنجیدہ ہو گئے تھے۔ البتہ وہ یہ کوشش ضرور کر رہے تھے کہ حکومت سے معاملہ طے ہو جائے تو ایم ایم اے مشکلات سے بچے۔

کراچی میں اتوار 14 دسمبر 2003ء کو مولانا نورانی کے سوئم کے موقع پر جو تقریریں بہترین کہی جا سکتی تھیں وہ تو حافظ حسین احمد، علامہ حسن ترابی اور مولانا طاہر القادری کی تقریریں تھیں جس سے اندازہ ہوا کہ مولانا نورانی کی مقبولیت بہر حال اس سے کہیں زیادہ تھی جس کا ہمیں اندازہ تھا۔ مولانا حسن ترابی نے کہا کہ آپ سب لوگ ان کو قائد اہل سنت و جماعت کہہ رہے ہیں۔ پھر میں تو سنی نہیں ہوں لیکن وہ میرے بھی قائد تھے اس لئے مناسب یہی ہے کہ انہیں قائد ملت کہا جائے۔ مسلمانوں کا قائد کہا جائے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مولانا دوسروں سے ممتاز تھے، نماز جنازہ میں میرے ساتھ اردو یونیورسٹی کے وائس چانسلر پیرزادہ قاسم کھڑے تھے۔ ملتے وقت ہی انہوں نے کہا کہ مولانا کی بڑی شفقت اور محبت سے بھر پور شخصیت تھی۔ میں نے کہا دلنواز تھی۔ نوائے وقت کے کالم نگار اور سابق ڈی جی ایس ایس ایف بتاتے ہیں انہوں نے اپنے ایک کالم میں لکھا کہ بھٹو مولانا کے سخت خلاف تھے اور ان کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے کہ وہ ذوالفقار علی بھٹو کے قابو میں نہیں آ رہے تھے اور ان کو سخت برا بھلا کہہ رہے تھے لیکن مولانا نورانی کسی

Marfat.com

بھی طرح بھٹو کے دباؤ میں نہیں آئے۔ اس کے علاوہ 73ء کے آئین سازی کے وقت بھی ان کا بمعہ پروفیسر غفور احمد، مفتی محمود اور دیگر کے بڑا شاندار کردار رہا۔ خورشید قصوری نے اپنی تقریر میں مولانا کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے یہی کہا کہ ان والد محمود قصوری اور مولانا نورانی کا ذہن دستور کی ساخت کے حوالے سے ایک انداز میں سوچ رہا تھا اور وہ اس لئے آپس میں کافی دوست بن گئے تھے۔ اس وقت سوال یہ تھا کہ دستور اسلامی بنے یا سیکولر۔ ظاہر ہے مولانا دستور کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے میں دلچسپی لے رہے تھے اور کامیاب ہوئے۔

مولانا شاہ احمد نورانی سے میری ملاقاتیں کبھی کبھار ہی ہوتی تھیں۔ تاہم وہ ملاقاتیں بھرپور ہوتی تھیں۔ وہ نوائے وقت کے قاری تھے۔ لہٰذا ان سے محبت کا رشتہ اور اعتماد کا بندھن تھا۔ بہر حال ان کی وفات سے خلاء پیدا ہوگیا ہے اور نوابزادہ نصر اللہ خاں کی موت سے بھی ایسا ہی خلاء پیدا ہوا جو پر نہیں کیا جا سکے گا۔ قحط الرجال کا یہ عالم ہے کہ پاکستان میں اپنی طرز کا بس ایک ہی شخص ہوتا ہے۔ اس کا نعم البدل اس کے مشن کو آگے بڑھانے والا دوسرا کوئی نہیں ہوتا۔

اصل گھر تو اللہ کا ہے جہاں پیش ہونا ہے

تحریر محمد قذافی بٹ (روزنامہ خبریں لاہور)

متحدہ مجلس عمل اور جمعیت علمائے پاکستان (نورانی) کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال سے نہ صرف دینی بلکہ سماجی سطح پر ایسا خلا پیدا ہوگیا جسے پر کرنا بہت مشکل ہے یہ نقصان موجودہ حالات میں نہ صرف متحدہ مجلس عمل بلکہ عالم اسلام اور پاکستان کے لئے بہت بڑا ہے جو ایک بہت بڑے عالم دین اچھے صاف گو سیاستدان اور ایک اچھے

Marfat.com

انسان سے محروم ہو گیا ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی کی پوری سیاسی زندگی نہایت شفاف رہی ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ پوری زندگی اپنا ایک گھر تک نہ بنا سکے۔ اس حوالے سے جب بھی ان سے نجی محفلوں میں بات کی جاتی تو وہ اپنی مخصوص مسکراہٹ، ہاتھ کے اشارے اور سر کو ہلکا سا جھٹکا دے کر کہتے کہ بھئی گھر کیا کرنا ہے یہ تو دنیاوی چیزیں ہیں یہ یہیں رہ جاتی ہیں اصل گھر تو اللہ کا ہے جہاں میں نے پیش ہونا ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی کی دینی و سیاسی زندگی کے بارے میں کون نہیں جانتا کہ وہ کتنی بڑی دینی علمی اور سیاسی قد کاٹھ رکھنے والی شخصیت تھے۔ دستور ساز کمیٹی کے رکن رہے اور 73ء کا آئین منظور کروانے، تحریک ختم نبوت اور پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلوانے کا سہرا مولانا شاہ احمد نورانی کے سر پر ہی ہے کئی غیر ممالک میں اسلامی پراجیکٹ قائم کئے، کئی غیر مسلم ان کے ہاتھوں مسلمان ہوئے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کی دینی و سیاسی خدمات اتنی ہیں کہ انہیں جتنا بھی خراج تحسین پیش کیا جائے وہ کم ہے۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی دین کی تبلیغ میں صرف کی۔ سیاسی قد کاٹھ کے حوالے سے اتنی مضبوط شخصیت کے حامل تھے کہ ایک مرتبہ جو بھی موقف اختیار کر لیا اس پر قائم رہے۔ موجودہ حکومت کے بارے میں نہایت سخت موقف رکھتے تھے اور حکومت کے خلاف 17 دسمبر سے چلائی جانے والی تحریک کے شیڈول کی منظوری انہی کی سربراہی میں ہونے والے مجلس عمل کے آخری اجلاس میں دی گئی۔

حکومت کے حوالہ سے ان کا خیال تھا کہ یہ ملک میں سیکولرازم کو فروغ دے رہی ہے۔ حکومتی اراکین سے لے کر اپوزیشن کے تمام اراکین ان کے سخت موقف کے باوجود عزت واحترام دیتے تھے۔

Marfat.com

مرحوم کی ملک اور دین سے محبت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ رمضان المبارک کے آغاز سے قبل ہی اگر کسی بیرون ملک دورے پر ہوتے تو اسے مختصر کر کے وطن واپس پہنچ جاتے اور رمضان المبارک میں ساری نماز تراویح خود ادا کرواتے اور درس قرآن دیتے اس پورے ماہ مبارک کے دوران وہ ساری سیاسی و نجی مصروفیات کو ترک کر دیتے تھے۔

مرحوم کی شدید خواہش تھی کہ انہیں مرنے کے بعد مدینہ منورہ میں جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ اس حوالے سے یہ بات قابل ذکر ہے کہ مولانا مرحوم کے والد محترم مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی، مولانا کے سسر مولانا فیض الرحمٰن اور دادا سر مولانا ضیاء الدین مدنی مدینہ منورہ میں ہی دفن ہیں اور یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی کا نکاح بھی مدینہ منورہ میں ہی ہوا تھا۔

بہر حال ہر ذی روح نے ایک نہ ایک دن موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور اپنے مالک اپنے پروردگار اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کی وفات پر ملک بلکہ عالم اسلام کا ہر وہ شخص جو ان کی خدمات سے واقف ہے اشکبار ہے، غمگین ہے۔ یہ درست ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی کی کمی پوری نہیں ہو سکے گی تاہم اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مولانا شاہ احمد نورانی کے درجات بلند کرے اور ان کی مغفرت کرتے ہوئے اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت کرے۔ آمین

Marfat.com

علامہ شاہ احمد نورانی صدیقیؒ۔ایک قد آور شخصیت اٹھ گئی

تحریر قاضی مصطفیٰ کامل (روزنامہ نوائے وقت لاہور)

ممتاز عالم دین، اسلامی سکالر، جرات کا پیکر اور حق وصداقت کی نشانی علامہ الشاہ احمد نورانی زندگی کی 78 بہاریں گزار کر اپنے اللہ کے حضور پیش ہو گئے ہیں اب ان کا جسد خاکی کراچی میں آسودہ خاک ہے اور یہی اس فانی دنیا کا انجام ہے۔ یہاں جو آیا وہ رخصت ہونے کے لئے ہی آیا۔ علامہ نورانی کا سلسلہ نسب امیر المومنین جانشین مصطفیٰ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ ان کی پیدائش بھارت کے شہر میرٹھ میں ہوئی۔ ان کے والد گرامی الشاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی بہت بڑے دینی سکالر اور مبلغ اسلام تھے۔ انڈونیشیا اور ملائشیا سمیت یورپ اور بہت سے افریقی ممالک میں ان کی تبلیغ سے ہزاروں غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ علامہ نورانی نے ابتدائی تعلیم والد محترم سے میرٹھ ہی میں حاصل کی اور نیشنل عربیک کالج میرٹھ سے گریجوایشن کی اور الہ آباد یونیورسٹی سے عربی فاضل کی سند حاصل کی۔ طالب علمی کے دور سے ہی ملی اور قومی تحریکوں میں حصہ لینا شروع کر دیا اور اپنے علاقے میں تحریک پاکستان میں بھرپور کردار ادا کیا۔ پاکستان بن جانے کے بعد اپنے والد گرامی کے ساتھ 1948ء میں کراچی چلے آئے اور وہیں مقیم ہو گئے۔ میری ان سے پہلی ملاقات قریباً 35 برس پہلے کراچی میں ہوئی تھی۔ ایک وفد لاہور سے علامہ قاضی عبدالنبی کوکبؒ کی قیادت میں کراچی کے علماء کو لاہور میں جمعیت علمائے پاکستان کے کنونشن میں شرکت کے لئے دعوت دینے کراچی گیا تھا۔ میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ کراچی میں علامہ نورانی کے علاوہ مفتی سعدت علی قادری اور مولانا جمیل نعیمی سے

Marfat.com

خصوصی ملاقاتیں ہوئیں۔ چنانچہ علامہ نورانی اور مفتی سعادت علی قادری 28 ستمبر 1968ء کو دار العلوم جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور میں منعقد ہونے والے علما کے کنونشن میں بطور مبصر شریک ہوئے۔ یہ پنجاب میں سیاسی اور ملی حوالے سے علامہ نورانی کی پہلی آمد تھی۔ اس کے بعد 1970ء کے عام انتخابات میں جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے حصہ لیا اور قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ یہ وہ دور تھا جب اس وقت کے مغربی پاکستان میں ذوالفقار علی بھٹو کی مقبولیت عروج پر تھی اور وہ ایک آندھی کی طرح ملک کے اس حصے میں چھا گئے تھے۔ مگر علامہ نورانی کی قیادت میں ان انتخابات میں جمعیت علماء پاکستان نے کراچی اور حیدر آباد سے قومی اسمبلی کی چار نشستیں اور پنجاب سے تین نشستیں حاصل کر کے سب کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔

1973ء میں جب آئین مرتب ہو رہا تھا اس دور میں بھی مولانا نورانی سے اسلام آباد میں خصوصی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ (میرے ساتھ علامہ احمد علی قصوری اور نذیر غازی ایڈووکیٹ تھے) اسلام آباد میں ان دنوں مولانا نورانی کا کمرہ اپوزیشن کی سیاسی سرگرمیوں اور گپ شپ کا مرکز بنا ہوتا تھا بالخصوص بلوچستان کے ممتاز سیاست دان میر غوث بخش بزنجو اور مولانا کے ہاں آجاتے اور آپس میں خوب گپ شپ بھی چلتی رہتی اور آئین سازی پر مشاورت بھی ہوتی ان دنوں مولانا نورانی آئین سازی اور آئینی ترامیم کی تیاری کے سلسلے میں بہت مصروف رہتے تھے۔ میر غوث بخش بزنجو اور خان عبد الولی خاں جیسے سیکولر سیاست دان نہ صرف مولانا کا بے حد احترام کرتے تھے بلکہ ان پر اعتماد بھی کرتے تھے۔ یہ مولانا نورانی کا ہی کمال تھا کہ انہوں نے آئین میں مسلمان کی تعریف شامل کی اور صدر اور وزیر اعظم پاکستان کے لئے مسلمان ہونے کی شرط کو شامل کرایا اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ وہ ٹھوس عالم دین اور سکالر تھے ورلڈ اسلامک مشن کے پلیٹ

Marfat.com

فارم سے وہ یورپ، امریکہ، کینیڈا، براعظم افریقہ، ملائشیا اور انڈونیشیا میں تبلیغ اسلام کے کم و بیش ایک ہزار مراکز کی سرپرستی کرتے تھے اور اکثر ان ممالک کے تبلیغی دورے کرتے رہتے تھے۔ مولانا نورانی سادہ اور پاکیزہ زندگی گزارتے۔ ان کے شب و روز کھلی کتاب کی طرح تھے۔ وہ نہایت جرات مند تھے، حق بات کہنے سے کبھی نہ چوکتے تھے۔ زبردست عوامی خطیب تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ نہایت ملنسار اور مشفق تھے کارکنوں اور دوستوں سے ہمیشہ بھائیوں کی طرح ملتے تھے۔ جمعیت علماء پاکستان میں علامہ عبدالستار خان نیازی کے ساتھ کئی برس تک مل کر کام کرتے رہے۔ ان جیسی قد آور شخصیت کا اٹھ جانا بہت بڑا قومی اور ملی نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔

جنت کی چابی سیاسی میدان میں

تحریر مشتاق مہاجر (روزنامہ جرات کراچی)

شاہی مسجد میرٹھ کے خطیب اور اسلام کے مبلغ عبدالحکیم جوش کا پوتا عبدالعلیم صدیقیؒ کا معصوم بیٹا جس نے 8 سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا، پاکستان اور ملت اسلامیہ کی تاریخ ساز شخصیت عالم اور سیاستدان علامہ شاہ احمد نورانی کی رحلت ملت اسلامیہ کے لئے بڑی قرب ناک ہے۔ کیونکہ علامہ نے اپنی زندگی میں پاکستان کی تمام مذہبی جماعتوں کو ایک جگہ جمع کر کے اسلامی اتحاد تشکیل دیا اور ملک میں فرقہ واریت کا خاتمہ کیا۔ علامہ شاہ احمد نورانی کی زندگی کا جائزہ لینا بڑا مشکل اور کٹھن کام ہے۔ پھر بھی پاکستان کی تاریخ میں ان کے کارنامے آنے والی نسلوں کو یاد رکھنا ضروری ہے۔ علامہ شاہ احمد نورانی دینی لحاظ سے ملت اسلامیہ کے ستون تھے۔ انہی دنوں میں نعرہ رسالت کی آواز گلی گلی گونج اٹھی تھی۔ انہوں نے 1970ء کے انتخابات میں ایک نعرہ بلند کیا۔ ''جنت کی چابی'' کیونکہ

Marfat.com

1970ء کے انتخاب میں ان کا انتخابی نشان چابی تھا یہی نعرہ جنت کی چابی سیاسی میدان میں بھی مشہور ہوا۔ ہر بچہ کی زبان پر یہی نعرہ تھا کہ ''جو چابی کو ووٹ دے گا جنت میں جائے گا۔'' مولانا 1970ء کے انتخابات کے بعد سیاسی افق پر ایک بڑے سیاستدان کی شکل میں ابھرے، بھٹو حکومت کے خلاف پہلی دفعہ کسی نے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی اور کبھی بھی اصولوں پر سودے بازی نہیں کی۔ ہر حکومت نے ان کو لالچ دیا۔ انہوں نے اس لالچ پر ٹھوکر ماردی اور اپنے دینی کام میں مشغول رہے۔ علامہ نے 1970ء کی اسمبلی میں قادیانیت کے خلاف پہلا بل پیش کیا اور انہوں نے تمام علماء کرام کو اس سلسلے میں کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کو کافر قرار دے دیا جائے اور ایسا ہی ہوا اور 1973ء کے آئین میں وہ کافر قرار پائے۔ علامہ نے کراچی میں رہتے ہوئے کبھی بھی نسلی فسادات کے بتوں کے سامنے نہیں جھکے۔ علامہ پاکستان کے واحد سیاستدان تھے جو کبھی بھی الطاف حسین سے نہیں ملے۔

علامہ کی تحریکوں میں تقریر کا جوش، میٹھی میٹھی آواز میں نعرہ رسالت کے جوش کے ساتھ تقریر سننے والا ان کا ہی ہو کر رہ جاتا ہے۔ 1977ء کی تحریک ''نظام مصطفیٰ ﷺ'' میں علامہ کی گرفتاری کے بعد بھٹو بھی اپنی حکومت نہ بچا سکے۔ بلکہ علماء کی توہین کے نتیجے میں اللہ کی طرف سے ان پر جو عذاب نازل ہوا وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ کوئی مسلمان علماء کی توہین نہیں کرتا جو علماء کی توہین کرتے ہیں وہ اللہ کی پکڑ میں آ جاتے ہیں۔ جو اللہ کی پکڑ میں آ جائے اس کو کون بچا سکتا ہے۔ علامہ کی رحلت ملت اسلامیہ کے لئے ایک سانحہ سے کم نہیں ہے۔ انہوں نے متحدہ مجلس عمل کی صورت میں پاکستانی مسلمانوں کو ایک منظم پلیٹ فارم مہیا ہی نہیں کیا بلکہ ہمیں اپنی جمہوریت کی جنگ لڑنے کے لئے باصلاحیت لیڈر بھی دیئے۔ ہمیشہ سے علامہ شاہ احمد نورانی ایک محبّ وطن پاکستانی رہے۔ پاکستان کی بقاء و

Marfat.com

سلامتی کے لئے ہمیشہ جدوجہد ان کا نصب العین رہی۔ انہوں نے بیشتر ملکوں میں جا کر اسلام کی شمع کو روشن کیا اور اپنے مرید بنائے۔ علامہ شاہ احمد نورانی کو کم و بیش 22 زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ علامہ ہمیشہ سادہ زندگی پسند کرتے تھے۔ سیرت النبی ﷺ پر ان کے خطبات بہت دل گداز ہوا کرتے تھے۔ ان کی رحلت کے بعد چند سیاستدان کہتے ہیں کہ جس میں پیر پگارا نے کہا کہ وہ ایک چھوٹے بھائی سے محروم ہو گئے ہیں کیا واقعی پیر پگارا صاحب علامہ کو اپنا چھوٹا بھائی سمجھتے تھے؟ اگر ایسا ہوتا تو وہ موجودہ سندھ اور وفاق میں علامہ کے ساتھ ہوتے۔

بے نظیر بھٹو نے کہا کہ ان کی رواداری ضرب المثل تھی۔ یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔ کیونکہ علامہ نے بار بار کوشش کی تھی کہ بے نظیر بھٹو علماء کے ساتھ شامل ہو کر موجودہ حکومت تشکیل دیں مگر بیرون ملک سے ان کی جھوٹی تسلیاں آتی رہیں کہ وہ علماء کے ساتھ ہیں' اور علماء سے مسلسل جھوٹ بول کر دھوکہ دیتی رہیں۔ جدہ سے نواز شریف نے کہا کہ علامہ کی جدوجہد آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ ہوگی یہ بات ان کی ٹھیک ہے۔ جبکہ نواز شریف نے خود اپنے دور اقتدار میں کبھی علامہ کی کوئی بات نہیں مانی' اب ان کا کہنا ہے کہ آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ ہے یہ بالکل برحق ہے کہ آنے والی نسل علمائے کرام کو تو یاد رکھے گی مگر جھوٹے سیاستدانوں کو کبھی یاد نہیں رکھے گی۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ ان کی رحلت نے ہماری کمر توڑ دی۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ ہم سب کی رہنمائی کا ذریعہ تھے علماء کی قدر علماء ہی جانتے ہیں' کسی بھی فرقہ کے علماء نے علامہ نورانی کے خلاف کبھی کچھ نہیں کہا ہر عالم ان کی عزت اور احترام کرتا تھا۔ آفاق احمد نے کہا کہ علامہ تاریخ ساز شخصیت تھے۔ آفاق احمد نے کبھی بھی علامہ نورانی کے خلاف بیان تو دور کی بات کبھی ان کے خلاف دل میں سوچا تک نہیں۔

Marfat.com

علامہ کے پاس جنت کی چابی تھی جس سے انہوں نے بیش بہا مسلمانوں کی خدمت کی، مگر ان کے اس دنیا فانی سے چلے جانے کے باوجود وہ چابی یہیں ان کے لئے دے گئے خطبات کی صورت میں آج بھی ہمارے پاس موجود ہے۔ اگر ہم بھی جنت کی چابی حاصل کرنا چاہیں تو ان کے طریقہ زندگی پر عمل کر کے وہ جنت کی چابی باآسانی حاصل کر سکتے ہیں۔

شاہ احمد نورانی بھی سدھار گئے

تحریر صدیق اظہر (روزنامہ پاکستان لاہور)

ابھی اے آر ڈی کے صدر اور بابائے جمہوریت نوابزادہ نصر اللہ خان کا کفن بھی میلا نہیں ہوا کہ ان کے دیرینہ رفیق کار مولانا شاہ احمد نورانی بھی ہم سے بچھڑ کر اپنے ساتھی سے جا ملے ہیں۔ شاہ احمد نورانی اس قدر حلیم اور نفیس طبع تھے کہ انہیں مل کر یہ گمان ہی نہ ہوتا تھا کہ ہم کسی مذہبی رہنما سے مل رہے ہیں۔ ایسا معلوم پڑتا تھا کہ کسی صاحب فکر شاعر سے ملاقات میں مصروف ہیں۔ کچھ برس پیشتر روزنامہ آفتاب کے چیف ایڈیٹر ممتاز احمد طاہر کے ہمراہ مولانا کی رہائش گاہ واقع صدر کراچی میں ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور گفتگو بھی خاصی دیر تک رہی۔ معاملات پر ان کی رائے انتہائی نپی تلی ہوتی اور دوران گفتگو وہ نہ کبھی جذباتی ہوتے اور نہ ہی آپ پر اپنی رائے ٹھونسنے کی کوشش کرتے۔ دوسرے کی بات کو انتہاء غور سے سنتے اور اس پر فکر کرتے۔ اس زمانے میں میاں نواز شریف برسر اقتدار تھے اور حسب روایت پاکستان کی مخالف سیاسی جماعتوں نے ان کے خلاف مورچہ لگایا ہوا تھا۔ مولانا نے اس صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ سیاسی حکومت کی مخالفت ایک حد تک ہونی چاہئے وگرنہ معاملات 1977ء تک پہنچ سکتے ہیں اس لئے ہمیں بہت محتاط رہنا

Marfat.com

چاہیے' اگرچہ مولانا اہل سنت کے رہنما تھے لیکن انہوں نے کبھی فرقہ واریت کا پرچار نہیں کیا تھا۔ پاکستان کے اندر بڑھتی ہوئی فرقہ وارانہ دہشت گردی کو روکنے کے لئے جب اہل دل مذہبی رہنماؤں نے ملی یکجہتی کونسل کی داغ بیل ڈالی تو مولانا کو اس کا پہلا صدر چنا گیا۔ مولانا نے حتی الامکان کوشش کی کہ یہ تنظیم ایک مضبوط سیاسی اور مذہبی رواداری کے پلیٹ فارم میں تبدیل ہو جائے لیکن ایسا نہ ہو سکا' بعدازاں متحدہ مجلس عمل کی صورت میں انہوں نے مختلف نقطہ ہائے نظر کو اکٹھا کیا۔ ایم ایم اے کی تشکیل میں قاضی حسین احمد' مولانا فضل الرحمٰن اور دیگر علماء کی کاوشیں بھی شامل ہیں لیکن مولانا شاہ احمد نورانی کو اس کا صدر بنایا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ تمام مکاتب فکر ان کی ذات پر بھروسہ اور اعتماد کرتے تھے۔

مولانا 1926ء میں اپنے وقت کے صاحب علم مذہبی رہنما مولانا شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی کے ہاں پیدا ہوئے جو برصغیر کے جدی عالم شاہ احمد خان رضا بریلوی کے جانشین تصور کئے جاتے ہیں۔ بریلوی فکر کے علماء اہل تصوف کا بہت احترام کرتے ہیں اور اس مسلک پر چلنا اپنے لئے سعادت سمجھتے ہیں۔ اہل تصوف کے ہاں جو بردباری اور حلیمی پائی جاتی ہے اس کا مظہر شاہ احمد نورانی تھے۔ ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف پاکستان قومی اتحاد کی تحریک کے رہنما ہر گلی اور بازار میں بھٹو کا سر مانگتے تھے' لیکن شاہ احمد نورانی نے کبھی کوئی ایسی بات نہ کہی تھی جو معروف سیاسی اور جمہوری روایت کے برعکس ہوتی۔ وہ 1960ء میں پہلی مرتبہ کراچی سے قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور پارلیمنٹ کی آئین کمیٹی کے لیے چنے گئے۔ اس طرح ان کا شمار 1973ء کے آئین کے خالقوں میں ہوتا ہے۔ انہوں نے آئین کی تشکیل کے دوران آئین میں اسلامی شقوں کی شمولیت اور اسمبلی کے لئے حق کی مخالفت کی جس کے نتیجہ میں اسمبلی خلاف قرآن وسنت کوئی قانون سازی کر سکتی تھی۔ جب مولانا کی جماعت جمعیت علمائے پاکستان کے دو ٹکڑے ہوئے اور مرحوم مولانا عبدالستار

Marfat.com

خان نیازی ان سے الگ ہوئے تو انہیں بہت دکھ ہوا۔ ان کے دیرینہ رفیق مرحوم قاری عبد الحمید قادری بھی مولانا عبدالستار خان نیازی کے ساتھ چلے گئے۔ لوگوں کے استفسار کرنے کے باوجود شاہ احمد نورانی نے ان بزرگوں کے خلاف کچھ کہنا پسند نہ کیا' جن دنوں قاری عبد الحمید قادری بستر مرگ پر تھے' انہیں دیکھنے شالا مار ہسپتال گیا' وہاں ان سے اس موضوع پر بات چھڑی تو قادری صاحب آبدیدہ ہو کر کہنے لگے کہ شاہ احمد نورانی اگرچہ عمر میں ہم سے بہت چھوٹے ہیں لیکن ان کی ہمارے ساتھ محبت ایسی تھی جیسے ایک بزرگ کی بچوں کے ساتھ ہوتی ہے۔ مذہبی رواداری کے حوالے سے وہ فرمایا کرتے تھے ''اپنا مسلک چھوڑو مت اور دوسرے کا مسلک چھیڑو مت'' یہی وجہ تھی کہ ان پر کبھی کسی مسلک کے رہنما نے ذاتی حملہ نہیں کیا۔ مولانا میں حس مزاح بھی خوب تھی۔ ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کے خاتمہ کے بعد بھٹو حکومت کے وزراء قومی اتحاد کے رہنماؤں کو چند روز کے لئے راولپنڈی کی اڈیالہ جیل میں حفاظتی نظر بندی میں رکھا گیا تھا' وہاں سابق وزیراعظم اور نامور وکیل عبدالحفیظ پیرزادہ اور مولانا کے مابین فقرے بازی سے بھی لوگ محظوظ ہوتے تھے۔ اے آر ڈی اور متحدہ مجلس عمل کے مابین رابطوں اور اشتراک عمل میں بھی ان کا کردار بہت اہم تھا۔ وہ نوابزادہ نصر اللہ خان مرحوم کی بہت عزت کرتے تھے اور نوابزدہ بھی ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ دونوں میں جب بھی ملاقات ہوتی قہقہوں سے بھرپور ہوتی۔ مولانا پاکستان کے غریب عوام کی زندگی بدلنے کی شدید خواہش رکھتے تھے۔ عید سے چند روز قبل ایک اسلامی تنظیم جمعیت الدعوۃ اسلامیہ اور اسلامک ورلڈ کونسل نے کراچی لاہور اور مظفر آباد اور پشاور میں غریب لوگوں کے لئے ہزاروں کی تعداد میں گفٹ پیک تقسیم کئے جن میں آٹا' چینی' گھی اور دوسری ضروریات زندگی تھیں۔ انہوں نے اس بات کا علم ہونے پر کونسل کے چیئرمین حافظ محمد طاہر اشرفی کو ٹیلی فون کیا اور انہیں ان کے دوست عبداللہ جبران کو اس عمل پر مبارکباد دی۔

Marfat.com

پاکستان کے جمہوری حلقوں کے لئے یہ دوسرا صدمہ ہے کہ اس سے پہلے اے آر ڈی کے صدر اللہ کو پیارے اور اب متحدہ مجلس عمل کے صدر جنت مکانی ہو گئے۔ ان کی آرزو اور مشن کی تکمیل دیکھیں گے۔

مولانا نورانی کی واپسی

تحریر مجیب الرحمٰن شامی (چیف ایڈیٹر روزنامہ پاکستان لاہور)

متحدہ مجلس عمل کے سربراہ، نامور عالم دین اور ممتاز سیاسی رہنما سینیٹر مولانا شاہ احمد نورانی اسلام آباد میں دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ...... اپوزیشن کو گزشتہ چند ماہ کے دوران دوسرا بڑا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔ اس سے پہلے اے آر ڈی کے صدر نوابزادہ نصر اللہ خان کے دل نے اسلام آباد ہی میں ان کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ اب مولانا شاہ احمد نورانی کا دل اپنے رب کے حضور واپسی پر بضد ہو گیا۔ آناً فاناً وہ راہی ملک بقا ہو گئے۔

مولانا نورانی، جنہیں نورانی میاں کہا جاتا تھا، پاکستان ہی نہیں عالم اسلام کی معروف شخصیت تھے۔ 1926ء میں میرٹھ کے ایک دینی گھرانے میں پیدا ہوئے، ان کے والد مولانا عبدالعلیم صدیقی ایک ممتاز مبلغ اسلام تھے۔ افریقہ میں اسلام کا نور پھیلانے میں انہوں نے زندگی کا بڑا حصہ صرف کیا۔ نورانی میاں نے آٹھ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا اور برسوں سے وہ کراچی کی ایک مسجد میں تراویح پڑھا رہے تھے۔ پیرانہ سالی کے باوجود ان کے اس معمول میں کوئی فرق نہیں ایا۔ چند روز پہلے ختم ہونے والے ماہ رمضان میں بھی انہوں نے اس روایت کو فرض سمجھ کر نبھایا۔ رمضان کے مہینے میں وہ اپنی تمام مصروفیات ختم کر دیتے اور ان کے نیاز مندان ان سے مشاورت کے لئے کراچی کا رخ کرنے پر مجبور

Marfat.com

ہوتے۔

مولانا نورانی ان گنتی کے علماء میں سے تھے، جنہوں نے جدید اور قدیم دونوں علوم میں تخصص حاصل کیا۔ نیشنل عربیک کالج میرٹھ سے بی اے کیا۔ فاضل عربی کی سند الہٰ آباد یونیورسٹی سے حاصل کی، تو درس نظامی کی تکمیل دار العلوم عربیہ میرٹھ میں کی۔ وہ عربی، عربوں کے لہجے میں اور انگریزی انگریزی دانوں کے لہجے میں بولتے تھے۔ کئی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ یہ امتیاز ایسا ہے کہ علماء تو کجا ''منسٹروں'' میں بھی کوئی ان کے مقابلے میں شائد ہی ٹھہر سکے۔

مولانا نورانی عقیدۃً سنی مسلمان تھے۔ اہل سنت کے بریلوی مکتب فکر سے ان کا تعلق تھا، لیکن ان کی شخصیت اتنی دلآویز تھی اور باتوں میں گلوں کی ایسی خوشبو ہوتی تھی کہ ہر شخص اس سے معطر ہو جاتا تھا۔ وہ مدرسے اور منبر کے آدمی تھے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کلمہ بلند کرتے اور علمی مذاکروں اور مباحثوں میں خود کو منواتے۔ تحریک پاکستان کے دوران انہوں نے اس میں حصہ ڈالا اور مسلم لیگ کے حق میں آواز بلند کرنے والوں میں پرجوش رہے۔ پاکستان بنا تو انہوں نے اسے اپنا وطن بنالیا۔

وہ مبلغ تھے، مقرر تھے، داعی تھے، ان کا حلقہ اثر پاکستان سے باہر بھی وسیع تھا، لیکن 1970ء کی انتخابی مہم کے دوران جمعیت العلمائے پاکستان کو انہوں نے از سر نو منظم کیا اور اس کے سیکرٹری ابھر کر سامنے آئے۔ اس مہم میں اسلامی نظام کے حامی بہت سرگرم تھے۔ اسلامی دستور کا مطالبہ فضا پر چھا گیا تھا، لیکن جب انتخابی نتائج سامنے آئے تو مذہبی یا نیم مذہبی جماعتوں میں سے کوئی ملک گیر طاقت کے طور پر نہ ابھری۔ اسلام کے نام لیواؤں نے اپنی اپنی سمجھ اور اپنی اپنی توفیق کے مطابق ''اسلامی نمائندے'' منتخب کر لئے تھے۔ سندھ کے شہری علاقوں میں جمعیت العلمائے پاکستان نے جماعت اسلامی کو پیچھے چھوڑ دیا تھا۔

Marfat.com

سرحد اور بلوچستان میں جمعیت العلمائے اسلام ایک بڑی قوت کے طور پر سامنے آئی تھی۔ مذہبی جماعتوں کے رائے دہندگان نے اپنے اپنے مسلکوں کو ووٹ دے کر اپنے تئیں اسلام کی نمائندگی کا حق ادا کر دیا تھا۔ اس سے پہلے جماعت اسلامی، دستور اور قانون کے حوالے سے اسلام کی علمبردار سمجھی جاتی تھی، لیکن 1970ء کے انتخابات نے بتایا کہ اس کا اثر جدید تعلیم یافتہ مذہبی حلقے تک ہے۔ عوام اپنے اپنے مذہبی رہنماؤں (یا مولویوں) کے اسیر ہیں۔

1970ء کے انتخابات سے پہلے اگر متحدہ مجلس عمل وجود میں آ جاتی تو ان کے نتائج بھی تبدیل ہو جاتے۔ مذہبی جماعتوں کی ''خانہ جنگی'' نے انہیں ایک دوسرے سے دور کر رکھا تھا، لیکن انتخابات کے فوراً بعد انہوں نے اپنے آپ پر قابو پایا۔ سقوط ڈھاکہ کو تو نہ روکا جا سکا، لیکن 1973ء کے آئین پر اسلامی رنگ بہرحال چڑھ گیا۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے پاکستان کی سالمیت کو بچانے اور پھر اسلامی دستوری مطالبات کو منوانے میں اہم کردار ادا کیا۔ انتخابی مہم کی تلخیاں دفن کر دی گئیں اور جدوجہد کے سمندر میں سب ایک ہی کشتی میں سوار ہو گئے۔ اسی اتحاد کی بدولت جناب ذوالفقار علی بھٹو کے ہاتھوں قادیانی اقلیت قرار پائے۔

مولانا شاہ احمد نورانی شوخی گفتار اور بلندی کردار کے حوالے سے اپنا مقام بناتے چلے گئے۔ وہ اجلے اور نفیس کپڑے پہنتے، خوشبو میں لپٹے رہتے، لطافت اور شائستگی کے ساتھ اپنے مضبوط موقف کا اظہار کرتے۔ انہوں نے فیصلہ کر رکھا تھا کہ کبھی کسی حکمران سے ملنے کی کوشش نہیں کریں گے، اس سے ملاقات کا وقت نہیں مانگیں گے۔ وہ اپنا نام ان علماء میں لکھوانا چاہتے تھے، بادشاہوں کو جن سے ملنے کی آرزو ہوتی ہے، لیکن وہ بادشاہوں کی ملاقات خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ مشرقی پاکستان کا بحران پیدا ہوا تو انہوں نے یحییٰ خان کو

Marfat.com

سمجھانے کے لئے اپنے اس فیصلے کو بدل ڈالا۔ اپنی ذات سے اوپر اٹھ کر اس سے ملنے گئے اور اسے سمجھایا کہ اجلاس ملتوی نہ کرو۔ مشرقی پاکستان میں جذبات بھپرے ہوئے ہیں، یحییٰ خان نے سنی ان سنی کر دی۔ انہوں نے سنانے کا حق ادا کر دیا۔

نورانی میاں نے پاکستان کے گزشتہ 33 یا 34 سال پر گہرے اثرات مرتب کئے ہیں۔ جناب بھٹو کی انتخابی دھاندلی کے خلاف قومی اتحاد کی تحریک میں ان کا کردار فولادی تھا۔ اسے تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کا نام بھی ان ہی کا عطا کردہ تھا۔ وہ جمہوریت پر پختہ یقین رکھتے تھے، اور اسے اسلام کے نظام سیاست کا ایک جزو لاینفک سمجھتے تھے۔ یحییٰ سے ان کی بنی نہ ضیاء الحق سے بنی آئی۔ ضیاء الحق کے منہ پر انہوں نے پوری قوت سے کہا کہ اسلام میں فوجی حکومت کی کوئی گنجائش نہیں ہے، ہماری تاریخ فوجی قبضوں سے نا آشنا ہے۔ اسلام میں فوج سول حکومت کے احکامات کی پابند ہے۔

مولانا نورانی کی جمعیت علماء پاکستان کو سندھ کی انتخابی سیاست میں شدید دھچکا پہنچا۔ اس کے اثر و رسوخ میں کمی آتی گئی، لیکن انہوں نے زبان، رنگ، نسل کے نام پر سیاست کرنے والوں سے سمجھوتہ نہیں کیا۔ پہلے ملکی یکجہتی کونسل کے صدر کے طور پر مختلف فرقوں کو مذہبی دہشت گردی کے خلاف صف آرا کیا، پھر متحدہ مجلس عمل کی تشکیل میں حصہ ڈالا۔ مختلف مذہبی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر یکجا کرنے میں لگ گئے۔ اس کی قیادت سنبھالی اور گزشتہ انتخابات میں ایک بڑی طاقت کے طور پر خود کو منوالیا۔ مذہبی حلقوں کا ووٹ تقسیم نہ ہوا، اس نے ایک ہو کر قومی سیاست کو ایک نیا رخ دے دیا۔

مولانا شاہ احمد نورانی اب لیگل فریم ورک آرڈر (ایل ایف او) کا پیچھا کر رہے تھے۔ ان کا موقف واضح اور دوٹوک تھا۔ پارلیمنٹ کی منظوری کے بغیر دستور میں ترمیم نہیں ہو سکتی۔ حکومت سے ان کا معاملہ آخری مرحلے میں تھا۔ وہ تحریک چلانے کی دھمکی بھی دے

Marfat.com

رہے تھے اور افہام و تفہیم کی افادیت سے بھی بے خبر نہ تھے کہ سناؤنی آ گئی۔ سب کام چھوڑ کر انہیں اپنے خالق کی طرف دوڑنا پڑا۔

مولانا نورانی عمر بھر کرائے کے مکان میں رہے۔ سادہ زندگی گزاری۔ پان کھاتے رہے' لیکن حرام کھانا تو کیا' اسے چکھنا تک گوارانہ کیا۔ ان کا گھر لوگوں کے دلوں میں تھا یا جنت میں...... ان کی زندگی بھی ایک مثال ہے اور موت بھی ایک مثال۔ وہ لوگ جو تجوریاں بھرنے میں لگے ہیں اور وہ لوگ جو اپنے اقتدار کو دوام بخشنے کی کوششوں کو ''جہاد اکبر'' سمجھتے ہیں' دیکھیں تو سہی کہ باعزت اور باوقار زندگی خالی ہاتھ بھی گزاری جاسکتی ہے اور یہ آن واحد میں ختم بھی ہوسکتی ہے' پھر کیوں نہ اس کی بات کی جائے اور اس کی بات مانی جائے' جس کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور جو جب چاہے سانس کی ڈوری کاٹ سکتا ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی کا انتقال

تحریر ضیاء شاہد (ایڈیٹر روزنامہ خبریں لاہور)

متحدہ مجلس عمل کے سربراہ' مذہبی سکالر اور سرکردہ سیاستدان مولانا شاہ احمد نورانی اسلام آباد میں دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) ان کی عمر 77 برس تھی۔ وہ گزشتہ روز سینٹ میں پریس کانفرنس کرنے والے تھے۔ وہ غسل خانے میں گئے اور وہاں گر گئے۔ انہیں ہسپتال پہنچایا گیا لیکن وہ جانبر نہ ہو سکے۔ مولانا شاہ احمد نورانی 31 مارچ 1926ء کو میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی کے خلیفہ مجاز تھے۔ آپ نے آٹھ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا۔ آپ نے میرٹھ کے عربی کالج سے ڈگری حاصل کی اور درس نظامی کی تکمیل مدرسہ اسلامیہ قومیہ میرٹھ میں کی۔ اپنے والد کی وفات کے بعد مولانا شاہ احمد نورانی نے ان کی جگہ تبلیغ دین کا کام سنبھالا اور اس مقصد کے لئے مصر' روس' مشرق وسطیٰ' سری لنکا'

Marfat.com

صومالیہ‘ کینیا‘ ترکی‘ فرانس‘ جرمنی‘ برطانیہ‘ امریکہ‘ چین اور درجنوں دیگر ممالک کے بار بار دورے کئے۔آپ کی تبلیغ کے اثر سے ہزاروں غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے۔

مولانا شاہ احمد نورانی پوری زندگی مذہبی اور سیاسی تحریکوں میں سرگرم کردار ادا کرتے رہے۔ 1974ء میں لندن میں ’’ورلڈ اسلامک مشن‘‘ منعقد ہوئی تو آپ اس کے صدر منتخب ہوئے۔آپ 1953ء سے 1964ء تک نو برس ’’ورلڈ مسلم علماء آرگنائزیشن‘‘ کے سیکرٹری جنرل کے طور پر بھی خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ نے 1953ء سے 1974ء تک 21 برس ختم نبوت کی تحریکوں میں حصہ لیا۔ 1970ء کے عام انتخابات میں آپ نے جمعیت العلمائے پاکستان کے ٹکٹ پر قومی اسمبلی کا الیکشن لڑا اور کامیاب ہوئے۔ 1973ء میں آپ کو جمعیت کا صدر منتخب کرلیا گیا۔ 1977ء کے عام انتخابات میں بھٹو حکومت کے خلاف انتخابی دھاندلیوں کے الزام میں عوامی تحریک شروع ہوئی تو مولانا شاہ احمد نورانی نے اس میں متحرک کردار ادا کیا۔ مولانا شاہ احمد نورانی ملکی سیاست میں جمہوری تحریکوں کے ساتھ وابستہ رہے‘ جو اس امر کا ثبوت ہے کہ آپ جمہوریت پسند تھے۔ ایوب خان سے لے کر اب تک ہر جمہوری تحریک کے ساتھ وابستہ رہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے ہی 2002ء کے انتخابات میں تمام مذہبی جماعتوں کو متحد کرکے متحدہ مجلس عمل کے نام سے اتحاد تشکیل دیا۔ ایم ایم اے کے سربراہ کے طور پر ایل ایف او کے معاملہ پر حکومت کے ساتھ بات چیت کے دوران سٹینڈ بھی آپ ہی نے لیا تھا اور بعد میں لچک کا مظاہرہ کرنے میں بھی آپ کی مشاورت شامل تھی۔

مولانا نے سیاست میں شرافت‘ بردباری‘ رواداری اور تحمل کی روایت کو فروغ دیا۔ تمام سیاسی و دینی حلقے انہی اوصاف کے باعث آپ کا دل سے احترام کرتے تھے۔ ملک بھر میں اور بیرون ملک آپ کے لاکھوں عقیدت مند اور ہزاروں پیروکار موجود ہیں۔ آپ کا ایک کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے یورپ‘ امریکہ‘ خاص طور پر ایشیا میں متعدد تبلیغی اسلامی مراکز قائم کیے۔ آپ کو علوم اسلامیہ پر مکمل عبور حاصل تھا۔ آپ بہترین مقرر اور

Marfat.com

بے مثال مصنف تھے چنانچہ آپ نے تحریر اور تقریر کے ذریعے بھی تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے اور آپ کو ایک درجن سے زیادہ زبانوں پر مکمل عبور حاصل تھا۔ اس لحاظ سے آپ پاکستان کے واحد سیاستدان تھے جو اتنی زبانیں بول سکتا تھا۔

مولانا شاہ احمد نورانی نہایت متحمل مزاج اور سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ اتنے بڑے سیاسی مفکر، مبلغ اور سیاستدان ہونے کے باوجود آپ کا طرز زندگی نہایت سادہ تھا۔ آپ ایک مختصر سے گھر میں رہتے تھے اور اکثر سبزی وغیرہ بھی خود ہی ٹوکری ہاتھ میں پکڑ کر لے آتے تھے۔ آپ حلیم طبیعت کے مالک تھے اس لئے آپ کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔ ایک وقت میں مولانا عبدالستار نیازی کے ساتھ بعض معاملات پر اختلافات پیدا ہوئے لیکن جلد ہی دونوں پھر اکٹھے ہو گئے۔ مولانا شاہ احمد نورانی متشددانہ سیاست کے ہمیشہ خلاف رہے۔ وہ بات چیت کے ذریعے معاملات طے کرنے پر یقین رکھتے تھے۔ پچھلا پورا ایک سال حکومت اور متحدہ مجلس عمل کے درمیان ایل ایف او کے معاملہ پر مذاکرات ہوتے رہے۔ بطور چیئرمین متحدہ مجلس عمل آپ نے نہایت تحمل کے ساتھ معاملات کو آگے بڑھایا اور حکومت اور متحدہ مجلس عمل کے بعض ارکان کا دعویٰ ہے کہ دونوں کے درمیان معاملات طے پا چکے ہیں۔ اگرچہ مولانا ان مذاکرات کے نتائج دیکھنے کے لئے ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں لیکن انہوں نے سیاسی معاملات کو بات چیت کے ذریعے حل کرنے کی جو روایت ڈالی ہے اس کے اثرات پاکستانی سیاست پر طویل عرصہ تک برقرار رہیں گے اور ممکن ہے کہ اس کے مستقبل قریب میں ملکی معاملات پر بھی مثبت اثرات مرتب ہوں۔

مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال سے پاکستانی سیاست میں وسیع خلا پیدا ہو گیا ہے۔ ان کی وفات سے ملکی سیاست میں ایک دم عجیب قسم کا سناٹا چھا گیا ہے اور حکومت اور مجلس عمل کے مذاکرات میں تعطل پیدا ہو گیا ہے۔ اب ایم ایم اے والوں کو نئے سرے سے ایک ایسے رہنما کی ضرورت پڑے گی جو تمام سیاسی طبقوں اور جماعتوں کے لیے یکساں طور پر قابل قبول ہو۔ ملکی سیاست میں مولانا شاہ احمد نورانی کی خدمات کو تادیر یاد رکھا جائے گا۔

دعا ہے کہ رب العالمین انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

Marfat.com

مولانا الشاہ احمد نورانی کی المناک موت

تحریر ڈاکٹر نذیر احمد صدیقی (روزنامہ جرات کراچی)

متحدہ مجلس عمل کے صدر اور جمعیت علماء پاکستان کے قائد معروف سیاستدان مولانا الشاہ احمد نورانی جمعرات کی صبح حرکت قلب بند ہونے سے اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

78 سال کی عمر میں ان کی بے وقت موت نے اہلیان وطن اور دنیا کے گوشے گوشے میں موجود ان کے ہزاروں عقیدت مندوں کو شدید غم والم میں مبتلا کر دیا ہے مایوسی اور رنجیدگی کی لہر نے دین سے انسیت اور عقیدت رکھنے والے مسلمانوں کی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔

1926ء میں متحدہ ہندوستان کے شہر میرٹھ میں جناب علامہ شاہ عبد العلیم صدیقی کے گھر پیدا ہونے والے الشاہ احمد نورانی نے آٹھ سال کی عمر میں قرآن پاک کا حفظ مکمل کر لیا اور اپنے والد محترم کی جناب شاہ احمد رضا خان بریلوی کے ساتھ روحانی نسبت کے باوصف حاصل ہونے والے فیوض و برکات کو امت مسلمہ کے لیے وقف کر دیا۔ دین تبلیغ کی اشاعت کے لئے متعدد ممالک کا دورہ کیا درجن بھر سے زائد دنیا کی اہم زبانوں پر عبور رکھنے والے علامہ شاہ احمد نورانی کی خلوص نیت اور بلند پایہ خطابت کی برکت سے ہزاروں غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے دنیا میں متحرک متعدد اسلامی تحریکوں سے ان کا قریبی تعلق تھا۔ ورلڈ اسلامک مشن لندن سے ان کی وابستگی یورپ میں دین اسلام تیزی سے پھیلنے کا باعث بنی علامہ شاہ احمد نورانی ورلڈ مسلم علماء آرگنائزیشن کے پلیٹ فارم پر بھی متحرک رہے اور اپنی خداداد صلاحیتوں سے مذہب اسلام کی قوت اور طاقت میں اضافے کا

Marfat.com

موجب بنے۔

مولانا شاہ احمد نورانی نے ملک میں مذہبی اور سیاسی تحریکوں میں بھرپور تاریخی اور جاندار کردار ادا کیا اندرون ملک انہوں نے جمعیت علماء پاکستان کی نا صرف داغ بیل ڈالی بلکہ اپنے شب و روز اس کی تنظیم سازی کے لئے وقف کر دیئے۔ وہ 1970ء میں پہلی مرتبہ قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ اور 1973ء کے متفقہ آئین کی تیاری میں قومی امنگوں کے مطابق تاریخی کردار ادا کیا دیگر علماء کرام کے اشتراک اور باہمی ربط سے انہوں نے تحریک ختم نبوت میں بھی کلیدی کردار ادا کیا اور اپنے نصب العین کے حصول تک جدو جہد جاری رکھی۔

1977ء میں بھٹو حکومت کے خلاف تحریک پاکستان قومی اتحاد کے اہم لیڈر کی حیثیت سے مولانا نورانی نے متحرک اور فعال کردار ادا کیا اور انتخاب میں بے قاعدگیوں کے خلاف شروع ہونے والی اس تحریک کو نظام مصطفےٰ ﷺ تحریک میں بدل ڈالنے میں بھی مولانا کی آراء اور دانش شامل تھی۔ مولانا عبدالستار نیازی کی رحلت کے بعد مولانا شاہ احمد نورانی نے جمعیت علماء پاکستان سے وابستہ کارکنان کی مقدور بھر رہنمائی اور جمعیت علماء پاکستان کو انتشار اور بگاڑ سے محفوظ رکھا۔

پاکستان کی حالیہ تاریخ میں بھی مولانا شاہ احمد نورانی نے سیاسی حلقوں میں اپنی بے پناہ صلاحیتوں کا لوہا منوایا ایم ایم اے کی تشکیل کے باعث ملک میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو فروغ حاصل ہوا چھوٹے موٹے فروعی اور مسلکی اختلافات کی بیخ کنی ہوئی اور مذہب سے قریبی تعلق رکھنے والی سیاسی جماعتوں نے متحدہ ہو کر ایم ایم اے کے پلیٹ فارم سے ملکی سیاست میں پہلی مرتبہ تاریخی اور بھرپور نمائندگی حاصل کی مذہبی ووٹ کی اجتماعی طاقت کے باعث ایم ایم اے تیسری بڑی سیاسی قوت بن کر ابھری صوبہ سرحد میں ایم ایم اے کی صوبائی،

Marfat.com

حکومت تشکیل پائی اور بلوچستان میں بھی وہ برسر اقتدار مخلوط حکومت کا حصہ ہے۔

ملک میں جمہوری عمل کی بحالی اور پارلیمنٹ کے معرض وجود آنے کے بعد سیاسی کھیل میں ایم ایم اے کی قیادت نے اپنے پتے مہارت سے کھیلے ہیں موجود بین الاقوامی حالات و واقعات میں طاغوتی قوتیں دہشت گردی کے نام پر دینی عناصر کے خلاف برسر پیکار ہیں۔ اسلام کے نام لیوا اور جذبہ شہادت سے سرشار مجاہدین پر خدا تعالیٰ کی دھرتی تنگ کی جارہی ہے۔ 9/1 کے نتیجے میں عالمی طاقتوں نے دین اسلام سے شغف رکھنے والے طالبان کو جدید ٹیکنالوجی اور خوفناک اسلحہ کے بل بوتے پر نہ صرف معزول کر دیا بلکہ شدید بمباری سے ان کے گھر اور گھروندوں کو تباہ و برباد بھی کر دیا گیا ہزاروں بچے یتیم ہو گئے عورتیں بیوہ ہو گئیں ظلمت اور بربریت کی یہ کیفیت ملت اسلامیہ کے لئے سوہان روح بن گئی ایم ایم اے نے افغانستان کے خلاف امریکی جارحیت کی شدید مذمت کی اور اس پالیسی کے خلاف علم بغاوت بلند کیا چنانچہ اہلیان پاکستان نے ایم ایم اے کے اس حق و صداقت پر مبنی موقف کی پذیرائی کی اور گذشتہ الیکشن میں انہیں تاریخی مینڈیٹ سے نوازا۔ علامہ شاہ احمد نورانی کی قیادت میں ایم ایم اے نے ملکی سیاست میں بالغ نظری اور پختگی کا مظاہرہ کیا حزب اقتدار اور ایجنسیوں کی روایتی سرگرمیوں کے باوجود ایم ایم اے متحد رہی اور ایل ایف او کے حوالے سے قومی امنگوں کے ترجمان موقف پر پہاڑ کی طرح ڈٹ گئی۔ گذشتہ ایک سال سے ایل ایف او کے باعث پارلیمنٹ مفلوج اور عضو معطل بن کر رہ گئی ہے۔ پارلیمانی سرگرمیاں سست روی کا شکار ہیں۔ ملک کو درپیش گوناگوں داخلی اور خارجی مسائل پر توجہ مرکوز کرنے کی بجائے قومی سیاسی جماعتیں اور حکومت وقت ایل ایف او کی گیم میں الجھ کر رہ گئے ہیں جس کے باعث قومی یکجہتی اور بین الصوبائی یگانگت اضمحلال کا شکار ہو رہی ہیں۔ تعمیر و ترقی کی سرگرمیوں میں متوقع جوہری ابھار مفقود ہے قومی انتشار اور کنفیوژن

Marfat.com

کے باعث امریکی دباؤ روز افزوں ہے۔ کشمیر ایشو پر مذاکرات کے لئے پاکستان شدید بین الاقوامی دباؤ کا شکار ہے بھارتی ناروا اور قومی خودداری کے خلاف مطالبات کی لسٹ لمبی ہوتی جارہی ہے۔

حالات کے اس پس منظر میں ایم ایم اے اور حزب اقتدار کے مابین ایل ایف او پر مذاکرات سال بھر جاری رہنے کے بعد اختتام پذیر ہو چکے ہیں ایم ایم اے اور حکومت نمائندے ایس ایم ظفر کے مابین تفصیلی غور خوض کے بعد مفاہمتی آئینی پیکج پر اتفاق ہو گیا تھا۔ جس کی تکمیل کے مراحل طے ہونا ابھی باقی ہیں ایم ایم اے نے مولانا نورانی کی قیادت میں ماہ رواں کی 18 تاریخ ڈیڈ لائن کے طور پر طے کی تھی۔ اس کا جائز مطالبہ ہے کہ ڈیڈ لائن سے پیشتر حکومت طے شدہ آئینی پیکج کو پارلیمنٹ میں پیش کرے تاکہ ملک کو درپیش آئینی بحران کا خاتمہ ہو اور وطن عزیز میں تعمیر و ترقی کی سرگرمیوں کا آغاز ہو سکے۔ ملک کو درپیش اس نازک صورت حال اور اہم ترین وقت پر ایم ایم اے کے قائد مولانا الشاہ احمد نورانی کی بیچ منجدھار جدائی قوم کے لئے ایک عظیم سانحہ ہے۔ اے آر ڈی کے سربراہ نوابزادہ نصر اللہ خان جیسی متحرک بزرگ سیاسی شخصیت کے بعد قوت کا سرچشمہ اسلام آباد کی دھرتی پر عالم دین اور اپوزیشن اتحاد ایم ایم اے کے سربراہ کی بے وقت المناک موت کے باعث ملک میں سلطانی جمہور کے احیاء کے لئے جاری تحریک کو شدید دھچکا لگا ہے۔ سیاست میں بردباری شرافت رواداری اور لچک و استقامت کی مظہر ان کی شخصیت سے محرومی وطن عزیز کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے ان کی رحلت سے پیدا ہونے والا یہ مذہبی اور سیاسی خلا مدتوں پر نہ ہو سکے گا اللہ انہیں جوار رحمت میں جگہ عطا کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی دولت سے نوازے۔ آمین۔

Marfat.com

اور بڑھی تاریکی

تحریر عرفان صدیقی

جانوروں کے زندہ رہنے کے لئے شاید ہوا' پانی اور خوراک کافی ہوتے ہوں لیکن وہ جسے آدم کا نام دے کر مخلوقات کا سردار بنایا گیا اور جس کی تعظیم کے لئے فرشتوں کو فرمان جاری ہوا' اس کی زندگی بہت کچھ مانگتی ہے۔ سوچنے والا دماغ اور حساس دل رکھنے والے انسان کو ہوا' پانی اور خوراک کے علاوہ بھی بہت کچھ چاہیے۔ جدید میڈیکل سائنس بتا چکی ہے کہ انسان کو لاحق ہونے والی بیشتر بیماریوں کا سرچشمہ اس کی سوچ ہے۔ سوچنے' پیچ و تاب کھانے' کڑھنے' بے کل رہنے اور لمبی راتیں جاگ کر گزارنے والے لوگ کسی دن بیٹھے بٹھائے اسی طرح رخصت ہو جاتے ہیں جس طرح مولانا شاہ احمد نورانی دامن جھاڑتے ہوئے آخری منزل کو نکل گئے۔ شاید سوچ' تفکر' احساس' گھٹن' دل سوزی اور بے خوابی کی اسی کیفیت نے قائداعظم محمد علی جناح کی صحت و توانائی کو نچوڑ کر ایک مہلک بیماری میں مبتلا کر دیا تھا اور وہ وقت سے پہلے ہمارا ساتھ چھوڑ گئے۔ کہتے ہیں حمید نظامی جیسا مرد آزاد بھی مارشل لاء کی نامہرباں رت کے ہاتھوں نڈھال ہو گیا تھا اور ماحول کی اذیت ناک گھٹن نے اس جری شخص کو نگل لیا تھا۔ راستے بند ہوتے چلے جائیں' محکومی و بے چارگی کا تاثر بڑھنے لگے' قومی آزادی اور خود مختاری کا بھاؤ گر جائے' آئین' قانون' انصاف' ضابطے اور قاعدے زور آوروں کے کھلونے بن جائیں اور زندہ رہنے کی امنگ دینے والے اب ایک ایک کر کے کرچیاں ہوتے چلے جائیں تو انسان کے اندر بیٹھا منصف کسی دن خود ہی فیصلہ صادر کر دیتا ہے کہ ''انشا جی اٹھو اب کوچ کرو......''

ان دنوں مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کے قلب و ذہن پر شدید دباؤ تھا اور وہ

Marfat.com

اپنے ملنے والوں سے اکثر کہا کرتے تھے۔ ''میں تھک گیا ہوں''۔ وہ عارضہ قلب کے پرانے مریض تھے۔ 1984ء میں ان کے دل کا بائی پاس ہو چکا تھا لیکن وہ انتہائی فعال، متحرک اور سرگرم زندگی گزار رہے تھے ان کی سیاسی زندگی کا بیشتر حصہ معرکے ہائے کارزار میں گزرا۔ نوابزادہ نصراللہ خان کی طرح وہ بھی کجلاہوں کی کارنس پر سجنے کے لئے نہیں بنے تھے عمر بھر اقتدار کی بارگاہوں سے فاصلے پر رہتے ہوئے قوم کے جذبہ واحساس کی ترجمانی کرتے اور ملی مسائل کی گتھیاں سلجھاتے رہے اپوزیشن کا حصہ ہوتے ہوئے بھی وہ اکھاڑ پچھاڑ، تصادم و پیکار اور قوت آزمائی سے ہٹ کر راہیں تراشنے اور معاملات کو حکمت و فراست سے طے کرنے کا ہنر جانتے تھے ان کا یہ ہنر قومی زندگی کے ہر نازک موڑ پر کام آیا وہ 1973ء کے آئین کے خالقوں میں سے تھے اور اس کے بارے میں خاصے متفکر رہتے تھے ان کے دل میں یقیناً اس بات کا قلق تھا کہ ایک شرمناک قومی المیے کے بعد بڑی عرق ریزی اور مشقت سے تیار کیا جانے والا آئین کس طرح فقیر کی گدڑی بنا دیا گیا ہے جس پر رنگ رنگ کے پیوند لگتے چلے جا رہے ہیں مفاہمانہ روش کے باوجود آئین کی حرمت کے معاملے میں وہ کسی ناروا کمپرومائز پر آمادہ نہیں ہوتے تھے۔

مولانا کی شخصیت میں بلا کی کشش اور انتہا درجے کی اپنائیت تھی یہ انہی کی شخصیت کا اعجاز تھا کہ تمام مکاتب فکر کے علماء انہیں احترام کی نگاہوں سے دیکھتے اور ان کی قیادت وسیادت کو بخوشی قبول کر لیتے تھے خطابت کے جوہر دکھاتے ہوئے انہوں نے کبھی کسی کے جذبات کو ٹھیس نہیں پہنچائی ایک مسلک کے سرکردہ رہنما ہوتے ہوئے بھی وہ تمام مسالک کے درمیان فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے لئے کوشاں رہے یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ ان کی ذات تنازعات اور الزامات سے پاک رہی ان کی شخصیت ان کے لباس کی طرح اجلی، شفاف اور بے داغ تھی۔

Marfat.com

مولانا سے میری پہلی ملاقات کراچی میں ان کے چھوٹے سے فلیٹ میں ہوئی تھی صدر محمد رفیق تارڑ ان کی والدہ ماجدہ کے انتقال پر تعزیت کے لئے گئے تو میں بھی ان کے ہمراہ تھا۔ بیسیوں سیڑھیاں چڑھ کر ہم ایک نہایت ہی چھوٹے سے کمرے میں پہنچے جہاں ایک طرف دو تین کرسیاں رکھی تھیں اور نیچے ایک پرانا سا قالین بچھا تھا مولانا نے صدر کو کرسی پر بیٹھنے کے لئے کہا لیکن وہ قالین پر بیٹھ گئے۔ مولانا اور باقی لوگوں نے بھی فرشی نشستیں سنبھال لیں۔ مجھے بے حد حیرت ہوئی کہ متعدد مرتبہ قومی اسمبلی اور سینٹ کا رکن رہنے والا نامور لیڈر اس حجرہ نما گھر میں رہتا ہے۔ جانے لگے تو صدر نے اصرار سے کہا کہ آپ یہیں ٹھہریئے لیکن مولانا سیڑھیاں اتر کر نیچے آئے اور گاڑی چلنے تک وہیں کھڑے رہے۔

ان سے میری دوسری ملاقات کئی ماہ قبل اسلام آباد میں قاضی حسین احمد کی رہائش گاہ پر ہوئی۔ لندن سے اے آر وائی والے ڈاکٹر شاہد مسعود آئے تو کہنے لگے "مجلس عمل کے رہنماؤں سے ملنے کی کوئی صورت نکالو" قاضی صاحب کی رہائش گاہ پر مجلس عمل کا اجلاس ہو رہا تھا میں ڈاکٹر شاہد کو ساتھ لے کر وہاں پہنچا تو اجلاس ختم ہو چکا تھا شرکاء رات کا کھانا کھا کر ابھی فارغ ہوئے تھے۔ مولانا سمیع الحق ہمیں صدر دروازے کے باہر ملے اندر گئے تو مولانا شاہ احمد نورانی، قاضی حسین احمد، مولانا فضل الرحمٰن، پروفیسر ساجد میر، جناب لیاقت بلوچ اور پیر اعجاز ہاشمی سبھی تشریف فرما تھے۔ علیک سلیک کے بعد ہم بیٹھ گئے تو مولانا نورانی کہنے لگے۔ "آپ دونوں نے افغانستان اور عراق کے حوالے سے تاریخی کردار ادا کیا ہے اور کر رہے ہیں آپ دونوں کو اکٹھے دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے۔" انہوں نے "نوائے وقت" اور جناب مجید نظامی کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ "نوائے وقت" واقعی جہاد کر رہا ہے اس نے مشکل حالات میں نہ صرف ہمارے حوصلے بڑھائے بلکہ ہماری رہنمائی بھی کی ہے۔" ہم دونوں دیر تک وہاں بیٹھے مجلس عمل کے قائدین کے افکار و خیالات سے استفادہ

Marfat.com

کرتے رہے۔

مولانا سے میری تیسری اور آخری ملاقات اڑھائی تین ماہ پہلے اسلام آباد کے ایک ہوٹل میں ہوئی وہ آزاد کشمیر کی ایک دینی و سیاسی شخصیت کے ہمراہ رات کا کھانا کھانے آئے تھے میں اپنے میز سے اٹھ کر ان کے پاس گیا۔ بڑے تپاک سے ملے۔ میں نے اجازت چاہی تو اصرار کر کے بٹھالیا۔ کہنے لگے۔ ''یہ جو حکومت کی طرف سے ایل ایف او پر پیکج آیا ہے اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟'' میں نے مختصراً اپنی گزارشات پیش کیں تو بڑی دلسوزی سے بولے'' آپ کے تجربے سے مجھے سو فیصد اتفاق ہے۔'' وہ دیر تک اس بحران کے بارے میں اپنا نقطہ نظر بیان کرتے رہے۔

مولانا نورانی مجلس عمل کے باہمی اتحاد کی ضمانت بھی تھے مجلس کے اندر چھوٹی موٹی لہریں اٹھتی رہتی ہیں۔ مولانا ان لہروں کے طوفان بننے سے پہلے ہی انہیں مٹھی میں لے لیتے تھے ان کی رحلت سے مجلس عمل داخلی اور خارجی طور پر ایک کڑے امتحان سے دوچار ہوگئی ہے۔

اسلام آباد کی زہرناک ہواؤں نے نوابزادہ کے بعد مولانا نورانی کو بھی ڈس لیا۔ سوچنے والا دماغ اور حساس دل رکھنے والوں کو ہوا' پانی اور خوراک کے علاوہ بھی بہت کچھ چاہیے۔ وہ کچھ جواب کمیاب اور نایاب ہوتا جارہا ہے۔ بلاشبہ مولانا نورانی تھک گئے تھے۔ تھک تو ہم بھی گئے ہیں لیکن سخت جانی آڑے آرہی ہے مولانا کا شمار حضور رسالتمآب کے خوش پوش فقیروں میں ہوتا تھا۔ مدینے کی گلیاں ان کی روح میں موتیے کی کلیاں بن کر مہکتی رہتی تھیں۔ مجھے یقین ہے کہ جب وہ لب لعلین پر درود وسلام کے زمزمے لئے' عطر میں بسی اجلی براق پوشاک زیب تن کئے' سر پر سیاہ عمامہ سجائے' فرط عقیدت سے گردن جھکائے' دستہ بستہ' ہولے ہولے قدم اٹھاتے درجان کی طرف بڑھ رہے ہوں گے تو رحمت کے

Marfat.com

فرشتے ان کے جلو میں ہوں گے اس وقت بھی وہ رک رک کر فرشتوں سے پوچھ رہے ہوں گے۔ ''ایم ایم اے کس حال میں ہے؟ اس نے صدر مشرف کے اس چیلنج کا کیا جواب دیا ہے کہ ''کرلو جو کرنا ہے؟'' دھیان رکھنا! وہ میری بڑے جتنوں والی کمائی کوڑیوں کے مول نہ لٹادے۔''

چراغ بجھتے جارہے ہیں اور تاریکی لحہ لحہ گہری ہورہی ہے۔

نصراللہ کے بعد نورانی' اور بڑھی تاریکی

تحریر چودھری خادم حسین (روزنامہ پاکستان لاہور)

حکومت کے مقابلے میں حزب اختلاف کے کمزور ہونے کا جب بھی ذکر ہوتا اور نوابزادہ نصراللہ مرحوم سے اس حوالے سے کوئی سوال پوچھا جاتا تو وہ اکثر اوقات برہمی سے یہ کہا کرتے تھے ''وہ (حکمران) طاقتور یا بڑے نہیں ہیں' ہم ہی کوتاہ قد ہو گئے ہیں۔'' نوابزادہ مرحوم کی مراد یہ ہوا کرتی کہ جولوگ حکمران بن بیٹھے ہیں وہ کوئی بڑے لوگ نہیں ان کے مقابلے میں سیاستدان حضرات چھوٹے ہو گئے ہیں یعنی بھاری بھرکم شخصیات سامنے نہیں ہیں' ان کی یہ بات درست تھی پاکستان میں اقتدار کی کشمکش پر نظر ڈالی جائے تو واقعی یہ احساس ہوتا ہے کہ ملک میں قد آور شخصیات نہیں رہیں' یہ ملک مولانا مودودی' مولانا مفتی محمود' خان عبدالولی خان' ذوالفقار علی بھٹو' میاں محمود علی قصوری ان سے بھی پہلے حسین شہید سہروردی اور ایسے ہی بڑے بڑے ناموں والا رہا ہے اور ایسے حضرات کی قومی خدمات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

Marfat.com

ہوئے اور ان کی جگہ بھی خالی ہوگئی۔ ابھی اس صدمے سے قوم سنبھل نہیں پائی تھی کہ ایک اور بھاری بھرکم شخصیت رخصت ہوگئی ہے اور ایک اور بڑا نقصان ہوا ہے جس کا پورا ہونا مشکل ہی نہیں ناممکن سا نظر آتا ہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی اسلام آباد میں انتقال کر گئے اور کراچی میں سپرد خاک بھی ہو گئے۔ وہ اپنا وقت پورا ہونے پر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ہیں لیکن قوم ایک زیرک سیاستدان اور ایک بڑے عالم و مبلغ سے محروم ہوگئی ہے۔

یہ حقیقت اپنی جگہ سہی کہ جو دنیا میں آیا اسے ایک دن یہاں سے جانا بھی ہوتا ہے۔

بہت آ کے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

لیکن یہ بھی زندہ حقیقت ہے کہ جو چلا جاتا ہے وہ اپنے پیچھے خلا چھوڑ جاتا ہے۔ مولانا نورانی بھی ایسی ہی ہستی تھے کہ ان کی جگہ پُر ہونا مشکل ہے۔

جمعیت علماء پاکستان کے صدر شاہ احمد نورانی ایک جید عالم اور مبلغ تھے' وہ اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بیرون ملک یہ کام جاری رکھے ہوئے تھے۔ انہوں نے افریقہ' ہالینڈ اور نواحی یورپی ممالک میں بہت کام کیا۔ ایک اندازے کے مطابق ان کی تبلیغ کے نتیجے میں ایک لاکھ سے بھی زائد لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے جبکہ جن لوگوں نے ان کی تعلیمات سے متاثر ہو کر توبہ کی اور اپنے عقائد درست کئے' ان کی تعداد بھی کم نہیں ہے۔ نورانی مرحوم علماء کے اس قبیلے سے تعلق رکھتے تھے جو حرص و ہوس سے پاک باعمل ہوتے ہیں۔ وہ سادہ طبیعت کے ایسے ذہین شخص تھے کہ ہر سوال کا جواب اس کے پس منظر کی روشنی میں دیتے اور اپنی بات ہمیشہ لطیف پیرائے میں بیان کرتے۔ ان کی باتیں دلچسپی کا عنصر لئے ہوتی تھیں جس کی ایک مثال مرحوم صدر ضیاء الحق کے ایک فقرے کا جواب ہے۔ صدر ضیاء نے کسی جگہ مولانا کے پان پر طنز کی تھی اور اسے فضول خرچی سے موسوم کیا

Marfat.com

تھا۔ مولانا نورانی نے جواباً کہا تھا کہ ہم تو پان کھاتے ہیں، وہ خود ڈن ہل کے سگریٹ نہیں پیتے۔"

مولانا شاہ احمد نورانی اہل سنت والجماعت کے بہت بڑے راہنما تھے۔ ان کی عالمی بصیرت سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ حضرت نورانی نے ہم جیسوں کو بھی بہت متاثر کیا۔ یقین کیجئے اگر جمعیت علماء پاکستان کے بانی صدر علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اور ان کے جانشین علامہ احمد سعید کاظمی کے بعد اگر کسی شخصیت نے اپنے علم ومزاج کے حوالے سے بہت زیادہ متاثر کیا تو وہ مولانا شاہ احمد نورانی ہیں۔ مرحوم بالکل ان دو بڑے بزرگوں کے انداز میں ہی میل جول اور گفتگو کے ساتھ ساتھ علم کی روشنی بھی پھیلاتے تھے۔ مولانا سے ملنے والے جلد ہی ان سے متاثر ہو جاتے تھے اور ہم جیسے لوگ تو ان کے معتقد تھے جن سے وہ پیار بھی کرتے تھے۔ ایک صحافی کی حیثیت سے ان سے متعارف ہوئے تو پھر ان کے کردار نے گرویدہ کر لیا۔ مولانا ابوالحسنات کی شفقت لئے جب شاہ احمد نورانی سے تعارف ہوا تو پھر تعلقات بڑھتے ہی چلے گئے اور بڑی حد تک ان کے مزاج سے بھی آشنائی ہوگئی۔ وہ اصول پر ڈٹ جانے والی شخصیت تھے۔ تھوڑا ہی عرصہ پہلے وہ لاہور آئے تو پیر اعجاز ہاشمی کے گھر ان سے ملاقات ہوئی۔ اٹھ کر ملے اور گلے لگا کر دعا دی اور ساتھ ہی شکوہ کیا کہ ملاقاتیں کم ہوگئی ہیں۔ معذرت کے ساتھ ان کی گفتگو سے مستفید ہوا اور بہت سا پس منظر ساتھ لے کر واپس دفتر آیا۔

مولانا نورانی سے تعارف تو کافی پہلے ہو گیا تھا لیکن زیادہ قربت 1977ء میں ہوئی جب وہ سیاسی میدان میں بہت متحرک ہوئے اور پاکستان قومی اتحاد کے مرکزی راہنما تھے۔ پاکستان قومی اتحاد کے قیام سے پہلے اور اس کے بعد بھی خبروں کے حوالے سے مولانا شفقت فرمایا کرتے تھے۔ قومی اتحاد کے اجلاس جاری تھے۔ نوائے وقت کی طرف سے سید

Marfat.com

انور قدوائی، مارننگ نیوز کی طرف سے سید سجاد کرمانی (مرحوم)، جنگ کی طرف سے سید فاروق شاہ مرحوم اور روزنامہ امروز کی طرف سے میں رپورٹنگ کیا کرتا تھا۔ اول الذکر تینوں حضرات کا آپس میں خبری لین دین زوردار قسم کا تھا اور مجھے خود ہی خبر تلاش کرنا ہوتی تھی۔ اس مشکل کو بھی مولانا نورانی کی ذات ہی نے حل کیا۔ میں نے مشاہدہ کیا کہ جونہی اجلاس ختم ہوتا ہے تو وہ حضرات بڑی جلدی میں باہر آتے اور تیزی سے کسی طرف روانہ ہو جاتے۔ اس سے اندازہ ہو گیا کہ یہ حضرات کس مقصد کے لئے ایسی تیزی دکھاتے ہیں۔ چنانچہ خبر کے حصول کے لئے یہ حکمت عملی اختیار کی کہ اجلاس کے اختتام سے تھوڑا پہلے میں ذرا دور راستے میں کھڑا ہو جاتا، جونہی ان دونوں حضرات میں سے کوئی باہر نکلتا، اسے گھیر کر روک لیتا۔ یہ حضرت اپنی جان چھڑانے کے لئے مختصر سے نکات دے جاتے۔ میں انہی نکات کی بناء پر حضرت شاہ احمد نورانی کے قریب بیٹھ جاتا اور ان سے جب پوچھتا کہ حضرت یہ فیصلہ ہوا تو چونک کر ذرا تعجب سے کہتے ''آپ کو کہاں سے پتہ چلا'' اور اس کے بعد خبر بتا دیتے۔ کچھ بھی نہ چھپاتے۔ ماسوا اس حصے کے جو کسی بھی صورت بتانا مقصود نہ ہوتا۔ اکثر اوقات وہ ایسی بات بھی آف دی ریکارڈ کی شرط پر بتا دیتے جس کا میں نے ہمیشہ احترام کیا اور خیال رکھا۔

مرحوم کی سیاسی اور دینی خدمات کا ذکر کیا جائے تو اس کے لئے سیاہی کم پڑ جائے گی۔ وہ پختہ ایمان و یقین رکھنے والے تھے۔ 1977ء کی تحریک میں ہی انہوں نے اصول پرستی اور ثابت قدمی کا ثبوت دے دیا تھا اور آج کل بھی اپنے موقف پر قائم تھے۔ ان کو نہ صرف متحدہ مجلس عمل بلکہ اپنی جماعت کے اندر سے بھی اس دباؤ کا سامنا تھا کہ فوجی حکمرانوں سے معاملات طے کرتے وقت کچھ زیادہ لچک کا مظاہرہ کیا جائے اور موقع سے فائدہ اٹھایا جائے۔ لیکن مولانا اس پر تیار نہیں تھے اپنے ساتھیوں کو سمجھا لیتے اور مجلس عمل کے

Marfat.com

اندر دلائل سے کام لیتے۔ وہ اس سوچ کے حامی تھے کہ وردی پر کوئی سمجھوتہ نہ کیا جائے اور صدر کو اعتماد کا ووٹ نہ دیا جائے کہ ایسا کیا گیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ فوجی حکومت کی تمام پالیسیوں کی تائید کر دی گئی ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ یہی دباؤ ان کے دورہ دل کا سبب بنا اور وہ خالق حقیقی سے جا ملے۔ مولانا کے بارے میں پیر پگارو نے اپنے انداز میں تبصرہ کیا ہے۔ انہوں نے مولانا کی تعریف کے ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے کہ اسلام آباد سے یہ تیسری میت آئی ہے جو کچھ اچھا شگون نہیں۔ نوابزادہ نصر اللہ کا انتقال اور مولانا اعظم طارق کا قتل بھی اسلام آباد ہی میں ہوا اور یہ دونوں میتیں بھی یہیں سے آبائی شہروں کو گئی تھیں۔ اس سے پہلے ایک زمانہ ہوا جب بھٹو کی لاش لاڑکانہ گئی تھی۔

نوابزادہ نصر اللہ کے بعد مولانا شاہ احمد نورانی کی وفات ملک میں حزب اختلاف اور اصول کی سیاست کے لئے بہت بڑا نقصان ہے اور یہ اور دو قد آور شخصیات روانہ ہو گئیں اور خلا بڑھ گیا ہے۔ یا پھر اک دیا اور بجھا اور بڑھی تاریکی۔

نوابزادہ نصر اللہ اور مولانا شاہ احمد نورانی کی آواز!

تحریر نجم الحسن عارف (روزنامہ پاکستان لاہور)

تقریباً ڈھائی ماہ قبل کی بات ہے نوابزادہ نصر اللہ نے اپنے آخری غیر ملکی دورے کے دوران قومی سیاست کی گھتیاں سلجھانے کے لئے جلاوطن رہنماؤں سے تبادلہ خیال کیا اور وطن لوٹ کر مشرف حکومت کے خلاف تحریک چلانے کا عندیہ دیا۔ لیکن ابھی ان کی طرف سے اس تحریک کا تانا بانا بنے جانے کی تیاری ہو رہی تھی کہ ایک روز اچانک انہیں ہارٹ اٹیک ہوا انہیں اسلام آباد کے سب سے بڑے ہسپتال میں داخل کرایا گیا لیکن وہ تین روز ہسپتال میں زیر علاج رہنے کے باوجود جانبر نہ ہو سکے اور سب سے بڑے بادشاہ یعنی خالق

Marfat.com

حقیقی سے جا ملے۔ جی ہاں تحریک شروع کرنے سے ذرا پہلے بابائے جمہوریت، جمہوریت، کی بحالی، آئین اور پارلیمنٹ کی بالادستی اور فوجی اقتدار کے خاتمہ کی جدوجہد کے دوران آخری مورچے پر پہنچ کر بھی اپنی منزل مراد نہ پا سکے۔ ظاہری تاثر یہی ہے کہ وہ ناکام ہو گئے لیکن سچی بات ہے کہ وہ آئین کی بالادستی کے لئے لڑتے ہوئے شہید ہوئے ان کی زیرکمان اے آر ڈی نے اسی جذبے سے جمہوریت اور آئین کی جنگ جاری رکھنے کا عہد کیا اور اعلان بھی کیا لیکن پھر سب نے دیکھا پاؤں وہیں کے وہیں رک گئے اور ابھی تک پاؤں رکے ہوئے البتہ زبانیں چلتی ہوئی نظر آتی ہیں اس دوران جاوید ہاشمی کی گرفتاری سے پہلے اور بعد میں چند گرمی بازار ضروری رہی۔ لیکن اب اے آر ڈی کا حال عملی طور پر وہی ہے جو ''اجڑے باغوں'' کا باغبانوں کے بغیر ہوتا ہے۔ جاوید ہاشمی پس دیوار زنداں ہیں۔ امین فہیم امین دبئی ہیں۔ جدہ، لندن اور دبئی سے راوی چین ہی چین لکھتا ہے اور آمدورفت کی خبریں جو یکا یک اخبارات میں آنا شروع ہو گئی تھیں ساکت ہو چکی ہیں۔

ڈھائی ماہ پہلے والا واقعہ ہی دوبارہ اسلام آباد میں پیش آیا ہے۔ 9 نومبر کو متحدہ مجلس عمل کی سپریم کونسل نے مولانا شاہ احمد نورانی کی زیرصدارت اپنی سٹیئرنگ کمیٹی کے فیصلوں کی توثیق کی اور 17 نومبر تک حکومت کو آئینی پیکیج پارلیمنٹ میں زیر بحث لانے کے لئے مہلت بلکہ الٹی میٹم دیا اور اعلان کیا کہ وعدے کے مطابق آئینی پیکیج پارلیمنٹ میں نہ لایا گیا تو 18 دسمبر سے حکومت مخالف تحریک شروع کر دی جائے گی اس اجلاس میں مولانا شاہ احمد نورانی نے ہی حکومت کے خلاف تحریک کی ضرورت کے تناظر میں حکومتی پالیسیوں اور اقدامات کے حوالے سے گفتگو کا آغاز کیا تھا۔ جس کی روشنی میں متفقہ طور پر سٹیئرنگ کمیٹی کے فیصلوں کی توثیق کر دی گئی لیکن ٹھیک دو دن بعد مولانا نورانی کو بھی نوابزادہ کی طرح ہارٹ اٹیک ہوا۔ فرق یہ ہوا کہ مولانا نورانی کو ''پمز'' کی بجائے فیڈرل گورنمنٹ کے ایک

Marfat.com

اور ہسپتال میں بلیو ایریا کے قریب لے جایا گیا لیکن جب تک مولانا ایمبولینس کا انتظار کرتے رہے فرشتہ اجل تاک میں رہا اور جونہی ہسپتال کی راہ پر نکلے تو جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ (بقول ڈاکٹروں کے) اس سے ایک روز قبل بھی انہوں نے سینٹ کے اجلاس کا متحدہ اپوزیشن کے ساتھ بائیکاٹ کر کے دوٹوک انداز میں مجلس کی تحریک کی تاریخ واپس نہ لینے کا اعلان کیا تھا اور 11 ستمبر کو بھی وہ پارلیمنٹ کے کیفے میں ایک پریس کانفرنس میں اسی موقف کا اظہار کرنے والے تھے۔ لیکن فرشتہ اجل نے مہلت نہ دی۔

اب مولانا نورانی بھی نوابزادہ نصر اللہ کی طرح آسودہ خاک ہو چکے ہیں اللہ دونوں جمہوری مجاہدوں، آئین کے محافظوں اور امت مسلمہ کے بہی خواہوں کو کروٹ کروٹ اپنی رحمت اور بخشش سے نوازے۔ اگرچہ دونوں کی موت میں الگ الگ ہسپتال، ڈاکٹر الگ الگ، تاریخ الگ الگ رہی لیکن ایک بات مشترک ہے کہ دونوں بوڑھے سیاستدانوں نے خود کو ''جوان'' ثابت کیا۔ آخری وقت اور آخری مورچے تک لڑتے رہنے والے کے طور پر پیش کیا۔ دونوں خوش قسمت قرار پائے مگر دونوں کے وارثین حرماں نصیب کہ ایسے سالاروں سے ایسے وقت محرومی ہوئی جب ان کی ضرورت پہلے سے بھی زیادہ بڑھ چکی تھی۔

دونوں کی موت اگرچہ طبعی انداز سے ہوئی لیکن یہ طے ہے کہ ان کی موت طبعی حالات میں بہرحال نہیں ہوئی دستور کے ٹوٹنے اور اس میں پیوندکاری کے موسموں کو ہرگز طبعی حالات قرار نہیں دیا جا سکتا پارلیمنٹ کی بے بسی کو شہری آزادیوں کے موسم کا ثمر نہیں سمجھا جا سکتا یوں اداروں میں باوردی عہدیداروں کو سول دور کی علامت نہیں مانا جا سکتا۔ اسی لئے دونوں بوڑھے سیاستدان اپنی جماعتوں کو اپنے جانشینوں کو، جمہوری اقدار کے حامیوں کو یہ راستہ آئین کی بحالی اور پارلیمنٹ کی بالادستی کے حامیوں کو مر کر پیغام دے گئے ہیں کہ انسانی اور شہری آزادیوں، آئین، جمہوریت اور پارلیمنٹ کی بالادستی کے لئے کس

Marfat.com

طرح زندہ رہا جاتا اور کس طرح موت کو قبول کیا جاتا ہے۔ کہ یہ راستہ رہ نوردان شوق کا ہے ''جنرل'' قبول کرنے والوں کا نہیں۔'' کیا نوابزادہ نصر اللہ اور مولانا نورانی کی آواز کوئی سن رہا ہے؟ ہے کوئی جو یہ آواز دبئی کے گھر' جدہ کی سٹیل ملز اور لندن کے فلیٹ تک پہنچا دے۔

دوسرا بڑا صدمہ

تحریر ابو عمار زاہد الراشدی (روزنامہ اسلام، لاہور)

مولانا شاہ احمد نورانی بھی ہم سے رخصت ہو گئے (ان للہ وانا الیہ راجعون) نواب زادہ نصر اللہ خان مرحوم کی وفات کے بعد یہ دسرا بڑا صدمہ ہے' جو سال رواں کی آخری سہ ماہی میں قومی سیاست کو برداشت کرنا پڑا۔ وہ دینی جماعتوں کے مشترکہ محاذ ''متحدہ مجلس عمل'' کے صدر اور جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ تھے۔ ایک سینئر پارلیمنٹرین' بزرگ' عالم دین' تجربہ کار سیاستدان اور بااصول رہنما کے طور پر ان کا احترام تمام دینی و سیاسی حلقوں میں یکساں طور پر پایا جاتا تھا' اسی وجہ سے تمام طبقات اور سیاسی و دینی حلقوں میں ان کی اچانک وفات کا غم شدت کے ساتھ محسوس کیا جا رہا ہے۔ وہ ایک ایسے وقت میں جدا ہوئے ہیں' جب ان کی قیادت میں دینی جماعتوں کا اتحاد اپنے سیاسی کردار کے حوالے سے ایک انتہائی حساس اور نازک موڑ کی طرف بڑھ رہا تھا اور ان کی مدبرانہ قیادت کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ محسوس کی جا رہی تھی' مگر تقدیر کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں۔ وہ متحدہ مجلس عمل اور حکومت کے درمیان مذاکرات و معاملات کی گتھیاں سلجھانے میں مصروف تھے کہ بلاوا آ گیا اور وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اپنے رب کے بلاوے پر لبیک کہتے ہوئے آخرت کے طویل سفر پر روانہ ہو گئے۔

مولانا نورانی کا تعلق میرٹھ کے ایک دینی گھرانے سے تھا۔ ان کے والد محترم

Marfat.com

مولانا عبدالعلیم صدیقی کا شمار بریلوی مکتب فکر کے بڑے علماء اور مشائخ میں ہوتا تھا۔ ان کی پیری مریدی کا سلسلہ کئی ملکوں' بلکہ براعظموں تک وسیع ہے اور عقیدت مندوں کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ والد محترم کے بعد یہ وسیع حلقہ ارادت مولانا نورانی کے ورثے میں ملا اور انہوں نہ صرف اسے برقرار رکھا' بلکہ اپنی محنت اور سعی پیہم کے ساتھ اس میں مسلسل اضافہ کرتے چلے گئے۔ قیام پاکستان کے بعد میرٹھ سے پاکستان آ گئے اور کراچی صدر کی کچھی میمن مسجد ان کا مرکز بنی۔ مسجد کے ساتھ کرائے کے فلیٹ میں ان کی رہائش تھی۔ مسجد میں وہ رمضان المبارک کے دوران تراویح اور نوافل میں قرآن کریم سنایا کرتے تھے۔ سال کا بیشتر حصہ مختلف ملکوں میں اپنے ارادت مندوں کے درمیان گزارنے کا معمول تھا۔ 1970ء کے عام انتخابات میں جمعیت علماء پاکستان کے ٹکٹ پر کراچی سے قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور پھر اپنی ذہانت' شرافت اور صلاحیت کے بل بوتے پر آگے ہی بڑھتے گئے۔ جمعیت علمائے پاکستان کی صدارت سنبھالی' پاکستان قومی اتحاد کی قیادت میں صف اول میں جگہ پائی' قومی اسمبلی اور سینٹ میں اپنی پارلیمانی صلاحیتوں کا لوہا منوایا' ملی یک جہتی کونسل کی سربراہی کے منصب پر فائز رہے اور بالآخر تمام دینی مکاتیب فکر کے مشترکہ محاذ ''متحدہ مجلس عمل'' کے قائد کی حیثیت سے قومی خودمختاری' جمہوری اقدار اور دستور کی بالادستی کی جدوجہد کرتے ہوئے دارفانی سے دارباقی کی طرف سدھار گئے۔

1970ء کے انتخابات میں ان کی جماعت نے قومی اسمبلی میں سات نشستیں حاصل کیں۔ وہ اس کی پارلیمانی پارٹی لیڈر رہے اور دستور ساز اسمبلی میں دستور کی تیاری میں سرگرم کردار ادا کیا۔ وہ اپوزیشن کا متحرک حصہ تھے۔ مولانا مفتی محمود' خان عبدالولی خان' پروفیسر غفور احمد' مولانا ظفر احمد انصاری اور چودھری ظہور الٰہی مرحوم کی رفاقت میں انہوں نے قوم کو متفقہ دستور دینے اور دستور میں بنیادی اسلامی دفعات کی شمولیت کے ساتھ ساتھ

Marfat.com

پاکستان کی اسلامی نظریاتی حیثیت کے دستوری تحفظ میں اہم کردار ادا کیا۔ سقوط ڈھاکہ کے عظیم سانحہ کے بعد بچے کھچے پاکستان کی قومی اسمبلی میں خان عبدالولی خان اور پھر مولانا مفتی محمود کی قیادت میں بننے والی اپوزیشن اگرچہ تعداد کے لحاظ سے مختصر تھی، لیکن جن بھاری بھرکم شخصیات نے اس اپوزیشن کو اس قدر مضبوط بنا دیا تھا کہ ان کے بغیر دستور کو منظور کرانا حکومت کے بس میں نہ رہا، ان میں مولانا شاہ احمد نورانی بھی ایک قدآور شخصیت کے طور پر شامل تھے۔ وہ قومی اسمبلی اور پھر سینٹ کے متحرک ممبر رہے ہیں، جو نہ صرف یہ کہ حق کی آواز بلند کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے، بلکہ قانون کی ترتیب اور تدوین میں بھی ان کا کردار عملی اور موثر ہوتا تھا۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کی جدوجہد میں ان کا رول انتہائی نمایاں تھا۔ نہ صرف قومی اسمبلی میں، بلکہ ملک کے عوامی، سیاسی محاذ اور عالمی فورم پر بھی انہوں نے مسلمانوں کے عقیدہ ختم نبوت ﷺ کی وضاحت اور قادیانیوں کے مکروفریب کو بے نقاب کرنے میں بھی سرگرم کردار ادا کیا۔

مولانا نورانی کو اس بات کا کریڈٹ جاتا ہے کہ 1970ء میں قومی سیاست کے فورم پر آنے کے بعد سے اپنی وفات تک وہ اپوزیشن ہی کے کردار پر قائم رہے، کسی حکومت کا حصہ بننا ان کے مزاج کو موافق نہ آیا، حتیٰ کہ اس مسئلے پر اپنی جماعت میں تفریق اور مولانا عبدالستار خان نیازی جیسے مضبوط رفیق کی جدائی کو بھی برداشت کرلیا، اس معاملے میں انہیں نوابزادہ نصراللہ مرحوم کا ہم ذوق کہا جاسکتا ہے۔

مولانا نورانی ذاتی طور پر ہیروں کے بیوپاری تھے۔ ایک بار میں نے خود ان سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میں ہیرا شناس ہوں اور اس کا کاروبار کرتا ہوں، جس سے میرے اخراجات چلتے رہتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کیا اس میں آپ کا کوئی شاگرد بھی بن سکتا ہے؟ تو معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ گفتگو کا رخ دوسری طرف موڑ دیا۔ وہ

Marfat.com

بہت بڑے پیر تھے' قومی اسمبلی اور سینٹ کے رکن کی حیثیت سے بہت سی مراعات حاصل کر سکتے تھے اور ہیروں کے بیوپاری بھی تھے' لیکن ان تمام مواقع کے باوجود انہوں نے سادہ زندگی بسر کی' کرائے کے فلیٹ میں مقیم رہے۔ میں نے متعدد بار اس فلیٹ میں ان سے ملاقات کی۔ یہ ایک سادہ سی رہائش گاہ تھی اور پرانے وضعدار اور باوقار علماء کی طرز زندگی کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ مجھے پاکستان قومی اتحاد میں ان کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا' اس دوران عمومی اور خصوصی بیسیوں محافل میں ان کے ساتھ شرکت ہوئی' اپنے مسلک کے حوالے سے وہ بہت مضبوط اور متعصب تھے اور کبھی اس معاملے میں لچک نہیں دکھاتے تھے' لیکن مشترکہ دینی اور سیاسی معاملات میں انہوں نے کبھی اس کو رکاوٹ نہیں بننے دیا۔

تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ اور تحریک ختم نبوت ﷺ میں وہ قیادت کی صف میں ایک نمایاں شخصیت تھے۔ انہوں نے باہمی اشتراک و تعاون کے تقاضوں کی ہر جگہ پاسداری کی اور اپنی جماعت کے رہنماؤں اور کارکنوں کو اس کے لئے ہمیشہ تیار کرتے رہے۔

بذلہ سنجی اور خوش کلامی میں ان کا طرہ امتیاز تھی۔ ہلکے پھلکے جملوں کے ساتھ محفل کا رنگ بدل دینے کا فن انہیں خوب آتا تھا۔ شرافت اور تہذیب کے دائرے میں رہتے ہوئے خوبصورت چوٹ کرتے تھے اور جس پر فقرہ کستے تھے' وہ بھی اگر باذوق ہوتا تو چیں بجبیں ہونے کی بجائے حظ اٹھاتا تھا۔ ایک دور میں ان کا زیادہ وقت ملک سے باہر گزرنے لگا' حتیٰ کہ ان کے بارے میں یہ لطیفہ عام ہو گیا کہ جب وہ پاکستان کے کسی حصے میں ہوتے تو یہ کہا جاتا کہ مولانا نورانی پاکستان کے دورے پر آئے ہوئے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل میری صورت حال بھی کچھ ایسی ہی ہو گئی تھی کہ سال کے کئی مہینے ملک سے باہر گزرنے لگے۔ اس پس منظر میں کافی مدت کے بعد میری ان سے ملاقات اس موقع پر ہوئی' جب وہ مولانا سمیع الحق کی

Marfat.com

دعوت پر ''دفاع افغانستان وپاکستان کونسل'' کی تشکیل کے سلسلے میں اکوڑہ خٹک تشریف لے گئے تھے۔ میں وہاں پہنچا تو وہ مولانا سمیع الحق کی رہائش گاہ میں علماء کے جھرمٹ میں بیٹھے تھے۔ میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا تو اٹھ کھڑے ہوئے' بڑے تپاک سے معانقہ کیا اور میرے کان کے قریب منہ کر کے پوچھنے لگے ''مولانا! آپ پاکستان کے دورے پر کب آئے ہیں؟'' میں نے جواب میں کہا کہ یہی بات میں آپ سے پوچھنے والا تھا' اس پر ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا اور حال واحوال پوچھنے لگے۔

میں نے ان کو پاکستان کی محافل میں بھی دیکھا اور لندن کی محافل میں بھی ان کے ساتھ شرکت کی اور ہر جگہ ان کی خوش طبعی اور بذلہ سنجی کا لطف اٹھایا ہے۔ وہ گفتگو اور ملاقات میں جس قدر نرم خو تھے' اپنے اصولوں کے معاملے میں اسی طرح بے لچک اور سخت تھے۔ ایک دور میں کراچی اور حیدر آباد کی سیاست میں ان کی جمعیت علمائے پاکستان اور جماعت اسلامی پاکستان کا غلبہ تھا اور جے یو پی ان دو بڑے شہروں سے اچھی خاصی پارلیمانی نشستیں حاصل کیا کرتی تھی' پھر ارباب حل وعقد نے ان جماعتوں کا زور توڑنے کے لئے کراچی کو لسانی تفریق کی نذر کر دیا اور مہاجر' غیر مہاجر کے نام سے وہ اودھم مچا کہ کراچی کا حلیہ بگڑ کر رہ گیا۔ مولانا نورانی مہاجر تھے' اگر وہ اس تقسیم کے لئے تھوڑی سی ذہنی لچک دکھا دیتے تو بہت کچھ بچا سکتے تھے' بلکہ بہت کچھ حاصل بھی کر سکتے تھے' لیکن انہوں نے اصولوں کی خاطر اپنی جماعت کی پارلیمانی قوت قربان کر دی اور مہاجر' غیر مہاجر کی تفریق کے خلاف مسلسل کلمہ حق بلند کرتے رہے۔

انہوں نے جس بلند آہنگ کے ساتھ عالم اسلام کے بارے میں امریکی عزائم اور جارحیت کے خلاف کلمہ حق بلند کیا' طالبان کی اسلامی حکومت کو سپورٹ کرنے کے ساتھ ساتھ افغانستان اور عراق میں امریکہ کی مسلح مداخلت اور قبضے کے خلاف رائے عامہ کی

Marfat.com

رہنمائی کی اور بڑھاپے اور علالت کے باوجود مسلسل اور متحرک کردار ادا کیا' وہ علماء کی نئی نسل کے لئے مشعل راہ اور دینی و سیاسی رہنماؤں کے لئے لائق رشک اور قابل تقلید ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے' حسنات کو قبولیت سے نوازیں' مستثنیات سے درگزر کریں' جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازیں اور جملہ پسماندگان اور متوسلین کو صبر وحوصلہ کے ساتھ یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دیں۔ آمین یارب العالمین!

ایل ایف او محاذ آرائی میں اضافے کا اندیشہ

تحریر ارشاد احمد حقانی (روزنامہ جنگ، لاہور)

مشرف جمالی حکومت اور اپوزیشن پارٹیوں بالخصوص ایم ایم اے کے درمیان ایل ایف او کے سوال پر جو آنکھ مچولی ایک سال سے جاری رہی ہے' حالیہ دنوں میں اس کے کسی مثبت انجام تک پہنچنے کا کچھ کچھ امکان دکھائی دینے لگا تھا اور اگرچہ سیاسی مبصر ناکامی کے اندیشوں سے بھی غافل نہ تھے لیکن عمومی خیال یہی تھا کہ فریقین کی مجبوریاں انہیں آخر کار کسی سمجھوتے پر پہنچنے پر آمادہ کر دیں گی لیکن صدر مشرف کے کوئٹہ میں دیئے جانے والے بیان سے ابھرنے والی مفاہمت کی توقعات کم از کم وقتی طور پر دم توڑ جائیں گی۔ ایک طرف صدر مشرف نے کہا ہے کہ ہم دھمکیوں سے ڈرنے والے نہیں اور ایم ایم اے 18 دسمبر سے احتجاجی تحریک شروع کرنا چاہتی ہے تو وہ اپنا یہ شوق بھی پورا کر کے دیکھ لے تو دوسری طرف قاضی حسین احمد نے واضح کیا ہے کہ ہم اپنی مقررہ ڈیڈ لائن میں کوئی توسیع نہیں کریں گے او اور ہماری تحریک اعلان کردہ پروگرام کے مطابق شروع ہو جائے گی۔ ان دو بیانات کے بعد ایل ایف او کے سوال پر مفاہمت کے امکانات ہی تاریک نہیں ہوئے بلکہ احتجاجی تحریک کی

Marfat.com

صورت میں ایک داخلی بحران کے اندیشوں میں بھی اضافہ ہوگیا ہے۔ صدر مشرف کے لب و لہجے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی دانست میں ایم ایم اے کی احتجاجی تحریک غیر موثر رہے گی اور کاروبار مملکت موجودہ معمول کے مطابق چلتا رہے گا لیکن ایم ایم اے کی قیادت بھی پوری طرح پر اعتماد ہے کہ وہ ایک نہایت موثر تحریک چلانے کی پوزیشن میں ہے۔ جس کا نقطہ عروج کئی لاکھ افراد کے ساتھ اسلام آباد کا دھرنا ہوگا۔ صدر نے کہا ہے کہ ایم ایم اے کی قیادت کو اچھی طرح معلوم ہے کہ تصفیے کے لئے بات چیت نہ صرف ہو رہی ہے بلکہ خاصی آگے بڑھ چکی ہے لیکن وہ حکومت کو دباؤ میں لانے اور عوام میں یہ تاثر پیدا کرنے کے لئے کہ اس کے خوف سے حکومت نے ایل ایف او پر لچک دکھا کر مفاہمت کی ہے، تحریک کی دھمکیاں دے رہی ہے اور ہم ایسی دھمکیوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ عام خیال یہ تھا کہ ایل ایف او پر بچے کھچے اختلافات دور کرنے کے لئے صدر مشرف اور ایم ایم اے کی اعلیٰ قیادت کے درمیان اطمینان بخش اور نتیجہ خیز ثابت ہو جائے گی لیکن فریقین کے آج کے بیانات سے اندازہ ہوتا ہے کہ ابھی پیالی کے ہونٹوں تک پہنچنے میں کئی رکاوٹیں حائل ہیں۔ ظاہر ہے کہ ہر محبّ وطن پاکستانی نئے امکانات بلکہ اندیشوں پر تشویش کا اظہار کرے گا اور اس کی خواہش اور تمنا ہوگی کہ فریقین محاذ آرائی کی طرف قدم بڑھانے کی بجائے دور اندیشی اور ہوشمندی سے کام لیں گے اور کسی تصفیئے تک پہنچنے کے لئے مطلوبہ لچک دکھانے میں ناکام رہیں گے۔ تحریک واقعی چل پڑی' اس میں شدت اور وسعت آ گئی اور حکومت نے بھی اپنی مضبوطی کا تاثر قائم رکھنے کے لئے اقدامات شروع کر دیئے تو بات زیادہ بگڑ بھی سکتی ہے اور معاملات ایسی سمت میں آگے بڑھ سکتے ہیں جو دونوں فریقوں کے اندازوں سے مختلف ہو۔ کہتے ہیں کہ بہترین فتح وہ ہوتی ہے جو جنگ لڑے بغیر حاصل ہو جائے۔ ہم مشرف جمالی حکومت اور ایم ایم اے کی قیادت کو مشورہ دیں گے کہ وہ مذکورہ قول کی معنویت

Marfat.com

سے ایک لمحے کے لئے بھی صرف نظر نہ کریں۔ کیا پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل اور مشکلات پہلے ہی کم ہیں کہ ایک اور دردسر مول لے لیا جائے۔ ہم امید کریں گے کہ فریقین کے آج کے بیانات کشیدگی میں اضافے کی طرف ملک کو نہیں لے جائیں گے۔ دانشمندی کا رویہ غالب آئے گا اور 13 ماہ بعد ہی سہی' ایل ایف او کا تنازع آخر کار طے ہو جائے گا اور پارلیمنٹ ان فرائض کی طرف لوٹ جائے گی جن کے ئے اسے منتخب کیا گیا تھا اور جس کو چلانے پر کروڑوں اربوں روپے ایک غریب قوم کے خزانے سے خرچ کئے جا رہے ہیں۔ حکومت اور ایم ایم اے کے درمیان سیدھی محاذ آرائی کی نوبت اگر آ گئی تو پاکستان کے باشعور اور محبّ وطن شہری شاید اپنے آپ کو فریقین میں سے کسی کی بھی تحسین کرنے کے قابل نہ پائیں۔

مولانا نورانی کی رحلت۔ موت العالم موت العالم

(روزنامہ آواز لاہور)

ایم ایم اے اور ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ' ممتاز عالم دین' سکالر ماہرالسنہ' صوفی' درویش' جمہوریت کے چمپئن' ہر قسم کی دنیاوی آلائشوں سے مبرا اور محفوظ مولانا شاہ احمد نورانی کی اچانک موت ان کے اہل خاندان' اعزہ' وسیع حلقہ مداحین کے علاوہ پورے پاکستان کے لئے ایک عظیم سانحے کی حیثیت رکھتی ہے۔ مولانا نورانی دینی قائدین اور سیاستدانوں کی اس صف سے تعلق رکھتے تھے جو بڑی تیزی سے معدوم ہوتی جارہی ہے انہوں نے پوری زندگی تبلیغ اور دین کی خدمت تو کی ہی تھی قوم کی سیاسی تاریخ کے ہر اہم موڑ پر انہوں نے جمہوریت کا علم بھی تھاما اور اپنی بے لوث اور مدبرانہ قیادت سے ہر جمہوری تحریک کو قیادت اور رہنمائی فراہم کی۔ اتنا وسیع حلقہ احباب و مریدین رکھنے کے باوجود

Marfat.com

54 سال تک کرائے کے مکان میں رہے اور کچھ ہی ماہ پہلے اپنی اہلیہ کے وسائل سے ایک مکان خریدنے پر آمادہ ہوئے۔ مولانا کے کمالات کو دیکھا جائے اور ان کی جامع الصفات شخصیت پر نظر ڈالی جائے تو انسان حیرت زدہ رہ جاتا ہے۔ وہ دنیا بھر میں کہیں بھی ہوں اور کسی بھی قسم کی سیاسی مصروفیات میں مشغول ہوں رمضان المبارک میں وہ نماز تراویح کی امامت خود کرتے اور قرآن مجید سناتے۔ اس قسم کی دائم پابندی صرف ایک عالم باعمل ہی کر سکتا ہے۔ وہ زبردست محبّ وطن تھے۔ علاقائی، صوبائی، لسانی اختلافات کے دل سے مخالف تھے اور پاکستانی قومیت پر گہرا ایمان رکھتے تھے۔ یہ رسمی بات نہیں ہے بلکہ حقیقت ہے کہ ان کی رحلت سے پیدا ہونے والا خلا جلد پر نہیں ہو سکے گا۔ نواب زادہ نصر اللہ خان کی رحلت کے دو اڑھائی ماہ بعد قوم کو ایک اور جامع الصفات شخصیت سے محروم ہونا پڑا ہے اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند کرے، انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ ہم ان کے پسماندگان اور عقیدت مندوں سے دلی اظہار ہمدردی کرتے ہیں۔

مولانا نورانی

انور سدید (روزنامہ جنگ، لاہور)

کل زباں پر تھا آہ نصر اللہ
آج لب پر ہے آہ نورانی
شمع جمہوریت اٹھائے ہوئے
کر گئے کوچ شاہ نورانی

Marfat.com

ایک قومی سانحہ

تحریر نفیس صدیقی (روزنامہ جنگ کراچی)

یہ ایک قومی سانحہ تو ہے ہی' میرے لئے یہ ایک ذاتی نقصان بھی ہے۔ نورانی میاں کی شخصیت میرے لئے سچ مچ ایک سایہ دار پیڑ کی تھی جس کی چھاؤں میں سکون ہی سکون تھا۔ میری سیاسی زندگی میں کئی اتار چڑھاؤ آئے' مگر میں نے ہر دور میں حضرت کو اپنا ہم ساز پایا۔ میں جب بھی کراچی میں ہوتا' عید کی نماز حضرت کی امامت ہی میں ادا کرتا۔ نماز کے بعد ان کی خصوصی محبتیں میرے لیے اس دن کا سب سے بڑا احسان ہوتیں۔ پی این اے سے لے کر ایم آر ڈی اور ایم آر ڈی سے لے کر آج تک میں نے مولانا کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ اہم معاملات میں میں نے ان سے مشورہ بھی چاہا اور بعض سیاسی معاملات پر ان کی حمایت بھی طلب کی' میں یہی کہہ سکتا ہوں انہوں نے مجھے کبھی مایوس نہیں کیا۔ میں نے جب بھی انہیں زحمت دی' انہوں نے ہمیشہ کرم فرمایا۔ یقیناً ہمارے ملک کی سیاسی تاریخ کو پے در پے دو بڑے صدمات برداشت کرنا پڑے ہیں۔ نوابزادہ نصر اللہ خان کے بعد حضرت شاہ احمد نورانی بھی چلے گئے' میرے ان دونوں بزرگوں سے بڑے ہی عقیدت مندانہ دوستی کے تعلقات تھے۔ دونوں نے ہمیشہ مجھ پر کرم فرمایا۔ میں نے جب حضرت کے انتقال کی خبر سنی تو پہلا کام یہ کیا کہ بھاگ کر حضرت کی رہائش گاہ پر گیا۔ مجھے یوں لگتا تھا کہ ہم سے ایک بہت بڑی متاع چھن گئی ہے۔ مجھے تو ذاتی نقصان کا احساس اتنا شدید تھا کہ ان کے بہت سے مریدوں کی طرح جو اس لمحے غم سے نڈھال تھے' میرا دل بھی بیٹھا جا رہا تھا' مولانا کا یہ گھر اسی جگہ ہے جس کی پچھلی ہی گلی میں میں 20 برس مقیم رہا ہوں اور جہاں مولانا بارہا تشریف لاتے رہے ہیں۔ میں زیادہ دیر یہاں ٹھہر نہیں سکا اور غم کا بوجھ

Marfat.com

لئے واپس آ گیا۔

مولانا بلاشبہ ایک ایسی جماعت کے سربراہ تھے جس کا تعلق علمائے کرام کے ایک مسلک سے تھا' مگر ان کی طبیعت میں تنگ دلی نام کی کوئی چیز نہ تھی' البتہ اصولوں پر ڈٹ جانے والے اور اس معاملے میں اتنے سخت تھے کہ اپنے قریبی سے قریبی ساتھیوں کو بھی معاف نہ کرتے تھے' مگر جب اصولوں کی وجہ سے اتحاد کی ضرورت پڑتی تو وہ سب سے آگے ہوتے۔ آخر علماء کا موجودہ اتحاد انہیں کی قیادت میں ہوا اور کامیابی سے چل رہا تھا۔ متحدہ مجلس عمل نے حکومت کے خلاف تحریک چلانے کا فیصلہ بھی انہی کی قیادت میں کیا تھا۔ زندگی کے آخری لمحے بھی وہ سینیٹ میں اس لئے جا رہے تھے کہ وہاں انہیں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرنا تھا' مجلس عمل ہی نہیں ان کے اے آر ڈی کی قیادت سے بھی بڑے قریبی تعلقات تھے اور وہ ان کے نقطہ نظر کو بہت اچھی طرح سمجھتے تھے۔

ان کا تعلق ایک ایسے خانوادے سے تھا جو اپنی مثال آپ تھا۔ آپ کی ساری نسبتیں ہی کمال کی تھیں۔ آپ کے والد محترم مبلغ اسلام حضرت عبدالعلیم صدیقی اپنے وقت کے شہرہ آفاق داعی تھے۔ وہ دنیا بھر میں اسلام کا پیغام لے کر گئے' ہزاروں افراد ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے' برنارڈ شا سے ان کی خط و کتابت تو مشہور ہے۔ انہیں موت کے بعد جگہ ملی تو جنت البقیع میں۔ عجیب بات ہے' حضرت کی شادی بھی اسی دیار میں رہنے والے ایک خاندان میں ہوئی۔ حضرت ضیاء الدین مہاجر مدنی نے کوئی ایک صدی مدینہ کی گلیوں میں گزار دی۔ وہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی کے جید خلفاء میں گنے جاتے ہیں۔ ان کے بیٹے ڈاکٹر فضل الرحمن دنیائے اسلام کے نامور اور ممتاز عالم تھے۔ انہی کی صاحبزادی حضرت کی اہلیہ ہیں۔ گھر میں عربی زبان اس طرح بولی جاتی ہے جیسے یہی بول چال کی زبان ہو۔ حضرت خود انگریزی' عربی' فارسی سمیت 17 زبانوں کے عالم تھے۔ عشق رسول

Marfat.com

میں رنگے ہوئے تھے، زیادہ وقت دنیا بھر میں تبلیغ دین میں گزرتا۔ کم لوگ ہوں گے جن کی ذات میں اتنی شخصیتیں یکجا ہو جاتی ہوں گی۔ ایک سیاسی مدبر، ایک عالم دین، ایک مبلغ، ایک خطیب شعلہ بیان، وہ اپنی ذات میں انجمن تھے۔ جب وہ منظر پر آئے تو خود ان کے مسلک کے علماء میں بڑے بڑے نام موجود تھے، مگر دیکھتے ہی دیکھتے سبھی نے حضرت کی قیادت کو تسلیم کر لیا۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ انہوں نے بڑی جرات اور بصیرت سے اپنے ہم مسلک ساتھیوں کی قیادت کی اور انہیں سیاست کی مین اسٹریم کا حصہ بنا دیا۔

1970ء کے انتخابات میں کراچی سے جو دو چار شخصیتیں ابھریں، وہ ہماری قومی تاریخ کا حصہ ہیں۔ ان میں پروفیسر غفور احمد، سردار شیر باز مزاری اور حضرت علامہ شاہ احمد نورانی نمایاں ترین تھے۔ گزشتہ تین دہائیوں سے انہوں نے سیاست کو ایک انداز دیا۔ مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ میں نے ان سب سیاسی شخصیتوں سے کسب فیض کیا ہے، بلکہ یوں کہوں گا کہ جب میں نے عملی سیاست میں قدم رکھنے کا فیصلہ کیا تو میرے اردگرد کا سیاسی ماحول انہیں شخصیات سے عبارت تھا۔ اگرچہ میرے ساتھ، طالبعلمی کے زمانے میں ساتھیوں کی ایک پوری نسل تھی جنہوں نے اس ملک کو خوبصورت اور خوش حال دیکھنے کے خواب دیکھے تھے اور اس کے لئے جدوجہد کی تھی۔ آج وہ لوگ بھی ہمارے قومی منظر کا حصہ ہیں، مگر میں کہوں گا کہ اس نسل کی خوش قسمتی یہ تھی کہ انتخابی عمل کے ذریعے جن شخصیات کو آگے آنے کا موقع ملا، وہ یقیناً آئیڈیل شخصیات تھیں۔

کراچی آہستہ آہستہ بہت بدلا ہے، یہاں کی سیاست میں بھی تبدیلی آئی ہے، صرف پتھر ہی اپنی جگہ پر قائم رہتے ہیں، وگرنہ زندہ وہی رہتا ہے جو تبدیلیوں کے ساتھ چلتا ہے۔ خود میری انقلابی روح ان سب سرچشموں کا پانی پیتے ہوئے ابھی تک محو پرواز ہے، مگر میں اس سفر کے دوران ان گھنے اشجار کو نہیں بھول سکتا جن پر پناہ لے کر میں نے مستقبل کے

Marfat.com

راستے ڈھونڈے تھے۔ یقیناً میری رفتار میں ان چھتناروں کی حوصلہ افزائی اور رہنمائی بھی شامل ہے اور آج حضرت شاہ احمد نورانی کی میت پر کھڑے ہو کر مجھے اعتراف کرنے دیجئے کہ میں جو کچھ ہوں، یہ شہر جو کچھ ہے، یہ ملک جو کچھ ہے، ہماری سیاست جو کچھ ہے، اس میں حضرت شاہ احمد نورانی جیسے لوگوں کا بہت ہاتھ ہے۔ خدا مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

فردوس بریں سے نورانی صاحب کا سندیسہ

تحریر نسیم شاہد (روزنامہ اوصاف اسلام آباد)

''میرے عزیز پاکستانی بھائیو! عالم ماضی سے اچانک روانگی کے باعث اپنی عادت کے برعکس آپ کو اللہ حافظ بھی نہ کہہ سکا۔ دراصل بلاوا کچھ ایسا تھا کہ انکار کی گنجائش ہی نہ تھی۔ سو مجھے جلدی میں یہاں آنا پڑا۔ یہاں آ کر مجھے معلوم ہوا کہ یہ وہی جنت ہے جس کا تذکرہ دنیا میں ہر مسلمان کی زبان پر ہوتا ہے۔ لیکن میں آپ کو ایک راز کی بات یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس جنت میں رہ کر بھی مجھے پیارے پاکستان کی یاد ستا رہی ہے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ پاکستان بھی جنت ارضی سے کم نہیں۔ بشرطیکہ ہم اسے اپنے اعمال سے دوزخ بنانے کی کوشش نہ کریں۔ میں تو اب اس جنت سے میں آ گیا ہوں۔ لیکن آپ لوگوں پر اب یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ پاکستان کو جنت بنانے میں کوئی کسر اٹھا نہ چھوڑیں کہ اسی بنیاد پر آپ کو یہاں بھی جنت ہی ملے گی۔

یہاں آ کر بہت سے پرانے دوستوں سے ملاقات ہوئی۔ سبھی میرے آنے پر بہت خوش ہوئے ہیں۔ سب سے زیادہ خوشی عبدالستار خان نیازی کو ہوئی۔ مولانا سے میری ایک طویل رفاقت رہی۔ بس دنیاوی اختلافات نے ہمیں کچھ عرصے کے لئے ایک

Marfat.com

دوسرے سے دور کر دیا تھا۔ تاہم یہاں انہوں نے میرا بڑا گرم جوشی سے استقبال کیا۔ کہنے لگے نورانی بھائی مجھ سے بڑی غلطی ہوئی تھی لیکن اب میں جنت اولیٰ میں آپ کی خدمت کر کے اس غلطی کی تلافی کروں گا۔ مودودی صاحب اور عبداللہ درخواستی بھی گرم جوشی سے ملے۔ مولانا مودودی نے پوچھا کہو جماعت اسلامی کیسی جارہی ہے۔ میں نے کہا اب تو ماشاءاللہ بہت کامیاب ہے۔ انہوں نے قاضی حسین احمد کا تذکرہ کیا تو میں نے انھیں بتایا کہ قاضی صاحب جماعت اسلامی کو بڑی کامیابی اور تدبر سے ایک سیاسی طاقت بھی بنا چکے ہیں۔ مودودی صاحب بہت خوش ہوئے اتنے میں مفتی محمود آ گئے ان کے آتے ہی مجھے فضل الرحمان کی یاد آئی جو میری بڑی عزت کرتے تھے۔ مفتی محمود نے پوچھا کہ برخوردار کیسا جارہا ہے میں نے کہا آج کل تو پاکستانی سیاست میں چھایا ہوا ہے۔ اس پر ان کے چہرے کی بشاشت میں مزید اضافہ ہوگیا۔ باتوں ہی باتوں میں متحدہ مجلس عمل کا ذکر چھڑ گیا۔ مودودی صاحب نے پوچھا کہ آپ کے اچانک آ جانے سے اس اتحاد پر کیا اثر پڑے گا۔ تو میں نے کہا کہ متحدہ مجلس عمل کوئی پاکستان قومی اتحاد جیسا اکٹھ نہیں ہے بلکہ اسے بہت سوچ سمجھ کر بنایا گیا ہے۔ یہ ان شاءاللہ قائم رہے گا۔ ابھی ہمارے درمیان یہ گفتگو جاری تھی کہ نوابزادہ نصراللہ خان اور بھٹو بھی آ گئے۔ بس پھر کیا تھا محفل دوآتشہ ہوگئی۔ نوابزادہ صاحب نے بھی اپنی مخصوص ظرافت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا نورانی میاں میں تو یہاں ایڈجسٹ نہیں کر پا رہا۔ ممکن ہے آپ کے آنے سے ایڈجسٹ کرنے میں آسانی ہو جائے۔ میں نے پوچھا کہ حضرت آخر آپ اس جنت میں کیوں ایڈجسٹ نہیں ہو پا رہے تو حقے کا مخصوص کش لینے کے بعد کہنے لگے۔ نورانی میاں' یہاں نہ تو جمہوریت کا ذکر ہوتا ہے اور نہ ہی وہ آمریت ہے کہ جس کے خلاف ہم ساری زندگی جدوجہد کرتے رہے ہیں۔ فارغ ہو کر آدمی بور تو ہو ہی جاتا ہے۔ بھٹو جو بڑی دلچسپی سے نوابزادہ صاحب کی گفتگو سن رہے

Marfat.com

تھے۔ بات کا رخ تبدیل کرتے ہوئے کہنے لگے کہ آپ کے آنے سے اس تحریک کا کیا بنے گا جو 18 دسمبر کو شروع ہونے والی تھی۔ میں نے مودودی صاحب اور مفتی محمود کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اب تو ان کے جانشیں ہی یہ فیصلہ کریں گے۔ میری مراد قاضی حسین احمد اور مولانا فضل الرحمان سے تھی۔

اسی اثنا میں مولانا کوثر نیازی آدھمکے آتے ہی پہلے بغل گیر ہوئے پھر اپنی چلبلی طبیعت کے عین مطابق پوچھنے لگے کہ شاہ صاحب اس بات میں کس حد تک صداقت ہے کہ متحدہ مجلس عمل اور حکومت میں پچھلے 14 ماہ سے نورا کشتی جاری ہے۔ اور اس نورا کشتی کا نتیجہ بہر طور صدر مشرف کے حق میں نکلے گا۔ میں نے کہا کوثر بھائی' کہنے والے تو بھٹو کے خلاف پی این اے کی تحریک کو بھی نورا کشتی کہتے تھے' مگر سب نے دیکھا کہ اس تحریک کا نتیجہ اسی سوچ کی وجہ سے کیا نکلا کہ جنرل ضیاء الحق کو مداخلت کا موقع مل گیا۔

اسی دوران دوپہر کے کھانے کا وقت ہو گیا۔ اور ہم حکیم محمد سعید کی طرف چلے گئے جنہوں نے اس کا اہتمام کر رکھا تھا۔ حکیم محمد سعید دنیا کو جنت بنانے کے لئے زندگی بھر جدوجہد کرتے رہے اور اب انھوں نے جنت کے نوبہ نو کھانوں سے ہمارے اعزاز میں کھانے کا بندوبست کیا تھا۔ اس دعوت میں قائداعظمؒ اور علامہ اقبالؒ بھی مدعو تھے۔ میرے لیے تو یہ بہت ہی فخر اور اعزاز کی بات تھی کہ میری آمد پر جو دعوت دی گئی اس میں میرے عظیم قائدؒ اور عظیم شاعر بھی موجود تھے۔ میں نے بڑے ادب سے ان کے ساتھ مصافحہ کیا۔ قائداعظمؒ نے میری پیٹھ تھپتھپائی اور کہا ڈیئر نورانی آپ ایک بہت اچھی انگز کھیل کر لوٹے ہیں۔ آپ نے پاکستان میں جمہوریت اور اسلامی نظام کے لیے دیانتدارانہ جدوجہد کی۔ آپ حرص و طمع اور سیاست کی ان غلاظتوں سے دور رہے جن میں ڈوب کر ہمارے سیاستدانوں نے اپنا وقار کھو دیا۔ مجھے آپ پر فخر ہے۔ قائداعظمؒ کے ان الفاظ نے مجھے کس

Marfat.com

قدر سرشار کیا میں اسے لفظوں میں بیان نہیں کرسکتا۔ علامہ اقبالؒ جو قائداعظمؒ کے پاس کھڑے تھے' فرمانے لگے کہ نورانی میں میرے تصور مرد مومن کی تمام صفات موجود تھیں۔ انہوں نے کبھی مصلحت سے کام لیا' نہ کسی کے آگے جھکے' حق کی بات بلاخوف و خطر کہتے رہے۔ اور کوئی وقتی مفاد یا خوف ان کے راستے کی دیوار نہ بن سکا۔ میں نے کہا علامہ صاحب یہ سب تو آپ کے حسن نظر کا کرشمہ ہے۔ وگرنہ میں تو ایک انتہائی معمولی اور عام سے آدمی ہوں۔ اس پر انہوں نے کہا نورانی یہ بھی آپ کی عظمت ہے کہ خود کو تکبر میں مبتلا نہیں کررہے۔

کھانے کی میز پر میرے ساتھ بھٹو' محمود علی قصوری' مفتی محمود' یحیٰ بختیار' جے اے رحیم' نوابزادہ نصراللہ خان اور مولانا مودودی بیٹھے تھے۔ ذکر چھڑ گیا 1973ء کے آئین کا جس پر ہم نے اکٹھے دستخط کیۓ تھے۔ بھٹو صاحب کا کہنا تھا کہ جتنا ظلم 1973ء کے آئین پر ہوا ہے۔ شاید ہی کسی اور پر ہوا ہو مگر یہ اس قدر سخت جان ہے کہ تمام ظلم سہنے کے باوجود ابھی تک کسی نہ کسی شکل میں زندہ ہے۔ نوابزادہ نصراللہ خان نے کہا کہ اس آئین کی بحالی کے لئے انہوں نے کم از کم تیس سال تک جدوجہد کی مگر یہ اپنی حقیقی روح کے مطابق کبھی بحال نہیں ہوسکا۔ محمود علی قصوری نے کہا کہ یہ آئین بناتے ہوئے ہمیں بالکل یہ خیال نہیں آیا تھا کہ اس میں اس قدر لچک ہوگی کہ عدالتیں نظریہ ضرورت کے مطابق اس میں راستے نکال کر غیر آئینی حکومتوں کو جائز قرار دیتی رہیں گی۔ بھٹو صاحب نے کہا کہ جب پی این اے کی میرے خلاف تحریک چل رہی تھی تو میں نے ٹی وی پر اپنے خطاب میں اسی لیے اپنی کرسی کو مضبوط کہا تھا کہ مجھے آئین پر بھروسہ تھا' مگر ضیاءالحق نے اس آئین کو کاغذ کا بیکار ٹکڑا بنادیا اور کسی نے نوٹس تک نہیں لیا۔ اسی دوران مولانا کوثر نیازی آ گئے انھوں نے بحث کا موضوع سنا تو ازراہ تعفن کہنے لگے کہ ہمیں یہ قرارداد منظور کرنی چاہئے کہ جب شریف پیرزادہ یہاں

Marfat.com

آئیں گے تو ہم سب ان کا سوشل بائیکاٹ کریں گے' کیونکہ وہی اس آئین کا حلیہ بگاڑنے میں اہم کردار ادا کرتے رہے ہیں اس پر یحییٰ بختیار نے کہا۔ میاں میں انہیں اچھی طرح جانتا ہوں وہ جب یہاں آئیں گے تو اپنی جگہ خود بخود بنالیں گے' آخر ایوب خان اور ضیاء الحق بھی تو ان کے استقبال کے لئے یہاں موجود ہیں۔

میرے بھائیو! مجھے یہاں کوئی تکلیف نہیں' پرانے دوست اور مربی دل جوئی کے لئے موجود ہیں البتہ مجھے اپنے پیارے پاکستان کی بہت فکر ہے۔ اسے بہت سے چیلنجوں نے گھیر رکھا ہے۔ امریکہ ہماری گردن پر سوار ہے۔ یہاں قائداعظمؒ سے لے کر نوابزادہ نصر اللہ خاں تک سبھی پاکستان کے بارے میں فکر مند نظر آتے ہیں۔ اب ہم تو جہاں ہیں وہاں سے واپس آ نہیں سکتے۔ اس لیے پاکستان کو دشمنوں کی نظر بد سے بچانے اور اسے مضبوط و مستحکم کرنے کی ذمہ داری آپ سب پر عائد ہوتی ہے۔ قائداعظمؒ سمیت ہم سب کا یہ متفقہ پیغام ہے کہ ملک میں جمہوری اقدار کو عام کیجئے۔ اپنے فرائض دیانتداری اور لگن سے نبھایئے اور ہماری طرف سے آج کے حکمرانوں کو یہ پیغام دیجئے کہ یہ دنیا چند روزہ ہے۔ اقتدار اور زندگی ہمیشہ ساتھ نہیں رہتا' البتہ اچھے کام دنیا میں بھی انسان کو زندہ رکھتے ہیں اور آخرت میں بھی اسے جنت اولیٰ کا حقدار بنا دیتے ہیں۔ اس لیے ملک و قوم کے لئے اچھے کام کریں' اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینی پڑے تو پیچھے نہ ہٹیں۔

یہ پہلا خط میں نے جلدی میں لکھا ہے کیونکہ میں چاہتا تھا کہ آپ کو پہلی فرصت میں اپنی حیرت کی اطلاع دوں۔ اس لیے اگر اس میں کچھ باتیں بے ربط لگیں تو معاف کر دیجئے' آئندہ تسلی سے تفصیلی خط لکھوں گا۔ اللہ آپ کو حفظ و امان میں رکھے۔

فقط آپ کا

شاہ احمد نورانی

Marfat.com

امام اہل سنت شاہ احمد نورانیؒ

تحریر افضال ریحان (روزنامہ پاکستان لاہور)

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقیؒ کی اسلام آباد میں رحلت اتنی اچانک تھی کہ اس نے مولانا کے ہزاروں نیازمندوں کو حیران و پریشان، بلکہ ششدر کر دیا ہے۔ دو مرتبہ بائی پاس ہونے کے باوجود ان کے ظاہری سراپے کو دیکھتے ہوئے شائد ہی کسی کو یہ گمان ہو کہ مولانا اتنی جلد راہی ملک عدم ہونے والے ہیں۔ اسی سال جولائی میں میں نے حضرت سید عبداللہ شاہ غازیؒ کے مزار پر حاضری دی تو نورانی میاںؒ کی والدہ محترمہ کے مرقد کی زیارت کا موقع بھی ملا، وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ میرٹھ میں آنکھیں کھولنے والا وہ نورانی چہرہ بھی چند ماہ بعد یہاں آسودہ خاک ہونے والا ہے۔ اس سے ہمیں یہی سبق ملتا ہے کہ ہمیں ہر لمحے موت کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ لگتا ہے نورانی میاںؒ نے تو اپنی 77، 78 سالہ زندگی گزاری ہی اس ابدی مرحلے کی تیاری کے لئے تھی۔

شاہ احمد رضا خان بریلویؒ کے خلیفہ خاص شاہ عبدالعلیم صدیقیؒ کے گھر واقع میرٹھ میں آنکھیں کھولنے والے اس نونہال نے آٹھ سال کی عمر میں ہی آخری کلام الٰہی کو سینے میں اتار لیا۔ پھر میرٹھ سے الٰہ آباد یونیورسٹی تک دیگر روایتی علوم سے سیراب ہوئے۔ وہ عربی اور فارسی کے علاوہ انگریزی، سواحلی اور فرانسیسی زبانیں بولنے پر بھی قدرت رکھتے تھے۔ وہ اکثر تبلیغی دوروں پر مختلف بیرونی ممالک کے سفر پر رہتے، بلکہ یہ دورے ہی ان کی ابتدائی پہچان بنے۔ 1970ء کے انتخابات میں وہ پہلی مرتبہ پاکستان کی قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے تو وطن عزیز کی قومی سیاست میں ان کے شاندار اور جاندار رول کا آغاز ہوا، جو تین دہائیوں سے زائد عرصہ پر محیط ہے۔ آج جب وہ رب محمد ﷺ کے پاس لوٹے ہیں تو

Marfat.com

مملکت خداداد میں دینی سیاست کی امامت پر فائز تھے۔ بلاشبہ وہ پاکستان کی قومی، دینی اور جمہوری سیاست میں مولانا مودودیؒ اور مولانا مفتی محمودؒ کے ہم پایہ و ہمسایہ تھے۔ ان کی وفات حسرت آیات پر ان کی قومی خدمات گنوائی جا رہی ہیں، دینی سیاست میں ان کے رول پر بہت کچھ لکھا جا رہا ہے، اگر وہی باتیں دہرا دی جائیں تو یہ ایک نوعیت کی جگالی ہی ہوگی، لہٰذا بہتر ہوگا کہ ان کی شخصیت کے کچھ پہلو اپنے ذاتی مشاہدات کے حوالے سے پیش کر دیں، شائد پڑھنے والوں کو ان میں کوئی نئی چیز مل جائے۔

قومی سطح پر ان کا نام 1970ء کی انتخابی مہم کے دوران ہی سامنے آ چکا تھا اور مرحوم پیر قمر الدین سیالوی کے بعد وہ جمعیت العلمائے پاکستان کے قائد قرار پا چکے تھے۔ میں نے ہوش سنبھالنے کے بعد پاکستانی سیاست کی جس پہلی بڑی دینی شخصیت کو دیکھا، وہ مولانا نورانی تھے۔ یہ ستر کی دہائی کے ابتدائی سالوں کی بات ہے، جب وہ ہمارے شہر تشریف لائے، ان کا جلسہ ہمارے گھر سے محض چند قدموں کے فاصلے پر منعقد ہوا، اس سے پہلے ''چابی'' کے نشان کا حوالہ ہم اس طرح سن چکے تھے کہ یہ جنت میں داخلے کی چابی ہے، اگرچہ مخالفین یہ کہتے تھے کہ چابیاں تو چوروں کے پاس بھی ہوتی ہیں۔ بہرحال ہماری فیملی کے کچھ حضرات کا پیر اعجاز ہاشمی کے کنبے سے قریبی تعلق تھا، جس کی وجہ سے ہمیں نورانی میاںؒ کی آمد کا بہت اشتیاق تھا۔ جب میں نے انہیں غلہ منڈی میں پہلی مرتبہ سٹیج پر چڑھتے ہوئے دیکھا تو ان کا حلیہ بڑا ہی متاثر کن لگا۔ نسواری رنگ، جو تب ہمیں خاصا پسند تھا، کا لمبا پٹکا گلے میں پھیلا ہوا اور لٹکا ہوا اور اسی رنگ کا عمامہ سر پر، جس کے اندر خوبصورت ٹوپی کا سنہری ڈوریوں سے ہوا کام چمک رہا تھا۔ جب وہ سٹیج پر چڑھ رہے تھے تو اتنے پر جوش نعرے لگ رہے تھے، جیسے کوئی طوفان آ گیا ہے۔ ''حق و صداقت کی نشانی'' کے ساتھ ساتھ جو نعرہ سب سے زیادہ گونجا، وہ ''محافظ تاج و تخت ختم نبوت'' کا تھا۔ جس سے اندازہ کیا جا

Marfat.com

سکتا ہے کہ نورانی میاںؒ کا ابتدائی تعارف مناظر و مجاہد ختم نبوت کے حوالے سے پھیلا تھا اور پھر قائد اہل سنت اور امام سواد اعظم بھی کہا جا رہا تھا اور جب وہ بولے تو کیا کہنے "انداز خاص سے ہوا ہے آج غالب غزل سرا۔"

جب وہ قرآنی آیات پڑھ رہے تھے تو یوں لگ رہا تھا' جیسے تازہ تازہ نزول قرآن ہو رہا ہے۔ شیریں بولوں اور رسیلے انداز گفتگو نے گویا مسحور کر لیا۔ مذہبی کے ساتھ ساتھ زیادہ باتیں سیاسی تھیں' ہمیں پوری طرح سمجھ نہیں آ رہی تھیں۔ پیر قمر سیالوی کے علاوہ کچھ یحییٰ خان' مجیب اور بھٹو کا بھی ذکر تھا۔ سہگلوں کو ٹکٹ دینے کی بھی کوئی بات ہوئی تھی۔ آئین میں کچھ اسلامی شقوں کی بھی بات تھی' لیکن زیادہ تذکرہ شان رسالت ﷺ' ختم نبوت ﷺ اور قادیانیوں کا تھا۔ اس وقت عام لوگوں کی طرف سے یہ بھی بتایا جا رہا تھا کہ نورانی میاںؒ چودہ کے قریب زبانیں جانتے ہیں' بلکہ عبور رکھتے ہیں' جسے قبول کرنے کے لئے ہماری عقل آمادہ نہیں ہو رہی تھی' بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ دین اور سیاست کو بھی اتنا زیادہ جانتے ہوں اور چودہ زبانوں پر بھی عبور رکھتے ہوں۔ اس کے بعد ہم مدتوں اخبارات میں ان کے بیانات ڈھونڈ ڈھونڈ کر بالتفصیل پڑھتے رہے' تاوقتیکہ ہماری مراجعت بریلوی فرقہ سے دیوبندی فرقہ کی طرف نہیں ہو گئی۔

پھر اگلے مرحلے میں مودودی صاحبؒ ہمارے دل و دماغ کے نہال خانوں میں آن گھسے۔ پہلے ہمارا ایک سٹار تھا تو پھر دوسرا سپر سٹار آ گیا۔ کبھی محبتوں کا دوسرا چاند ہماری نظروں میں آ بستا اور غروب ہوتا تو اگلے دن تیسرا آفتاب عقیدت طلوع ہو جاتا۔ بہرحال ایک زمانے میں ہمیں علامہ نورانی سے چھبن بھی ہوئی' جب وہ مولانا مودودیؒ کو کڑے ہاتھوں لیا کرتے تھے اور جماعت اسلامی کی "جئی کی تئی" پھیر دیتے تھے' اس طرح مذہبی و نظری تنگناؤں اور فرقہ پرستی کی جن الجھنوں سے گزرنے کے مواقع ہمیں میسر آئے' ان کی

Marfat.com

طویل داستان ہے۔ الحمدللہ آج یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا ساری دھول ساری دھند بیٹھ چکی ہے' تمام دھوئیں کافور ہو چکے ہیں۔ اگر ہم' ہم نہیں رہے تو مولانا' مولانا نہیں رہے۔ اس راز کو شائد قاضی صاحب فاش کر سکتے ہیں کہ وہ مولانا کی جماعت سے مغائرت کو دور کرنے میں کس طرح کامیاب ہوئے' کیونکہ جناب لیاقت بلوچ نے کچھ ہی عرصہ قبل ہمیں یہ بتایا کہ اب مولانا نورانی ہم لوگوں کے ساتھ اتنی محبت سے پیش آتے ہیں' جس کا آپ شائد تصور بھی نہیں کر سکیں گے۔ ان کے ہاں سواداعظم سے جماعت کی مغائرت کا کوئی تصور ہی نہیں رہا' بلکہ وہ مودودی صاحبؒ کی سالگرہ کے حوالے سے منعقدہ کسی پروگرام میں بھی تشریف لائے تھے اور اس میں تقریر بھی فرمائی تھی۔

اور پھر مجھے خود عصر حاضر کی مذہبی بنیاد پرستی اور شدت پسندی نے جس طرح صوفیاء کے اسلوب دعوت کے قریب کر دیا ہے' اس سے ایسی تمام تر تنکناؤں کے فاصلے مٹ گئے ہیں' بلکہ میری یہ تمنا تھی کہ کسی وقت مولانا نورانی سے اس سلسلے میں مکالمہ کروں گا کہ ''مولانا! یہ بندوقوں والے جہادی کہیں اپنے مبینہ مقاصد کے لئے صوفیاء کی روحانی دعوت کے نقیب کا کندھا تو استعمال نہیں کر رہے ہیں؟'' مجھے پیر اعجاز ہاشمی جیسے قریبی مہربان سے سخت گلہ اور شکایت رہے گی' باوجود دو تین مرتبہ مولانا کے ساتھ مفصل انٹرویو کے لئے وقت طے پانے کے' وہ اسے التواء میں ڈالتے چلے گئے اور میں نے بھی زیادہ زور اس وجہ سے نہیں دیا کہ مولانا نورانی کی صحت اور کیفیت نوابزادہ جیسی تھوڑی ہے' وہ تو ماشاءاللہ ابھی ٹھیک ٹھاک اور چاق و چوبند ہیں' ایسا ویسا مسئلہ بھی کوئی نہیں۔ اس حوالے سے دل چاہتا ہے کہ مولانا کی وضع داری کو بھی داد دی جائے۔ میں مولانا نورانی کی مثال اپنے شاہ جی (سید اسعد گیلانیؒ) کو اکثر یاد کرتا تھا اور مولانا سید عبدالقادر آزادؒ سے بھی کہتا تھا کہ آپ حضرات عجیب خضاب لگاتے ہیں' آدھی داڑھی سفید اور آدھی سیاہ ہوتی ہے۔ یہ ''دوزخی''

Marfat.com

چھوڑ دیں۔ سیاہ رکھنی ہے تو مولانا نورانی کی طرح رکھیں یا سمیع الحق کی داڑھی بھی کچھ اسی نوعیت کی بلیک اینڈ وائٹ ہوتی رہتی ہے' مگر نورانی میاںؒ کی داڑھی کم از کم میں نے تو ایسی کبھی نہیں دیکھی۔ حضرت کا ایک مخصوص سٹائل تھا' جو انہوں نے مرتے دم تک اس خوبی سے نبھایا' کیا مجال ہے جو کبھی کوئی فرق آیا ہو۔

نورانی میاںؒ کا قد ابھرتا محسوس ہوتا تھا اور پھر ان کا جبہ بھی کچھ ایسی ہی وضع کا ہوتا تھا۔ ایک بار داتا دربار میں انہیں تنہا کھڑے دیکھا تو یوں لگا کہ شائد وہ کسی کا انتظار کر رہے ہیں۔ کچھ لوگ ان کی طرف رجوع کر رہے تھے تو مولانا ہاتھ کے اشارے سے انہیں دوسری طرف راغب کر دیتے کہ ''داتا کا مرقد ادھر ہے''۔ میں بھی یہ تجربہ حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھا تو انہوں نے مسکراہٹ کے ساتھ ویسے ہی ہاتھ اٹھایا اور سید علی ہجویریؒ کے مرقد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وہی الفاظ دہرائے۔ ان کے کسی بھی بڑے سیاسی جلسے میں جب بھی یہاں لاہور میں کوئی تقریر سنی تو انہوں نے یہ ضرور کہا کہ ''میں یہاں داتا کی نگری میں آپ حضرات سے مخاطب ہوں۔'' بزرگوں اور صوفیاء سے عقیدت نے ان کا انداز تکلم بھی بڑا ہی مہذب بنا رکھا تھا۔ کسی کا بھی ذکر کرتے تو صاحب اور حضرت کے سابقہ ولاحقہ کا استعمال ضرور کرتے اور اپنے لئے فقیر کا لفظ بولتے۔ پیر صاحب کے گھر میں بھی ان کا یہ پہلو نمایاں طور پر محسوس کیا' جہاں وہ دورہ لاہور میں اکثر قیام فرماتے تھے۔

ایک بار منصورہ میں کوئی پروگرام تھا' جس کے بعد ایم ایم اے کے مرکزی قائدین کا اجلاس منعقد ہو رہا تھا۔ اس وقفے کے دوران میں نے ان کی خدمات میں دو تین سوالات پیش کرتے ہوئے فوری جوابات چاہے تو بولے ''آپ کے یہ سوالات فوری نوعیت کے نہیں ہیں' پوری نشست کے متقاضی ہیں۔ سو ماہ بعد اس کا کوئی پروگرام رکھ لیجئے۔''

Marfat.com

بہر حال اب وہ وہاں پہنچ چکے ہیں، جہاں ہم ان سے کوئی سوال نہیں پوچھ سکتے، البتہ ان کی باتیں کر سکتے ہیں، ان کا عرس منا سکتے ہیں۔ انہوں نے جدوجہد سے بھرپور جو زندگی گزاری ہے، اس کا جائزہ لے سکتے ہیں۔ مغرب اور جدیدیت کے خلاف جب وہ بولتے تھے تو میری طبیعت خاصی خراب ہونے لگتی تھی، البتہ ان کی جو باتیں مجھے زیادہ پسند تھیں، ان میں ایک تو آمریت کے خلاف اور جمہوریت کے حق میں اٹھنے والی ان کی صاف اور شفاف آواز تھی۔ وہ جنرل یحییٰ، جنرل ضیاء اور جنرل مشرف کی عسکری آمریتوں کے خلاف بولتے ہوئے کسی حیل وحجت کو سامنے نہیں آنے دیتے تھے۔ ضیاء کی آمریت میں چونکہ اسلامیت کی آمیزش خاصی زیادہ تھی، اس لئے ہمارے بہت سے مذہبی الذہن لوگ اس کی مذمت کرتے ہوئے ڈنڈی مار جاتے تھے، لیکن آفرین ہے مولانا نورانی پر کہ انہوں نے تب بھی، کبھی بھی، کہیں بھی، کوئی بھی ڈنڈی نہیں ماری۔ آپ اگرچہ فکر حامل عالم و مبلغ دین تھے۔ لیکن صوفیاء کی تعلیمات روحانی وفکری سے روحانی وفکری اٹوٹ رشتے نے آپ میں کمال کی تہذیب پیدا کر رکھی تھی، دوسروں سے خلوص کے لئے انتہائی اپنائیت اور محبت، اپنے اندر عاجزی وانکساری وحلیمی۔ ہمیں یقین ہے کہ دنیا میں محبتیں بانٹنے والا یہ انسان اب حضرت عبداللہ شاہ غازیؒ کے احاطہ میں برکتیں بانٹے گا۔

Marfat.com

موت العالم موت العالم!

تحریر ممتاز احمد طاہر (روزنامہ آفتاب لاہور)

علم، روحانیت اور عوامی سیاست کے نیر تاباں، قائد اہل سنت جمعیت العلمائے پاکستان اور ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ اور متحدہ مجلس عمل کے صدر مولانا شاہ احمد نورانی (رحمتہ اللہ علیہ) اس دار فانی سے کوچ فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون. ان اللہ علی کل شی محیط ○ ن والقلم وما یسطرون ○ وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین، اللہ نور السموٰت والارض کے ساتھ جب ہم سید المرسلین ﷺ کے ان انکشافات پر غور کرتے ہیں کہ اول ماخلق اللہ نوری، اول ماخلق اللہ قلم، وانا مدینۃ العلم وانا مدینۃ الحکمت تو نہ صرف نور کا مفہوم بلکہ موت العالم موت العالم کے معنی واضح ہو جاتے ہیں اور یہ حقیقت تسلیم کرنی پڑتی ہے کہ علم کے بغیر آگہی، آگہی کے بغیر شعور، شعور کے بغیر یقین، یقین کے بغیر احساس، احساس کے بغیر عمل اور عمل کے بغیر کامیابی نہیں۔ صدیوں کے تجربے کی روشنی میں بھی لیس الانسان الاماسعی کو اس باب میں حجت قرار دینا پڑتا ہے۔

بایں ہم سید العلمائے عصر حاضر امام، قائد اہل سنت بطل حریت، مجاہد اسلام مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی قادری اجنوی مدظلہ العالی

نگاہ بلند سخن دلنواز جاں پرسوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کیلئے

ایسی عظیم ہستی کے وصال پر پاکستان کے گوشہ گوشہ بلکہ پورے عالم اسلام اور دنیا بھر کے مسلم حلقوں میں جو صف ماتم بچھی، آہ وفغاں کا جو شور برپا ہوا اور اشکوں کے جو دریا

Marfat.com

ہے، انہیں دیکھ کر کسی کو حیرت نہیں ہوئی۔ شہر قائدؒ کراچی میں سچے عاشق رسولؐ اور امین دولت علم و فقر، مقام مصطفیٰ ﷺ کے محافظ اور نظام مصطفیٰ کے داعی اور مبلغ اسلام کا جنازہ جس دھوم سے اٹھا اور نشتر پارک جہاں لاکھوں کے تاریخی اجتماعات سے انہوں نے کئی مرتبہ خطاب کیا۔ اسی میدان میں لاکھوں اسلامیان وطن نے اس مرد مومن کی نماز جنازہ ادا کی اور پھر آہوں، سسکیوں اور کلمہ طیبہ کے ورد کے شور و غوغا میں انہیں کلفٹن پر اپنی والدہ ماجدہؒ کے قدموں میں اس عظیم روحانی بزرگ حضرت عبداللہ شاہ غازیؒ کے مزار کے زیر سایہ سپرد خاک کیا گیا، جن کے بارے میں کہا جاتا ہے۔

ہم سے گنہ گاروں کے سر پر ہو جو تمہارا ہاتھ
سکھ میں بدلیں دکھ سارے اور دن میں بدلے رات
ایوانوں میں دھوم مچی ہے تو راضی رب راضی
عبداللہ شاہ غازیؒ عبداللہ شاہ غازیؒ

یہ نظارہ دیکھ کر اس حقیقت کا احساس ہوتا ہے کہ علامہ شاہ احمد نورانیؒ جیسی شفیق ہستی اور فیض امسال ہستی کے متعلق نہ صرف جملہ متعلقین، متوسلین، سالکین اور محبین بلکہ دین اسلام کے لئے کام کرنے والی ہر جماعت اور سیاسی دھڑے اپنے غیر سبھی کو یہی احساس ہے کہ وہ مولانا کی خصوصی توجہ اور نظر کرم میں دوسروں سے دو چار قدم ہے۔ اسلامی امہ کے جید علماء اور سرکردہ شخصیتوں نے انہیں اتحاد المسلمین اور عالمی شہرت یافتہ مبلغ، بلند پایہ مقرر اور عظیم اسلامی مفکر اور عوامی سیاسی لیڈر کہہ کر ان کی عظیم الشان خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا۔

حقیقت بھی یہی ہے کہ آٹھ سال کی عمر میں قرآن مجید فرقان حمید حفظ کرنے اور تیرہ زبانوں پر عبور رکھنے والے مستند عالم دین، حافظ قرآن، خوش الحان، قاری خوش گفتار اور

Marfat.com

پیکر عزت وانکسار شخصیت کے چاہنے والے دنیا کے ہر ملک اور ہر گوشہ میں موجود ہیں۔ آپ کی تبلیغ سے ہزاروں غیر مسلموں نے دولت اسلام سے اپنا دامن مراد بھرا، جن میں پادری، راہب، وکلاء، انجینئر، ڈاکٹرز اور دیگر اہل علم لوگ شامل ہیں۔ ورلڈ اسلامک مشن کے پلیٹ فارم سے آپ نے تقریباً دنیا کے تمام ممالک کے دورے کئے۔

آپ دنیا بھر کے سینکڑوں تعلیمی، تبلیغی اور دینی اداروں کی سرپرستی فرماتے تھے۔

1953ء سے 1964ء تک ورلڈ مسلم علماء آرگنائزیشن کے سیکرٹری جنرل رہے، جبکہ آرگنائزیشن کے صدر مفتی اعظم فلسطین مولانا سید امین الحسینی تھے۔ ان کی عملی دینی خدمات کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ماریشس میں موجود اس وقت تقریباً ایک سو مساجد اور مدارس میں 70 سے زائد ورلڈ اسلامک مشن نے قائم کی ہیں۔ برطانیہ کی پانچ سو مساجد میں سے تقریباً چار سو مساجد کا تعلق ورلڈ اسلامک مشن ہے۔

متعدد مرتبہ قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے، قائد حزب اختلاف رہے، بھٹو کے مقابلہ میں وزیر اعظم کا انتخاب لڑا، آئین میں مسلمان کی تعریف شامل کرائی۔ 1977ء میں تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے لئے بھرپور کام کیا اور نظام مصطفیٰ کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ کے تحفظ کو جمعیت العلماء پاکستان کی منزل قرار دیا۔

حالیہ انتخابات میں وہ سینیٹر منتخب ہو کر سینٹ کے قائد حزب اختلاف بنے اور متحدہ مجلس عمل کے سربراہ کی حیثیت میں تمام مکاتب فکر کے علماء کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے فرقہ واریت کے خلاف عملی مظاہرہ کیا اور پہلی مرتبہ اسمبلیوں میں بھاری تعداد میں نشستیں حاصل کیں۔ 1973ء کی دستوری کمیٹی کے رکن کی حیثیت سے تاریخی کردار ادا کیا اور 280 دفعات کے آئین میں 208 ترامیم پیش کیں۔ آپ عالمی سطح پر ورلڈ اسلامک مشن کے ترجمان ماہنامہ دی میسج (The Message) کے چیف ایڈیٹر رہے، جو بیک وقت

Marfat.com

عربی اور انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔

آپ عظیم اور معروف عالم دین، مفکر، اور مبلغ اسلام، نعت گو شاعر حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی کے صاحبزادے تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے۔ آپ راقم الحروف سے نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریک میں اخبار کے کردار کی وجہ سے خصوصی شفقت فرماتے تھے، والد صاحب کے جنازہ کی امامت کے لئے از خود تشریف لائے اور ہمیشہ دعاؤں اور نیک تمناؤں کا اظہار فرماتے۔

مولانا شاہ احمد نورانی آج ہم میں نہیں رہے، تاہم ان کی جلائی ہوئی شمع ہمیشہ فروزاں رہے گی۔ وہ ہمیشہ نظام مصطفیٰ کے نفاذ کے لئے دعا گو رہے، وقت کا تقاضا اور انہیں خراج عقیدت پیش کرنے کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ ان کے مشن کو جاری رکھا جائے اور نظام مصطفیٰ کے عملی نفاذ کی جدوجہد کیلئے سوادِ اعظم متحدہ ہو کر کام کرے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جوارِ رحمت میں جگہ دے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

مولانا شاہ احمد نورانی......قومی وملی زندگی کی جھلک

تحریر قاضی مصطفیٰ کامل (روزنامہ نوائے وقت لاہور)

علامہ الشاہ احمد نورانی صدیقی اپنے اہلخانہ، عزیز و اقربا کے ساتھ ساتھ لاکھوں، مریدوں اور کروڑوں عقیدتمندوں کی آنکھوں میں آنسو اور دلوں میں احترام ومحبت کے گہرے نقش چھوڑ گئے۔ وہ ایک ایسی عالمی شخصیت کے مالک تھے جن کے عقیدتمند بلا مبالغہ اس دنیا کے پانچوں براعظموں میں موجود ہیں۔ ان کی ذات سے عقیدت اور محبت رکھنے والوں کی تعداد بلا مبالغہ کروڑوں میں ہے۔ کسی بھی مذہب ومسلک میں ایسی کوئی دوسری شخصیت تلاش کرنا مشکل ہوگا۔ علامہ نورانی اپریل 1926ء میں میرٹھ (بھارت) میں پیدا

Marfat.com

ہوائے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی الشاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی سے حاصل کی۔ نہایت چھوٹی عمر میں قرآن پاک بھی حفظ کر لیا۔ ابتدائی دینی تعلیم اور درس نظامی میرٹھ میں جبکہ گریجوایشن الہ آباد یونیورسٹی سے کی۔ اس کے بعد مدینہ منورہ میں بھی بعض اساتذہ سے علم حاصل کیا اور تجوید بھی سیکھی۔ آپ کے والد گرامی شاہ عبدالعلیم صدیقی بہت نامور اور عالمی شخصیت کے مالک تھے۔ ملائشیا، انڈونیشیا سمیت بہت سے افریقی ممالک میں انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ ان کی تبلیغی مساعی سے لاتعداد غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے تحریک پاکستان کے آخری مہینوں میں شاہ عبدالعلیم صدیقیؒ کو بعض عرب ممالک کے دورے پر بھیجا تھا تاکہ وہاں پر عوام اور حکومت کی سطح پر پاکستان کے لئے ہمدردیاں پیدا کی جاسکیں اور ان کا یہ مشن بہت کامیاب رہا۔ مولانا نورانی کا خاندان قومی اور ملی حوالے سے نمایاں خدمات کی شاندار روایات کا امین ہے۔ آپ کے دادا شاہ عبدالحکیم میرٹھ کی شاہی مسجد کے خطیب اور مبلغ اسلام تھے۔ آپ کے تایا محترم نذید احمد صدیقی بمبئی کی جامع مسجد کے خطیب تھے۔ انکی امامت میں بابائے قوم نے عیدین کی کئی نمازیں ادا کیں۔ اس خاندان کے ساتھ حضرت قائداعظمؒ کا کئی حوالوں سے تعلق رہا ہے۔ قائداعظمؒ نے جب رتن بائی (مسلمان ہونے کے بعد مریم جناح) سے شادی کا فیصلہ کیا تو اس سلسلے میں مولانا نذیر احمد نے اعانت کی اور رتن بائی نے انہی کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ اردو کے نامور ادیب اور منفرد انداز کے شاعر مولانا محمد اسمٰعیل میرٹھی بھی اسی خاندان کے ایک فرد تھے۔ ان کی بعض نظمیں سدابہار حیثیت کی حامل ہیں۔

مولانا نورانی نے اپنے والد محترم کی وفات کے بعد ان کے عالمی تبلیغی مشن کے فرائض سنبھالے اور دنیا کے مختلف ممالک کے دورے شروع کر دیئے۔ 1950ء کے عشرے میں مولانا نورانی مفتی اعظم روس مفتی ضیاء الدین بابا خانوف کی دعوت پر روس کے

Marfat.com

دورے پر گئے تو تاشقند، سمرقند اور بخارا کے مسلمانوں کے حالات معلوم کرنے کے لئے ان علاقوں کا بھی دورہ کیا اور اس زمانے کے سوشلسٹ معاشرے اور اس میں مسلمانوں کی زندگی کا قریب سے مطالعہ کیا اس دورے کے دوران جب مولانا نورانی کے وفد کو لینن کے مقبرے پر لے جایا گیا تو آپ نے اس پر پھول چڑھانے سے انکار کر دیا تھا۔

1972ء کے آخر میں مکہ مکرمہ میں آپ نے دارالارقم کے مقام پر ورلڈ اسلامک مشن کی بنیاد رکھی جس کی شاخیں چند برسوں میں ہی یورپ اور امریکہ سمیت دنیا بھر میں قائم ہو گئیں جن کے تحت عبادت کے لئے مساجد اور تدریس و تبلیغ کے لئے مدارس اور مشن قائم ہوتے چلے گئے۔ ہالینڈ، ماریشس، برطانیہ، امریکہ، کینیڈا میں قائم بڑے تبلیغی مراکز کے علاوہ ملائیشیا، انڈونیشیا، سرینام، سری لنکا، نیروبی، جنوبی افریقہ سمیت متعدد افریقی ممالک میں مشن قائم کئے گئے۔ برمنگھم میں ورلڈ اسلامک مشن نے ایک گرجا خرید کر اس کو مسجد اور تبلیغ کے مرکز میں تبدیل کر دیا۔ ماریشس میں تبلیغی مراکز حلقہ قادریہ علیمیہ اشاعت اسلام، علیمیہ اسلامک مشن، علیمیہ دارالعلوم اور ورلڈ اسلامک مشن کے نام سے قائم ہیں جبکہ سری لنکا میں حلقہ قادریہ علیمیہ اشاعت اسلام سیلون، امریکہ میں مسلم ایجوکیشن ٹرسٹ جارج ٹاؤن، جنوبی افریقہ میں اسلامک مشنریز گلڈ، برطانیہ میں حنفی مسلم سرکل، ملائیشیا میں آل ملایا مسلم مشنری سوسائٹی اور ہالینڈ میں دارالعلوم جامعہ مدینۃ الاسلام کے نام سے قائم ہیں۔

مولانا نورانی نے جمعیت علماء پاکستان کی نشاۃ ثانیہ کے دور میں جامعہ نعیمیہ لاہور میں پہلی شرکت ستمبر **1968**ء میں کی اور پھر **1970**ء میں ملک کے عام انتخابات میں

Marfat.com

چراغ جلا کر دکھا دیئے اور قومی اسمبلی کی سات نشستیں حاصل کر لیں جبکہ سندھ کی صوبائی اسمبلی میں 13 نشستیں حاصل کر کے آئندہ ملکی سیاست میں اہم کردار ادا کرنے کی بنیاد رکھ دی۔ اس وقت کے صدر جنرل محمد یحییٰ خاں نے قومی اسمبلی کا اجلاس بلانے میں بہت زیادہ تاخیر کر دی اور پاکستان توڑنے میں کردار ادا کیا تاہم اس دوران مختلف قومی اور سیاسی رہنماؤں سے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رکھا۔ مولانا نورانی جب ایوان صدر اسلام آباد میں صدر جنرل یحییٰ خان کی دعوت پر مذاکرات کے لئے گئے تو یحییٰ خاں کے سامنے پڑے ہوئے ساغر و مینا دیکھ کر مولانا نورانی بگڑ گئے اور انہوں نے یحییٰ خاں سے کہا جناب صدر یہ خرافات یہاں سے اٹھوا دیں تو پھر ہم بیٹھیں گے ورنہ ہم جاتے ہیں۔ چنانچہ یحییٰ خاں کو شراب کے سارے لوازمات وہاں سے اٹھوانے پڑے۔ اس دور میں مولانا نورانی نے واشگاف الفاظ میں یحییٰ خاں سے مطالبہ کیا کہ وہ اقتدار منتخب نمائندوں کے حوالے کر دیں اور فوج کو بیرکوں میں واپس لے جائیں۔ 1973ء کے آئین کی تشکیل اور ترامیم کے حوالے سے مولانا نورانی کی کاوشیں سنہری حروف سے لکھی جانے کے قابل ہیں۔ انہوں نے آئین کو اسلامی، جمہوری اور پارلیمانی بنانے کے لئے 200 سے زائد ترامیم پیش کیں۔ بلوچستان سے میر غوث بخش بزنجو اور صوبہ سرحد سے خان عبدالولی خان جیسے قدآور سیکولر لیڈر قومی اسمبلی میں موجود تھے اور پھر بھٹو کی پیپلز پارٹی جو سوشلزم کے روٹی، کپڑے اور مکان کے نعرے پر اکثریت حاصل کر کے حکمران جماعت بن چکی تھی۔ اس اکثریتی جماعت کی موجودگی میں مولانا نورانی کی مساعی سے ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھنے میں کامیابی حاصل ہوئی۔ وزیراعظم اور صدر کے لئے مسلمان ہونے کی شرط کو لازمی قرار دیا گیا اس کے بعد جب پارلیمنٹ میں ملک کے وزیراعظم کے انتخاب کا مرحلہ آیا تو ذوالفقار علی بھٹو کے مقابلے پر امیدوار بننے کا بھاری پتھر بھی مولانا نورانی نے ہی اٹھایا اور

Marfat.com

بھٹو کی بلا مقابلہ وزیر اعظم منتخب ہونے کی زبردست خواہش کو پورا نہ ہونے دیا۔ قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم قرار دلانے کے لئے مولانا نورانی نے نہایت اہم کردار ادا کیا۔ 1974ء میں قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی قرارداد بھی مولانا نورانی نے ہی پیش کی اور اسے منظور بھی کرالیا۔ بھٹو کے استبدادی دور حکومت میں مولانا نورانی کی قیادت میں تین ضمنی الیکشن بھی لڑے گئے کراچی سے جمعیت علماء پاکستان کے حنیف طیب اور حیدر آباد سے عثمان کینڈی جیت گئے لاہور میں شیر محمد بھٹی اور کھر کے مقابلے میں علامہ احمد علی قصوری جمعیت کے امیدوار تھے۔ یہاں ووٹوں کے اعتبار سے کھر اور احمد علی قصوری کا مقابلہ تھا مگر پیپلز پارٹی نے شیر محمد بھٹی کی کامیابی کا اعلان کر دیا۔

1977ء کے عام انتخابات میں جب بھٹو حکومت نے زبردست دھاندلی کی تو اس کے خلاف ایک بڑی تحریک کھڑی ہوگئی۔ اس تحریک کو مولانا نورانی ہی کی مساعی سے تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کا نام دے دیا گیا۔ مولانا نورانی نے قومی اور ملی تاریخ کے ہر اہم موڑ پر جاندار کردار ادا کیا۔ 1990ء میں جب امریکہ نے عراق کے خلاف جنگ کا آغاز کیا تو مولانا نورانی نے اس کی پرزور مذمت کی اور عراق کی حمایت کے لئے ان کی اپیل پر لاکھوں کارکنوں نے سڑکوں پر آکر امریکہ کے خلاف احتجاج کیا اور عراق کے لئے رضا کاروں کی بھرتی کی اپیل پر ایک لاکھ سے زیادہ لوگوں نے اپنے نام لکھوا دیئے۔ پھر جب 11 ستمبر 2001ء کو ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملوں کا ڈرامہ رچانے کے بعد امریکہ نے افغانستان پر آگ اور بارود کی بارش کردی تو مولانا نورانی نے امریکہ کی شدید مذمت کی اور ہر سطح پر امریکہ کے بائیکاٹ کی اپیل کر دی۔ اس موقع پر دفاع افغانستان و پاکستان کونسل تشکیل دی۔ جبکہ بعد میں اسی کونسل کی بنیاد پر پاکستان کی دینی سیاسی جماعتوں کے اتحاد متحدہ مجلس عمل کا قیام عمل میں آیا۔

Marfat.com

مولانا نورانی بلاشبہ ایک عالمی شہری تھے۔ ان کے والد اور ان کے اپنے مریدوں اور عقیدتمندوں کی طرف سے دنیا کے پانچوں براعظموں سے ہر وقت اتنے دعوت نامے آئے ہوتے تھے کہ ان کے لئے انتخاب کرنا مشکل ہوتا۔ مولانا جہاں جس شہر اور ملک کے دورے پر جاتے وہاں سے اکٹھے ہونے والے نذرانے اور چندے اسی ملک کے تدریسی اور تبلیغی مشن کے لئے وقف کر دیتے۔ مولانا کی تبلیغی، دینی اور علمی سرگرمیوں کا کسی ایک مضمون میں احاطہ کرنا کسی طرح بھی ممکن نہیں وہ ایک لونگ لیجنڈ "LIVING LEGEND" تھے۔ ان کی زندگی میں ہی پنجاب یونیورسٹی کے ایک پروفیسر مجیب احمد، مولانا شاہ احمد نورانی پر پی ایچ ڈی کر رہے تھے۔ انہوں نے قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد کے شعبہ تاریخ سے مولانا نورانی پر ڈاکٹریٹ کرنے کے لئے رجسٹریشن کرائی تھی۔ مولانا نورانی کے لئے اقتدار کی کرسی ہر دور میں حاضر رہی مگر انہوں نے کرسی پر بیٹھنے کی بجائے لوگوں کے دلوں میں رہنے کو ترجیح دی۔ قرآن پاک سے ان کی محبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود بچپن سے لے کر سفر آخرت پر روانہ ہونے تک انہوں نے ہر رمضان المبارک میں گذشتہ 66 برس سے نماز تراویح میں قرآن پاک سنایا اور زندگی کے آخری رمضان المبارک میں بھی یہ پاکیزہ معمول جاری رہا۔ مولانا، بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں ہدیہ سلام پیش کرتے تو ان کے لحن داؤدی کے سحر سے یوں معلوم ہوتا کہ فضا ساکت ہوگئی ہے زمین کی رفتار رک گئی ہے۔ مولانا کی اپنی آنکھیں بھی نمناک ہوتیں اور سامعین و حاضرین بھی وجد میں ہوتے۔ وہ رسول پاک ﷺ سے محبت کو زندگی کا سب سے بڑا سرمایہ قرار دیتے تھے۔ انہوں نے سادہ اور پاکیزہ زندگی گزاری۔ وہ جب دنیا سے رخصت ہوئے تو ان کی نماز جنازہ میں شرکت کرنے والے لاکھوں عقیدتمندوں کے لئے کراچی کی سڑکیں تنگ پڑ گئیں۔ ہر طرف سر ہی سر نظر آ رہے تھے۔

Marfat.com

انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آ رہا تھا۔ ہزاروں اور لاکھوں لوگ جنازے کے جلوس میں شدت غم سے رو رہے تھے۔ ہر شہری اس طرح سوگوار تھا جیسے اس کا کوئی بہت ہی قریبی عزیز دنیا سے رخصت ہو گیا۔ مقبولیت اور محبت کا یہ مقام ہر کسی کے نصیب میں کہاں؟ ہر زبان پر یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ کسی مبالغے کے بغیر یہ بات سچ ہے کہ مولانا نورانی کے اٹھ جانے سے جو خلا پیدا ہو گیا ہے وہ شاید کبھی پر نہ ہو سکے۔

نماز کون پڑھائے گا؟

تحریر محمد سہیل رحمان (روزنامہ اوصاف اسلام آباد)

اس خاکسار نے جب ہوش سنبھالا تو اپنے دادا کی نسبت سے آباد محلے کی مسجد میں ''ڈھوڈے استاذ'' کو نماز پڑھاتے دیکھا۔ (صوبہ سرحد کے جنوبی اضلاع میں امام مسجد کے لئے استاد ہی کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے) مرحوم ڈھوڈے استاد کو میں نے تیس سال پہلے سے دم رخصت تک سفید داڑھی کے ساتھ سفید لباس میں دیکھا۔ نہایت بردبار، ملنسار اور فقیر منش انسان تھے۔ حافظ قرآن نہیں تھے لیکن کثرت تلاوت سے قرآن سے ان کی شناسائی خط ہائے کف دست کی سی تھی۔ لڑکپن کی حدود میں قدم رکھا تو ان کے پاس بیٹھنے اور کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔ ان کے مقتدیوں میں سے بہت کم کو پتہ تھا کہ ڈھوڈے استاد عربی، پشتو اور فارسی کے علاوہ جرمن اور فرانسیسی بھی جانتے ہیں۔ جب تک وہ زندہ رہے تو پورا محلہ بلا تخصیص مسلک ان کے پیچھے نماز پڑھتا رہا۔ بریلوی نماز کے بعد لا الہ الا اللہ کا ورد کر لیتے تھے، دیوبندی خاموش رہتے تھے، شیعہ ہاتھ کھلے چھوڑ کر اور اہل حدیث ٹانگیں ذرا پھیلا کر نماز ادا کر لیتے تھے۔ سب کے دلوں میں ڈھوڈے استاد کا یکساں احترام تھا اور ان کی زندگی میں کسی کو بھی ان کی اہمیت کا احساس نہ ہوا نہ کسی کو یہ پتہ چلا کہ یہ فقیر اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ ہے

Marfat.com

اور اسی کے دم قدم سے محلہ بہت سے فیوض و برکات کا سزاوار ٹھہرا ہوا ہے۔ جب ڈھوڈے استاد کا انتقال ہوا تو پورے محلے کے عیوب پر سے جیسے چادر اتر گئی ہو۔ محلے کی مسجد میں پہلی مرتبہ تند و تیز اور تلخ بحث اس بات پر ہوئی کہ "نماز کون پڑھائے گا"۔ اس پہلے اختلاف پر ہی بہت سے لوگ اٹھ کر چلے گئے۔ وہ جو ہاتھ کھلے چھوڑ کر یا پاؤں زیادہ پھیلا کر محلے کی مسجد میں ایک جگہ نماز پڑھا کرتے تھے وہ بھی غائب ہو گئے اور پھر مسجد میں نظر نہ آئے محلے کی مسجد کا کنواں خشک ہو گیا اور محلے میں ایسے چہرے بھی نظر آنے لگے جنہیں شرفاء کے علاقوں میں دکھائی نہیں دینا چاہئے ڈھوڈے استاد کے بعد امام بدلتے رہے' مقتدیوں اور اماموں میں جھگڑے اور تنازعات بھی کھڑے ہوتے رہے اور مجھ جیسے بہت سے لوگ محلے کی مسجد سے یکسر دور ہو گئے عید کی نماز کی ادائیگی کے لئے دوسرے محلے کی مسجد کا رخ کرتے ہوئے ایک دوست نے بڑی حسرت سے کہا تھا "یار ہمیں پتہ نہیں تھا لیکن ڈھوڈے استاد نے مشرق اور مغرب کو ایک جگہ اکٹھا کر رکھا تھا" جمعرات کو مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم جب اس دار فانی سے کوچ کر گئے تو میں نے ایم ایم اے کے ایک سرکردہ رکن کو ان کے انتقال کی خبر سنائی' ہمارے وہ دوست چند لمحے خاموش رہے اور برسوں بعد میں نے وہی بات ایک مرتبہ پھر سنی جو ایک دوست نے ڈھوڈے استاد کی وفات پر کہی تھی' ہمارے ایم ایم اے کے دوست نے افسردگی سے کہا "نورانی صاحب نے مشرق اور مغرب کو ایک جگہ اکٹھا کر رکھا تھا' خدا خیر کرے۔"

مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم کا علم و فضل کسی حوالے یا تعارف کا کسی بھی دور میں محتاج نہیں رہا ہے درجن بھر زبانوں پر عبور ہی ایک ایسی بے مثال استعداد تھی کہ جو کسی عالم دین کو کم حاصل رہی ہے۔ سیاسی بصیرت اور دور اندیشی کے علاوہ اُن کی ملن ساری دھیما پن اور طبیعت میں عاجزی ایسی خوبیاں تھیں جن سے کبھی ڈکٹیٹر بھی انکار نہ کر سکے۔ یہ انہی کا

Marfat.com

خاصا تھا کہ تحریک پاکستان میں شرکت سے لے کر تادم مرگ ایک طاقتور اتحاد کے سربراہ ہو ... ہ کا ملاً غیر متنازعہ رہے کسی صحافی یا سیاستدان کو یہ موقع نہ ملا کہ وہ مولانا مرحوم کی طرف انگلی اٹھا کر کہے کہ "انہوں نے یہ کیا اور انہوں نے وہ کیا"۔

ایم ایم اے کی قیادت اب لاکھ کہتی رہے کہ مولانا مرحوم کی وفات عظیم قومی نقصان تو ضرور ہے لیکن ان کے جانے سے تحریک رکے گی اور نہ اتحاد پر اثر پڑے گا تو یہ منطق سے بہت زیادہ مطابقت اور قریب نہیں رکھتا۔ مولانا نورانی کی چادر اب ایم ایم اے پر سے اتر گئی ہے تو اب بہت سے عیوب اور خامیاں سامنے آئیں گی اور سب سے پہلے جو قضیہ کھڑا ہوگا وہ وہی ہوگا کہ امامت کون کریگا اور نماز کون پڑھائے گا اندرون خانہ ایم ایم اے کی قیادت آپس میں جس کھینچا تانی کا شکار تھی اسے متوازن بنانے کے لئے اب کون کردار ادا کرے گا؟ فوراً غصے سے سرخ ہو جانے والے قاضی حسین احمد کو اعتدال میں لانے اور اجلاس سے واک آؤٹ کے لئے اٹھ کھڑے ہونے والے حافظ حسین احمد کا نرمی سے ہاتھ پکڑ لینے والا اب کوئی شاہ احمد نورانی موجود نہیں ہے۔

نوابزادہ نصر اللہ کی وفات سے اے آر ڈی بے سہارا ہوگئی تھی اور اب مولانا کے انتقال سے ایم ایم اے یتیم ہوگئی ہے اپنے کردار اور خلوص سے رسی کو لوہے کی زنجیر بنانے والے دو عظیم رہبر یکے بعد دیگرے ہمیشہ کے لئے چلے گئے ان کے متبادل ڈھونڈنے کے لئے جب آج اپنے رہبروں کے "ہجوم" پر ایک نظر دوڑائی تو پتہ چلا کہ ہر طرف راکھ ہی راکھ ہے جس میں کسی چنگاری کا نام ونشان بھی نہیں۔

Marfat.com

گھٹ گئے انسان بڑھ گئے سائے

تحریر سید سبط الحسن ضیغم (روزنامہ نوائے وقت لاہور)

اصول فطرت ہے کہ ہر چیز فانی اور موت برحق ہے۔ دنیا میں ہر تخلیق کا مقصد فنا ہے لیکن ہر مرحوم کے اچھے یا برے کام اپنے حدود اربعہ میں عظمت یا عبرت کے نشان کے طور پر زندہ رہتے ہیں۔ یہی فطری عمل ابدالاباد سے جاری وساری ہے اور یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا۔ قیام پاکستان کے بعد وہ نسل آہستہ آہستہ ختم ہوتی جارہی ہے جو اگست 1947ء سے پہلے دنیا میں آچکی تھی بلکہ بعد میں پیدا ہونے والے بھی اس دنیائے فانی سے سفر آخرت پر اپنی جزاوسزا کے لئے روانہ ہوتے رہتے ہیں۔

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی علامہ حافظ کفایت حسین' سید عطا اللہ شاہ بخاری' مولانا سید داؤد غزنوی' مولانا محمد اسمٰعیل سلفی (گوجرانوالہ) صاحبزادہ سید فیض الحسن (آلومہار شریف) سید اظہر حسین زیدی مولانا غلام غوث ہزاروی' مفتی جعفر حسین (گوجرانوالہ) علامہ رشید ترابی' ان اکابر علماء کی مسند پر فائز المرام تھے کہ انہوں نے اپنی پوری زندگی رشد و ہدایت میں گزاری اور اپنی ذمہ داری نبھانے میں کوتاہی سے بچنے کی مقدور بھر کوشش کرتے ہوئے اپنے خالق حقیقی کے حضور جا حاضر ہوئے۔ مولانا حافظ قاری شاہ احمد نورانی صدیقی ایسے بزرگان قوم وملت میں اپنی روشن فکری اور دین محمدیؐ سے متمسک ہونے کی وجہ سے شامل تھے جو یکم اپریل 1926ء میں میرٹھ ایسے مردم خیز خطہ میں پیدا ہوئے جو غلام مصطفیٰ شیفتہ اور محمد اسماعیل میرٹھی ہی کی جنم بھومی نہیں بلکہ 1957ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے خلاف وہیں پرچم حریت بلند کیا گیا جس نے پورے متحدہ ہندوستان میں آزادی کی جوت کو روشن کیا اور 11 دسمبر 2003ء میں اسلام آباد میں وفات پائی اور

Marfat.com

کراچی میں دفن ہوئے جہاں قائداعظم نے دفن ہو کر اس ساحلی دھرتی کو عظمت بخشی اور اس دھرتی کو مقدس و محترم بنا دیا اور وہیں مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح نے اسی شہرت سے جمہوریت کا پرچم بلند کر کے آمریت کے خلاف جہاد کرنے کی راہ دکھائی۔ یوپی میں صدیقیوں نے کئی بستیاں آباد کیں۔ میرٹھ کو ان کے والد گرامی مرحوم اور مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم کی جنم بھومی ہونے کا فخر حاصل ہے کیونکہ ان کا خاندان میرٹھ میں آبسا تھا۔

رائج تعلیم کے ساتھ ساتھ انہوں نے درس نظامی میں بھی دستار فضیلت حاصل کی۔ مسلم لوئر مڈل کلاس کے فرزند ہونے کی صورت میں اس قافلہ میں شرکت کی جو متحدہ ہندوستان میں ہندو سے ''وکھری'' شناخت رکھنے کا مدعی تھا۔ چنانچہ رامپور (یوپی) سے طبع ہونے والے ''دبدبہ سکندری'' نمبر 1 جلد 84 مجریہ 17 دسمبر 1945ء کے شمارہ کے مطابق 21 تا 25 نومبر 1945ء کو خانقاہ رشیدہ کے مطابق وسیع ہال کے اس اجلاس میں مولانا حافظ قاری احمد نورانی میرٹھی نے بھی شرکت کی۔ جو یوپی کے ایک ضلعی ہیڈکوارٹر مین پوری میں ہوا۔ اس اجلاس میں شرکت کر کے اسے مضبوط مسلم سیاسی جماعت بنانے میں مشورہ دینے کے ساتھ ہی وضاحت کی گئی کہ کانگرس ایک مسلم کش جماعت ہے اور مسلم کشی کے سوا اس کا (کانگرس) کوئی مقصد نہیں تھا اور نہ ہے۔ وہ مسلم کش ہندوؤں کی نمائندہ ہے۔ اس کا چند مسلم نما اشخاص کو خرید کر یہ دعویٰ کرنا کہ وہ مسلمانوں کی نمائندہ ہے غلط ہے۔ مسلمان ان میں سے کسی کے ساتھ تعاون نہ کریں اور کانگریسی چالوں سے ہوشیار رہیں اور کانگریسی امیدوار کو ووٹ دے کر کانگریسی کی مراد کو پورا نہ کریں۔

یہ اجلاس قومی اور صنعتی حیثیت سے جماعت بندیوں کو اسلامی اتحاد کے لئے مضر اور خود ان اقوام کے لئے غیر معینہ سمجھتا ہے۔ اور استدعا کرتا ہے کہ وہ دینی اتحاد کو اپنا نصب العین بنائیں اور اس قسم کے تفرقوں سے اپنی طاقتوں کو کمزور نہ بنائیں...... ہم میں ہر ایک

Marfat.com

دوسرے کا بھائی ہے۔اس دینی محبت کو ترقی دیں اور فرقہ بندی اور انتشار پیدا کرنے والی جماعت بندیوں سے اپنے آپ کو علیحدہ رکھ کر اپنے وجود کو پنجہ ظلم کا شکار نہ بنائیں۔

3- ضلع مین پوری کا یہ عظیم الشان اجلاس طے کرتا ہے کہ فلسطین میں یہودیوں کا داخلہ اور ان کی حمایت اس جلسہ عام کی نظر میں ناحق اور عربوں کے ساتھ بے انصافی ہے۔ مسلمانان ہند، یہودیوں کے داخلہ فلسطین سے اس قدر رنج اور تکلیف محسوس کر رہے ہیں جس سے فلسطینی عرب دوچار ہو رہے ہیں۔حکومت برطانیہ کو عربوں کی پوری حمایت کرنا چاہئے اور ان کے حقوق کی نگہداشت اور یہودیوں کے دخل بیجا کو روکنے کے لئے موثر اور کارآمد تدابیر عمل میں لانا لازم ہیں۔(اس سلسلہ میں) امریکہ نے جو پالیسی اختیار کی ہے نہایت مذموم ہے۔ہم اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے ہیں اور حکومت برطانیہ سے اس کے ناکام بنانے کی مساعی عمل میں لانے کا مطالبہ کرتے ہیں۔"(ص 93 پاکستان بنانے والے علماء و مشائخ مولف مولانا محمد جلال الدین قادری دوسرا ایڈیشن، لاہور 1996ء)

انیس سال کی عمر مذکورہ بالا اجلاس میں ایک نوخیز عالم دین کے طور پر شرکت کرنے والے اس حافظ وقاری نے اجلاس میں منظور کی جانے والی قراردادوں کو اپنے نہاں خانہ ذہن کا حصہ بنالیا اور جیون بھر اس ڈگر پر چل کر زندگی گزاردی اور تعلمی استعداد میں بھی اضافہ کرتے رہے اور ہفت لسان بن گئے۔

نورانی میاں اپنے خاندان کے ہمراہ میرٹھ سے ہجرت کر کے کراچی میں آ مقیم ہوئے اور 5 نومبر 1945ء سے جو بات پلے باندھی تھی اسے مضبوطی سے تھامے رکھا اور اپنے والد گرامی قدر کی پیروی کے ساتھ ملکی اور سیاسی زندگی سے متمسک رہے۔چنانچہ مولانا عبدالحامد بدایونی کی رہنمائی میں اپنا سیاسی سفر بھی جاری رکھا اور ان کے نائب اور سیکرٹری کی

Marfat.com

حیثیت سے اپنے مقام و مرتبہ کو بلند کرنے میں مصروف رہے۔ سوویت یونین اور عوامی جمہوریہ چین کے دورہ پر مولانا عبدالحامد بدایونی کی قیادت میں علما کا ایک وفد گیا جس میں سیکرٹری کی ذمہ داری اپنی خوردسالی کے باوجود نورانی میاں نے خوش اسلوبی سے نبھائی اور ہر مقام پر مولانا عبدالحامد بدایونی مرحوم کے ترجمان کی حیثیت سے سوویت یونین اور عوامی جمہوریہ چین کے اکابرین سے بات چیت کی کیونکہ وفد کے سربراہ بدایونی صاحب مرحوم عربی، فارسی میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ انگریزی زبان میں بات چیت کرنے سے قاصر تھے۔ ترجمانی کے فرائض نورانی نے خوش اسلوبی سے پورے کئے۔ بدایونی مرحوم نے اس دورہ کے بارے میں دو وقیع سفرنامے بھی رقم کئے اور وہی لکھا جو وہاں دیکھا اور محسوس کیا تھا۔ حالانکہ امریکیوں نے لکھے ہوئے مسودات کے ساتھ ساتھ خطیر رقم کی بھی پیشکش کی مگر مولانا بدایونی مرحوم نے بھی اور نورانی مرحوم نے بھی اس پیشکش کو ٹھکرا دیا اور ان کے ہم سفر دو شرطوں نے حکومت اور امریکہ صوابدید کے مطابق جب الٹے سیدھے بیان دیے تو دونوں مقتدر عالموں نے ان کے بیانات کو بے معنی اور من گھڑت قرار دے کر ان کے غباروں سے ہوا نکال دی۔ مولانا بدایونی کو مسلم لیگی ہونے کی وجہ سے حکومت کا غیر معمولی قرب حاصل تھا مگر مولانا شاہ احمد نورانی اپنے سیاسی استاد اور مربی مولانا بدایونی کے اس سلسلہ میں ہم نوا نہ بن سکے اور اس سلسلہ میں وہ اپنے موقف پر قائم رہے۔

نورانی میاں پیرزادہ بھی تھے کیونکہ مولانا عبدالعلیم صدیقی جیسے صاحب رشد و ہدایت کی مسند پر فائز شخصیت کے فرزند اور گدی نشین بھی تھے لیکن پیرزادوں کی طرح ان کے ہاں نہ تجوری تھی نہ کوئی آہنی سیف جس میں حاصل کی ہوئی ''فتوح'' رکھ سکیں۔ اور جو روپیہ اور نیاز فتوح کے طور پر حاصل کرتے رہے اسے مسلکی تبلیغ پر خرچ کرتے۔ یہاں تک کہ نہ پیراں عظام اور نہ ہی سیاسی لٹیرہ شاہی کی ان پر پرچھائیاں سایہ فگن ہو سکیں۔ ایک

Marfat.com

فلیٹ میں کرایہ دار کے طور پر مقیم رہے تا آنکہ ان کے سسر مقیم سعودی عرب نے اپنی بیٹی کے لئے جو ترکہ چھوڑا اس سے زندگی کے آخری ایام میں اپنی رہائش گاہ تعمیر کی۔ وہ اعلیٰ پایہ کے قاری اور بہترین خطیب تھے جو کئی زبانوں میں بات کرنے کی اہلیت سے کماحقہ بہرہ ور تھے۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ مولانا مرحوم 65-1964ء میں ہونے والی ایوبی آمریت کے خلاف جنگ جمہوریت میں نظر نہیں آتے مگر اس سلسلہ میں بعد میں چلنے والے ہر جمہوری قافلہ میں ہر اول دستہ میں موجود رہے ہیں۔ مجلس عمل کے نام سے بننے والے اتحاد کی روح بھی تھے اور بانی بھی اور محرک بھی اور ایسا محسوس ہوتا ہے۔ اےپن پوری کانفرنس میں جو قراردادیں منظور کی گئیں۔ مولانا لمحہ موجود میں ان میں رنگ بھرے ہوئے مالک حقیقی سے جا ملے۔ رشد و ہدایت کے حوالے سے ایشیا' افریقہ اور یورپ کے کئی ممالک میں ان کے عقیدت مند موجود ہیں۔ نورانی میاں پیر مہر علی شاہ چشتی مرحوم گولڑوی کے بعد شاید دوسری شخصیت تھے جنہیں ابن عربی کی مفوص الحکم اور فتوحات مکیہ کے تمام پہلوؤں پر عبور حاصل تھا۔ اور اس لحاظ سے ابن عربی تصوف کی ادق دنیا کے فکری رہنما ہیں اور نورانی میاں ان پر دل کھول کر بات کر سکتے تھے۔ انہوں نے اپنی قرأت کا لوہا بھی منوایا مگر ان کے اصل جوہر قومی سیاست میں کھلے جب یحییٰ خان نے الیکشن کرائے۔ انتخاب جیتنے والوں میں نورانی میاں بھی شامل تھے۔

اس وقت یحییٰ خان' مجیب الرحمٰن' ذوالفقار علی بھٹو اور امریکہ کا سیاسی محور ایک ہی تھا کہ مشرقی پاکستان کو الگ کر کے بھارت کو بالادستی بخشی جائے مگر جو لوگ اس راہ میں مزاحم ہوئے ان میں نورانی میاں بھی شامل تھے اور مشرقی اور مغربی پاکستان کو متحد رکھنے کے لئے

Marfat.com

ہر حکومتی اور سیاسی سازش کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ **1972**ء میں بننے والی پارلیمنٹ میں اپنی تقریروں، مشوروں اپنے کردار کی پختگی سے اپنے رویہ میں کوئی کمزوری نہ آنے دی۔ نہ منفعت اٹھانے والوں میں شامل ہوئے اور نہ ہی انہیں خوفزدہ کیا جا سکا۔ تقریر میں شائستگی بدرجہ اتم موجود تھی۔ بھٹو آمریت کے خلاف چلنے والی تحریک میں ان کی پبلک جلسوں میں تقریریں مختصر ہونے کے باوجود موثر اور مدلل ہوتیں۔ **1970**ء میں امریکی سفیر فارلینڈ کی گاڑی پر بیٹھنے سے انکار کیا اور ضیا الحق کی چیرہ دستیوں کا شکار بھی نہ ہوئے۔ تیس سال کے عرصہ سے حزب اختلاف کی سیاست میں ہراول میں رہے۔ مجلس عمل بنانے والوں میں ان کی کوششیں بارآور ہوئیں۔

پاکستان کے بیشتر علماء کے غیر ملکی مسلم حکمرانوں سے گہرے مراسم رہے ہیں اور وہ مالی طور پر ان سے متمتع بھی رہے۔ مگر نورانی صاحب کے صدام سے لے کے معمر قذافی تک سے بھی سلام دعا رہی ہے۔ کیونکہ نورانی صاحب ان حکمرانوں سے ان کی زبان میں فصاحت و بلاغت سے بات کرتے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے ہر میدان میں اپنی انفرادیت قائم رکھی۔ اللہ تعالیٰ اور حضور سرور کائنات ﷺ سے بھرپور عقیدت نے انہیں اس قدر متوکل بنا دیا تھا کہ برے سے برے حالات میں بھی انہوں نے کسی باڈی گاڈ کا سہارا نہ لیا۔ اس قد' کاٹھ کے رہنما کی وفات سے پیدا ہونے والا خلا غیر معمولی ضرور ہے لیکن قدرت کا یہ اصول اٹل ہے کہ ہر تخلیق کا انت فنا ہے۔ یہی اصول چلتا ہے۔ نورانی میاں بھی اسی راہ سے گزرے۔ بڑوں کی موت چھوٹوں کو بڑا کر کے خلا پورا کر دیتی ہے۔ خدا کرے کہ ان کی وفات سے جنم لینے والی کمی اچھے انداز میں پوری ہو۔ آمین

Marfat.com

مولانا شاہ احمد نورانی اور جماعت اسلامی

تحریر حافظ محمد ادریس (روزنامہ خبریں لاہور)

11 دسمبر 2003ء کو صبح کے وقت اسلام آباد میں حرکت قلب بند ہو جانے سے عالم اسلام کے عظیم مبلغ، پاکستان کے معروف سیاسی رہنما اور ایم ایم اے کے سربراہ سینیٹر مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی دار فانی سے کوچ کر کے عالم جاودانی کو سدھار گئے۔ مولانا نورانی کی عمر وفات کے وقت تقریباً 78 برس تھی۔ وہ 1926ء میں انڈیا کے مشہور شہر میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ مولانا کا خاندان وہاں کے علمی اور دینی گھرانوں میں سے ایک معروف ترین گھرانہ تھا۔ مولانا کے بزرگوں میں سے آپ کے والد شاہ عبدالعلیم صدیقی اور دادا شاہ عبدالحکیم صدیقی اپنے وقت کے جید علماء اور مبلغ تھے۔ حضرت شاہ عبدالحکیم بریلوی مکتب فکر کے علماء میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ انہیں مرجع عام کی حیثیت حاصل تھی۔ وہ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے حلقہ ارادت وعقیدت کے مشہور دینی رہنما اور حضرت کے خلیفہ مجاز تھے۔ اردو زبان کے مایہ ناز شاعر اسماعیل مرتھی مرحوم مولانا نورانی کے دادا کے بھائی تھے۔

مولانا نے بچپن میں قرآن پاک حفظ کرلیا تھا۔ ایک سفر کے دوران مولانا نے اپنے خاندانی پس منظر کا تعارف کروایا تو اس میں تحدث نعمت کے طور پر فرمانے لگے "اس فقیر کو اللہ جل جلالہ نے 9 سال کی عمر میں قرآن مجید فرقان حمید اپنے سینے میں محفوظ کرنے کی سعادت نصیب فرمائی۔" واضح رہے کہ مولانا ماہ رمضان میں ہر سال باقاعدگی سے تراویح میں قرآن مجید سنایا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ نوافل میں بھی ایک یا دو قرآن مجید کی تلاوت ختم کرلیا کرتے تھے۔ جہاں یہ ایک بہت بڑا اعزاز ہے وہاں مولانا کے عزم وہمت کا

Marfat.com

مظہر بھی ہے۔

مولانا کا نام یحییٰ خان کے مارشل لاء اور اس دوران 1970ء کے انتخابات عام میں ملکی و قومی سطح پر متعارف ہوا۔ اس زمانے میں جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ پیر قمر الدین سیالوی مرحوم تھے' جبکہ مولانا نورانی اپنی شیریں بیانی' وسیع مطالعے اور سیاسی بصیرت کی وجہ سے اس جماعت کے روح رواں اور بریلوی مکتب فکر کے ہر دلعزیز خطیب تھے۔ اسی دور میں نورانی صاحب پاکستان سے باہر خاصے معروف ہو چکے تھے' کیونکہ اپنے والد گرامی قدر کی وفات کے بعد ان کے مریدوں سے رابطہ اور تبلیغ اسلام کا کام انہوں نے سنبھال لیا تھا۔ ان کے بہنوئی مولانا فضل الرحمان کی بھی بیرونی ملکوں میں خاصی خدمات تھیں۔

مولانا سے میری پہلی ملاقات اسلام آباد میں اس وقت ہوئی جب مسٹر بھٹو کی حکومت میں اپوزیشن پارٹیوں کے ارکان اسمبلی دستور کی تشکیل میں اکثریتی پارٹی کے ساتھ سیاسی و دینی پنجہ آزمائی کر رہے تھے۔ صاحبزادہ مفتی اللہ مرحوم' پروفیسر غفور احمد اور محمود اعظم فاروقی مرحوم قومی اسمبلی میں جماعت اسلامی کی نمائندگی کرتے تھے۔ ڈاکٹر نذیر احمد شہید ہو چکے تھے۔ مولانا ظفر احمد انصاری مرحوم کراچی سے آزاد رکن کے طور پر منتخب ہوئے تھے۔ اس زمانے میں پاسپورٹ بنوانے کے لئے ارکان اسمبلی سے تصدیق کروانا پڑتی تھی۔ میں پروفیسر غفور احمد کی تلاش میں اسمبلی ہال پہنچا۔ حسن اتفاق سے میری ملاقات جاتے ہی مولانا ظفر احمد انصاری ایم این اے سے ہوگئی۔ ان سے پہلے بھی تعارف تھا۔ انہوں نے میرے پاسپورٹ فارم پر دستخط کئے اور وہاں پر موجود مولانا شاہ احمد نورانی صاحب سے بھی میرا تعارف کروایا۔ مولانا نورانی مرحوم کی فراست اور شستہ اردو طرز متکلم سے بہت محظوظ ہوا۔ تاہم یہ ملاقات نہایت مختصر' چند تعارفی جملوں اور علیک سلیک تک ہی محدود رہی۔

کراچی میں ایم کیو ایم کے ابھرنے سے قبل لوگ ہمیشہ مذہبی جماعتوں اور دینی

Marfat.com

شخصیات ہی کو انتخابات میں ووٹ دیا کرتے تھے۔ 1970ء کے انتخابات میں بدقسمتی سے کراچی کی دو بڑی مذہبی اور دینی جماعتیں آپس میں افہام وتفہیم نہ کرسکیں اور ایک دوسرے کے مدمقابل الیکشن لڑا۔ نتیجتاً جماعت اسلامی دو نشستوں اور جمعیت علماء پاکستان بھی دو نشستوں پر جیت سکی اور ایک نشست جماعت اسلامی کی حمایت سے معروف اسلامی شخصیت اور تحریک پاکستان کے رہنما مولانا ظفر احمد انصاری نے بطور آزاد امیدوار کے جیتی۔ 70ء کے انتخابات کراچی میں اصل مقابلہ دینی قوتوں کے درمیان ہی ہوا تھا۔ اس وجہ سے جماعت اسلامی اور جے یو پی کے درمیان تلخیاں اور شکایات پیدا ہوئیں' جو بڑھتے بڑھتے اختلافات اور نفرتوں میں بدل گئیں۔ اس صورتحال میں نشیب وفراز آتے رہتے تھے۔

ذوالفقار علی بھٹو کی آمرانہ پالیسیوں کے خلاف پارلیمنٹ میں اپوزیشن پارٹیوں نے اپنی قلیل تعداد کے باوجود متحدہ محاذ بنایا' جس نے کئی کامیابیاں حاصل کیں۔ اس عرصے میں باہمی افہام وتفہیم کی فضا پیدا ہوئی اور 73ء کے متفقہ دستور نیز قادیانیوں کے خلاف تحریک ختم نبوت اور پھر دستور میں چوتھی ترمیم کے نتیجے میں قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت قرار پانے کے واقعات ہماری تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہیں گے۔ یہ آج بھی سیاسی جدوجہد میں بہت اہم سنگ میل ہیں۔ بعدازاں تحریک نظام مصطفیٰ اور پاکستان قومی اتحاد کی تشکیل بھی بڑی اہمیت کے حامل واقعات میں شمار ہوتی ہے۔ ان سب میں مولانا نورانی کا کردار ناقابل فراموش ہے۔

پاکستان قومی اتحاد کی تشکیل سے قبل ایک دفعہ مولانا شاہ احمد نورانی افریقی ممالک کے دورے پر تھے۔ یہ غالباً 1975ء کے آخر یا 76ء کے آغاز کی بات ہے۔ مولانا اس سے قبل افریقہ کے کئی دورے کرچکے تھے۔ ان کے اس دورے کے وقت راقم الحروف

Marfat.com

نیروبی (کینیا) میں بطور ڈائریکٹر اسلامک فاؤنڈیشن مقیم تھا۔ مولانا نورانی مرحوم کے ساتھ اس دورے میں مولانا عبدالستار نیازی مرحوم اور شاہ فرید الحق دامت برکاتہ بھی تھے۔ اسلامک فاؤنڈیشن نیروبی نے اس دور میں سواحلی میں قرآن مجید کا ترجمہ کروایا' جو طبع ہوا اور خاصا مقبول ہوا۔ اس ترجمے سے قادیانیوں کا گمراہ کن ترجمہ اپنی موت آپ مر گیا۔ ہم نے اسلامک فاؤنڈیشن کا ایک وفد تشکیل دیا' جس نے مولانا نورانی سے ملاقات کی۔ مولانا اس وقت جے یو پی کے صدر بن چکے تھے۔ وہ اپنے رفقاء سمیت اپنے مرید خاص حاجی ابراہیم سنار کے گھر ٹھہرے ہوئے تھے۔ ہمارے وفد نے مولانا اور ان کے ساتھیوں کی خدمت میں سواحلی کا ترجمہ قرآن پیش کیا۔ مولانا نے اس کاوش کو سراہا' مگر ساتھ ہی دبے لفظوں میں جماعت اسلامی پاکستان کا شکوہ بھی کیا۔

77ء میں قومی اتحاد کے جھنڈے اور انتخابی نشان کے تحت انتخابات میں حصہ لینے اور پھر مسٹر بھٹو کے خلاف صبر آزما تحریک چلانے کے باوجود دونوں جماعتیں باہم شیر و شکر نہ ہو سکیں۔ یہ تاریخ کا حصہ ہے' جس کا مطالعہ سبق آموز ہے۔ گزشتہ دہائی کے آغاز سے مولانا شاہ احمد نورانی اور جناب قاضی حسین احمد کی کاوش سے تمام دینی جماعتوں کے درمیان برادرانہ تعلقات استوار ہوئے اور ایم ایم اے کی موجودہ پوری قیادت محبت' اخلاص' احترام اور ہم آہنگی کے لازوال جذبوں سے سرشار ہو کر میدان میں اتری۔

جنرل ضیاء الحق نے اپنے دور حکومت میں ملک کے اندر فرقہ واریت اور علیحدگی پسند تنظیموں کو بھی بڑھاوا دیا۔ اس دور میں کراچی مذکورہ بالا ان دونوں دینی قوتوں کے ہاتھ سے نکل گیا' جبکہ پورے ملک میں شیعہ سنی جھگڑے نے ہر مخلص مسلمان کو پریشان کر دیا۔ اس دور میں کئی مذہبی شخصیات نے ان مذہبی تفرقوں کے خلاف قوم کو متحد کرنے کی کوششیں کیں' مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ بہرحال جس شخص نے بھی اس سلسلے میں کوئی آواز بلند کی یا

Marfat.com

قدم اٹھایا' اس کا اجر ضائع نہیں ہوگا' وہ یقیناً اللہ کے ہاں ماجور ہوں گے۔

امیر جماعت اسلامی پاکستان قاضی حسین احمد نے تمام دینی شخصیات سے اس عرصے میں خصوصی روابط قائم رکھے اور ان تھک محنت اور عزم صمیم کے ساتھ اتحاد کی فضا قائم کرنے میں شب و روز لگے رہے۔ شاہ صاحب مرحوم نے اس کام میں قاضی صاحب کو ہمیشہ اپنے تعاون کا یقین دلایا۔ ملی یکجہتی کونسل کے نام سے فرقہ واریت کے خاتمے کیلئے تمام مذہبی جماعتوں کا ایک اتحاد گزشتہ صدی کے آخری عشرے میں وجود میں آیا' جس کی نوعیت غیر سیاسی تھی۔ تمام مذہبی شخصیات کے درمیان مولانا شاہ احمد نورانی اپنے علم' قابلیت' بزرگی اور تجربے کے لحاظ سے نمایاں ترین شخصیت کے حامل تھے۔ ملی یکجہتی کونسل کی سربراہی کے لئے شیعہ' سنی' بریلوی' دیوبندی' حنفی و سلفی سب مکاتب فکر نے خوش دلی کے ساتھ مولانا نورانی کے نام پر اتفاق کیا۔ انہوں نے اس کونسل کی قیادت کا حق ادا کیا۔ گرم بحثوں اور اشتعال انگیز حالات میں بھی اجلاس کو پیار و محبت اور تحمل و ہمت کے ساتھ کنٹرول کرنا انہی کا کمال تھا۔

ملکی انتخابات میں دینی قوتوں کو آپس میں متحدہ کرنے کی ضرورت کا ہر شخص ہمیشہ قائل رہا ہے۔ اس قصد کے لئے بھی قاضی حسین احمد نے پیش قدمی کی اور 26 جون 2001ء کو اسلام آباد میں اپنی رہائش گاہ پر چھ دینی جماعتوں کو دعوت دی۔ اس اجلاس میں مولانا فضل الرحمان' مولانا سمیع الحق' مولانا شاہ احمد نورانی' پروفیسر ساجد میر' علامہ سید ساجد علی نقوی اور قاضی حسین احمد نے شرکت کی۔ ایک مشترکہ اعلامیہ ترتیب دیا گیا' جس پر چھ رہنماؤں نے دستخط کئے۔ اس اتحاد کی سربراہی کے لئے بھی قرعہ فال مولانا نورانی کے نام نکلا اور ان کو چھ جماعتوں نے متفقہ طور پر اس اتحاد کا صدر منتخب کیا۔ مولانا اپنی وفات تک اس منصب پر فائز رہے۔

Marfat.com

مولانا نورانی ایک عالم ربانی، زاہد و عابد شب زندہ دار، خرافات سے متنفر اور قرآن وسنت کے پابند تھے۔ ان کی زندگی نفاست کا نمونہ ہونے کے ساتھ سادگی کی بھی مثال تھی۔ وہ انتہائی ملنسار، خلیق اور ہمدرد انسان تھے۔ اپنے علمی وسیاسی مقام کے باوجود ان کے اندر تواضع اور انکسار اس حد تک تھا کہ کسی کو اپنا جوتا نہ اٹھانے دیتے تھے۔ ہاں جن عقیدت مندوں سے بہت زیادہ بے تکلفی تھی، ان کو یہ موقع کبھی کبھار مل جایا کرتا تھا۔ مولانا کی غذا بھی نہایت سادہ ہوتی تھی۔ انہیں بارہا اجلاسوں میں اور ملاقاتوں کے دوران دستر خوان پر دیکھا۔ وہ مرغن غذاؤں سے دور بھاگتے تھے۔ دال، سبزی اور سلاد ان کا من بھاتا کھاجا تھا۔ پان مولانا کی پہچان تھی۔ اپنے ساتھیوں کو بھی بڑی محبت سے پان پیش کرتے تھے۔ ہمیں پان سے کبھی رغبت اور دلچسپی نہیں رہی، البتہ مولانا کے پان دان سے الائچی لے لیا کرتے تھے۔

اللہ والوں کی صفات بیان کرنے اور تصوف کی باریکیاں جاننے والے قلت منام، قلت طعام اور قلت کلام کا تذکرہ اکثر کرتے ہیں۔ مولانا قلت طعام اور قلت منام پر کاربند تھے، مگر کلام کا حق حسب ضرورت خوب ادا کرتے تھے۔ طویل وقت تک یوں بے تکان بولتے چلے جاتے کہ نہ خود تھکتے، نہ سامعین کو بوریت کا احساس ہوتا۔ ان کا انداز گفتگو بڑا عالمانہ، ادیبانہ، شیریں، دھیما اور زیروبم کی دلچسپ کیفیات سے مالا مال ہوا کرتا تھا۔ اشعار بھی خوب استعمال کرتے تھے۔ عوامی جلسوں میں ان کی شعلہ نوائی سے عوام خوب محظوظ ہوتے تھے۔

ملی یکجہتی کونسل اور متحدہ مجلس عمل کی صدارت ایک بڑا چیلنج اور صبر آزما کام تھا۔ کونسل میں بسا اوقات اس قدر گرما گرم بحث ہوتی اور ماحول میں اتنا تناؤ پیدا ہو جاتا تھا کہ کونسل کے وجود ہی کے لالے پڑ جاتے تھے، مگر مولانا نورانی مرحوم حکیمانہ دانش وبینش اور

Marfat.com

محبت بھرے انداز میں حالات پر قابو پالیا کرتے تھے۔ متحدہ مجلس عمل ایک سیاسی اتحاد ہے اور انتخابات میں سیٹوں کی تقسیم بڑا مشکل مرحلہ تھا۔ کئی مواقع پر اجلاسوں میں یہاں بھی بحث وتکرار شدید اختلافات کی صورت اختیار کرلیتی اور اشتعال انگیز ماحول پیدا ہو جاتا تھا۔ ایسے ہر موقع پر صدر مجلس سب کے جذبات ٹھنڈے کرتے اور کوئی قابل عمل حل تجویز ہو جاتا تھا۔ انتخابات کے بعد مختلف موقع پر مختلف ذمہ داریوں اور مناصب کے حوالے سے بھی مولانا مرحوم کی حکمت و دانش نے مشکل گتھیاں سلجھانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ حق تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ وہ بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ ان کی وفات سے ایک خلا پیدا ہو گیا ہے' جسے اللہ تعالیٰ ہی پر کرسکتا ہے۔

مولانا نورانی مرحوم نے ساری زندگی جدوجہد میں گزاری۔ سیاست میں ان کا کردار بے داغ اور اجلا تھا۔ انہوں نے نظام مصطفیٰ کے قیام اور آمریت کے مقابلے پر جدوجہد میں ہمیشہ جرات واستقامت کا مظاہرہ کیا۔ وہ ایسے کمانڈر تھے' جس نے ایک لمحہ بھی محاذ سے دوری اختیار نہیں کی۔ ان کو بلاوا آیا تو اس وقت بھی وہ اپنے محاذ پر تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

Marfat.com

سر راہے

تحریر پروفیسر محمد سلیم (روزنامہ نوائے وقت ملتان)

ابھی بابائے جمہوریت نوابزادہ نصر اللہ خاں کی رحلت کا زخم مندمل نہیں ہوا تھا کہ قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی بھی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ اسلام آباد میں اپنی اقامت گاہ پر وضو کے لئے غسلخانے گئے کہ ان پر دل کا دورہ پڑ گیا اور گھر سے ہسپتال کے راستے میں ہی وہ اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر کے ملت کو سوگوار چھوڑ گئے۔ بابائے جمہوریت اگر اپنے حقے کی وجہ سے مشہور تھے تو مولانا نورانی پر پان کھانا ختم تھا۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ دونوں کی وفات اسلام آباد میں ہوئی اور دونوں میڈیکل ایڈ ملنے سے پہلے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اس کے علاوہ دونوں عارضہ قلب میں مبتلا تھے اور دونوں نے بائی پاس کرار کھا تھا۔ بابائے جمہوریت نے پیس میکر بھی لگوا رکھا تھا لیکن جب وقت آیا تو یہ پیس میکر بھی کچھ نہ کر سکا۔ کہا جاتا ہے کہ مولانا نورانی نے کراچی میں ساری عمر کرائے کے مکان میں گزار دی اور آخری دنوں میں اہلیہ کے اصرار پر جب نیا گھر بنوایا تو اس میں زیادہ عرصہ رہنا نصیب نہ ہوا۔ مولانا شاہ احمد نورانی دینی اور سیاسی کاموں کے علاوہ قیمتی پتھروں کا وسیع کاروبار بھی کرتے تھے اور بڑے جوہر شناس تھے۔ انہوں نے پارلیمنٹ ہاؤس میں واقع ڈسپنسری سے کبھی دوائیں نہ لیں اور نہ کبھی اپنا میڈیکل بل سیکرٹریٹ سے وصول کیا۔ اسلام آباد میں مولانا نورانی اپنے ایک عزیز کے ہاں قیام کرتے تھے اور انہی کی ایک چھوٹی سی گاڑی پر پارلیمنٹ آتے جاتے تھے۔ اس طرح مولانا نے اپنی ذات کے لئے حکومت سے کبھی کچھ حاصل نہ کیا اور جو مراعات انہیں قانونی طور پر حاصل تھیں ان سے بھی فائدہ نہ اٹھایا۔ اس طرح کے لوگ کہاں چلیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ بخشے اور ملت کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

Marfat.com

مولانا نورانی کی رحلت

مذہبی سیاست کا ایک باب بند ہو گیا

آصف مالک (روز نامہ ایکسپریس لاہور)

اسلام آباد میں متحدہ مجلس عمل اور حکومت کے درمیان سمجھوتے کا ایشو اپنی انتہا پر تھا کہ مولانا شاہ احمد نورانی کی اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کے باعث رحلت ملکی سیاست کا ایک عجیب ٹرننگ پوائنٹ بن گئی۔ 77 سالہ نورانی میاں پیرانہ سالی میں بھی انتہائی فعال تھے اور ایک پریس کانفرنس سے خطاب کی تیاری کر رہے تھے کہ مالک حقیقی کا بلاوا آ گیا۔ یوں ملک میں مذہبی سیاست کا ایک اہم باب بند ہو گیا ہے۔ دنیا بھر میں ان کے مداح تو انتہائی صدمے کی حالت سے دوچار ہی ہیں لیکن پاکستان میں مذہبی سیاست اور متحدہ مجلس عمل کے لئے بھی یہ ایک بہت بڑا ناقابل تلافی نقصان ہے۔

پاکستان میں مذہبی سیاست ہمیشہ ایک عجیب مخمصے سے دوچار رہی ہے۔ قائداعظم نے پاکستان کو ایک جمہوری ریاست بنایا تھا اور جمہوریت کا اصول ''چرچ اور اسٹیٹ کی علیحدگی'' ہے یعنی ایک جمہوری ریاست میں مذہب فرد کا ذاتی معاملہ ہوتا ہے اور ریاستی معاملات میں مذہبی عناصر کا عمل دخل نہیں ہوتا لیکن قیام پاکستان کی ابتدا اور قائداعظم کی رحلت کے بعد ایک طرف تو حکمراں جماعت مسلم لیگ کے جاگیردار عناصر، بیوروکریسی اور ملٹری نے اقتدار پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کے لئے یکے بعد دیگرے جمہوری حکومتوں کا خاتمہ کیا۔ قائداعظم کے دست راست پاکستان کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خان ہی قتل کر دیئے گئے، دوسری طرف مذہبی سیاست دانوں عرف عام میں ''ملا عناصر'' نے پاکستان کو ایک جمہوری فلاحی ریاست نہ بننے میں جاگیرداروں، بیوروکریسی اور

Marfat.com

ملٹری کا بھرپور ساتھ دیا جس کا ثبوت یہ ہے کہ ہندوستان کی طرح یہاں زرعی اصلاحات نہ ہوسکیں، خارجی محاذ پر پاکستان مکمل طور پر امریکی کیمپ میں چلا گیا اور ملک کے سب سے بڑے صوبے بنگال میں زیادتیوں کا نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہوگیا جہاں کی قیادت متوسط طبقے سے تعلق رکھتی تھی۔ ان ہی مذہبی عناصر کے دباؤ پر 1956ء میں قراردادِ مقاصد منظور کی گئی جو بعد ازاں 1973ء کے متفقہ آئین کا بھی لازمی حصہ بنا دی گئی۔ پاکستان میں مذہبی سیاست کرنے والی بڑی جماعتیں، جن میں جماعت اسلامی سرفہرست ہے، وہ جماعتیں ہیں جو قیام پاکستان سے قبل قائداعظم کو کافرِ اعظم قرار دیتی تھیں اور پاکستان بننے کی مخالفت کرتی تھیں تاہم مولانا شاہ احمد نورانی کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ ان کے والد بھی تحریک پاکستان میں سرگرم تھے اور خود مولانا نورانی نے تحریک پاکستان کے دوران نیشنل گارڈ فورسز کے مسلم نوجوانوں کو آرگنائز کیا تھا۔ پچاس کے عشرے میں پاکستان کے جید علماء نے جمعیت علمائے پاکستان تشکیل دی۔ ابتدا میں یہ تنظیم صرف تبلیغ دین تک محدود تھی لیکن 1970ء سے اس جماعت نے انتخابی سیاست میں بھی بھرپور حصہ لینا شروع کر دیا۔ اس برس ہونے والے انتخابات میں مولانا نورانی نے کراچی سے قومی اسمبلی کا الیکشن جیتا اور جمعیت علمائے پاکستان کے صدر منتخب ہوئے۔ بقول مولانا نورانی ”ان دنوں ملک میں سوشلزم کے نعرے تقویت حاصل کر رہے تھے لہٰذا ہم نے پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لئے عام انتخابات میں حصہ لیا۔“

مولانا آخری سانس تک جے یو پی کے سربراہ کے عہدے پر فائز رہے۔ اگرچہ چند برس پہلے مولانا نے یہ عہدہ چھوڑنا چاہا تھا مگر جے یو پی کے رہنماؤں نے ان کا فیصلہ قبول نہیں کیا تھا اور مولانا تاحیات جے یو پی کے صدر رہے۔

Marfat.com

جیسا کہ راقم نے ابتدا میں عرض کیا تھا کہ پاکستان میں مذہبی سیاست ہمیشہ ایک عجیب مخمصے سے دوچار رہی ہے۔ اس حوالے سے مزید عرض یہ ہے کہ پاکستان میں مذہبی جماعتوں کا شور وغل ہمیشہ زیادہ رہا ہے، یہ مذہبی جماعتیں ''شومین'' کا کردار تو ادا کرتی رہیں لیکن عملی طور پر جب بیلٹ بکس کھلتے ہیں تو نتائج توقع کے برعکس آتے ہیں۔ عوام نے مذہبی جماعتوں کو کبھی بھاری مینڈیٹ نہیں دیا۔ پاکستان میں جتنے بھی الیکشن ہوئے ان میں مذہبی جماعتوں کی کامیابی 15% سے زیادہ نہیں نکلے گی۔ پچھلے برس کے عام انتخابات میں متحدہ مجلس عمل ایک بڑی جماعت بن کر ضرور ابھری ہے لیکن دوسری جماعتوں خصوصاً پیپلز پارٹی کو ملنے والے ووٹوں کی تعداد اور مجموعی اعتبار سے بھی مجلس عمل پارلیمنٹ میں محض ایک بڑی اقلیت ہے اور یہ کامیابی صرف دوصوبوں (سرحد میں مکمل طور پر، بلوچستان میں جزوی طور پر اور سندھ اور پنجاب میں خال خال) تک محدود ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ یہ کامیابی بھی افغانستان میں امریکی جارحیت کے نتیجے میں پیدا ہونے والی جذباتیت اور کچھ ایجنسیوں کے کھیل کے باعث ممکن ہوئی۔ یہ ایک کھلی حقیقت ہے جس سے ہم سب واقف ہیں۔

70ء کے الیکشن میں اکثریتی جماعتیں پیپلز پارٹی اور عوامی لیگ تھیں جو ایک طرح سے سیکولر جماعتیں ہیں جبکہ تیسری طرف بھانت بھانت کی مسلم لیگیں اور مختلف جماعتیں تھیں جن میں مولانا شاہ احمد نورانی کی جمعیت علمائے پاکستان بھی تھی۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ 1970ء سے 1986ء تک کراچی میں مذہبی جماعتوں کا خوب طوطی بولا۔ ان مذہبی جماعتوں نے کراچی کو حزبِ اختلاف کا مرکزی شہر بنایا اور بھٹو مرحوم کے خلاف تحریک نے اسی شہر میں جان پکڑی جب پورے شہر پر پاکستان قومی اتحاد کا غلبہ تھا، مولانا نورانی جس کے اہم رہنما تھے۔

Marfat.com

مولانا نورانی ایک قابل احترام عالم دین تھے مگر سیاست کے معاملے میں وہ مکمل طور پر جمہوری اقدار پر یقین رکھتے تھے۔ اسی لئے 1973ء کا آئین جو پاکستان کا واحد متفقہ آئین ہے، کی تیاری و منظوری میں بھی مولانا نورانی پیش پیش تھے اور اس حوالے سے ان کی خدمات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ مولانا نورانی آخری دم تک 73ء کے آئین کے دفاع کے لئے ڈٹے رہے۔

77ء کے الیکشن میں بھی مولانا کو حزبِ اختلاف کے اہم رہنما کا درجہ حاصل تھا اور یہ الیکشن بھی انہوں نے کراچی سے جیتا۔ پاکستان قومی اتحاد نے جنرل ضیاء کے مارشل لاء کی حمایت کی تھی۔ یہ حمایت مولانا کو مہنگی پڑی کیونکہ جنرل ضیاء جے یو پی کے دو اہم رہنماؤں ظہور الحسن بھوپالی اور حاجی حنیف طیب کو توڑ کر مجلس شوریٰ میں لے گئے جبکہ علامہ نورانی ان رہنماؤں میں شامل تھے جو مجلس شوریٰ کے مخالف تھے اور عام انتخابات کا مطالبہ کرتے تھے۔ ایم کیو ایم کی تشکیل کے بعد کراچی اور حیدر آباد میں مقبول مذہبی جماعتوں جے یو پی اور جماعت اسلامی کا اثر و نفوذ کم ہوتا گیا۔ 85ء کے غیر جماعتی انتخابات میں مولانا نورانی نے اپنی اصولی سیاست کی بنا پر حصہ نہیں لیا اور 1988ء اور 1990ء کے انتخابات میں حصہ لیا مگر یہ وہ دور تھا جب کراچی اور سندھ کے شہری علاقے ایم کیو ایم کا گڑھ بن چکے تھے۔ اس لئے مولانا نورانی کو ان انتخابات میں ڈاکٹر فاروق ستار کے مقابل بڑے مارجن سے شکست ہوئی۔ اس طرح جے یو پی برائے نام ہی عملی سیاست میں رہ گئی۔ ایک طرف تو جے یو پی جماعت اسلامی کی طرح سٹریٹ پاور نہیں رکھتی اور نہ ہی یہ جماعت اسلامی کی طرح منظم ہے۔ دوسری طرف 93ء اور 97ء کے انتخابات میں مولانا نورانی نے حصہ ہی نہیں لیا۔ البتہ وہ دمِ آخر تک ایم کیو ایم کے کٹر مخالف رہے، اس جماعت کو دہشت گرد جماعت کہتے رہے اور ایم کیو

Marfat.com

ایم حقیقی کو سپورٹ کرتے رہے۔ مولانا نورانی نے دسمبر 1999ء میں ایکسپریس کے سنڈے میگزین کے لئے راقم کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے کہا تھا کہ ایم کیو ایم اسلحے کے زور پر انتخابات جیتتی ہے جبکہ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ حقیقی والوں کے پاس اتنا اسلحہ نہیں جتنا اسلحہ الطاف حسین کے کارکنوں کے پاس ہے۔ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ 70ء کے انتخابات کے علاوہ پاکستان میں جتنے بھی انتخابات ہوئے وہ انجینئرڈ تھے اور پاکستان میں جان بوجھ کر مذہبی جماعتوں کو شکست سے دوچار کیا گیا۔ ان کا کہنا تھا کہ سب سے پہلے الیکشن کمیشن کا احتساب کیا جائے۔ اس ادارے نے ہمیشہ غاصب حکمرانوں کو پاکستان پر مسلط کیا ہے۔

مولانا نورانی نے 90ء کی دہائی میں جب عراق نے کویت پر چڑھائی کی اور امریکہ نے عراق پر حملہ کیا تو عراق اور صدام حسین کی حمایت میں بھرپور مہم چلائی اور صدام حسین کو ایک ہیرو کے طور پر پاکستان میں پیش کیا جبکہ اس وقت کے فوجی سربراہ مرزا اسلم بیگ کی پالیسی دوسری تھی۔ اسی طرح افغانستان اور عراق پر امریکی چڑھائی کے خلاف مولانا نے مجلس عمل کے پلیٹ فارم سے بھرپور امریکہ مخالف مظاہرے کروائے۔ مولانا جنرل پرویز مشرف کے بھی آخری عمر تک مخالف رہے اور ان سے وردی اتارنے اور آئینی پیکیج کو پارلیمنٹ میں پیش کرنے کا مطالبہ کرتے رہے۔

یہ حقیقت ہے کہ مجلس عمل میں شامل دو جماعتوں جماعت اسلامی اور جمعیت علمائے اسلام کو ہی سٹریٹ پاور حاصل ہے۔ صوبہ سرحد ہو یا صوبہ بلوچستان یا قومی اسمبلی وسینٹ میں نمائندگی کا مسئلہ، اتحاد کے باوجود جماعت اسلامی اور جمعیت علمائے اسلام کے درمیان رسہ کشی چلتی رہتی ہے۔ قاضی حسین احمد اور مولانا فضل الرحمٰن کی دو طاقت ور شخصیات کے درمیان مولانا شاہ احمد نورانی پل کا کام دیتے تھے کیونکہ وہ ان دونوں

Marfat.com

رہنماؤں کے لئے قابل احترام شخصیت تھے۔ مولانا نے 9 دسمبر کو مجلس عمل کے اجلاس کی صدارت کی تھی جس میں مجلس عمل کی اسٹیئرنگ کمیٹی کے اس فیصلے کی توثیق کی گئی تھی کہ اگر 18 دسمبر تک حکومت نے آئینی پیکیج پارلیمنٹ میں پیش نہیں کیا تو پھر حکومت کے خلاف تحریک چلائی جائے گی۔ مولانا نورانی کی رحلت سے مجلس عمل ایک شدید دھچکے سے دوچار ہوئی ہے۔ کیا یہ اتحاد اسی طرح خوش اسلوبی سے چلتا رہے گا، اس کا فیصلہ بہت جلد ہو جائے گا۔ دوسری طرف اگرچہ شاہ فرید الحق کو جمعیت علمائے پاکستان کا عبوری صدر بنا دیا گیا ہے مگر اب جے یو پی ایک بند باب ہوتی نظر آ رہی ہے کہ ہمارے ہاں روایت ہے کہ ادارے اور جماعتیں صرف ایک شخصیت کے بل بوتے پر ہی قائم رہتے ہیں۔

☆☆☆

ایک عالم دین اور مدبر سیاست دان کی جدائی

تحریر عمران لاری (روزنامہ ایکسپریس، لاہور)

مولانا شاہ احمد نورانی کا نام ملک کے دینی اور سیاسی میدان میں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ مولانا کو عربی، انگریزی اور فرانسیسی سمیت سترہ زبانوں پر عبور حاصل تھا، اسی لئے وہ پوری دنیا میں تبلیغ اسلام کا کام اپنی ابتدائی زندگی ہی سے انجام دے رہے تھے۔ پاکستان کے قیام کے بعد انہوں نے باقاعدہ تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا۔ ان کو اعزازی طور پر ورلڈ مسلم علماء آرگنائزیشن کا جنرل سیکرٹری بھی منتخب کیا گیا۔ اس منصب پر رہتے ہوئے وہ بارہ سال تک مسلم امہ کے اتحاد کے لئے کوشاں رہے۔ 1972ء میں انہوں نے ورلڈ اسلامک مشن کی بنیاد رکھی اور انٹرنیشنل اسلامک مشنریز کے صدر منتخب

Marfat.com

ہوئے۔ مولانا کو دینی علوم کے ساتھ ساتھ سیاست پر بھی عبور حاصل تھا، اسی لئے وہ ملک کی سیاست میں شامل ہو گئے اور 1970ء میں وہ پہلی بار کراچی سے پارلیمنٹ کے ممبر منتخب ہوئے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے 1971ء میں سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے مقابلے میں وزارتِ عظمیٰ کا انتخاب بھی لڑا لیکن ناکام رہے تاہم انہوں نے بھٹو حکومت کے خلاف بھرپور تحریک چلائی جس کے بعد 1972ء میں ان کو جمعیت علمائے پاکستان کا صدر منتخب کر لیا گیا جس سے ان کی سیاسی حیثیت اور بھی مستحکم ہو گئی اور وہ 1973ء میں سینٹ کے رکن منتخب ہوئے۔

مولانا شاہ احمد نورانی نے تحریک ختم نبوت میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی قرارداد بھی مولانا شاہ احمد نورانی نے پارلیمنٹ میں پیش کی تھی اور اس کی منظوری میں اہم کردار ادا کیا تھا جبکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نام کی قرارداد بھی انہوں نے ہی پیش کی تھی۔ 1977ء کے انتخابات میں ملک کی نو جماعتوں کا اتحاد پاکستان نیشنل الائنس کے نام سے وجود میں آیا جس نے پاکستان پیپلز پارٹی کے خلاف انتخابات میں بھرپور حصہ لیا۔ یہ وہ وقت تھا جب کراچی کو مذہبی جماعتوں کا گڑھ سمجھا جاتا تھا۔ اسی لئے مولانا کو اس بار بھی ان انتخابات میں کامیابی حاصل ہوئی۔ وہ پارلیمنٹ کی آئینی کمیٹی کے رکن بھی تھے۔ تاہم ان انتخابات کے نتائج نے پورے ملک کی سیاسی فضا میں ہلچل پیدا کر دی۔ پاکستان قومی اتحاد نے انتخابات کے نتائج کو تسلیم نہ کرتے ہوئے ملک گیر احتجاجی تحریک کا آغاز کر دیا جس میں مولانا شاہ احمد نورانی نے کلیدی کردار ادا کیا۔ اس تحریک کے نتیجے میں ملک کو ایک بار پھر مارشل لاء کا سامنا کرنا پڑا۔ جنرل ضیاء الحق کے اقتدار سنبھالنے کے بعد جمعیت علمائے پاکستان میں اختلافات نے جنم لیا اور اس کے دو

Marfat.com

گروپ بن گئے جن میں سے ایک کی قیادت مولانا شاہ احمد نورانی کے پاس تھی جبکہ دوسرے کی مولانا عبدالستار نیازی کے پاس۔ مولانا عبدالستار نیازی مارشل لاء حکومت کے قریب رہے جبکہ مولانا شاہ احمد نورانی ملک میں جمہوریت کے قیام کے حق میں تھے۔ انہوں نے ملک میں جمہوریت کے قیام کے لئے اپنی کوششیں جاری رکھیں اور جنرل ضیاء الحق کے خلاف تحاریک میں اپنا کردار ادا کیا۔ 1986ء سے ملک اور خصوصاً کراچی میں ایم کیو ایم کے عروج کے بعد مذہبی جماعتوں کا اثر و رسوخ کم ہو گیا لیکن اس دوران بھی مولانا شاہ احمد نورانی اپنی جدوجہد میں لگے رہے۔ اسی دوران انہوں نے پوری دنیا میں دین اسلام کی سربلندی کے لئے تبلیغ کا عمل بھی جاری رکھا۔ ان کا شمار ان چند اسکالرز میں ہوتا ہے جن کا نام یورپ، افریقہ اور امریکا میں تبلیغ اسلام کے لئے بہت معتبر سمجھا جاتا ہے۔ انہوں نے پوری دنیا میں ورلڈ اسلامک مشن کی شاخیں قائم کیں اور پوری دنیا میں درجنوں مساجد کی تعمیر کی۔ وہ ملی یکجہتی کونسل کے صدر منتخب ہوئے تو انہوں نے ملک میں ایک بار پھر دینی جماعتوں کو متحد کرنے کی کوششیں تیز کر دیں۔ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے واقعے کے بعد جب پوری مغربی دنیا مسلم امہ کے خلاف متحد ہونے لگی تو افغانستان سے تعلقات کی وجہ سے پاکستان کی سالمیت کو بھی خطرہ لاحق ہو گیا، ایسے میں مولانا شاہ احمد نورانی نے ملک کی تمام دینی جماعتوں کو متحد کرنے کی کوشش شروع کی اور تمام دینی جماعتوں کے اتفاق رائے سے متحدہ مجلس عمل کا قیام عمل میں آیا اور انہی کی قیادت میں ملک میں امریکہ مخالف تحریک نے زور پکڑا۔ مولانا شاہ احمد نورانی کو متحدہ مجلس عمل کا چیئرمین منتخب کیا گیا۔ افغانستان پر امریکہ کی فوج کشی کی مولانا نے شدید مخالفت کی۔ متحدہ مجلس عمل کے تحت تمام دینی جماعتوں نے عام انتخابات میں حصہ لیا۔ اس وقت بھی متحدہ مجلس عمل مولانا شاہ احمد نورانی کی قیادت میں ملک میں مکمل جمہوریت

Marfat.com

کے قیام اور ایل ایف او کے خلاف جدوجہد میں مصروف ہے اور توقع کی جارہی تھی کہ بہت جلد حکومت اور متحدہ مجلس عمل کے درمیان کوئی سمجھوتہ ہو جائے گا لیکن مولانا کے اچانک انتقال سے اس بات کا اندیشہ ہے کہ یہ معاملہ ایک بار پھر تعطل کا شکار ہو جائے گا۔ ان کا ملک میں مختلف مذہبی مکتبہ فکر کی جماعتوں کو متحد کرنے میں بہت اہم کردار رہا۔ وہ متحدہ مجلس عمل کے سربراہ اور سینٹ میں قائد حزب اختلاف بھی تھے۔ وہ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کی جدوجہد میں بھی برابر شریک رہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مولانا کے انتقال سے ملک ایک تحمل مزاج سینئر سیاست دان اور عالم دین سے محروم ہو گیا ہے اور جب بھی ملک کی سیاسی تاریخ رقم کی جائے گی، اس میں مولانا شاہ احمد نورانی کا نام سرفہرست ہوگا۔

☆☆☆

مولانا نورانی، دینی جماعتوں کے اتحاد کے داعی

تحریر عامر الیاس رانا (روزنامہ ایکسپریس، لاہور)

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی شمع رسالت کے پروانے اور قادیانیت کے خلاف ختم نبوت کی تحریک کے ہراول دستے کے قائد تھے۔ پوری زندگی تبلیغ دین کے لئے وقف کر چکے تھے اور جب حالیہ رمضان المبارک میں ایم ایم اے سمیت ساری سیاسی قیادت ایل ایف او کے بخار میں مبتلا تھی تو مولانا شاہ احمد نورانی ہمیشہ کی طرح اپنی عادت کے مطابق سب کام چھوڑ کر کراچی پہنچ گئے جہاں انہوں نے تراویح اور تہجد میں وقت لگایا اور قرآن پاک کی تعلیم دی۔ ایم ایم اے کی ساری قیادت انہیں کراچی سے اسلام آباد لانے کے لئے بھی گئی لیکن انہوں نے کہا کہ وہ اپنے اس پروگرام کو نہیں چھوڑ

Marfat.com

سکتے۔ مولانا شاہ احمد نورانی ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ تھے اور ان کی دعوت و تبلیغ سے یورپ اور افریقہ میں ہزاروں لوگ مسلمان ہوئے۔ مولانا شاہ احمد نورانی اپنی زندگی کے آخری اتحاد میں ملک کی کم و بیش تمام مذہبی جماعتوں کے اتحاد متحدہ مجلس عمل کے صدر تھے اور یہ ان کی دانشمندی تھی کہ جمعیت علمائے اسلام اور جماعت اسلامی دونوں کو متعدد مختلف اختلافات کے باوجود اکٹھے اور متحد رکھا۔ اسلامی اور دینی جماعتوں کو ملک کی تاریخ میں تاریخ ساز سیاسی کامیابی دلوائی۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے اپنی ذات اور پارٹی کے مفادات کو بھی بالائے طاق رکھ کر دینی جماعتوں کے اتحاد کو فوقیت دی۔ الیکشن کے لئے نشستوں کے نام پر لڑنے کی بجائے دینی جماعتوں کا اتحاد کامیابی سے چلایا اور اب تک چلائے جا رہے تھے۔ مرحوم صدر جنرل ضیاء الحق جب اپنے عروج پر تھے اور اسلامی نظام نافذ کرنے کی بات کرتے تھے تو انہوں نے جنرل ضیاء الحق پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ دوسروں کو اسلام کی بات بتاتے ہیں اور خود سگریٹ پیتے ہیں جو غلط بات ہے۔ اس پر جنرل ضیاء الحق نے سگریٹ نوشی چھوڑ دی تھی۔ مولانا شاہ احمد نورانی کی وفات سے متحدہ مجلس عمل کو بہت بڑا دھچکا پہنچا ہے اور اپنی وفات سے محض 42 گھنٹے قبل انہوں نے ایوانِ صدر میں ایک سرکاری عشائیہ میں صدر جنرل پرویز مشرف سے ملاقات کی جو سلام دعا تک محدود رہی۔ علامہ شاہ احمد نورانی نے ایک بار سابق صدر یحییٰ خان سے ملنے سے اس لئے انکار کر دیا تھا کہ ان کے حالات زندگی اسلامی شعائر کے قطعی خلاف تھے۔ سال کے اکثر مہینے یہ بیرون ملک تبلیغ میں گزارتے تھے۔ مولانا شاہ احمد نورانی لیگل فریم ورک آرڈر پر حکومت سے جاری مذاکرات کے بارے میں پوری طرح باخبر تھے اور اپنے مؤقف پر قطعی انداز میں مرتے وقت تک ڈٹے رہے کہ صدر مملکت کو اپنی آرمی چیف کے عہدہ چھوڑنے کی مدت کا تعین کرنا ہوگا ورنہ معاہدہ نہیں ہو

Marfat.com

سکے گا۔ اب آنے والے دنوں میں یہ دیکھنا ہوگا کہ ایم ایم اے کی قیادت مولانا کے مشن کو کس طرح سے آگے لے کر بڑھتی ہے کہ وہ دینی جماعتوں کے اس اتحاد کو ہر صورت میں کامیاب دیکھنا چاہتے تھے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کی جماعت جمعیت علمائے پاکستان اس وقت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی جب اسلامی جمہوری اتحاد (آئی جے آئی) سابق وزیراعظم میاں نواز شریف کی صدارت میں سیاسی حقیقت بنا تو مولانا شاہ احمد نورانی کے دست راست مولانا عبدالستار خان نیازی چاہتے تھے کہ جے یو پی اس اتحاد کا حصہ بنے لیکن علامہ شاہ احمد نورانی کا مؤقف تھا کہ سندھ میں آئی جے آئی زیادہ مضبوط نہیں ہے لہٰذا اس کے ساتھ اتحاد کا فائدہ نہیں ہوگا لیکن مرحوم مولانا عبدالستار خان نیازی ایم ایس ایف میں رہنے کی وجہ سے مسلم لیگ کے لئے ایک نرم گوشہ رکھتے تھے، اس معاملے پر جے یو پی دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ بہرحال اب مولانا شاہ احمد نورانی کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے بہت دیر تک پُر نہیں ہو سکے گا۔

☆☆☆

سوانحی خاکہ۔ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی

تحریر مرزا ظفر بیگ (روزنامہ ایکسپریس، لاہور)

مولانا شاہ احمد نورانی 1926ء میں میرٹھ (ہندوستان) کے ایک علمی اور ادبی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ یہ گھرانہ علم وادب کے ساتھ ساتھ دین اور مذہب میں بھی نمایاں مقام کا حامل تھا، شاید اسی لئے اس خاندان کو پورے میرٹھ میں نہایت احترام اور عقیدت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا، اس زمانے میں بھی اس گھرانے کو بڑی ممتاز حیثیت حاصل تھی۔ مولانا شاہ احمد نورانی کے والد مولانا شاہ محمد علیم صدیقی میرٹھی اپنے عہد میں

Marfat.com

بیسویں صدی کے ایک ممتاز عالم دین، بے مثال مفکر اور اسلام کے زبردست شیدائی تھے، اسلام کی محبت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ مولانا شاہ محمد علیم صدیقی میرٹھی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے پورے چار عشروں تک دنیا کے دور دراز، دشوار گزار، ترقی یافتہ اور غیر ترقی یافتہ ملکوں میں اسلام کی تبلیغ میں بڑی جانفشانی سے کام کیا تھا۔ چنانچہ یہی جذبہ اور دین کی یہی محبت ان کے بیٹے شاہ احمد میں بھی قدرتی طور پر پیدا ہوگئی تھی۔ ابھی مولانا شاہ احمد نورانی کی عمر صرف آٹھ سال کی تھی کہ انہوں نے اس کم عمری میں اللہ کے بابرکت کلام قرآن مجید فرقان حمید کو حفظ کر کے ایک بے مثال کارنامہ سرانجام دے ڈالا جس پر ان کے ہم عمر بچوں کو بڑی حیرت ہوئی اور وہ مولانا کو بڑی عزت کی نظر سے دیکھنے لگے۔ دوسری جانب اس عہد کے جید علماء اور علمائے دین نے ان کو بہت شاباش دی اور ان کی بڑی حوصلہ افزائی کی۔ بلاشبہ یہ ایک بڑا اعزاز تھا جو اتنی سی عمر میں ان کو حاصل ہوا۔ اس کے بعد مولانا کا علمی سفر آگے بڑھا اور وہ نوجوانی کی منزلیں طے کرتے ہوئے اپنی علمی منزل کی طرف گامزن ہو گئے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے نیشنل عربک کالج سے گریجویشن کیا، اس کے بعد انہوں نے الٰہ آباد یونیورسٹی سے "عربی فاضل" کی سند حاصل کی اور "درس نظام" (فاضل) کی سند دارالعلوم عربیہ، میرٹھ سے حاصل کی۔ مولانا کو سترہ زبانوں پر عبور حاصل تھا جن میں عربی، فارسی، انگریزی اور فرانسیسی شامل تھیں۔

مولانا شاہ احمد نورانی جمعیت علمائے پاکستان کے صدر اور متحدہ مجلس عمل کے چیئرمین تھے۔ 1972ء میں انہوں نے مکہ المکرّمہ میں دارالارقم کے مقام پر ورلڈ اسلامک مشن کی داغ بیل ڈالی تھی۔ وہ گیارہ سال تک ورلڈ مسلم الیمز آرگنائزیشن کے اعزازی جنرل سیکرٹری رہے، انہوں نے بے شمار غیر مسلموں سے مناظرے کئے تھے اور

Marfat.com

ان کو مضبوط اور ٹھوس دلائل کی بنیاد پر شکست دی جس کے بعد ان لوگوں نے اسلام قبول کرلیا تھا، اس طرح فروغِ اسلام کا سلسلہ جاری رہا اور ان کی محنت اور کوششوں سے دنیا بھر کے لوگ اس مشکل زمانے میں بھی اسلام قبول کرتے رہے۔ 1970ء میں وہ پہلی مرتبہ کراچی سے پاکستان کی قومی اسمبلی کے ممبر منتخب کئے گئے اور اس کے فوراً بعد اتفاق رائے سے جمعیت علمائے پاکستان (جے یو پی) کے لیڈر منتخب کر لئے گئے۔ اس وقت وہ پاکستان کے ایوانِ بالا سینٹ کے ممبر بھی تھے۔ مولانا نے تحریک پاکستان کے دوران بھی بہت اہم اور متحرک کردار ادا کیا تھا، انہوں نے مسلم نوجوانوں پر مشتمل نیشنل گارڈ فورسز کے دستے قائم کئے تھے جنہوں نے نہ صرف تحریک پاکستان کے دوران اہم کردار ادا کیا تھا بلکہ قیام پاکستان کے بعد بھی اس نومولود مملکت کی تعمیر اور استحکام میں حصہ لیا تھا۔

مولانا شاہ احمد نورانی نے قیام پاکستان کے بعد 1950ء میں میرٹھ سے ہجرت کی تھی، وہ اس بات پر بڑا فخر کرتے تھے کہ وہ اپنے وقت کے ایک عظیم شاعر اسماعیل میرٹھی کے شہر سے تعلق رکھتے تھے۔ مولانا اسماعیل میرٹھی کی ادبی حیثیت اور علمی مرتبے کا ایک زمانہ معترف تھا اور آج بھی ہے۔ پاکستان آنے کے بعد بھی مولانا شاہ احمد نورانی دین اسلام کے فروغ اور اسلامی تعلیمات کی تبلیغ کے لئے شب و روز کام کرتے رہے۔ انہوں نے بے شمار غیر مسلموں کو تعلیم دی، یہ ان کی تعلیم کا فیض تھا کہ ان کے ہاتھوں پر بے شمار غیر مسلموں اور خاص طور سے ان کے شاگردوں نے اسلام قبول کیا تھا۔

پاکستان آنے کے بعد 1970ء تک کا عرصہ مولانا شاہ احمد نورانی نے ساری دنیا کے دورے کرنے اور اسلام کا پیغام عام کرنے میں گزار دیا۔ مولانا کو اسلام سے بے حد محبت تھی، آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے سرشار تھے۔ مولانا کی قرأت

Marfat.com

سننے کے لئے لوگ دور دور سے آتے تھے، مولانا جب اپنی خوبصورت آواز کا جادو جگاتے اور ان کے ہونٹوں سے قرآنی آیات کے پھول جھڑتے تھے تو لوگ جھوم اٹھتے تھے۔ ان کی محفلوں میں ان کی قرأت سن کر لوگوں کو روتے اور آنسو بہاتے دیکھا گیا ہے۔ رمضان المبارک کی مقدس، روح پرور اور بابرکت راتوں میں جب وہ تراویح میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے تو سننے والوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگ جاتے تھے۔ اس وقت بھی دنیا بھر میں ان کے معتقدین کی تعداد ڈیڑھ لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے۔ مولانا کو ایک بڑا شرف یہ بھی حاصل ہوا کہ شہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے ایک بہت بڑے مذہبی عالم اور رہنما کی صاحبزادی آپ کی زوجیت میں آئی تھیں، بلاشبہ یہ ایک ایسا اعزاز تھا جس پر مولانا کو زندگی بھر فخر رہا اور ان کی اولاد کو ہمیشہ رہے گا۔ مولانا کے دو صاحبزادے ہیں، ان کی ایک بہن ڈاکٹر فریدہ اس وقت بھی قومی اسمبلی کی ممبر ہیں۔

☆☆☆

مولانا شاہ احمد نورانی کے مقاصد کے حصول کے تقاضے

تحریر میر جمیل الرحمٰن (چیف ایڈیٹر جنگ، لاہور)

مولانا شاہ احمد نورانی کی رحلت سے نہ صرف پاکستانی قوم بلکہ پوری ملت اسلامیہ ایک عظیم دینی رہنما، مبلغ اسلام اور سیاسی مدبر سے محروم ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، ان کی خدمات کو قبول کرے اور انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ ان کے پسماندگان میں محض ان کے اہل خانہ نہیں بلکہ پوری قوم شامل ہے اور قوم کا ہر فرد ان کی جدائی پر غم زدہ ہے۔ حکمرانوں اور ہر طبقہ فکر کے سیاستدانوں اور دینی رہنماؤں نے ان کے انتقال پر شدید رنج و ملال کا اظہار

Marfat.com

کرتے ہوئے ملک وملت کی بہتری کی خاطر ان کی کوششوں کو زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے۔ صدر مملکت نے اپنے تعزیتی بیان میں قومی سیاست میں ان کے کردار کو پُرزور الفاظ میں سراہتے ہوئے کہا ہے کہ ان کے انتقال سے ملک ایک اہم سیاستدان، مذہبی سکالر اور مدبر سے محروم ہو گیا اور یہ خلا آسانی سے پُر نہیں ہو سکے گا۔ وزیر اعظم نے اپنے پیغام میں مرحوم کی دینی، علمی اور سیاسی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان کی شرافت اور معاملہ فہمی کو دیر تک یاد رکھا جائے گا۔ وزیر اعظم نے اعتراف کیا کہ مرحوم نے ملکی سیاست میں مفاہمت کے لئے گرانقدر خدمات انجام دیں۔ حکمران مسلم لیگ کے صدر اور پارلیمانی لیڈر چوہدری شجاعت حسین نے ملک میں ایک سال سے جاری آئینی بحران کے حل کے لئے مرحوم کی خدمات کے حوالے سے بتایا ہے کہ وہ آخری وقت تک اس سلسلے میں اتفاق رائے کے لئے کوشاں تھے۔ مولانا فضل الرحمٰن، قاضی حسین احمد اور مجلس عمل میں شامل دوسری جماعتوں کے قائدین کے لئے تو ان کی جدائی بہرصورت ایک عظیم سانحہ ہے ہی کہ انہیں اپنی جمہوری جدوجہد کے اس مرحلے پر مولانا نورانی جیسی معاملہ فہم اور سب کو ساتھ لے کر چلنے کی اعلیٰ صلاحیت کی حامل شخصیت کی انتہائی ضرورت تھی، چنانچہ اس کا بھرپور اظہار ان کے بیانات سے ہو رہا ہے لیکن مولانا نورانی کی خدمات کے اعتراف میں ان کے علاوہ بھی تمام سیاسی اور مذہبی مکاتب فکر یکساں طور پر ہم زبان ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا اخلاص اور دردمندی کسی کے نزدیک متنازع نہیں ہے۔ پیپلز پارٹی، مسلم لیگ، متحدہ قومی موومنٹ، تحریک انصاف، ملت پارٹی، مہاجر قومی موومنٹ اور عوامی تحریک سمیت ملک کی پوری سیاسی اور دینی قیادت نے ملک وقوم کی بہتری، اسلام کے فروغ اور جمہوری اقدار کی ترویج کے لئے مرحوم کی مخلصانہ خدمات کا بھرپور اعتراف کیا ہے۔ ملک کے عوامی

Marfat.com

حلقوں میں ان کے انتقال پر صف ماتم بچھی ہوئی ہے اور کروڑوں پاکستانیوں میں سے ہر ایک کے نزدیک یہ اس کا ذاتی غم ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے تمام سوگواران کو صبر جمیل اور ان کے جمہوری اور آئینی بالادستی کے اصولی مقاصد کی تکمیل کے لئے جدوجہد کی توفیق عطا فرمائے۔

مولانا نورانی بیک وقت جدید، قدیم علوم پر دسترس رکھنے والے اور دین کے ساتھ ساتھ دورِ حاضر کے تقاضوں سے بھی پوری طرح باخبر منفرد عوامی لیڈر تھے۔ ملک میں اسلامی، آئینی اور جمہوری اقدار کا فروغ ان کا مشن تھا اور اس کے لئے وہ پوری زندگی جدوجہد کرتے رہے۔ آمریت سے انہوں نے کبھی سمجھوتہ نہیں کیا۔ مسلک، زبان اور علاقے کی بنیاد پر قومی یکجہتی کو نقصان پہنچانے کی ہر کوشش کی انہوں نے بھرپور مزاحمت کی۔ 1970ء کے انتخابات میں کامیابی حاصل کر کے وہ قومی اسمبلی کے رکن بنے اور اس کے بعد سے دینی امور کے ساتھ ساتھ، جس میں دنیا کے ساٹھ سے زیادہ ملکوں میں اسلام کی تبلیغ کا کام بھی شامل ہے جس کے نتیجے میں ہزاروں افراد نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، سیاسی معاملات میں بھی قوم کی بھرپور رہنمائی کرتے رہے۔ 1973ء کے آئین کی شکل میں ملک کے لئے متفقہ دستور کی تیاری میں بھی ان کا کردار بہت نمایاں ہے۔ قادیانیوں کو خارج از اسلام قرار دینے اور ختم نبوت سے متعلق قانون سازی میں بھی انہوں نے بنیادی کردار ادا کیا۔ اس کے بعد تمام ادوارِ حکومت میں وہ جمہوریت کے فروغ واستحکام کے لئے کوشاں رہے۔ ملک سے فرقہ واریت کے خاتمے کے لئے مولانا شاہ احمد نورانی کی قیادت میں نتیجہ خیز کوششیں ہوئیں۔ ان ہی کے نتیجے میں پہلی ملی یکجہتی کونسل اور پھر متحدہ مجلس عمل کی تشکیل ہوئی۔ دونوں تنظیموں کی سربراہی ان ہی کے حصے میں آئی۔ دینی جماعتوں نے متحدہ مجلس عمل کی صورت میں متحد ہو کر

Marfat.com

گذشتہ انتخابات میں زبردست کامیابی حاصل کی۔ مرکز میں ایک بڑی پارلیمانی جماعت کی حیثیت حاصل کرنے کے علاوہ صوبہ سرحد میں دینی جماعتوں کا یہ اتحاد کسی دوسری جماعت کے اشتراک کے بغیر اپنی حکومت بنانے میں کامیاب ہوا جبکہ بلوچستان میں اس نے مسلم لیگ کے ساتھ مخلوط حکومت میں شرکت کی۔ اس طرح مولانا نورانی کی قیادت میں دینی جماعتوں کے اتحاد سے اس تاثر کا ازالہ ہو گیا کہ دینی قوتیں فرقہ واریت کی شکار ہیں اور ایک پلیٹ فارم پر متحد ہونے کی صلاحیت سے محروم ہیں۔

متحدہ مجلس عمل کی اس پارلیمانی پوزیشن نے اسے آئین اور پارلیمنٹ کی بالادستی کی جدوجہد میں نہایت اہم کردار ادا کرنے کا موقع دیا۔ مولانا نورانی کی قیادت میں مجلس عمل نے عسکری قیادت سے جمہوری طاقتوں کے آئینی معاملات پر اختلافات کو احتجاج اور تشدد کے بجائے بات چیت اور افہام وتفہیم سے طے کرنے کی مدبرانہ راہ اختیار کی۔ ایک سال تک جاری رہنے والے مذاکرات میں بار بار نہایت صبر آزما مراحل آئے لیکن مجلس عمل نے مولانا نورانی کی سربراہی میں کام کرتے ہوئے تحمل اور بردباری کی روش اپنا کر معاملات کو تشدد کی راہ پر جانے سے روکے رکھا۔ یہ سیاسی مذاکراتی جدوجہد اب اپنے حتمی مراحل میں ہے۔ حکومت اور مجلس عمل دونوں کا کہنا ہے کہ ایل ایف او پر تمام اختلافات طے پا گئے ہیں اور آئینی ترامیم کا متفقہ مسودہ قومی اسمبلی میں حکومت اور مجلس عمل کی جانب سے چند روز کے اندر مشترکہ طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ تاہم اس آخری مرحلے میں مجلس عمل سے مبینہ طور پر اس پیکیج کے بدلے صدر کو اعتماد کا ووٹ دینے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے جبکہ مجلس عمل نے اسمبلی میں آئینی پیکیج پیش کرنے کے لئے 18 دسمبر کی ڈیڈ لائن دے رکھی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اگر اس سے پہلے آئینی ترامیم کا متفقہ مسودہ اسمبلی میں پیش نہیں کیا گیا تو پھر اعلان کردہ تاریخ سے پورے ملک

Marfat.com

میں احتجاجی تحریک شروع کر دی جائے گی۔ فی الوقت حکومت اور مجلس عمل دونوں اپنے اپنے موقف پر قائم ہیں۔ مجلس عمل نے مولانا نورانی کے انتقال کے بعد بھی اپنے بیانات میں اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ 18 دسمبر کی ڈیڈ لائن میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی جبکہ صدر مملکت نے جمعرات کو کوئٹہ میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ تحریک چلانے کی دھمکیوں میں دم نہیں ہے بلکہ یہ محض سیاسی نعرہ بازی ہے جس کا مقصد اپنی سیاسی قوت کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ صدر کا کہنا ہے کہ معاملات بات چیت سے طے پا رہے ہیں اس لئے اس عمل کو جاری رہنا چاہیے تاہم 18 دسمبر کی دھمکیاں دینے والے جو کچھ کرنا چاہتے ہیں، کر کے دیکھ لیں۔ یہ صورتِ حال یقینی طور پر اچھی نہیں ہے۔ جب اب تک سارے اختلافی امور بات چیت سے طے پا چکے ہیں تو اب آخری مرحلے پر کشیدگی اور شدت پسندی کی راہ اختیار کر کے سارے کئے دھرے پر پانی پھیر دینا کہاں کی دانشمندی ہے۔ یہ راستہ نہ تو حکومت کو اختیار کرنا چاہیے نہ مجلس عمل یا کسی اور کو۔ حکومت اور مجلس عمل دونوں ہی کا فرض ہے کہ آئینی سمجھوتے کے اس حتمی مرحلے میں کسی جانب سے بھی ایسی زبان استعمال نہ کی جائے اور ایسا رویہ اختیار نہ کیا جائے جو دوسرے فریق کے لئے اشتعال کا سبب بن سکتا ہو۔ اب تک جو اتفاق رائے ہوا ہے وہ نہایت قیمتی ہے اور قوم کے محفوظ مستقبل کی ضمانت ہے، اسے کسی غیر محتاط رویئے سے ہرگز ضائع نہیں کیا جانا چاہیے۔ مولانا نورانی آئین اور پارلیمنٹ کی بالادستی کے جس مشن کے لئے کوشاں رہے، اس کی تکمیل پوری قوم خصوصاً ملک کی سیاسی قوتوں کی ذمہ داری ہے اور اس کے لئے کشیدگی، جذباتیت اور غصے کے بجائے وہی اعتدال پسندی اور جذبہ مفاہمت درکار ہے جس کا سبق ہمیں مولانا نورانی کی زندگی سے ملتا ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

مولانا شاہ احمد نورانی اور ذوالفقار علی بھٹو

تحریر ایم ایم حسن (روزنامہ نوائے وقت کراچی)

یہ ان دنوں کا ذکر ہے جب مجھے بھارت میں جنگی قیدی کی حیثیت سے پچیس ماہ گزارنے کے کچھ ہی عرصہ بعد ذوالفقار علی بھٹو کی قائم کردہ نیم فوجی تنظیم ایف ایس ایف میں ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل کی حیثیت سے تعینات کر دیا گیا تھا۔

اس فورس کی جس قسم کی شہرت تھی اس پر مجھے اپنے تقرر کے وقت حضرت یوسف علیہ السلام کی یہ دعا یاد آئی۔ ''اے میرے رب، قید مجھے منظور ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ میں وہ کام کروں جو یہ لوگ مجھ سے چاہتے ہیں۔''

ایف ایس ایف کی بداعمالیوں کے سبب عوام نے اس ادارے کو ''فی سبیل اللہ فساد'' کا لقب دے رکھا تھا۔

اس ادارے کے ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل کی حیثیت سے انتظامی امور میرے سپرد تھے مگر مسعود محمود کی غیر موجودگی میں ذوالفقار علی بھٹو کبھی کبھی مجھے یاد فرمالیا کرتے تھے۔

اکثر جاننے والے مجھ سے یہ دریافت کیا کرتے تھے کہ اس فورس میں تمہارا تقرر کس بنیاد پر ہوا ہے تو میں انہیں یہ بتاتا تھا کہ میری دانست میں یہ مسعود کی کرم فرمائی تھی کیونکہ وہ میری طبیعت سے خوب واقف تھے انہیں اس بات کا یقین تھا کہ میں ان کی عدم موجودگی میں وزیر اعظم کے ساتھ رابطہ بڑھا کر ان کا پتا کاٹنے کی کوشش نہیں کروں گا۔ مسعود محمود نے اپنی حرکتوں سے بڑے دشمن پیدا کر لئے تھے ان کے پاس بڑے دھمکی آمیز خطوط اور ٹیلی فون کالز آتی رہتی تھیں، ان کے بچوں کو جو پہلے لاہور میں زیر تعلیم تھے سکول سے اغوا کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ ایک بار جب وہ ملتان سے پنڈی

Marfat.com

کار میں سفر کر رہے تھے تو ان کی جان پر حملہ ہوا تھا مگر یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ جان بچ گئی اور صرف گاڑی کو نقصان پہنچا۔

مذکورہ حالات کے سبب مسعود محمود شدید ذہنی دباؤ میں رہتے تھے۔ ایک بار جب وہ وزیراعظم کے ہمراہ کوئٹہ میں تھے تو یکایک وہ اپنی قوتِ سماعت سے محروم ہو گئے۔ ڈاکٹروں نے انہیں علاج کے لئے انگلستان جانے کا مشورہ دیا اور ذوالفقار علی بھٹو نے انہیں مع بیگم کے سرکاری خرچ پر وہاں بھجوا دیا۔

مسعود محمود نے اپنی روانگی سے قبل وزیراعظم کو ایک نوٹ لکھا جس میں یہ کہا گیا تھا کہ ان کے احکامات کے مطابق وہ ہمیشہ ان کے سائے کی طرح ان کے ساتھ رہے ہیں ان کی غیر موجودگی میں ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل چارج سنبھالیں گے ان کے لئے اس معاملے میں کیا حکم ہے ذوالفقار علی بھٹو نے انہیں مطلع کیا کہ ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل کو بھی انہی احکامات کی تعمیل کرنا ہوگی لہٰذا روانگی سے قبل مسعود محمود نے مجھے یہ تاکید کی کہ وزیراعظم جہاں بھی تشریف لے جائیں تم ہمیشہ ان کے ساتھ رہنا اور لوگوں کو اپنی اہمیت کا احساس دلانا لیکن ہم تو اس کہاوت کے قائل ہیں کہ "حاکم کی اگاڑی اور گھوڑے کی پچھاڑی سے بچو" لہٰذا دورانِ سفر تو میں ان کے ساتھ رہتا لیکن منزل پر پہنچ کر ملٹری سیکرٹری یا ان کے اے ڈی سی کو اپنا ٹیلی فون نمبر دے دیتا تھا تاکہ ضرورت پڑنے پر فوری طور پر حاضر ہو سکوں۔

ایک شب جب میں پنڈی میں اپنے مکان میں محو خواب تھا تو بارہ بجے کے قریب اے ڈی سی کا ٹیلی فون آیا کہ وزیراعظم مجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ ذوالفقار علی بھٹو جو عموماً انگریزی میں گفتگو کرنے کے عادی تھے وہ بولے۔ "حسن! اس نورانی نے میرا ناک میں دم کر رکھا ہے کبھی وہ مجھے گالیاں دیتا ہے تو کبھی میری بیوی کو برا بھلا کہتا

Marfat.com

ہے حتیٰ کہ وہ میری بیٹی کو بھی نہیں بخشتا۔ میں یہ چاہتا تھا کہ تم اس کا دماغ ٹھیک کر دو۔"
قبل اس کے کہ میں کچھ کہتا ذوالفقار علی بھٹو نے ٹیلی فون رکھ دیا۔

ان دنوں قومی اسمبلی کا اجلاس سٹیٹ بنک کی عمارت میں ہوا کرتا تھا اور وہاں پر وزیراعظم کا بھی ایک دفتر تھا۔ میں سویرے ہی وہاں جا پہنچا۔ وہ کسی فائل کا مطالعہ کر رہے تھے۔ میری صورت دیکھتے ہی وہ بولے۔ "کیا معاملہ ہے؟" میں نے عرض کیا۔ "جناب عالی! گذشتہ شب آپ نے مولانا نورانی کے متعلق کچھ ہدایات دی تھیں میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ مجھے اس ضمن میں کیا کرنا ہے؟" ذوالفقار علی بھٹو نے فائل ایک طرف رکھ دی اور اپنی کرسی پر ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور مجھے بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا اور بولے۔ "میں اسے مروانا نہیں چاہتا البتہ یہ ضرور میری خواہش ہے کہ اس کی دو چار ہڈیاں توڑ دی جائیں تا کہ اس کا دماغ ٹھکانے آ جائے۔" میں نے جب یہ عرض کیا کہ یہ تو بڑی نامناسب بات ہے تو وہ طیش میں آ گئے اور بگڑ کر بولے۔ "تمہارا کیا خیال ہے؟ میں نے اتنی بڑی فورس بلاوجہ قائم کی ہے اور یونہی قومی دولت ضائع کر رہا ہوں؟"

جب ان کا غصہ ذرا ٹھنڈا ہوا تو میں نے ہمت کر کے یہ عرض کیا۔ "سر! کیا یہ زیادہ مناسب نہ ہوگا کہ میں مولانا کے حلقہ احباب میں سے کسی بااثر شخصیت سے یہ کہلوا دوں کہ وہ ان نامناسب حرکتوں سے گریز کریں۔" ذوالفقار علی بھٹو کو میری یہ تجویز پسند نہ آئی اور انہوں نے منہ بنا کر ہاتھ کے اشارے سے مجھے دفان ہو جانے کو کہا اور بولے۔ "تمہارا جو جی چاہے کرو مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ ان حرکتوں سے باز آ جائے۔"

میں اگلی پرواز پر کراچی جا پہنچا اور اپنے پرانے واقف مولانا حامد میاں سے جا کر ملا جو ان دنوں مسلم کمرشل بنک کے وائس پریذیڈنٹ تھے اور دینی حلقوں میں بڑے

Marfat.com

مقبول تھے اور اپنی بپتا سنائی اور ان سے تعاون کی درخواست کی۔ میاں صاحب نے میری روداد سن کر مجھے توکل کمیٹی کے مالک مولانا انور سے ملنے کا مشورہ دیا کیونکہ وہ مولانا نورانی کے تبلیغی دوروں کے اخراجات برداشت کرتے تھے اور مولانا نورانی ان کے زیر اثر تھے چنانچہ میں نے مولانا انور سے ملاقات کی اور اپنی رام کہانی سنائی تو مولانا نے مجھے اطمینان دلایا۔ ''مولانا نورانی میرا بڑا لحاظ کرتے ہیں اور انشاء اللہ آپ کو اس ضمن میں آئندہ کوئی شکایت نہ ہوگی۔''

ایف ایس ایف کے اعلیٰ افسران کے لئے یہ احکامات تھے کہ جب کبھی وزیر اعظم کہیں سے بیرونی دورے پر تشریف لے جائیں یا واپس لوٹیں تو اس شہر میں موجود ایف ایس ایف کا اعلیٰ ترین افسر ائرپورٹ پر حاضر رہے۔ مسعود محمود کی لندن سے واپسی کے بعد یہ اتفاق ہوا کہ ذوالفقار علی بھٹو ایران تشریف لے جا رہے تھے اور میں کراچی میں مقیم تھا اس لئے حسب معمول ائرپورٹ پر رخصت کرنے والے وزراء اور اعلیٰ افسران کی صف میں شامل ہو گیا جب ذوالفقار علی بھٹو حاضرین سے ہاتھ ملا کر ہوائی جہاز کے قریب پہنچے تو انہوں نے انگلی کے اشارے سے مجھے اپنے پاس بلایا اور بولے۔ ''میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ وہ مولانا قابل اصلاح ہے۔'' کیونکہ مولانا نورانی نے اپنی روش نہیں بدلی تھی مگر اب چونکہ مسعود محمود صحت یاب ہو کر واپس آ چکے تھے اس لئے مولانا کو ''راہِ راست'' پر لانا ان کی ذمہ داری تھی۔

روانگی سے قبل میرے ساتھ ذوالفقار علی بھٹو کی تنہائی میں گفتگو نے وی آئی پیز کی صف میں کھلبلی مچا دی تھی اور آپس میں چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں کہ اب کسی کی شامت آنے والی ہے پھر جام صادق علی میرے پاس آئے۔ ان سے میری پرانی ملاقات تھی۔ وہ بولے۔ ''سائیں آج شام کو ہمارے ساتھ چائے پیو۔'' وہ ضرور یہ جاننے کے لئے

Marfat.com

بے تاب تھے کہ روانگی کے وقت وزیر اعظم نے کیا احکامات صادر فرمائے ہیں۔ میں نے ان سے معذرت کر لی کیونکہ مجھے اگلی پرواز سے اسلام آباد واپس جانا تھا۔

مسعود محمود کی تمام دھمکیاں اور ترغیبات بے سود ثابت ہوئیں۔ میری دانست میں مولانا نورانی وہ واحد شخص تھے جو مخالفت کے باوجود ذوالفقار علی بھٹو کے عتاب سے محفوظ رہے۔

☆☆☆

حضرت مولانا شاہ احمد نورانی...... چند یادیں، چند باتیں

تحریر سید انور قدوائی (روزنامہ جنگ، ملتان)

ابھی دفتر آ کے بیٹھا ہی تھا کہ یہ روح فرسا خبر ملی کہ متحدہ مجلس عمل کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال کر گئے۔ یقین نہ آیا، ڈیسک پر خود جا کر پتہ کیا تو خبر کی تصدیق ہو گئی۔ چند روز قبل اخبارات میں خبر شائع ہوئی کہ قازقستان کے صدر کے اعزاز میں ایوانِ صدر کی ضیافت میں مولانا نورانی اور مولانا سمیع الحق کی صدر پرویز مشرف سے ملاقات ہوئی ہے۔ میں نے پیر اعجاز ہاشمی کے گھر فون کیا تو معلوم ہوا کہ وہ اسلام آباد گئے ہوئے ہیں جہاں مجلس عمل کی سپریم کونسل کا اجلاس ہے۔ مولانا نورانی پہلے ہی اسلام آباد میں تھے کہ سینٹ کا اجلاس ہو رہا ہے۔ میں نے اسلام آباد مولانا صاحب کو فون کیا اور اس خبر کے بارے میں استفسار کیا تو انہوں نے خیر خیریت دریافت کی اور اس کی تردید کی اور کہا کہ صدر مشرف سے نہ ہی "باضابطہ" کوئی ملاقات ہوئی ہے اور نہ ہی کوئی اُمکان ہے۔ ایم ایم اے اور حکمران پارٹی کے درمیان سمجھوتہ کے بارے میں وہ "پُرامید" نہیں تھے، بلکہ ان کا خیال تھا کہ حکمران

Marfat.com

جماعت ''وقت گزاری'' سے کام لے رہی ہے اور یہ کہ اصل اور حتمی فیصلہ تو جنرل پرویز مشرف نے ہی کرنا ہے۔ گذشتہ ماہ کراچی میں میری ان سے ملاقات رہی اور یوں ہوا کہ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی نے مجھے اور میرے بیوی بچوں کو ظہرانے پر مدعو کیا جو میرے لئے ایک اعزاز بھی تھا۔ میں نے ان سے استفسار کیا کہ حکمرانوں سے ان کی ''صلح صفائی'' ہو جائے گی اگر نہ ہوئی تو اسمبلیاں ٹوٹ سکتی ہیں۔ مولانا کا کہنا تھا کہ اگر ممبری چلی گئی، تو ہمارے پاس ''منبر'' تو ہے ہی اسے کون چھین سکتا ہے۔ وہ موجودہ حکومت اور اس کے رویہ کے سخت مخالف تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اس ''سوچے سمجھے'' منصوبے کے تحت ملک میں دینی مدارس اور ان کی قوت کو ختم کرنے کی سازش کی جارہی ہے مگر وہ ''بڑے پُر امید'' تھے کہ اچھا وقت آنے والا ہے۔ مولانا نورانی سے میرا صحافتی تعلق تو تھا ہی ایک تعلق یہ تھا کہ ان کے بہنوئی ڈاکٹر فضل الرحمان انصاری کے میرے والد محترم سید امیر الدین قدوائی سے بڑے قریبی تعلقات تھے۔

مولانا شاہ احمد نورانی نے ایک بھرپور زندگی بسر کی اور ملک میں اسلامی نظام اور جمہوریت کی بحالی کی جنگ لڑتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے۔ وہ ایک عظیم انسان تھے کہ اب ایسے لوگ کہاں۔ مولانا شاہ احمد نورانی میمن مسجد کراچی کے امام تھے اور بڑی باقاعدگی سے رمضان المبارک میں تراویح پڑھایا کرتے تھے۔ وہ بھٹو دور میں قومی اسمبلی، اس کے بعد سینٹ کے رکن رہے۔ اب بھی سینیٹر تھے۔ حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی کی وفات کے بعد انہیں جمعیت علماء پاکستان کا صدر بنایا گیا اور آخری وقت تک جمعیت کے پلیٹ فارم سے دین و دنیا کی خدمت کرتے رہے۔ بھٹو دور میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے قومی اسمبلی میں بل پیش کیا اور اسے منظور کرانے میں مکمل معاونت کی۔ تحریک نظام مصطفیٰ، جمعیت قومی اتحاد میں شامل تھے۔ مولانا نورانی

Marfat.com

اور ان کے ساتھیوں کو قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ انہیں پاکستان کی سب سے سخت مچھ جیل میں رکھا گیا۔

بھٹو دور میں مولانا شاہ احمد نورانی نے حزب اختلاف میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کا ایک بڑا کارنامہ یہ ہے کہ تمام مسالک کے علماء کرام کے درمیان ایک ''ڈیکلریشن'' کرایا جس میں آپس کے اختلافات ختم کرنے کا اعلان کیا گیا اور یہ فیصلہ ہوا کہ شیعہ اور سنی لٹریچر میں جو قابل اعتراض باتیں ہیں انہیں حذف کر دیا جائے گا۔ اب موجودہ دور میں عام انتخابات سے قبل دینی جماعتوں نے متحد ہو کر انتخاب میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا تو اس اتحاد کے پہلے سربراہ مولانا نورانی منتخب کئے گئے۔ ان کی قیادت و رہنمائی میں متحدہ مجلس عمل کو صوبہ سرحد میں مکمل اکثریت حاصل ہوئی اور ایسا پہلی بار ہوا ہے کہ کسی صوبہ میں واضح اکثریت سے علماء کرام کی حکومت قائم ہوئی ہو۔ مولانا نورانی اور ان کے رفقاء کی یہ کوشش اور خواہش تھی کہ صوبہ سرحد کو ''ماڈل صوبہ'' بنا کر پیش کیا جائے۔

مولانا شاہ احمد نورانی ایک بڑے عالم دین تو تھے ہی مگر انہیں دنیاوی علوم پر بھی عبور حاصل تھا۔ کہتے ہیں کہ انہیں آٹھ زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ ان میں اردو، انگریزی، عربی، فارسی، فرانسیسی اور افریقہ کی مختلف زبانیں شامل ہیں۔ ہندی، سنسکرت بھی پڑھ لیتے تھے۔ سندھی، بلوچی اور پنجابی بھی بول لیتے تھے۔ یہ بات میرے علم میں ہے کہ وہ حضرت بابا بلھے شاہ اور حضرت شاہ حسین کے صوفیانہ کلام عقیدت سے سنا کرتے تھے اور بابا بلھے شاہ کے بہت سے اشعار انہیں یاد بھی تھے۔

یورپ اور دنیا کے بہت سے ممالک میں انہوں نے ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام دینی مدارس اور مساجد قائم کیں۔ ماریشیس میں اسلامی یونیورسٹی اور ہالینڈ میں مدرسہ اور مسجد خاص طور پر قابل ذکر ہے جہاں انہوں نے ''سرنامی'' مسلمانوں کی تعلیم کا

Marfat.com

خصوصی طور پر اہتمام کیا۔ قیام پاکستان سے قبل انگریزوں نے پرتگال میں گنے کی کاشت کے لئے ہندوستان کے ہندو اور مسلمان بڑی تعداد میں وہاں بھیجے۔ یہ لوگ وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ جب پرتگال آزاد ہوا تو یہ کہا گیا کہ یہ لوگ ''ہالینڈ'' کے باشندے ہیں اور انہیں ہالینڈ منتقل کر دیا گیا جہاں وہ ایمسٹرڈیم کے قریب آ کر آباد ہو گئے۔ یہ لوگ سرنامی کہلاتے ہیں۔ دو باتیں ان کی محفوظ ہیں۔ ایک یہ کہ وہ ''مسلمان'' ہیں اور دوسری ''پوربی زبان'' جو اودھ میں بولی جاتی ہے۔ ان کو صرف یہ علم تھا کہ وہ ''مسلمان'' ہیں اور اس سے زیادہ دین کا علم نہیں تھا۔ مولانا نورانی کی بہت بڑی خدمت ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں ان لوگوں کو انہوں نے دین سے آراستہ کیا۔ ان کے بچوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا گیا کہ ان کا تعلق بھارت کی ریاست اتر پردیش کے مشہور شہر میرٹھ سے تھا۔ ان کے والد گرامی حضرت علامہ عبدالعلیم میرٹھی امام احمد رضا بریلوی کے عظیم شاگرد تھے۔ انہوں نے بنارس سنی کانفرنس میں پاکستان کی حمایت میں قرارداد منظور کروائی۔ اس طرح علماء کرام نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ مولانا کے بہنوئی ڈاکٹر فضل الرحمان انصاری ایک مسلم فلاسفر اور عالم دین کی حیثیت سے دنیا بھر میں جانے پہچانے جاتے ہیں۔ وہ ایک مدت ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ رہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال سے ملک ہی نہیں عالم اسلام ایک عظیم رہنما، ایک قائد اور بہت بڑے عاشق رسول ﷺ سے محروم ہو گیا ہے کہ اب ایسے لوگ کہاں؟

☆☆☆

Marfat.com

ملی یکجہتی کا روشن منارہ۔ علامہ شاہ احمد نورانی

تحریر شارق مہر (ہفت روزہ اخبارِ جہاں، کراچی)

جمعرات 11 دسمبر کی شام میری نگاہوں نے ملت اسلامیہ کے اتحاد و یگانگت کی ایک ایسی مثال دیکھی جس کی یاد میرے حافظے میں تا دیر اسیر رہے گی۔ ہزاروں افراد کی اداس و پُرنم نگاہیں افق کے اس پار کچھ تلاش کر رہی ہیں۔ وہ خاموشی کی زبان میں ایک دوسرے کو تسلی دینے کی ناکام کوششوں میں مصروف ہیں۔ یہ تمام افراد جو مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں، آج آخر کیوں وحدتِ ملی کی ایک ایسی تصویر بنے ہوئے ہیں جس کا خواب علامہ اقبال نے دیکھا تھا! میں سوچ کی عمیق گہرائیوں میں کھو کر خود سے یہ سوال کرنے لگا کہ یہاں جمع ہونے والے آخر آج اپنی ذات میں بریلوی، دیوبندی، سنی اور شیعہ کیوں نہیں؟ اپنے تمام اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر ''بمثل یک جان دو قالب'' وہ کس ایک امام کی اقتدا میں جمع ہیں؟ ان کے بوجھل قدم اور پُر آشوب نگاہیں یقیناً اس بات کی غماز ہیں کہ کوئی ''جاں سے زیادہ قیمتی متاعِ حیات'' اس دارِ فانی سے کوچ کر چکی ہے، وہ ایک ایسے عظیم رہبر و رہنما کے منتظر ہیں جس نے فرقہ بندی کی سنگلاخ چٹانوں پر قائم بتوں کو توڑ کر ملت اسلامیہ کے بکھرے موتیوں کو ایک لڑی میں پرو دیا۔ بالآخر رات 8 بج کر 45 منٹ پر سی 130 نے زمین کو چھوا تو فیصل بیس کی سرد فضاؤں کو لوگوں کی سسکیوں، آہوں اور اللہ اکبر کے پُرجوش نعروں نے گرما دیا۔ کچھ دیر بعد ملت اسلامیہ کے عظیم قائد، مرد قلندر مولانا شاہ احمد نورانی کے جسد خاکی کو طیارے سے اتارا گیا۔ راستے بھر لوگ دیوانہ وار جنازے کے ساتھ ساتھ ان کی رہائش گاہ تک بھاگتے چلے گئے۔

Marfat.com

مولانا شاہ احمد نورانی کا جنازہ بھی اتحاد، یگانگت اور باہمی اتفاق کا عملی نمونہ ثابت ہوا جسے دیکھ کر شاہ صاحب ہی کے منہ سے ادا کئے ہوئے وہ الفاظ بھی لوگوں نے دہرائے کہ ''ملت اسلامیہ میری زندگی میں نہیں تو شاید میری موت کے بعد ہی متحد ہو جائے۔'' انہیں عبداللہ شاہ غازی کے مزار کے احاطے میں ان کی والدہ ماجدہ کے قدموں میں سپرد خاک کیا گیا، اس طرح 1926ء سے شروع ہونے والا سفر زندگی اپنے اختتام کو پہنچا۔ ان کے جنازے میں ملک کی مقتدر مذہبی، سیاسی، علمی شخصیات کے ساتھ ساتھ مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لاکھوں افراد نے شرکت کی جن میں ہر آنکھ اشکبار اور زبان پر دعا تھی۔ شاہ صاحب نے بیوہ، دو بیٹوں اور دو بیٹیوں کو سوگوار چھوڑا۔

مولانا شاہ احمد نورانی کی وفات سے جہاں دنیا ایک معتدل مزاج رہنما سے محروم ہوگئی ہے وہاں سیاست کے میدان کارزار میں پہلے نوابزادہ نصر اللہ خان کی اچانک وفات اور پھر مولانا شاہ احمد نورانی کی موت کا المناک واقعہ حزبِ اختلاف کے لئے ناقابل تلافی نقصان دکھائی دیتا ہے۔ موجودہ سیاسی صورتحال کے تناظر میں مولانا شاہ احمد نورانی کو ایک ایسا مرکزی قائد تسلیم کیا جاتا تھا جس پر حزبِ اختلاف کی تمام جماعتیں متفق تھیں۔ اب یہ سوال کیا جا رہا ہے کہ کیا حزبِ اختلاف اسی طاقت اور یکجہتی سے حکومت کے خلاف اپنی تحریک کو جاری رکھ سکے گی؟ مولانا شاہ احمد نورانی کے سانحہ ارتحال پر حزبِ اختلاف کے دو اہم قائدین قاضی حسین احمد اور مولانا فضل الرحمٰن بہت ٹوٹے ہوئے دکھائی دیئے۔ دونوں رہنماؤں کا مؤقف تھا کہ مولانا شاہ احمد نورانی کے یوں اچانک چلے جانے سے ایک بہت بڑا خلا پیدا ہوگیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مرحوم محبت اور رہنمائی کا ذریعہ تھا۔ ہم ان کے مشن کو پورا کریں گے۔ ان کی مجاہدانہ زندگی ہم

Marfat.com

سب کے لئے مثال ہے، موجودہ حالات کے تناظر میں امت مسلمہ اور قوم کو ان کی رہنمائی کی بہت ضرورت تھی۔ صدر پرویز مشرف اور وزیراعظم میر ظفر اللہ خان جمالی نے بھی مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقالِ پُر ملال کو ایک بڑا قومی سانحہ قرار دیا اور انتہائی دکھ و رنج کا اظہار کیا۔

انہوں نے ساری زندگی اتحاد بین المسلمین کے لئے نمایاں کردار ادا کیا۔ اس سلسلے میں کئی بار ایسے مواقع آئے کہ انہیں بہت سے پُرکشش عہدوں کی پیشکش کی گئی لیکن انہوں نے ٹھکرا دیا۔ ان کا ایک بڑا کارنامہ یہ بھی تھا کہ 1972ء میں تمام دینی و قانونی نکات کا جائزہ لے کر عبوری آئین میں مسلمانوں کی تعریف کا تعین کیا، جس میں مسلمان کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بطور آخری رسول ایمان رکھنا شرط قرار دیا گیا۔ انہوں نے اسلام پسند قوتوں، سوشلزم اور جمہوریت کی علمبردار سیاسی جماعتوں کے درمیان کامیاب سمجھوتے کو ممکن بنانے میں مدد دی۔

شاہ احمد نورانی جسمانی طور پر تو اس دارِ فانی سے کوچ کر چکے ہیں، لیکن ان کی تعلیمات کا روحانی سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔ اب یہ ان کے معتقدین اور متوسلین کی ذمہ داری ہے کہ جس طرح شاہ صاحب اپنی معتدل مزاجی سے اتحاد بین المسلمین کی کوششوں میں مصروف تھے، ان کے مشن کو جاری و ساری رکھتے ہوئے قائداعظم و علامہ اقبال کے پاکستان کی تعمیر کریں جہاں کا نظام، نظامِ مصطفیٰ ﷺ ہو، جہاں کا معاشرہ اسلامی اخوت و بھائی چارے کا آئینہ دار ہو۔ یہی مولانا شاہ احمد نورانی کی تعلیمات ہیں جو وقت کے لحاظ سے روشن پاکستان کی اشد ضرورت بھی ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

مولانا شاہ احمد نورانی کی خدمات پر ایک اجمالی نظر

اخبار جہاں کراچی

علامہ شاہ احمد نورانی 7 رمضان المبارک 1344ھ بمطابق 31 مارچ 1926ء کو میرٹھ (یوپی) بھارت میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے 8 سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا۔ درس نظامی (فاضل) کی سند دارالعلوم عربیہ میرٹھ سے حاصل کی جبکہ نیشنل عربک کالج میرٹھ سے گریجویشن کیا اور فاضل عربی کی ڈگری الہٰ آباد یونیورسٹی سے حاصل کی۔ انہیں اردو، عربی، انگریزی اور فرانسیسی زبان سمیت 17 زبانوں پر عبور تھا۔ ان کے والد گرامی علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی کے مجاز خلیفہ تھے۔ وہ 1953ء سے 1964ء تک ورلڈ مسلم علماء آرگنائزیشن کے سیکرٹری جنرل رہے۔ انہوں نے 1953ء اور 1974ء میں ختم نبوت کی تحریکوں میں حصہ لیا۔ 1977ء میں بھٹو کے خلاف تحریک نظامِ مصطفیٰ چلائی۔ 1970ء میں وہ جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے قومی اسمبلی کے رکن اور 1973ء میں جمعیت کے صدر منتخب ہوئے۔ انہوں نے 1973ء کے آئین کی تیاری اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی کارروائی میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ وہ 2002ء کے انتخابات میں ایم ایم اے کے ٹکٹ پر سینیٹر منتخب ہوئے۔ ان کی شادی 1962ء میں مدینہ منورہ میں انجام پائی۔ اپنے والد گرامی مولانا عبدالعلیم صدیقی کے انتقال کے فوراً بعد سے ہی انہوں نے تبلیغی دوروں کی ذمے داری سنبھال لی تھی۔ 1955ء میں جامعہ الازہر کے علماء کی دعوت پر قاہرہ گئے تھے۔ 1956ء، 1968ء میں تبلیغی دورے پر روس گئے، اس کے علاوہ 1959ء سے 1962ء کے دوران مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی نے متعدد بار

Marfat.com

مشرق وسطیٰ، مشرقی افریقہ، نائیجریا، ماریشیس، سری لنکا، شمالی افریقہ کا دورہ کیا۔ 1963ء میں انہوں نے ترکی، فرانس، جرمنی، برطانیہ اور دیگر ممالک کے تبلیغی دورے کئے۔ انہوں نے امریکہ اور کینز میں بھی عالمی تبلیغی اجتماعات سے خطاب کیا۔ 1968ء میں انہوں نے لندن (ریویو) کے قادیانی ایڈیٹر سے ساڑھے پانچ گھنٹے تک مناظرہ کیا اور اسے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ 1984ء میں انہیں دل کا عارضہ لاحق ہوا جس کے بعد ان کا بائی پاس آپریشن کیا گیا۔

11 ستمبر اہل مغرب کے لئے اور 11 دسمبر ملت اسلامیہ کے لئے بڑا سانحہ ہے۔ مولانا شاہ انس نورانی

اخبارِ جہاں کراچی

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کے صاحبزادے مولانا شاہ انس نورانی نے گفتگو کرتے ہوئے نمائندہ اخبارِ جہاں سے کہا کہ 11 ستمبر اہل مغرب کے لئے تباہ کن تھا لیکن 11 دسمبر ملت اسلامیہ کے لئے انتہائی دکھ اور کرب کا باعث ہے جو تاریخ میں ہمیشہ قائد اہل سنت و قائد ملت شاہ احمد نورانی کی رحلت کے حوالے سے یاد رکھا جائے گا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ انتہائی مصروف زندگی گزارنے کے باوجود ہماری تعلیم و تربیت پر بھرپور توجہ دیتے اور فکرمند رہتے۔ انہوں نے میری تربیت پر خصوصی شفقت فرمائی۔ دینی تعلیم کے ساتھ ہی کراچی گرامر اسکول سے میٹرک اور پھر کراچی ہی کے ایک کالج سے گریجویشن کیا جس کے بعد ان کے حکم پر وہ برادر اسلامی ملک میں اعلیٰ عربی کی تعلیم اور زبان پر عبور کے لئے مجھے باہر بھیج دیا گیا۔ میں پچھلے ہی سال اپنی تعلیم پوری کر کے باہر سے آیا۔ مولانا انس نورانی نے بتایا کہ ان کا سفر کرنا میرے لئے باعث حیرت تھا۔

Marfat.com

وہ جس روحانی قوت سے سفر کرتے کہ چھوٹی چھوٹی جگہوں پر کچے پکے راستوں پر باوجود اس بات کے کہ وہ بائی پاس آپریشن کروا چکے تھے لیکن وہ نوجوانوں سے زیادہ مستعد رہتے۔

عیدالفطر کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ عید کی نماز کچی میمن مسجد صدر میں ادا فرمائی اور منبر پر بیٹھے ہوئے لوگوں سے عید اس انداز میں ملتے رہے کہ جیسے وہ آخری بار عید مل رہے ہوں جس کے بعد وہ عبداللہ شاہ غازی کے مزار اقدس پر تشریف لے گئے جہاں پر فاتحہ خوانی کرنے کے بعد میری دادی جان اور اپنی والدہ محترمہ کی قبر انور پر دیر تک فاتحہ خوانی کرنے کے بعد ان کے قدمون پر اپنے عصا سے زمین کو ٹھوکتے ہوئے فرمایا کہ یہ جگہ کیسی ہے؟ اس وقت ان کی آنکھیں اور چہرہ بالکل سرخ تھا۔ کچھ توقف کے بعد آپ واپس تشریف لے آئے اور معمولات میں لگ گئے۔ انہوں نے کہا کہ اور بہت سے واقعات میں سے یہ ایک واقعہ ان کی ولایت پر دلالت کرتا ہے کہ انہیں اندازہ ہو چکا تھا کہ وہ اس دارِ فانی سے کوچ کرنے والے ہیں۔

☆☆☆

Marfat.com

لسانی سیاست کے مقابلے میں کوہِ گراں

تحریر عبدالحفیظ عابد (ہفت روزہ تکبیر، کراچی)

متحدہ مجلس عمل اور جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ علامہ شاہ احمد نورانی سے جمعرات 4 دسمبر کی سہ پہر میں گفتگو کرتے ہوئے دور دور تک ذہن میں کہیں شائبہ تک نہ تھا کہ یہ خوش خلق، نرم گفتار، دل آویز مسکراہٹ رکھنے والے ممتاز عالم دین غیر معمولی تجربہ کار سیاستدان ٹھیک ایک ہفتے بعد ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو جائیں گے لیکن موت تو اٹل اور امر ربی ہے، کس کو علم ہے کہ کب اس کی مہلت عمل ختم ہو جائے گی۔

مولانا شاہ احمد نورانی کا حیدر آباد سے خاص تعلق تھا اور یہ شہر ان کا حلقہ انتخاب بھی رہا۔ یہ اتفاق ہے کہ 4 دسمبر کو دو روزہ دورے پر یہاں آمد کے بعد جے یو پی کے ایک دیرینہ مقامی رہنما ملک محمد یاسین کی پھلیلی کی رہائش گاہ پر مولانا نورانی صاحب نے جو تفصیلی پریس کانفرنس کی وہ پریس سے ان کی آخری باضابطہ ملاقات ثابت ہوئی۔ جمعرات اور جمعہ کو انہوں نے صحافیوں سے گفتگو کی، کئی پروگراموں میں شرکت کی، مدینہ مسجد سرے گھاٹ پر خطبہ جمعہ دیا اور ہر داخلی علاقائی اور عالمی موضوع پر کھل کر گفتگو کی۔

جمعرات کی پریس کانفرنس میں مولانا نورانی کو پہنچنے میں تاخیر ہو گئی تھی اس لئے ملک صاحب کی رہائش گاہ کے نچلے حصے میں نماز ظہر ہم نے مولانا نورانی صاحب کی امامت میں ادا کی۔ طویل عرصے سے گھٹنوں کی تکلیف کے سبب وہ نماز میں بیٹھنے میں تکلیف محسوس کرتے تھے۔ مولانا نورانی صاحب اپنی روایتی مسکراہٹ کے ساتھ اوپر کی منزل پر موجود صحافیوں کے درمیان آئے اور السلام علیکم کے بعد انہوں نے اپنی خاص روایت کے مطابق کہا کہ سب دیکھ لیں کہ کوئی غیر متعلق شخص تو موجود نہیں ہے۔ یہ

Marfat.com

اطمینان کرنے کے بعد ہی تشریف فرما ہوئے۔ مولانا نورانی صاحب کسی پریس کانفرنس، پارٹی یا کسی محدود نشست میں خاص طور پر سرکاری خفیہ ایجنسیوں کے اہلکاروں کی موجودگی کو سخت ناپسند کرتے تھے اور اگر کوئی موجود پایا جائے تو برملا اسے چلے جانے کے لئے کہہ دیتے تھے یا منتظمین کو ہدایت کرتے تھے کہ وہ ان کو باہر چلے جانے کے لئے کہیں۔

فرشی نشست کا اہتمام تھا اور جے یو پی کے دو رہنماؤں کے بعد ہم مولانا نورانی کے قریب بیٹھے تھے۔ کئی سوالات کرنے کا موقع ملا جن کے انہوں نے نہایت خوشگوار موڈ میں تفصیل سے جوابات دیئے۔ اس کے بعد میزبان نے کھانے کا اہتمام کر رکھا تھا۔ چونکہ قاتلانہ حملے کے بعد سے ہماری صحت بھی نرم گرم رہتی ہے اور متاثرہ جبڑے کی تکلیف کی وجہ سے کھانے میں احتیاط کرنا پڑتی ہے اس لئے ہم نے مولانا صاحب کے سامنے سے سبزی اٹھا کر بریانی کے ساتھ استعمال کی۔ یہ سبزی خاص طور پر انہی کے لئے تیار کی گئی تھی۔ بریانی، مرغی کا سالن، نان کئی کچھ موجود تھا لیکن ہم نے دیکھا کہ نورانی صاحب کے لئے بہت ہلکی چپاتی خاص طور پر پکائی گئی تھی لیکن شائد اس کا بھی انہوں نے کوئی نوالہ نہیں لیا اور صرف پپیتے کی کاشوں سبزی پر گزارہ کیا۔ مولانا نورانی صاحب کو اچھی خوراک سے خاص رغبت رہتی تھی لیکن دو بار دل کے بائی پاس سے گزرنے اور دیگر اسبابِ علالت نے اب ان کی طبیعت کو بہت بدل ڈالا تھا اور وہ کھانے میں بہت احتیاط کرتے تھے۔ پہلے وہ خود بھی کھاتے تھے اور صحافیوں کو بھی ساتھ بٹھا کر اصرار کر کے کھلاتے تھے۔

کھانے کے بعد رخصت ہوتے وقت میں مولانا محترم سے ملا اور عرض کیا کہ حضرت مجھے آپ کی خصوصی دعاؤں کی خصوصی ضرورت ہے۔ مجھے نہایت تپاک سے

Marfat.com

گلے لگایا اور فرمایا کہ میرے لئے بھی آپ دعا کریں۔ یہ ان کی محبت اور شفقت کا خاص انداز تھا۔ میں ان لمحات کو یاد کرتا ہوں تو میرے لئے خود پر قابو رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اگرچہ خرابی صحت کی وجہ سے میں عام سیاسی پروگراموں کی کوریج کے لئے نہیں پہنچ پاتا ہوں لیکن دینی جماعتوں کے قائدین سے خصوصی انسیت کے سبب میں پوری کوشش کرتا ہوں کہ ان کی سرگرمیوں کو خود کور کروں اور ان کی محبت و شفقت بھی حاصل کروں۔ مولانا نورانی صاحب جب بھی تشریف لاتے میں ان کے ایک دو پروگراموں میں لازماً شرکت کرتا۔ چند ماہ پہلے پریس کلب، میں تشریف لائے تو ان کی امامت میں نماز مغرب بھی ادا کی اور پھر انہوں نے اسی طرح مجھے گلے لگا کر دعاؤں سے نوازا۔

یہ بھی اتفاق ہے کہ ان کے دورۂ حیدر آباد کی رپورٹ تکبیر میں جمعرات 11 دسمبر کو شائع ہوئی اور اسی روز اسلام آباد میں حرکت قلب بند ہونے سے ان کی رحلت کی المناک خبر بھی آئی۔ مولانا نورانی صاحب حق بات کہتے اور پھر اس پر پوری قوت سے ڈٹ جاتے تھے۔ کسی خوف اور سیاسی مصلحتوں کو بھی عام طور پر خاطر میں نہ لاتے تھے۔ وہ نہایت زیرک اور فہم و فراست رکھنے والے سیاسی و دینی قائد تھے۔ ان کی شگفتہ مزاجی اور مسکراہٹ بڑی دل آویز ہوتی تھی۔ پریس کانفرنس کے آغاز پر حیدر آباد پہنچنے میں تاخیر کے سلسلے میں وضاحت کرتے ہوئے جب انہوں نے راستہ بھول کر جامشورو سے سیہون کی طرف سفر شروع کرنے کا ذکر کیا تو ہم نے آہستہ سے لقمہ دیا کہ مولانا صاحب وہاں سے تو لاڑکانہ بہت دور ہے جس کے جواب میں نہایت معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ انہوں نے بھٹو دور کے حوالے سے مشہور یہ مصرعہ پڑھا۔ ”لاڑکانے چلو ورنہ تھانے چلو۔“

مولانا نورانی نے ہر آمر کے خلاف سیاسی جنگ میں پوری استقامت اور جرأت

Marfat.com

سے اگلی صفوں میں رہ کر حصہ لیا اور رہنمائی کی۔ یہ مشیت ایزدی ہے کہ اس وقت جبکہ اس دور کے بڑے آمر کے خلاف وہ 18 دسمبر سے تحریک شروع کرنے کا آغاز کر چکے تھے تو ان کی مہلت عمل ختم ہو گئی۔ بزرگ سیاسی قائد نوابزادہ نصر اللہ خان کے بعد مولانا نورانی کی رحلت۔ آمر مطلق اور ان کے ساتھیوں کے لئے یہ ضرور اطمینان کا سبب ہوگا لیکن قادر مطلق نے نہ جانے کیا فیصلہ کر رکھا ہے۔

1986ء میں ایم کیو ایم تخلیق کی گئی اور لسانی، نسلی، علاقائی تعصب اور نفرت کی بنیاد پر صوبہ سندھ خصوصاً کراچی اور حیدر آباد میں دہشت گردی اور قتل و غارتگری کا ایک نہ ختم ہونے والا دور شروع ہوا، اس حوالے سے الطاف حسین کی ایم کیو ایم اور متحدہ قومی موومنٹ کے خلاف انہوں نے اول روز سے جو مؤقف اختیار کیا تھا ''قائد کا جو غدار ہے موت کا حقدار ہے'' جیسی دھمکیوں کے باوجود آخری دم تک اس پر ڈٹے رہے یہاں تک کہ مجلس عمل کو الطاف حسین کی مشروط پیشکش کے حوالے سے جب سوال کیا گیا تو مولانا نورانی نے دوٹوک انداز میں کہا کہ متحدہ قومی موومنٹ سے تعاون حاصل کرنا مجلس عمل کے لئے بدنامی کا باعث ہوگا۔ بھتہ خور، قاتل، دہشت گرد ہم پر بھی یہ دھبہ لگانا چاہتے ہیں تا کہ ان کی طرح ہمارے سروں کی بھی قیمت مقرر ہو حالانکہ ہم تو لندن نہیں بھاگے اور نہ ہی ہم نے اپنی قومیت تبدیل کی ہے۔

مولانا نورانی ہمیشہ مسلمانوں کے تمام طبقات مکاتب فکر کے درمیان اسلامی اخوت، بھائی چارے اور رواداری کے علمبردار رہے اور نوابزادہ نصر اللہ خان کے بعد قومی سطح پر سب سے زیادہ دینی اور سیاسی اتحادوں کی قیادت بھی ان کے حصے میں آئی کیونکہ وہ مختلف خیالی ذمہ داروں کو ساتھ لے کر چلنے کی اہلیت بھی رکھتے تھے اور گر بھی جانتے تھے۔ ان کی بزرگی، علم و تدبر اور وسیع قلبی کی وجہ سے دینی اور سیاسی رہنما خواہ وہ

Marfat.com

حکومت سے متعلق ہوں یا حزبِ اختلاف میں، ان کا خاص احترام کرتے تھے۔

ویسے تو تمام سینئر صحافیوں کے ساتھ وہ بہت انسیت سے پیش آتے تھے لیکن ہمارے اور ان کے درمیان یہ تعلق خاص واقعے کے بعد قائم ہوا اور پھر ہمیں ہمیشہ ان کی شفقت حاصل رہی۔ یہ وہ دور تھا جبکہ 1983ء کی ایم آر ڈی کی تحریک پوری طرح جاری تھی۔ مولانا شاہ احمد نورانی ایک وفد کے ساتھ پیپلز پارٹی کے سینئر وائس چیئرمین مخدوم طالب المولیٰ سے ملاقات کرنے کے لئے ہالا جارہے تھے اور اس سے پہلے وہ دوپہر میں پھلیلی میں ملک محمد یاسین کے گھر پر ہی قیام پذیر تھے جہاں کہ 4 دسمبر کو آخری پریس کانفرنس میں ملاقات ہوئی، کچھ سینئر صحافیوں کے ہمراہ ہم بھی خبر کی تلاش میں پہنچ گئے۔ پہلے پروفیسر شاہ فرید الحق اور دیگر رہنماؤں سے غیر رسمی گفتگو ہوتی رہی اس دوران بتایا گیا کہ دوسرے کمرے میں مولانا نورانی صاحب اخبار نویسوں کو یاد کر رہے ہیں۔ ہم میرپور خاص سے حیدر آباد منتقل ہوئے تھے اور اس وقت ہمیں برادر محترم شہید صلاح الدین کی ہدایت پر یہاں روزنامہ جسارت کی نمائندگی کی ذمہ داری سنبھالے ہوئے ابھی سال ڈیڑھ سال ہی گزرا تھا اور مولانا نورانی صاحب سے براہِ راست زیادہ تعارف نہیں تھا۔ ہم نے جسارت کے حوالے سے اپنا تعارف کرایا تو مولانا نورانی صاحب نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔ ''آپ کی ضرورت نہیں ہے آپ جا سکتے ہیں۔'' جس پر ہم اٹھ کر آ گئے۔ مولانا نورانی صاحب کے ردعمل کی وجہ ہمیں معلوم تھی کہ ہم سے پہلے جو دوست جسارت کی نمائندگی کر رہے تھے ان کے رویئے سے بوجوہ مولانا نورانی صاحب سخت ناراض تھے۔ بعد میں ہمارے علم میں یہ بات آئی کہ جے یو پی کے مقامی رہنماؤں نے مولانا نورانی صاحب کے سامنے ہماری وکالت کی اور ہم سے اپنے خوشگوار تعلقات کے بارے میں انہیں آگاہ کیا اس کے بعد حالات کے اتار چڑھاؤ آتے رہے

Marfat.com

لیکن مولانا محترم سے انسیت بڑھتی رہی اور وہ ہمیشہ شفقت فرماتے رہے۔ ممکن ہے اس طرح وہ اس کا ازالہ کرنا چاہتے ہیں جو غلط فہمی ان سے 20 سال پہلے سرزد ہوئی تھی۔

مولانا شاہ احمد نورانی عالمی، علاقائی اور قومی حوالے سے نہایت بلند مقام رکھتے تھے لیکن کراچی کے بعد حیدرآباد ان کا اپنا گھر تھا۔ 1986ء سے پہلے تک حیدرآباد میں جے یو پی اور ان کے سربراہ مولانا نورانی کو بڑی عوامی پذیرائی حاصل تھی لیکن بعد میں لسانی، نسلی تعصبات کا زہر جے یو پی، جماعت اسلامی سمیت قوتوں کی عوامی حمایت پر بری طرح اثرانداز ہوا اور لاشوں کے انبار پر کھڑے ہوکر سروقد بننے والے بونے غالب آ گئے لیکن بدترین حالات میں بھی مولانا نورانی نے حیدرآباد کے عوام کو حق اور سچ کی طرف بلانے کا فریضہ جاری رکھا۔ وہ بار بار آتے رہے اور لوگوں کو جھنجھوڑتے رہے اور ہر جگہ دلوں کو جوڑنے کی کوششیں کرتے رہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی 1977ء میں حیدرآباد کے ایک شہری حلقے سے پاکستان قومی اتحاد کے رکن منتخب ہوئے تھے جب دوسرے حلقے سے جماعت اسلامی کے صوبائی رہنما میاں محمد شوکت نے کامیابی حاصل کی تھی۔ ذوالفقار علی بھٹو کی آمریت کے خلاف انہی منتخب قائدین کی قیادت میں حیدرآباد کے عوام نے قومی اتحاد کی تحریک میں تاریخ ساز قربانیاں دیں۔ لاڑکانہ سے ذوالفقار علی بھٹو کا مقابلہ کرنے والے ہمارے لئے سراپا محبت و شفقت کے پیکر، ممتاز دینی اور سیاسی قائد نائب امیر جماعت اسلامی پاکستان مولانا جان محمد عباسی نے بھی اس تحریک کو منظّم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ افسوس کہ آج تینوں قائدین ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں۔ مولانا نورانی صاحب نے بعد میں بھی تین مرتبہ حیدرآباد سے انتخابات میں حصہ لیا لیکن دینی جماعتوں کی باہمی چپقلش کے سبب انہیں ہی نہیں، دینی جماعتوں کے تمام امیدواروں کو ناکامی ہوتی رہی۔ گذشتہ

Marfat.com

سال کے انتخابات میں مجلس عمل کے 2 امیدواروں صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر اور عبدالرحمٰن راجپوت کی متحدہ قومی موومنٹ کے مقابلے میں کامیابی دراصل دینی جماعتوں کے باہمی اتحاد کا بھی نتیجہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حافظ مبارک علی شاہ، نواب مظفر حسین خان، میر رسول بخش تالپور، میر علی احمد تالپور، قاضی محمد اکبر، قاضی عبدالمجید عابد، میاں محمد شوکت، سید احد یوسف تک جیسی تیسی قیادت اس شہر کو میسر تھی مگر یہ سب جا چکے۔ مولانا سید وصی مظہر ندوی بھی ان میں تھے جو پیرانہ سالی کے سبب نہ صرف غیر متحرک ہو گئے بلکہ حالات سے مایوس ہو کر کینیڈا میں مقیم ہو گئے۔ اس طرح یہ شہر قیادت سے محروم ہو گیا۔ الطاف حسین کو کراچی اور حیدر آباد میں جو تاریخی پذیرائی حاصل ہوئی اس سے ملنے والی قوت کو استعمال کر کے وہ سندھ کے اور شہروں کی کایا پلٹ سکتے تھے ان کو علم و آگہی کسب و ہنر کا گہوارہ بنا کر خوشحالی اور ترقی کا نیا دور شروع کر سکتے تھے لیکن بدقسمتی سے انہوں نے یہاں کے شہریوں کو اپنا زرخرید ہاری اور ایم کیو ایم کے منتخب افراد کو اپنا کمدار سمجھا اور ڈیڑھ کروڑ سے زائد عوام کو خصوصاً اور پورے صوبے کو تاریک مستقبل کی طرف دھکیل دیا۔ متحدہ مجلس عمل علامہ شاہ احمد نورانی کی قیادت میں کراچی، حیدر آباد کے عوام کے لئے خصوصاً اور پورے ملک کے لئے عموماً روشنی کی کرن بن کر ابھری اور اس نے امیدوں کے نئے چراغ روشن کئے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ قاضی حسین احمد، مولانا فضل الرحمٰن، مولانا سمیع الحق، علامہ ساجد نقوی، پروفیسر ساجد میر اور دیگر دینی قائدین ذاتی گروہی پارٹی مفادات سے بالاتر ہو کر پوری استقامت، حکمت اور تدبر سے مولانا نورانی کے مشن پر قائم رہیں گے۔ دیگر جمہوری قوتوں کے ساتھ اسلام بیزار اور آمریت کی قوتوں کا مل کر ہمیشہ کے لئے سر کچل ڈالیں گے اور اپنے عزم و حوصلے اور خلوص سے

Marfat.com

نبی آخر الزماں ﷺ کے لائے ہوئے دین حق کے غلبے اور اس کے فیوض و برکات سے قوم کو بہرہ مند کرنے کی منزل حاصل کرلیں گے، ہماری دل کی گہرائیوں سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ علامہ شاہ احمد نورانی کی دینی اور ملی خدمات کو شرف قبولیت عطا فرمائے ان کی کوتاہیوں سے درگزر فرمائے اور انہیں اپنی جنتوں میں اعلیٰ ترین مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆

مہد تا لحد: کردار ہی کردار

جمعیت کی قیادت انس نورانی کو دی جائے

تحریر قاضی جاوید (ہفت روزہ تکبیر، کراچی)

ملکی سیاست میں 32 سال اہم کردار ادا کرنے والے معروف سیاستدان عالم دین و مفکر اسلام اور متحدہ مجلس عمل کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی 11 دسمبر کو اسلام آباد میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ مولانا نورانی کو جمعہ المبارک کو بعد نماز عصر عبداللہ شاہ غازی کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ مولانا کا جسد خاکی جمعرات کی شب اسلام آباد سے کراچی پہنچا تو لاکھوں افراد کا جلوس میت کے ساتھ مولانا کے گھر کلفٹن پہنچا۔ کراچی ائرپورٹ سے کلفٹن اور دوسرے دن نشتر پارک میں نماز جنازہ سے سپرد خاک کرنے تک مولانا کے دوستوں، احباب اور لاکھوں عقیدت مندوں نے مولانا کے جسد خاکی کے ساتھ سفر کیا۔ جنازہ کی نماز میں ایک محتاط اندازے کے مطابق دو لاکھ افراد شریک ہوئے اور یہ ایک بڑے جنازے کے طور پر برسوں یاد رکھا جائے گا۔ مولانا جمعیت علماء پاکستان کے بانی اور آخری دم تک صدر رہے لیکن ان کی نماز جنازہ میں

Marfat.com

زندگی کے تمام مکتب فکر کے علماء کرام، مفکرین اور سیاسی اکابرین کی شرکت نے ثابت کر دیا کہ مولانا نورانی دینی جماعتوں کے اتحاد، متحدہ مجلس عمل کے سربراہ ہونے کے علاوہ اتحاد بین المسلمین کے بہت بڑے علمبردار تھے۔ دنیا کے دو درجن سے زائد ممالک میں مولانا کے عقیدت مندوں کی بھاری تعداد موجود ہے لیکن افریقی اور یورپی ممالک میں ان کے عقیدت مندوں نے انہیں جو عزت و احترام دیا اور مولانا کے تبلیغی مشن میں جس طرح مولانا کی مدد کی، اس کی مثال پوری دنیا میں نہیں ملتی۔ مولانا نے اپنے عقیدت مندوں کے تعاون سے دنیا کے متعدد ممالک میں سینکڑوں کی تعداد میں مساجد اور دینی مدارس قائم کئے جہاں ہزاروں طلبہ اور طالبات تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

مولانا نورانی کی پیدائش 1926ء میں میرٹھ کی ہے لیکن پاکستانی سیاست کے افق پر مولانا 1971ء کے انتخابات کے بعد ابھر کر سامنے آئے۔ مولانا نورانی 1971ء میں کراچی سے منتخب ہوئے اور اپنے 32 سالہ سیاسی دور میں ہمیشہ بے باک، نڈر، نہ جھکنے والا کا اعزاز برقرار رکھا اور اسی اعزاز کے ساتھ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

مولانا نے اپنی سیاسی زندگی میں کبھی کسی آمر یا فوجی حکمران کا ساتھ نہیں دیا اور ہمیشہ اپنے اس مؤقف پر ڈٹے رہے کہ آمر اور فوجی حکمران اسلامی نظام اور جمہوریت کے لئے تباہ کن ہیں۔ آمر اور فوجی حکمران نہ ملک میں اسلام نافذ کر سکتے ہیں اور نہ ہی جمہوریت کا قیام ان حکمرانوں کے ادوار میں ممکن ہے۔ مولانا نے جنرل ضیاء الحق کی تمام تر کوششوں اور اسلام پسندی کے دعوے کے باوجود ان کا کبھی ساتھ نہیں دیا۔ مولانا نورانی اسلامی جماعتوں میں اختلاف اور سیاسی جماعتوں کے ٹکڑے ٹکڑے گروپوں میں تقسیم کا ذمے دار بھی مارشل لاء حکومتوں کو قرار دیتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ دینی

Marfat.com

جماعتوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے میں مارشل لاء اور آمروں کی حکومتوں نے اہم کردار ادا کیا ہے۔

مولانا جس قدر مارشل لاء اور آمروں کی حکومت کے مخالف تھے، اسی شدت سے وہ لسانی اور علاقائی سیاست کے بھی زبردست مخالفین میں سے تھے انہوں نے پوری زندگی لسانی اور علاقائی سیاست کی کھل کر مخالفت کی۔ 1988ء میں شہر کراچی کی لسانی تنظیم مہاجر قومی موومنٹ نے جس کا نام تبدیل کر کے اب متحدہ قومی موومنٹ رکھ دیا گیا ہے، شہر میں مہاجر حقوق کی بات کرتے ہوئے لسانیت کی آگ بھڑکائی اور ہزاروں افراد اس آگ میں ہلاک اور سینکڑوں گھرانے برباد ہو گئے تو مولانا نورانی اس آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے میدانِ عمل میں سب سے آگے تھے۔ اسی دوران مولانا نے متحدہ قومی موومنٹ کے گڑھ ملیر کے آرسی ڈی گراؤنڈ میں متحدہ کے مقابلے میں جلسہ کیا تو اس جلسے کو رکوانے کے لئے متحدہ نے اپنا پورا زور لگا دیا۔ جلسہ رکوانے میں ناکامی کے باعث متحدہ کے کارکنان نے عین اس وقت جلسے کے سٹیج پر فائرنگ کر دی جب مولانا نورانی خطاب کے لئے سٹیج پر آئے۔ آرسی ڈی گراؤنڈ کے سامنے امام بارگاہ حسینی سفارت خانے سے فائرنگ کا سلسلہ جاری رہا اور مولانا اسٹیج پر کھڑے قرآن مجید کی تلاوت اور درود شریف کا ورد کرتے رہے۔ اس دوران انتظامیہ کی کوششوں سے مولانا نورانی کو وہاں سے نکالا گیا۔ فائرنگ کے دوران مولانا نورانی پر نہ فائرنگ کا خوف تھا نہ موت کا ڈر، بلکہ وہ اللہ پر اعتماد کا بھرپور نمونہ بنے ہوئے تھے۔ مولانا نورانی کے بارے میں کراچی کی انتظامیہ کا کہنا تھا کہ وہ 1988ء سے دہشت گردوں کی ہٹ لسٹ پر تھے لیکن انہوں نے کبھی سرکاری گارڈ کی، جو انتظامیہ ان کو فراہم کرنا چاہتی تھی، خدمات حاصل نہیں کیں۔

Marfat.com

مولانا نورانی کی موت نے جہاں ملک میں مدبر، بردبار اور متحمل مزاج سیاستدان کا خلاء پیدا کر دیا ہے، وہاں جمعیت علماء پاکستان میں ان کے جانشین کی تلاش بھی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ جمعیت علماء پاکستان کے قائم مقام صدر مولانا شاہ فرید الحق ہیں لیکن ان کی انتہائی خراب صحت اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ وہ پارٹی کی قیادت کر سکیں۔ شاہ فرید الحق گذشتہ کئی دنوں سے آئی سی یو میں ہیں۔ پارٹی کے دیگر اکابرین میں جنرل (ر) کے ایم اظہر اور پیر اعجاز ہاشمی بھی شامل ہیں، لیکن یہ دونوں حضرات پارٹی کی قیادت جیسی مشکل اور عظیم ذمے داری نبھانے کا تجربہ نہیں رکھتے۔ کراچی میں ملک کے جید علماء کرام نے پارٹی سے الگ مولانا شاہ احمد نورانی کا جانشین ان کے بیٹے مولانا انس نورانی کو بنانے پر اتفاق کیا اور ان کی دستار بندی اتوار کو کر دی گئی ہے۔ مولانا انس نورانی پر جید علماء کرام کا اتفاق اور اعتماد اس بات کی علامت ہے کہ علماء کرام پارٹی کی قیادت کے لئے بھی انس نورانی کو سب سے بہتر سمجھتے ہیں۔ مولانا انس نورانی میں قیادت کی صلاحیت بھی موجود ہے اور ان کی اسی صلاحیت کو دیکھتے ہوئے جید علماء نے انہیں مولانا نورانی کا جانشین مقرر کر دیا ہے۔ اس صورتِ حال کے پیش نظر مولانا انس نورانی ہی جمعیت علماء پاکستان کے نئے سربراہ کی حیثیت سے منتخب کئے جا سکتے ہیں اور یہ انتخاب جمعیت علماء پاکستان کی بقاء اور پارٹی کے مستقبل کے لئے بہت اہم اور ضروری ہے۔ ممکن ہے مولانا نورانی کا تجربہ اور صلاحیت اس وقت انس نورانی میں نظر نہ آتا ہو، تاہم یہ ضرور ہے کہ اس وقت جمعیت علماء پاکستان کے حامی انس نورانی کے گرد ہی جمع ہو سکتے ہیں اور وقت گزرنے کے ساتھ یہ ثابت ہو جائے گا کہ پارٹی کے لئے انس نورانی ایک اچھا انتخاب تھا۔ پارٹی کی قیادت کیا فیصلہ کرتی ہے اس کا پتہ چند دنوں میں چل جائے گا۔ پارٹی اپنے قیام سے اب تک چلتی رہی ہے اور چلتی رہے گی

Marfat.com

لیکن مولانا نورانی جیسا ختم نبوت کا سپاہی، سنجیدہ سیاست دان اور اپنے اصولوں کا سودا نہ کرنے والے سیاسی رہنما کو چشم فلک برسوں دیکھنے سے محروم رہے گی۔

☆☆☆

نورانی سیاست کی چند جھلکیاں

تحریر اسرار بخاری (ہفت روزہ تکبیر، کراچی)

مولانا شاہ احمد نورانی کی جمہوریت کے لئے خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ جمہوری محاذ کے قیام کا سہرا بھی مولانا نورانی کے سر جاتا ہے۔ 28 فروری 1973ء کو مولانا شاہ احمد نورانی نے ایم این اے ہاسٹل کے اپنے کمرہ میں سیاستدانوں کا اجلاس بلایا جس میں جمہوری محاذ کا قیام عمل میں آیا اور پیر پگارا اس کے صدر اور مولانا نورانی رابطہ عوام مہم کے انچارج مقرر ہوئے۔ بعد ازاں مولانا مفتی محمود کی قیادت میں پاکستان قومی اتحاد قائم ہوا تو مولانا نورانی نے اس میں بھرپور کردار ادا کیا ان کی پارٹی کو جنرل سیکرٹری شپ ملی، مگر انہوں نے خود اپنی بجائے اپنی پارٹی کے لیڈر رفیق باجوہ ایڈووکیٹ کو اس عہدے پر فائز کیا اور پی این اے کی تحریک کے دوران ایک مرحلہ پر جب رفیق باجوہ نے اسلام آباد جا کر ذوالفقار علی بھٹو سے خفیہ ملاقات کی تو پی این اے ٹوٹنے کا اندیشہ پیدا ہو گیا تھا لیکن قومی اتحاد کی خاطر مولانا نورانی نے نہ صرف رفیق باجوہ کو فوری طور پر پارٹی سے خارج کر دیا بلکہ سیکرٹری جنرل شپ کی حاصل شدہ پوزیشن پر اصرار کرنے کی بجائے جماعت اسلامی کے پروفیسر غفور احمد کو سیکرٹری جنرل بنانا قبول کر لیا۔ بعد ازاں انہوں نے جمہوریت کے لئے ایم آر ڈی میں بھرپور حصہ لیا اور اس سے پہلے میاں نواز شریف کے مقابلے میں محمد خان جونیجو مرحوم کے ساتھ مل کر انتخابی اتحاد قائم

Marfat.com

کیا۔ پاکستان میں دینی جماعتوں کا اتحاد متحدہ مجلس عمل کی صورت میں قائم ہوا تو اتفاق رائے سے اس کی سربراہی بھی مولانا نورانی کو سونپی گئی۔

یوں تو جمعیت علماء پاکستان 1948ء سے معرضِ وجود میں آ چکی تھی لیکن اس کا حقیقی جنم 4 اپریل 1970ء کو لاہور میں ہوا جب علامہ ابوالبرکات نے جمعیت کے تمام گروپوں کو مدرسہ حزب الاحناف میں اکٹھا کیا، لاہور کے سابق میئر میاں شجاع الرحمٰن مرحوم کے والد میاں غلام قادر مرحوم نے اس اجلاس کے انعقاد کے لئے خصوصی کردار ادا کیا۔ اس اجلاس میں جمعیت کے جو گروپ شریک ہوئے وہ حسب ذیل ہیں۔

صاحبزادہ فیض الحسن گروپ، علامہ عبدالغفور ہزاروی گروپ، علامہ عبدالحامد بدایونی گروپ، سید محمود شاہ گروپ، سید خلیل احمد قادری گروپ اور علامہ محمود احمد رضوی گروپ۔ اس اجلاس میں علامہ ابوالبرکات کی ہدایت پر محمود احمد رضوی نے اجلاس کی صدارت کے لئے مولانا شاہ احمد نورانی کا نام پیش کیا جس کی اتفاق رائے سے منظوری دے دی گئی اور تمام گروپوں کے قائدین نے استعفے دے دیئے اور ان تمام گروپوں کے انضمام سے مجلس عمل جمعیت علماء پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ اس اجلاس میں جمعیت کے منشور کے لئے ایک کمیٹی قائم کی گئی جو مولانا شاہ احمد نورانی (چیئرمین) علامہ محمود احمد رضوی، مولانا غلام علی اوکاڑوی، مولانا محمد حسن حقانی، مولانا غلام مہر علی اور مولانا شجاعت علی قادری پر مشتمل تھی۔

مولانا شاہ احمد نورانی کی قیادت میں جمعیت کی جانب سے پہلا سیاسی قوت کا مظاہرہ جون 1970ء میں ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ''سنی کانفرنس'' کی صورت میں کیا گیا جو ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مولانا عبدالحمید بھاشانی کی جانب سے ٹوبہ ٹیک سنگھ کو لینن گراڈ بنانے کے اعلان اور کسان کانفرنس کا جواب تھا۔ ''سنی کانفرنس'' میں ہی آئندہ عام انتخابات

Marfat.com

میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا گیا، 1970ء کے عام انتخابات میں جمعیت علماء پاکستان نے "چابی" کے نشان پر الیکشن میں حصہ لیا جس میں ضلع جھنگ پنجاب کی تمام نشستیں جیت لی گئیں اور جمعیت کے امیدوار مہر غلام حیدر بھروانہ نے بیگم عابدہ حسین کے والد کرنل عابد حسین کو شکست دی جبکہ نوابزادہ نصر اللہ خان جمعیت کے امیدوار میاں ابراہیم برق سے شکست کھا گئے اور راولپنڈی سازش کیس میں مشہور جنرل اکبر خان کو جمعیت کے امیدوار مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری نے شکست دی۔ اس الیکشن میں جمعیت علماء پاکستان نے سات نشستیں حاصل کیں۔ کامیاب ارکان حسب ذیل تھے۔

مولانا شاہ احمد نورانی، علامہ مصطفیٰ الازہری، مولانا محمد علی رضوی، مولانا محمد ذاکر، مہر غلام حیدر بھروانہ، صاحبزادہ نذیر سلطان اور میاں ابراہیم برق، اس کے علاوہ جمعیت نے سندھ اسمبلی میں 6 اور پنجاب اسمبلی میں 4 نشستیں حاصل کیں، شاہ فرید الحق سندھ اسمبلی میں اور ناصر علی بلوچ پنجاب اسمبلی میں جبکہ مولانا شاہ احمد نورانی قومی اسمبلی میں اپنی پارٹی کے پارلیمانی لیڈر منتخب ہوئے۔

شیخ مجیب الرحمٰن کی جانب سے 6 نکات کے اعلان کے بعد مولانا شاہ احمد نورانی کی قیادت میں جمعیت کے ایک وفد نے ڈھاکہ جا کر شیخ مجیب سے ملاقات کی اور مولانا نورانی نے اپنے چھ نکات پیش کئے ابھی اس پر مذاکرات جاری تھے کہ جنرل یحییٰ خان کی بداعمالیوں کے نتیجے میں سقوط ڈھاکہ کا سانحہ رونما ہوگیا۔ قبل ازیں جب یحییٰ خان نے ڈھاکہ میں قومی اسمبلی کا اجلاس طلب کیا تو پیپلز پارٹی کے سربراہ ذوالفقار علی بھٹو نے اجلاس میں جانے والوں کی ٹانگیں توڑ دینے کی دھمکی دی مگر مولانا شاہ احمد نورانی کوئی پروا کئے بغیر ڈھاکہ پہنچ گئے اور جنرل یحییٰ خان کی جانب سے مشرق پاکستان میں ملٹری ایکشن پر جب ذوالفقار علی بھٹو نے کہا کہ "خدا کا شکر ہے پاکستان بچ گیا" مولانا

Marfat.com

شاہ احمد نورانی نے ملٹری ایکشن کے خلاف اسی روز نشتر پارک کراچی میں جلسہ کیا اور یحییٰ اور بھٹو کی پالیسیوں کی زبردست مخالفت کی جس کے سات سال بعد 1977ء میں پاکستان قومی اتحاد کی تحریک کے دوران لاہور کے شیر پاؤ پل پر مولانا نورانی کی کار روک کر پیپلز پارٹی کے جیالوں نے اس کے ساتھ بدسلوکی کی اور ان کی پگڑی پھاڑ دی۔ یہ اطلاع ملنے پر مخدوم جاوید ہاشمی چند نوجوانوں کے ہمراہ وہاں پہنچے اور مولانا نورانی کو جیالوں کے نرغے سے نکال کر لائے۔

70ء کی قومی اسمبلی میں مولانا نورانی کی دعوت پر حزبِ اختلاف کا پارلیمانی گروپ تشکیل دیا گیا جس کا قائد سردار شوکت حیات کو بنایا گیا کیونکہ مسلم لیگ نے سب سے زیادہ گیارہ نشستیں حاصل کی تھیں، لیکن بعد ازاں سردار شوکت حیات سمیت مسلم لیگی ارکان ذوالفقار علی بھٹو کی نذر ہو گئے اور مسلم لیگ ایک رکنی اپوزیشن چوہدری ظہور الٰہی کی شکل میں باقی رہ گئی، جس کے بعد عبدالولی خان کو قائد حزب اختلاف بنایا گیا۔

☆☆☆

مولانا نورانی آہوں اور سسکیوں کے ساتھ سپرد خاک

ہفت روزہ وجود کراچی

متحدہ مجلس عمل کے سربراہ علامہ شاہ احمد نورانی کو 12 دسمبر جمعۃ المبارک کو آنسوؤں اور سسکیوں کے ساتھ سپرد خاک کیا گیا۔ ان کی تدفین عبداللہ شاہ غازی کے مزار کے احاطے میں ان کی والدہ کے پہلو میں ہوئی۔ ان کی نماز جنازہ نشتر پارک میں مرحوم کے صاحبزادے انس نورانی کی امامت میں ادا کی گئی۔ مولانا نورانی کی نماز جنازہ

Marfat.com

میں نشتر پارک کا میدان اور اطراف کی گلیاں کھچا کھچ بھری ہوئی تھیں جس میں ان کے مکتبہ فکر کے علاوہ تمام مکاتب فکر کے لوگ بڑی تعداد میں جمع ہوئے تھے جو اس بات کا بین ثبوت تھا کہ اتحاد بین المسلمین کے حوالے سے ان کے کردار کی پذیرائی ہر مکتبہ فکر نے کی ہے۔ مرحوم کی نماز جنازہ میں وزرائے اعلیٰ سندھ و سرحد علی محمد مہر اور اکرم درانی کے علاوہ وزیر دفاع راؤ سکندر اقبال، سینٹر وسیم سجاد، سینٹر سلیم سیف اللہ، سابق صدر فاروق لغاری، جنرل کے ایم اظہر، صوبائی وزیر رؤف صدیقی، مشیر وزیر اعلیٰ وسیم اختر، ڈاکٹر فاروق ستار، کنور خالد یونس، سرحد کابینہ کے اراکین صوبائی وزیر محمد ادریس، حافظ حشمت، حسین احمد کانجو، فضل ربانی، عنایت اللہ خان، رکن قومی اسمبلی رحمت اللہ خان، سینٹر پروفیسر غفور احمد، سید منور حسن، مفتی نظام الدین شامزئی، الیاس قادری، افتخار بھٹی، نصرت مرزا، حسن ترابی، مفتی عثمان یار خان، مولانا عبدالکریم عابد، حافظ حسین احمد اور مفتی منیب الرحمان سمیت سیاسی و دینی جماعتوں کے چھوٹے بڑے رہنما اور ہزاروں کارکن شریک ہوئے۔ مرحوم کی نماز جنازہ میں مجلس عمل کی اعلیٰ قیادت بھی موجود تھی۔ مجلس عمل کے مرکزی قائدین میں قاضی حسین احمد، مولانا فضل الرحمان اور مولانا سمیع الحق سمیت قومی و صوبائی اسمبلی کے منتخب اراکین اور سینیٹرز موجود تھے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کا جسد خاکی 2 بج کر 45 منٹ پر ان کی رہائش گاہ سے جنازگاہ نشتر پارک لانے کے لئے اٹھایا گیا۔ اس موقع پر ان کے اہل خانہ اور گھر میں موجود خواتین زار و قطار رو رہی تھیں۔ مولانا نورانی کی میت کو 2 بج کر 35 منٹ پر سیلانی ویلفیئر ٹرسٹ کی بڑی ایمبولینس نمبر H-417WWY میں رکھا گیا اور اس پر پھولوں کی چادر ڈال دی گئی۔ ایمبولینس میں میت کے ساتھ مولانا کے صاحبزادے انس نورانی، دونوں داماد آفاق اور ناصر، بہنوئی محمد احمد صدیقی، شوکت قادری اور برادر نسبتی ڈاکٹر رضوان بیٹھے تھے۔

Marfat.com

ایمبولینس پر جمعیت علمائے پاکستان کے دو پرچم لگے تھے۔ ایمبولینس کے ساتھ جانے والا قافلہ کئی میل طویل جلوس میں تبدیل ہوگیا۔ جلوس جنازہ کلفٹن شون چورنگی، سن سیٹ بلیوارڈ روڈ اور شارع فیصل و شارع قائدین سے ہوتا ہوا تقریباً 3 بج کر 41 منٹ پر نشتر پارک پہنچا جہاں ہزاروں افراد پہلے ہی سے موجود تھے۔ نظم و ضبط کے فقدان کے باعث نماز جنازہ مقررہ وقت پر نہیں ہوسکی اور تقریباً 4 بج کر 29 منٹ پر آخری تکبیر اور سلام کے ساتھ نماز جنازہ ختم ہوئی۔ اس موقع پر انتہائی رقت آمیز مناظر دیکھنے میں آئے۔ متحدہ مجلس عمل کے مرکزی قائدین کی آنکھیں بھی پُرنم تھیں۔ نماز جنازہ کے بعد تقریباً 4 بج کر 34 منٹ پر شاہ احمد نورانی کی میت لے جانے والی ایمبولینس سٹارٹ ہوئی۔ جلوس جنازہ ایک بار پھر مقررہ راستے سے گزرتا ہوا تقریباً 5 بجے کلفٹن پر واقع عبداللہ شاہ غازی کے مزار پر پہنچا۔ مولانا شاہ احمد نورانی کا جسد خاکی تقریباً 5 بج کر 17 منٹ پر لحد میں اتارا گیا اور 5 بج کر 20 منٹ علامہ شاہ احمد نورانی کی قبر کو ڈھانپ دیا گیا۔

☆☆☆

مولانا شاہ احمد نورانی کا انتقال خلا کیسے پُر ہوگا؟

تحریر نجم انوار (ہفت روزہ وجود، کراچی)

11 دسمبر کی دوپہر کی دھوپ اس وقت سوئیاں بنا کر فلان میں چبھنے لگی جب یہ خبر قومی حلقوں تک پہنچی کہ متحدہ مجلس عمل، ورلڈ اسلامک مشن اور جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ دل کا دورہ پڑنے سے اچانک انتقال کر گئے۔ تفصیلات کے مطابق مولانا شاہ احمد

Marfat.com

نورانی جمعرات (11 دسمبر) کو متحدہ حزب اختلاف کے سینیٹرز کی پارلیمنٹ ہاؤس میں ہونے والی پریس کانفرنس میں شرکت کی تیاری کر رہے تھے۔ اسلام آباد میں واقع اپنی رہائش گاہ ایف 8/4 میں باتھ روم کے اندر ہی ان کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی۔ مولانا کے کراہنے کی آوازیں سن کر ان کے سیکرٹری حسنات قادری نے باتھ روم کا دروازہ کھولا۔ مولانا کی دگرگوں طبیعت کے باعث فوراً ہی ایمبولینس طلب کی گئی تاہم تاخیر کے باعث مولانا کو ایک کرسی پر بٹھا کر پرائیویٹ گاڑی کے ذریعے پولی کلینک لے جایا گیا مگر راستے ہی میں وہ خالق حقیقی سے جا ملے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کا انتقال تقریباً 12 بج کر 37 منٹ پر ہوا تھا تاہم ان کے انتقال کی پہلی خبر متحدہ حزب اختلاف کے رہنماؤں پروفیسر عبدالغفور احمد، اسحاق ڈار، رضا ربانی، پروفیسر ابراہیم ثناء اللہ بلوچ اور دیگر سینیٹرز کو پریس کانفرنس کے دوران تقریباً 12 بج کر 45 منٹ پر دی گئی۔ اطلاع ملتے ہی متحدہ حزب اختلاف کے یہ تمام رہنما فوراً ہی پولی کلینک پہنچ گئے۔ بعد ازاں مولانا نورانی کا جسد خاکی پمز ہسپتال کے سرد خانے پہنچا دیا گیا اور کراچی میں ان کی میت پہنچانے کے فوری انتظامات شروع کئے گئے۔ بالآخر ان کی میت چک لالہ ایئر بیس پہنچا کر اسی شام پانچ بجے سی 130 جہاز کے ذریعے کراچی لے جائی گئی۔ مولانا نورانی کی نماز جنازہ اگلے روز 12 دسمبر کو ساڑھے چار بجے نشتر پارک میں ادا کی گئی۔ ہزاروں عقیدت مندوں اور لاکھوں سوگواروں کی موجودگی میں انہیں عبداللہ شاہ غازی مزار کے احاطے میں دفن کیا گیا۔ مولانا کی نماز جنازہ میں چیئرمین سینٹ، وزیر دفاع، سندھ اور سرحد کے وزرائے اعلیٰ سمیت مجلس عمل کی صف اول کی قیادت قاضی حسین احمد، مولانا فضل الرحمٰن اور مولانا سمیع الحق شریک ہوئے۔ ان کے علاوہ وسیم سجاد سمیت اہم حکومتی اور سیاسی شخصیات نے بھی نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔ سیاسی جماعتوں کے سب سے

Marfat.com

بڑے اتحاد اے آر ڈی کے سربراہ نوابزادہ نصر اللہ خان کے انتقال کے بعد مذہبی جماعتوں کے سب سے بڑے اتحاد متحدہ مجلس عمل کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کے اچانک انتقال نے قومی سیاسی حلقوں سمیت عوامی سطح پر رنج واندوہ کی لہر دوڑا دی۔ مولانا نورانی ایک مقبول عوامی راہنما کی تمام خصوصیات رکھتے تھے۔ انہوں نے جمعیت علمائے پاکستان کو حکمرانوں کے آشرم سے نکال کر جمہوری جدوجہد کے راستے پر گامزن کیا۔ مولانا نورانی نے یحییٰ خان، بھٹو اور ضیاء الحق سمیت کسی بھی فوجی وسول آمریت کے خلاف صف آرا ہونے کی سج دھج اور بانکپن دیا۔ چنانچہ جنرل پرویز مشرف کے زمانے میں بھی وہ اسی سپرٹ کے ساتھ کام کرتے رہے۔ انہوں نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں مجلس عمل کے دیگر رہنماؤں کو بھی ''وردی'' پر کسی قسم کا سمجھوتہ نہ کرنے کا پیغام دیا تھا۔ چنانچہ نوابزادہ کے بعد ان کی اچانک موت پر بعض ماہرین سیاست نے اسے جنرل مشرف کے ستاروں کا عروج قرار دیا۔ علامہ شاہ احمد نورانی کا سیاست میں نمایاں مقام 1971ء میں اس وقت بننا شروع ہوا جب جے یو پی نے انتخابات میں سات نشستیں جیتیں اور مولانا کو اپنا پارلیمانی لیڈر مقرر کیا۔ جمعیت کی سابقہ روایات کے برخلاف اسٹیبلشمنٹ کے ہم رنگ وہم آہنگ نہیں رہ سکے اور انہوں نے پہلی مرتبہ قومی سیاست میں جمہوری اقدار کے فروغ کے لئے مزاحمت کی طرح ڈالی۔ جب ذوالفقار علی بھٹو کے نعرے ادھر ہم ادھر تم کے بعد سیاست دانوں کی طرف سے ڈھاکہ سیشن میں شرکت کا معاملہ مشکوک ہونے لگا تو مولانا نورانی نے جرأت مندی کا مؤقف اختیار کرتے ہوئے ڈھاکہ سیشن میں شریک ہونے اور آئین سازی میں بھرپور حصہ لینے کا اعلان کیا۔ انہوں نے اس دور میں یحییٰ خان کو بھی کوئی رعایت نہیں۔ 1972ء میں دستور سازی کے انتہائی کٹھن مرحلے پر بھی ان کا کردار قائدانہ رہا۔ مولانا نے آئین کو بھٹو کے سوشلزم

Marfat.com

اور صدارتی سایوں کی روح میں ڈھلنے نہیں دیا۔ اس زمانے میں مفتی محمود، پروفیسر عبدالغفور احمد اور سردار شیر باز مزاری کے ساتھ ان کے تعلقات کی تاریخ قابل رشک تھی۔ بھٹو کے آمرانہ اقدامات کے بعد جنرل ضیاء کا دور بھی ان کے نشانے پر رہا۔ یہاں تک کہ مولانا نے قومی اتحاد کو بھی خیر باد کہہ دیا۔ 12 اکتوبر 1999ء میں جنرل پرویز مشرف کے برسر اقتدار آنے کے بعد بھی مولانا نورانی کا مؤقف متزلزل نہیں ہو سکا اور انہوں نے فوجی آمروں کے خلاف اپنی جمہوری جدوجہد کی تاریخ برقرار رکھی۔ ملی یکجہتی کونسل کی سربراہی کے بعد مذہبی جماعتوں کے سیاسی اتحاد کی سربراہی بھی ان کے ہی حصے میں آئی۔ بعد ازاں انہوں نے آئین کی مکمل بحالی، ایل ایف او کی غیر آئینی حیثیت اور وردی کی مخالفت میں اپنی آواز کو کبھی نیچے نہیں ہونے دیا۔ وہ اپنے مسلک کے واحد عالم دین تھے جو حکمرانوں کی بلائیں لینے اور اقتدار کی غلام گردشوں میں سیر کے بجائے اصولوں کی سیاست پر یقین رکھتے تھے۔ وہ اپنے مسلک کے واحد عالم دین تھے جو اتحاد بین المسلمین کے سب سے بڑے علمبردار بن کر اس میدان میں عملی کوششیں کرتے رہے۔ وہ اپنے مسلک کے واحد عالم دین تھے جو ایک موقع پر دین کے چند مظاہر کے بجائے مکمل اسلام کی بات کرتے ہوئے عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کے درد میں ڈوبے ہوئے نظر آنے لگے تھے۔ وہ اپنے مسلک کے واحد عالم دین تھے جو افغانستان اور عراق کے مظلوم مسلمانوں کی آواز اٹھاتے ہوئے امریکہ سے بے پرواہ نظر آتے تھے۔ وہ اپنے مسلک کے واحد عالم دین تھے جو سمجھوتوں کی سیاست کے بجائے اصولوں کی سیاست کرتے رہے۔ وہ اپنے مسلک کے واحد عالم دین تھے جنہوں نے جمہوریت کی بالادستی اور فوجی حکمرانوں کے خلاف آواز اٹھائی۔ ان کے بعد ہر طرف سناٹا ہی سناٹا نظر آتا ہے۔

Marfat.com

بقول شاعر مشرق

قم باذن اللہ کہہ سکتے تھے جو رخصت ہوئے
خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن

مولانا نورانی کی المناک رحلت کے تقاضے

ہفت روزہ وجود، کراچی

متحدہ مجلس عمل، جمعیت علمائے پاکستان اور ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ علامہ شاہ احمد نورانی 11 دسمبر کو اسلام آباد میں دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔ مولانا نورانی 1926ء میں میرٹھ میں پیدا ہوئے تھے۔ وہ برصغیر کے ایک خاص مسلک اور مکتبہ فکر کے بانی اعلیٰ حضرت احمد رضا خان کے دو معروف خلفاء سے براہِ راست تعلق رکھتے تھے۔ اعلیٰ حضرت کے ایک خلیفہ مولانا شاہ عبدالعلیم کے وہ فرزند تھے جبکہ دوسرے خلیفہ مولانا ضیاء الدین مدنی کے ایک صاحبزادے مولانا فضل الرحمان کے وہ داماد تھے۔ علامہ شاہ احمد نورانی بریلوی مکتبہ فکر کے سب سے قدآور عالم ہونے کے باعث قائد اہل سنت کہلاتے تھے۔ ان کے مذہبی افکار تاریخ اور عقائد کا موضوع ہے اس لئے اس تعزیتی حاشئے میں اس کا تذکرہ مناسب نہیں لیکن ان کی المناک موت کا واقعہ ایک ایسے وقت میں پیش آیا ہے جب پاکستان کی قومی سیاست کو ان کے بے لچک مؤقف اور غیر متزلزل کردار کی اشد ضرورت تھی۔ مولانا نورانی پہلی مرتبہ 1970ء کے عام انتخابات کے بعد قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے تھے۔ 1973ء میں نفاذ آئین کے بعد وہ ذوالفقار علی بھٹو کے مدمقابل وزارت عظمیٰ کے امیدوار بھی تھے۔ مولانا کی سیاسی زندگی کو مختلف ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ مولانا

Marfat.com

نورانی کا 1990ء کا دورِ سیاست انتہائی سنجیدہ غور وفکر کا متقاضی ہے۔ مولانا نورانی اور مولانا عبدالستار نیازی کے مابین اختلافات کی تاریخ نے انتہائی افسوس ناک طور پر اسی عہد میں موڑ لئے اور مولانا نورانی کو اپنے انتہائی عزیز ساتھیوں کی رفاقت سے محروم ہونا پڑا لیکن مولانا کی زندگی کے آخری پانچ برس کا عرصہ ان کا سب سے تابناک عہد ثابت ہوا جب وہ اسلام کی ہمہ گیر فکر کے سانچے میں ڈھل کر فروعی اختلافات کی شورشوں کو اپنے تدبر سے فرو کرتے رہے۔ وہ اتحاد بین المسلمین کے سب سے بڑے علمبردار بن گئے اور انہوں نے اپنے خطبوں اور وعظوں میں اختلافی موضوعات پر اٹھنے والی مخالفانہ آوازوں کو بھی نظر انداز کر دیا۔ ان کی اس فکر کی جھلک قومی سیاست میں بھی نظر آئی اور دفاعِ افغان کونسل کی کوکھ سے جنم لینے والی متحدہ مجلس عمل کے وہ سربراہ بنا دیئے گئے۔ مولانا نورانی نے ماضی میں جنرل ضیاء کی آمریت سے کوئی مفاہمت نہیں کی تھی اور وہ اپنی زندگی کے آخری دورِ سیاست میں جنرل پرویز مشرف کے غیر آئینی، غیر اخلاقی اور غیر قانونی عہد اقتدار سے بھی کسی قسم کی مفاہمت کے لئے تیار نہیں تھے۔ مولانا نورانی نے کم از کم دو عنوانات سے اپنے غیر متزلزل کردار کے ذریعے عملی طور پر جرأت و عزیمت کی ایک بے مثال تاریخ رقم کی جس کا اعتراف ان کے موافقین و مخالفین دونوں ہی کرتے رہے۔ مولانا نورانی نے ایم کیو ایم کے قیام سے لے کر اپنی وفات تک اصولی بنیادوں پر اس کی مسلسل مخالفت کی۔ ان کی یہ مخالفت ایم کیو ایم کے اس دورِ عروج میں بھی جاری رہی جب اختلافی آواز کا مقدر صرف موت ہوتی تھی۔ مولانا نورانی اللہ پر اپنے کامل یقین کے ساتھ کراچی کی شاہراہوں پر کسی محافظ اور ''ہٹو بچو'' کے شور کے بغیر آزادانہ گھومتے رہے اور حریت فکر کے دیئے فروزاں کرتے رہے۔ اس دور میں ایم کیو ایم کے دیگر مخالفین نے بھی مصلحت کی چادر اوڑھ لی تھی جس میں جماعت اسلامی ایسی

Marfat.com

منظم جماعت بھی شامل تھی۔ مولانا کے غیر متزلزل کردار کا دوسرا اظہار افغانستان کے حوالے سے ہوا۔ انہوں نے طالبان کے عہد میں افغانستان کا دورہ کیا اور واپسی پر اپنی خوبصورت آواز میں طالبان کے افغانستان کا دفاع کرنے لگے۔ 11 ستمبر کے بعد جب امریکی دفتر نے دنیا کے افکار ونظریات میں ہلچل پیدا کردی اور افغانستان پر حملہ کر کے دنیا میں عملی طور پر اپنے اقتدار اور فیصلوں کو ہر قسم کے ضابطوں سے بے نیاز ثابت کرنے کا اعلان کر دیا تو مولانا نورانی نے دیگر علمائے کرام کی طرح ''سکوتِ حکیمانہ'' کا بزدلانہ حربہ اختیار نہیں کیا۔ بلکہ وہ امریکا کی مذمت کرتے رہے اور اس کے استعماری عزائم کے خلاف سینہ سپر مظلوموں کی فریاد کو تقویت دیتے رہے۔ مولانا نورانی کی وفات سے قبل ان کا جو آخری بیان اخبارات کی زینت بنا وہ بھی یہی تھا کہ ''عراق اور افغانستان امریکی فوجیوں کے قبرستان ثابت ہوں گے۔''

مولانا کے بے مثال کردار کی یہ لازوال تاریخ ہمیشہ یاد رکھی جائے گی۔ اگر ان کی وفات کے بعد ان کے مکتبہ فکر پر ایک نگاہ ڈالی جائے تو وہاں پر بونوں کی حکمرانی نظر آتی ہے۔ ان کی زندگی میں ان سے بے وفائی کرنے والے قیادت کے جھوٹے دعوے دار اپنی آنکھوں میں آنسو سجائیں یا دل کے دوروں کا ڈھنڈورا پیٹیں اپنے ان رویوں کی تلافی ہرگز نہیں کر سکتے جو انہوں نے اپنے ہی مسلک کے سب سے بڑے قائد کے ساتھ ان کی زندگی میں ہی روا رکھے تھے۔ مولانا کی المناک رحلت نے پاکستان کی سیاست کے مکروہ ترین رویوں اور برادران یوسف کے سلوک پر بھی غور کرنے کا موقع فراہم کیا ہے کہ خوبصورت آواز کے اس بے بدل عالم کا گوشت ان کے اپنے ہی مسلک کے بونوں اور موقع پرستوں کی حریصانہ چاٹ اور ٹھاٹ باٹ کا ہدف کیسے بنا۔ وجود مولانا کی المناک رحلت پر سوگوار بیٹوں اہل خاندان اور ان لاکھوں عقیدت مندوں سے

Marfat.com

اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ رب العزت مولانا نورانی کی موت سے پیدا ہونے والے خلاف کا درست ادراک کرنے کی اہلیت بریلوی مکتبہ فکر کی تمام چھوٹی بڑی جماعتوں کے رہنماؤں کو عطا کرے کہ مولانا کی المناک رحلت غور وفکر کا ایک نادر موقع فراہم کرتی ہے۔ اس موقع کو عقیدت کے پالوں، جذباتی نعروں اور تعزیت کے روایتی فقروں تک محدود نہیں رکھنا چاہئے بلکہ اس عظیم شخصیت کی موت بھی ان کی زندگی کی طرح نصیحت آموز اور پیغام افروز ہو سکتی ہے اگر اسے تاریخ کے تقاضوں اور مطالبوں کی روشنی میں موضوعِ بحث بنایا جائے۔

☆☆☆

مولانا شاہ احمد نورانی کی رحلت

تحریر خالد کاشمیری (ایڈیٹر ندائے ملت، لاہور)

مولانا شاہ احمد نورانی قوم کو داغ مفارقت دے گئے۔ مولانا کے ملک عدم سدھار جانے کا سن کر دیدہ و دل کا خون ہو جانا لازم ہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کی موت محض ایک سیاستدان ہی کی موت نہیں، ان کے اٹھ جانے سے ملک کا ایک عظیم روحانی پیشوا، بین الاقوامی حیثیت کا حامل مذہبی سکالر، نظریہ پاکستان کا علمبردار، دین اسلام کا نامور مبلغ، قوم کا درد رکھنے والا رہنما اور امام اہل سنت اسلامیانِ پاکستان سے چھن گیا۔

مولانا شاہ احمد نورانی دین اسلام کا پرچم بلند رکھنے والے ایک عظیم علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ ان کے دادا محترم مولانا عبدالحکیم میرٹھ سے تعلق رکھتے تھے اور ان کا شمار وقت کے جید علمائے کرام میں ہوتا تھا جبکہ مولانا شاہ احمد نورانی کے والد مولانا عبدالعلیم صدیقی کا شمار بھی برصغیر پاک و ہند میں چوٹی کے علمائے کرام میں ہوتا تھا جو

Marfat.com

اس خطے کے عالم بے مثل اور روحانی پیشوا اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی سے بیعت تھے اور بعد میں اعلیٰ حضرت بریلوی نے انہیں خلافت بھی عطا کی تھی۔

مولانا شاہ احمد نورانی کے اس خانوادے کی ملی امنگوں سے ہم آہنگ خدمات اور سوچ کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب بابائے قوم حضرت قائداعظم کی زیر قیادت غیر منقسم ہندوستان میں قیام پاکستان کی عہد آفریں تحریک اپنی منزل کی طرف بڑھ رہی تھی تو اغیار کے ساتھ ساتھ اپنوں نے بھی اس کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔ ان میں بعض نام نہاد علماء بھی تھے جن کی ریشہ دوانیوں کا توڑ کرنے کے لئے اہل سنت والجماعت کے علمائے کرام کی طرف سے بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس بلائی گئی۔ اس میں مولانا شاہ احمد نورانی کے والد گرام مولانا عبدالعلیم صدیقی نے تحریک پاکستان کی حمایت میں زبردست تقریر کی اور اسی کانفرنس میں حضرت قائداعظم کی قیادت پر بھرپور اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے تحریک پاکستان کی حمایت کی گئی۔ گویا مولانا شاہ احمد نورانی برصغیر کے انہی علمائے حق کے سلسلے کی ایک اہم کڑی تھے جنہوں نے قیام پاکستان سے پہلے اور اس کے بعد بھی اپنے آباؤ اجداد کی درخشاں روایات کی پیروی کرتے ہوئے سوادِ اعظم کی تمناؤں کی روشنی میں حق وصداقت کی آواز بلند کرنے میں کسی بھی لمحے گریز نہ کیا۔ ان کی دینی خدمات کا سلسلہ کم وبیش دو تہائی صدی پر محیط ہے۔ اس دوران مولانا نے کرۂ ارض کے بیشتر ممالک کے متعدد دورے کئے اور وہاں تبلیغ دین کا فرض ادا کرتے ہوئے ہزاروں غیر مسلموں کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔ متعدد ممالک میں مساجد اور اشاعت دین کے اداروں سمیت مدرسے بھی قائم کئے اور تبلیغ دین کی اشاعت کے لئے مولانا نے ورلڈ اسلامک مشن کی بنیاد بھی رکھی جس کی ایک عالمی کانفرنس میں انہیں اس کا چیئرمین منتخب کیا گیا۔

Marfat.com

مولانا شاہ احمد نورانی کی سیاسی زندگی ایک تہائی صدی پر محیط ہے۔ وہ پہلی بار 1970ء میں جمعیت علمائے پاکستان کے ٹکٹ پر قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے تھے۔ مولانا 1973ء کے دستور کی تدوین کے موقع پر دستوری کمیٹی کے رکن بنائے گئے اور اس حیثیت سے ملک کے اس متفقہ دستور کی تشکیل میں انہوں نے کلیدی کردار ادا کیا۔ اس دستور کو اسلامی بنانے کے لئے مولانا نے دوسو ترامیم پیش کیں۔ انہی دنوں مولانا شاہ احمد نورانی پاکستان کے سیاسی افق پر آفتاب بن کر ابھرے اور ان کی سیاسی فہم و بصریت کا ملک میں ہر سیاسی مکتب فکر کی طرف سے اعتراف کیا گیا کیونکہ مولانا کی سیاسی سوچ اور فکر کا محور نظریہ پاکستان اور حضرت قائداعظم کے سیاسی تصورات و فرمودات تھے۔ انہوں نے اپنے قول وفعل سے ثابت کیا کہ وہ نظریہ پاکستان کی روشنی میں حضرت قائداعظم کے فرمودات کے مطابق ملک میں اسلامی جمہوری نظام کے نفاذ کے لئے کوشاں ہیں۔ انہی کی مساعی سے 1973ء کے آئین میں پاکستان کو اسلامی جمہوریہ قرار دینے کی کوشش کامیاب ہوئی۔ مولانا شاہ احمد نورانی جمہوری اقدار کی سربلندی کے لئے ذوالفقار علی بھٹو کی بلا مقابلہ وزیراعظم بننے کی خواہش کے راستے میں دیوار بن کر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے حزب اختلاف کے فیصلے کے مطابق بھٹو کے مقابلے میں وزارتِ عظمیٰ کا الیکشن لڑا۔ اگرچہ انہیں صرف 32 ووٹ ملے مگر ان کی جرأت و بہادری کی ملک بھر میں داد دی گئی کہ انہوں نے اس وقت بھٹو کا مقابلہ کیا جب کوئی دوسرا اس کے لئے تیار نہ تھا۔ پھر 30 جون 1974ء کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں قادیانیوں کو خارج از اسلام قرار دینے کی قرارداد پیش کرنے کا شرف بھی مولانا ہی کو حاصل ہوا۔

1974ء میں بھٹو حکومت نے بلوچستان کے عوام کے خلاف فوج استعمال کرنے

Marfat.com

کی پالیسی پر عمل کیا تو ملک میں حزبِ اختلاف کی جماعتوں نے حکومت کے اس اقدام کے خلاف سرگرمِ عمل ہونے کے لئے متحدہ جمہوری محاذ کے نام سے سیاسی اتحاد بنایا۔ اس کے قیام میں مولانا شاہ احمد نورانی نے کلیدی کردار ادا کیا۔ بالآخر یہ سیاسی اتحاد نہ صرف اپنے مقصد مین کامیاب ہوا بلکہ اس کی سرگرمیوں نے عوام کے دلوں سے بھٹو حکومت کا خوف اتار دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی جمہوریت پر پختہ یقین رکھتے تھے۔ وہ ملک میں جمہوریت کاملہ کی بحالی کے لئے آخری دم تک سرگرم رہے اور اس سلسلے میں وقت کے ہر آمر اور طالع آزما کے خلاف ڈٹے رہے۔ انہوں نے کبھی اصولوں کا سودا نہ کیا۔ نظامِ مصطفیٰ کا نفاذ مولانا شاہ احمد نورانی کی جماعت جمعیت علمائے پاکستان کا منشور تھا جس کے لئے انہوں نے خود کو وقف کئے رکھا۔ مولانا نے ہر سطح اور ہر محاذ پر نظامِ مصطفیٰ کے نفاذ کی کوششیں جاری رکھیں، نہ اس راہ میں کبھی لچک دکھائی نہ حق و صداقت کا پرچم سرنگوں ہونے دیا۔ ایک ایسے موقع پر جب پاکستان میں 1973ء کے آئین کو اس کی اصل حالت میں لانے اور جمہوریت کاملہ کی بحالی کی جدوجہد جاری ہے، مولانا شاہ احمد نورانی کی ناگہانی موت ایک قومی المیہ ہے۔ اس سے قومی سیاست میں جو خلا پیدا ہوا ہے، وہ شاید مدتوں پورا نہ ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں بلند مقام عطا فرمائے۔

☆☆☆

Marfat.com

نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نفاذ ان کی زندگی کا مشن تھا

تحریر خالد کاشمیری (ایڈیٹر ندائے ملت، لاہور)

بین الاقوامی شہرت کے حامل دینی سکالر، صف اول کے سیاسی رہنما، ورلڈ اسلامک فاؤنڈیشن کے چیئرمین اور جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ سینیٹر مولانا شاہ احمد نورانی خالق حقیقی سے جا ملے (انا للہ و انا الیہ راجعون)۔ مولانا شاہ احمد نورانی 17 رمضان المبارک 1344 ہجری بمطابق یکم اپریل 1926ء کو میرٹھ میں پیدا ہوئے تھے اور صرف آٹھ برس کی عمر میں انہوں نے قرآن پاک حفظ کیا۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی مشہور عالم دین مولانا شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی سے حاصل کی۔ گریجویشن نیشنل عربک کالج میرٹھ سے کی اور الہٰ آباد یونیورسٹی سے ڈگری لی جبکہ دینی تعلیم مدینہ منورہ جا کر حاصل کی جہاں کے نامور اساتذہ سے تجوید اور کئی دوسرے علوم سیکھے۔ بارہ زبانوں پر عبور حاصل کیا جن میں عربی، انگریزی، فرانسیسی، سواحلی، اردو، پنجابی، سندھی، فارسی، بلوچی اور دیگر زبانیں شامل ہیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی کے دادا حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحکیم صدیقی اپنے زمانے کے مشہور فلسفی شاعر اور روحانی رہنما تھے۔ انہوں نے درسِ نظامی میں اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد انگریزی زبان کی تعلیم حاصل کی اور اس میں عبور حاصل کیا۔ انہوں نے دین اسلام کی تبلیغ کے لئے دنیا کے متعدد ممالک کا سفر کیا۔ ان ممالک میں سری لنکا، جنوبی افریقہ، پرتگال، مشرقی افریقہ، فرانس اور برطانیہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کی یہ مساعی نہایت کامیاب ہوئی اور اس کی بدولت ہزاروں غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ ان کی وفات 22 اگست 1954ء کو ہوئی تھی۔

مولانا شاہ احمد نورانی کا تعلق اسی دینی خانوادے سے تھا۔ ان کے والد ماجد شاہ

Marfat.com

عبدالعلیم صدیقی بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نہ صرف ایک دینی سکالر، زبردست مبلغ اسلام تھے بلکہ ایک عظیم مفکر اور بے مثال خطیب بھی تھے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کے خاندان کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ان کے خاندان کے متعدد افراد نے ملی تاریخ میں دینی خدمت کی یادگار داستانیں چھوڑی ہیں۔ دادا عبدالحکیم میرٹھی شاہی مسجد میرٹھ کے خطیب اور مبلغ اسلام، ان کے تایا مولانا نذیر احمد صدیقی بمبئی کی جامع مسجد کے خطیب، جن سے حضرت قائداعظم بھی دینی معاملات میں مشورے لیا کرتے تھے اور آزاد میدان پارک بمبئی میں حضرت قائداعظم ان کے پیچھے عیدین کی نماز ادا کیا کرتے۔ جب بابائے قوم حضرت قائداعظم نے رتن بائی (جو شادی کے بعد مریم جناح ہوئیں) سے شادی کا فیصلہ کیا تو انہوں نے مولانا نذیر احمد صدیقی ہی سے مشورہ لیا اور رتن بائی کو مولانا نذیر صدیقی ہی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرایا۔ اسی طرح مولانا شاہ احمد نورانی کے والد گرامی عبدالعلیم صدیقی اپنے وقت کے جید عالم تھے اور عالم اسلام میں مبلغ اسلام کے لقب سے ملقب تھے۔ مولانا مرحوم کے خاندان کے ایک فرد مولانا محمد اسماعیل میرٹھی اردو کے ممتاز اور منفرد شاعر تھے اور ادب میں ان کی نظمیں لازوال اہمیت کی حامل ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد پہلی نماز عید بھی بانی پاکستان حضرت قائداعظم نے مولانا شاہ احمد نورانی کے والد محترم مولانا عبدالعلیم صدیقی کی امامت میں ادا کی تھی۔

مولانا شاہ احمد نورانی نے اپنے والد کی وفات کے بعد عالمی سطح پر تبلیغ کے فرائض سنبھالے اور اس مشن کو زندہ رکھنے کے لئے دنیا کے بیشتر ممالک میں تبلیغی دورے کئے۔ 1962ء میں ان کی شادی مدینہ منورہ میں نامور دینی شخصیت حضرت علامہ فضل الرحمٰن مدنی کی بیٹی سے ہوئی۔ اگرچہ مولانا شاہ احمد نورانی کو قیام پاکستان سے قبل 1941ء

Marfat.com

میں نیشنل گارڈ کی تنظیم کے بانیوں میں شمار کیا جا سکتا ہے مگر انہوں نے باقاعدہ سیاست کا آغاز چھٹی دہائی کی پہلی تہائی میں کیا اور 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا۔

1956-58ء کے دوران مولانا شاہ احمد نورانی نے مفتی اعظم روس حضرت مفتی ضیاء الدین باباخانوف کی خصوصی دعوت پر روس کا تبلیغی دورہ کیا، جہاں انہوں نے سوشلسٹ معاشرے کا قریب سے مشاہدہ و مطالعہ کیا۔ انہوں نے تاشقند، سمرقند اور بخارا کے علاقوں کا دورہ کر کے وہاں اسلام کے نام لیواؤں میں دینی جذبہ زندہ رکھنے کا حوصلہ دیا۔ اسلام کی تبلیغ کا مشن انہیں ورثے میں ملا تھا اس لئے ملکی سیاست میں حصہ لیتے ہوئے مولانا نے اس مشن سے لمحہ بھر کے لئے بھی صرف نظر نہ کیا۔ 1960ء میں وہ مشرقی افریقہ، مڈغاسکر اور ماریشیس گئے۔ 1961ء میں سری لنکا اور شمالی افریقہ کے تبلیغی دورے سے واپس لوٹے ہی تھے کہ 1962ء میں نائیجیریا کے وزیراعظم احمد وبیلو شہید کی دعوت پر وہاں چلے گئے اور ان کے ذاتی مہمان کی حیثیت سے 3 ماہ کا تبلیغی دورہ کیا۔ یہ مولانا شاہ احمد نورانی کے شباب کا زمانہ تھا جس کی تمام تر توانائیاں انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کی روایات کو زندہ و تابندہ رکھنے کے لئے وقف کر دیں۔ 1963ء میں انہوں نے ترکی، فرانس، مغربی جرمنی، برطانیہ اور سکینڈے نیوین ممالک کا تبلیغی دورہ کیا۔ اسی برس آپ چینی مسلمانوں کی دعوت پر عوامی جمہوریہ چین بھی تبلیغی دورے پر گئے اور اگلے برس 1964ء میں انہوں نے اپنے مشن کے تحت امریکہ جنوبی امریکہ اور کینیڈا کا دورہ کیا۔

1968ء میں مولانا شاہ احمد نورانی نے اسلامک ریویو لندن کے قادیانی ایڈیٹر سے ٹرینی ڈاڈ میں ساڑھے پانچ گھنٹے مناظرہ کیا۔ اس مناظرے میں قادیانی ایڈیٹر

Marfat.com

بالآخر کتابیں چھوڑ کر بھاگ گیا اور 1969ء میں وطن واپس آ کر مولانا شاہ احمد نورانی نے بیرونی دنیا بالخصوص عالم اسلام میں قادیانیوں کی مسلم دشمن سرگرمیوں کا ایک بیان میں پردہ چاک کیا اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے قوم کو لائحہ عمل مرتب کرنے کی راہ دکھائی۔ مولانا شاہ احمد نورانی 1970ء میں جمعیت علماء پاکستان کے ٹکٹ پر کراچی سے متحدہ پاکستان (مشرقی اور مغربی پاکستان) کی قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ 1972ء میں انہوں نے فتنہ مرزائیت پر پاکستان کی قومی اسمبلی میں ایک بھرپور خطاب کیا۔

1972ء کے آخر میں مولانا مکہ مکرمہ گئے جہاں انہوں نے دارالارقم کے مقام پر ورلڈ اسلامک مشن کی بنیاد رکھی۔ 1974ء میں پاکستان پیپلز پارٹی کی وفاقی حکومت نے بلوچستان میں شہری آزادیوں کو کچلنے کے لئے فوج تعینات کی تو اس کے خلاف پنجاب میں ملک بھر کی جمہوریت پسند سیاسی جماعتوں نے متحدہ جمہوری محاذ قائم کیا۔ اس کے قیام میں مولانا نورانی نے مرکزی کردار ادا کیا اور اسی سیاسی اتحاد نے وزیراعظم بھٹو کے اس اقدام کے خلاف کامیاب تحریک چلائی۔

1974ء میں 12 اپریل کو بریڈ فورڈ برطانیہ کے سینٹ جارجز ہال میں منعقدہ عظیم الشان عالمی کانفرنس میں پچاس ممالک کے جید علمائے کرام نے متفقہ طور پر مولانا شاہ احمد نورانی کو ورلڈ اسلامک مشن کا چیئرمین منتخب کیا۔ 1975ء میں مولانا نے مولانا عبدالستار خان نیازی مرحوم، اور علامہ ارشد القادری پر مشتمل وفد کی قیادت کرتے ہوئے امریکہ افریقہ اور یورپ کے متعدد ممالک کا دورہ کیا۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں حاضری اور حج و زیارت کی سعادت حاصل کرنے کے بعد یہ وفد جدہ سے نیروبی پہنچا۔ وفد نے امریکہ، جنوبی امریکہ، کینیڈا، مغربی جرمنی، اسپین، تیونس، لیبیا، الجزائر، مصر اور

Marfat.com

ترکی کا تبلیغی دورہ کیا۔ اس دورے کے دوران لاتعداد غیر مسلموں نے مولانا شاہ احمد نورانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی کی رحلت کے بعد مولانا شاہ احمد نورانی کو جمعیت علمائے پاکستان کا سربراہ منتخب کرلیا گیا۔ وہ تادمِ آخر اس عہدے پر فائز رہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی نے ورلڈ اسلامک مشن کی سربراہ کی حیثیت سے دنیا بھر کے جس قدر تبلیغی دوری کئے ان کو محدود صفحات پر احاطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں، تاہم دنیا کے مختلف ممالک میں ان کی براہِ راست سرپرستی میں کام کرنے والے اداروں میں ماریشیس میں حلقہ قادریہ علیمیہ اشاعت اسلام، علیمیہ اسلامک مشن، علیمیہ دارالعلوم اور ورلڈ اسلامک مشن، سری لنکا میں حلقہ قادریہ علیمیہ اشاعت اسلام سیلون، امریکہ میں مسلم ایجوکیشن ٹرسٹ، جارج ٹاؤن ساؤتھ افریقہ میں اسلامک مشنریز گلڈ، ملائیشیا میں آل ملایا مسلم مشنری سوسائٹی، برطانیہ میں حنفی مسلم سرکل پریسٹن اور ہالینڈ میں دارالعلوم جامعہ مدینۃ الاسلام شامل ہیں۔

مولانا شاہ احمد نورانی کو پاکستان کے سیاستدانوں میں اس لئے ممتاز اور منفرد حیثیت حاصل ہے کہ وہ نہ صرف صف اول کے سیاسی رہنما تھے بلکہ ایک ممتاز دینی سکالر اور مذہبی رہنما بھی تھے جنہیں بلاشبہ ملک کی بھاری اکثریت اہل سنت والجماعت کے عصر حاضر کا امام ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔ دینی اعتبار سے مرحوم کی خدمات کا دائرہ ساٹھ برس سے زائد عرصے پر محیط ہے جبکہ وہ ایک تہائی صدی سے ملکی سیاست کے میدان میں تھے۔ اس دوران قومی سیاست کا کوئی موڑ ایسا نہیں تھا جس میں مولانا شاہ احمد نورانی نے جمہوری اقدار کی پاسداری اور شہری آزادیوں کے تحفظ کے لئے نمایاں کردار ادا نہ کیا ہو جبکہ اس راہ میں انہیں قید و بند کی صعوبتوں سے بھی پالا پڑا۔

Marfat.com

سقوطِ ڈھاکہ کے بعد انہوں نے 1973ء کے آئین کی تدوین میں اہم کردار ادا کیا مگر اس راہ میں قومی وملکی مفادات کا پوری طرح تحفظ کیا اور 1973ء کے آئین میں انہوں نے اس مقصد کے لئے 200 کے لگ بھگ ترامیم پیش کیں۔ مولانا نورانی کی ایک قرارداد ہی کی روشنی میں پاکستان کا نام 1973ء کے آئین میں اسلامی جمہوریہ پاکستان اور پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام قرار دیا گیا۔ مسلمان کی تعریف کو دستور کا حصہ قرار دلوایا۔ آج تک جو بھی حلف نامہ وزراء اعلیٰ، وزیراعظم اور صدر پاکستان اٹھاتے ہیں وہ سب مولانا شاہ احمد نورانی کا تحریر کردہ ہے۔ انہوں نے 1974ء میں ختم نبوت کی تحریک اسمبلی میں پیش کی اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلوایا۔ 1975ء میں سینٹ کے رکن منتخب ہوئے۔ 1977ء میں بھٹو حکومت کی دھاندلی کے باوجود قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ 1977ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں بھرپور حصہ لیا۔ اس تحریک میں نظام مصطفیٰ کے نفاذ کا نعرہ دراصل مولانا نورانی کا عطا کردہ تھا جبکہ ان کی جماعت جمعیت علمائے پاکستان کے دستور میں بھی یہی ہے۔

1985ء کے غیر جماعتی انتخابات کا ان کی جماعت نے ملک کی دیگر جمہوریت پسند جماعتوں کی طرح بائیکاٹ کیا۔ جب ضیاء الحق کے مارشل لاء کے بعد قومی اتحاد کی بعض جماعتیں جنرل ضیاء کی مجلس شوریٰ یا وزارتوں میں شامل ہوگئیں تو جمعیت علمائے پاکستان اور تحریک استقلال نے ضیاء الحق کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ ضیاء الحق نے جذبہ انتقام کے تحت جمعیت سے وابستہ بعض علماء اور مشائخ کو رویت ہلال کمیٹی کی چیئرمینی، اسلامی نظریاتی کونسل کی سربراہی، مدارس اور مساجد کو زکوٰۃ فنڈز فراہم کر کے جمعیت علماء پاکستان کو کمزور کرنے کی بھرپور کوشش کی اور پھر ضیاء الحق نے اس پر اکتفا نہ کیا بلکہ اس جماعت کا زور توڑنے کے لئے کراچی اور سندھ کے دیگر شعبوں میں سرکاری

Marfat.com

سرپرستی میں لسانی تنظیموں کو پروان چڑھایا۔ مولانا نورانی کو اس سازش کے تحت 1988ء کے انتخابات میں ناکام کرایا گیا، مگر مولانا شاہ احمد نورانی کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی اور انہوں نے نظامِ مصطفیٰ کے نفاذ کی جدوجہد جاری رکھی۔

1990-91 میں جب امریکہ نے اپنے اتحادی ممالک سمیت عراق پر بلاجواز غیر قانونی حملہ کیا تو مولانا شاہ احمد نورانی کی ہدایت پر پاکستان میں ان کی جماعت کے لاکھوں کارکنوں نے سڑکوں پر آ کر عراق کی حمایت اور امریکہ کی مذمت کی۔ امریکہ نے افغانستان کو اپنی جارحیت کا نشانہ بنایا تو مولانا نے دفاع پاکستان و افغانستان کونسل تشکیل دی اور دفاع پاکستان و افغانستان کونسل کی بنیاد ہی پر 7 جولائی 2002ء کو اسلام آباد میں قاضی حسین احمد کی اقامت گاہ پر پاکستان کی چھ دینی اور سیاسی جماعتوں کا اتحاد متحدہ مجلس عمل کے نام سے تشکیل دیا گیا جس کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی چنے گئے تھے۔

مولانا شاہ احمد نورانی کس حد تک جمہوری اقدار و سیاسی روایات کے پاسدار تھے، اس کا اندازہ اسی ایک بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ 1973ء کے آئین کی منظوری کے بعد جب وزیراعظم کے انتخاب کا مرحلہ آیا تو اس وقت پورے ملک میں پیپلز پارٹی کے چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کا طوطی بولتا تھا۔ ان کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ کوئی سیاستدان ان کے مقابلے میں آنے کی کم ہی ہمت کر سکتا تھا مگر ایسے میں صرف مولانا شاہ احمد نورانی ہی تھے جنہوں نے جمہوری اقدار کی پاسداری کا راستہ اپناتے ہوئے وزیراعظم کے عہدے کے لئے ہونے والے انتخابات میں حصہ لیا۔

مولانا شاہ احمد نورانی سیاست میں شرافت کی علامت تھے۔ بے انتہا حلیم الطبع تھے، شگفتہ مزاج تھے۔ ایسے طرحدار خطیب تھے کہ سننے والے مبہوت ہو کر اس طرح ان

Marfat.com

کی تقریر سنتے تھے گویا سحر زدہ ہیں۔ سیاست میں صاحب بصیرت اور دینی معاملات میں شیخ طریقت اور امام اہل سنت والجماعت تھے۔ ایسی تمام خوبیوں سے مرصع مولانا شاہ احمد نورانی ایک منجھے ہوئے پارلیمنٹرین بھی تھے۔ ان کے اٹھ جانے سے پاکستان کی سیاست ایک تجربہ کار اور قد آور سیاسی شخصیت سے محروم ہوگئی ہے۔ بلاشبہ مولانا شاہ احمد نورانی کا شمار پاکستان کی ان ہستیوں میں ہوتا ہے جن کے سیاسی کارناموں اور دینی خدمات سے تاریخ ملت کے صفحات جگمگاتے رہیں گے۔

☆☆☆

دعوتِ اسلامی کے بانی۔امام شاہ احمد نورانی صدیقی

تحریر رانا طاہر داؤد خان (روزنامہ نوائے وقت، لاہور)

مولانا امام شاہ احمد نورانی صدیقی جیسی نابغہ روزگار ہستیاں خال خال دنیا میں پیدا ہوتی ہیں اور جب یہ انسان، انسانوں کی بستیوں میں تعلیم و تدریس، تحقیق و تصنیف، وعظ و خطابت، سیاست و معاشرت، فضل و کرامت اور علم و بصیرت کی روشنی پھیلا کر راہی ملک عدم ہوتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے، گویا زندگی کی لہر تھم گئی ہے اور دلوں کی دھڑکنیں منجمد ہو کر رہ گئی ہیں۔ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کے سانحہ ارتحال کے بعد بھی یہی کچھ محسوس ہوتا ہے۔

سرخ و سفید رنگ نورانی پیشانی و چہرہ، گلاب کی طرح سرخ لب، موٹی موٹی سرمئی پاکدامن باحیاء آنکھیں، سر پر نسواری عمامہ، گلے میں اسی رنگ کا جبہ، جرأت کا پیکر بیکراں، بے مثال خطیب اور شعلہ بیاں مقرر حافظ قرآن، قرآن کے قاری، صاحب طرز سیاستدان، مبلغ دین و ملت قائد اہل سنت قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی

Marfat.com

صدیقی 17 رمضان المبارک 1344ھ بمطابق یکم اپریل 1926ء کو میرٹھ (بھارت) میں مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی کے ہاں پیدا ہوئے جو حضرت امام احمد رضا خان بریلوی کے خلیفہ تھے۔نورانی صاحب کے دادا مولانا شاہ عبدالحکیم میرٹھی بھی ایک ممتاز عالم دین اور شاہی مسجد میرٹھ کے خطیب اور اسلام کے مبلغ تھے۔آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی اور صرف آٹھ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ (بمعہ تجوید) کر لیا۔ پھر درس نظامی مکمل کیا۔ گریجویشن الہ آباد یونیورسٹی سے کی۔ آپ نے مزید دینی علوم کی تکمیل مدرسہ اسلامیہ قومیہ میرٹھ سے کی۔ آپ عربی، فارسی، اردو، انگریزی، افریقی اور فرانسیسی نہایت روانی سے بولتے تھے۔

1948ء میں بھارت سے ہجرت کر کے کراچی آئے تو آپ کی عمر 22 سال تھی۔ اس وقت سے لے کر 2002ء تک آپ کرائے کے مکان میں رہے اور مسلسل 56 برس تک ایک ہی مسجد میں ہر سال نماز تراویح کی امامت کرواتے رہے۔ وہ نماز تراویح کے ساتھ ساتھ جو پارہ نماز تراویح میں سناتے وہی پارہ دوسری مسجد میں اور تیسری مسجد میں نماز تہجد کی امامت میں سناتے۔ اس طرح ایک رمضان میں تین قرآن پاک ختم کرتے جو ایک ریکارڈ کی بات ہے۔ امام شاہ احمد نورانی نے 1953ء میں تحریک ختم نبوت میں ایک کلیدی کردار ادا کیا۔ آپ کے ہاتھوں ہزاروں قادیانی مشرف بہ اسلام ہوئے۔ 1962ء میں آپ کی شادی قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی رحمتہ اللہ علیہ کے بیٹے مولانا ضیاء الدین مدنی رحمتہ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے ہوئی۔ آپ کا نکاح مسجد نبوی میں ہوا۔ شادی کے بعد بھی آپ کے تبلیغی مشن میں کچھ فرق نہ آیا۔ 1970ء میں آپ نے عملی سیاست میں حصہ لیا۔ گو آپ کی ساری عمر حزب اختلاف کے ایوانوں تک محدود رہی لیکن آپ کی سیاسی بصیرت پر آپ کے مخالفین بھی داد تحسین

Marfat.com

دیئے بغیر نہیں رہ سکے۔ پاکستان بھر میں تمام بڑی سیاسی اور مذہبی تحریکوں میں حصہ لیا۔ تحریک پاکستان سے لے کر آج تک کوئی ایسی تحریک نہیں جس میں امام نورانی کا کردار شامل نہ رہا ہو بلکہ وہ تحریک نامکمل ہے جس میں انہوں نے شرکت نہیں کی۔ 30 جون 1974ء کو قومی اسمبلی میں مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لئے ایک قرارداد پیش کی اور اسی قرارداد کی وجہ سے قادیانیوں کو پاکستان کے آئین میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ قائد اہل سنت نے کئی غیر ملکی، وملکی تبلیغی دورے کیے تاہم خال خال حضرات کو اس بات کا علم ہے کہ اہل سنت کی تبلیغی عالمی تنظیم جو دعوت اسلامی کے نام سے کام کر رہی ہے اس کے بانی بھی مولانا شاہ احمد نورانی ہیں۔ قارئین کو یاد ہوگا کہ تنظیم دعوت اسلامی نے پہلے پہل اپنے عمامہ کا رنگ نورانی صاحب کی طرز پر نسواری رنگ کا ہی انتخاب کیا لیکن کراچی میں ایک لسانی تنظیم کے چند افراد نے انہیں تشدد کا نشانہ بنایا جس پر امام شاہ احمد نورانی کی بصیرت کی وجہ سے اس کا رنگ سبز کر دیا گیا جس سے تشدد کا راستہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا۔ آپ اس کے علاوہ ورلڈ اسلامک مشن کے بھی بانی اور تاحیات سربراہ رہے۔ 1972ء میں آئین پاکستان میں مسلمان کی تعریف میں یہ جملہ شامل کر کے کہ ''مسلمان کے لئے لازم ہے کہ وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہر لحاظ سے آخری نبی مانتا ہو'' قادیانیات پر کاری ضرب لگا کر نبی ﷺ کے سچے غلام ہونے کا ثبوت پیش کیا۔ آئین پاکستان کے لئے 200 سے زائد ترامیم قومی اسمبلی میں پیش کیں۔ ان کی ایک قرارداد کے تحت ہی ملک پاکستان کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان تجویز ہوا اور سرکاری مذہب اسلام قرار پایا۔ 1973ء میں قومی اسمبلی کی دستور ساز کمیٹی کے رکن منتخب ہوئے اور ذوالفقار علی بھٹو کے مقابلہ میں متحدہ اپوزیشن کی جانب سے وزیراعظم کے متفقہ امیدوار بھی نامزد ہوئے جبکہ ذوالفقار علی بھٹو کی ہر ممکن کوشش تھی کہ وہ بلامقابلہ وزیراعظم

Marfat.com

بن جائیں مگر آپ اعلیٰ جمہوریت پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس آمرانہ خواہش کی راہ میں رکاوٹ بن گئے اور اس وقت کی قومی اسمبلی سے 32 ووٹ حاصل کئے جب کوئی ذوالفقار علی بھٹو کے سامنے کھڑے ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ 1975ء میں سینٹ آف پاکستان کے رکن منتخب ہوئے۔ 1977ء میں تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھرپور حصہ لیا۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمتہ اللہ علیہ تبلیغ و ارشاد میں اپنے عہد کے سب سے بڑے مبلغ، سب سے بڑے مقرر، خطیب بے مثال تھے۔ فصاحت و بلاغت، روانی، سلاست، معانی و مطالب سے مزین ہزارہا تقاریر یہ ثابت کرتی ہیں کہ فن خطابت میں یکتائے روزگار تھے۔ دورانِ خطابت یوں محسوس ہوتا کہ زبان فیض ترجمان بن گئی ہے۔ 1974ء میں تبلیغی دورہ پر ماریشیس (افریقہ) گئے وہاں ایک اسلامی دارالعلوم کی بنیاد رکھی۔ 1987ء میں جنوبی افریقہ کا تبلیغی دورہ کیا اور ہزاروں غیر مسلموں کو مسلمان کیا۔ اس موقع پر وہاں کے سفیر نے آپ کو سفیر اسلام کا خطاب دیا۔

فصل گل تربت پہ تیری پھول برسایا کرے
جھومتی کعبہ سے رحمت کی ہوا آیا کرے

☆☆☆

Marfat.com

نورانی امام

تحریر مجیب الرحمٰن شامی (چیف ایڈیٹر روزنامہ پاکستان، لاہور)

مولانا شاہ احمد نورانی کا انتقال ہوا تو میں ننکانہ صاحب میں تھا۔ اس شہر کا لاہور سے فاصلہ زیادہ نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے کی ڈرائیو ہوگی۔ اگر شیخوپورہ سے ننکانہ جانے والی سڑک کی بھی مرمت ہو جائے اور اسے کشادہ بھی کر دیا جائے تو یہ فاصلہ آدھ گھنٹہ کم ہوسکتا ہے۔ ننکانہ بین الاقوامی شہر ہے کہ سکھ مذہب کے بانی بابا گورو نانک یہاں پیدا ہوئے اور گوردوارہ جنم استھان یہیں واقع ہے۔ یوں دنیا بھر پھیلے ہوئے سکھوں کا یہ ''مکہ'' ہے۔ ہر سال ہزاروں سکھ یاتری یہاں آتے اور اپنے مذہبی جذبات کی تسکین کرتے ہیں۔ اس کے باوجود اس شہر میں موبائل فون کام نہیں کرتا۔ یہاں پہنچتے ہی لاہور سے رابطہ منقطع ہوگیا۔ ایک قریبی عزیزہ کے ہاں شادی کی تقریب تھی۔ دن ڈھلے واپس روانہ ہوئے، رکتے رکاتے لاہور پہنچے تو اندھیرا گہرا ہو چکا تھا۔ گھر پہنچتے ہی دفتر سے فون آیا کہ مولانا نورانی انتقال کر چکے ہیں۔ شہ سرخی کے الفاظ تجویز کر دیجئے۔ زبان پر انا للہ...... جاری ہوگیا۔ میں نے سہیل چودھری سے کہا کہ اس سانحہ کی تفصیل بتایئے اور پھر سنبھلنے کے لئے چند لمحے دے دیجئے۔ وہ مولانا کے آخری لمحوں کی کہانی سنا رہے تھے اور میری آنکھوں کے سامنے گذشتہ تیس پینتیس سال فلم بن کر دوڑ رہے تھے۔

یہ تو یاد نہیں کہ میں مولانا نورانی سے پہلی بار کب اور کہاں ملا، لیکن یہ خیال پختہ ہے کہ 1970ء کے انتخابات کے بعد ہی کسی پریس کانفرنس کے جلسے میں ان کو دیکھا

Marfat.com

تھا۔ جمعیت العلمائے پاکستان اگرچہ ان انتخابات سے پہلے سرگرم ہو چکی تھی، لیکن اس کو کوئی خاص اہمیت نہیں دی جا رہی تھی۔ نتائج سامنے آئے تو جہاں بڑی بڑی جماعتیں چاروں شانے چت تھیں اور گنتی کی چند نشستیں ہی حاصل کر سکی تھیں، وہاں جمعیت العلمائے پاکستان مسرور و مطمئن تھی کہ اس نے میدان مار لیا تھا۔ اس کا مقابلہ پیپلز پارٹی سے نہیں جماعت اسلامی سے تھا۔ جماعت کی چار کے مقابلے میں اس کے پاس سات نشستیں تھیں۔ سندھ کے شہری علاقے جماعت اسلامی کے قلعے تھے۔ ان میں جمعیت نے ہر جگہ شگاف ڈال دیا تھا۔

مولانا نورانی قومی منظر پر ایک دم نمایاں ہوئے اور دستور کے حوالے سے وہی گفتگو شروع کر دی جو جماعت اسلامی کے لئے خاص سمجھی جاتی تھی۔ اسلامی دستور کا مطالبہ ان کی زبان پر تھا اور پاکستان کی نظریات بنیادوں کی حفاظت کو اپنا فرضِ اولین قرار دیتے تھے۔ انہوں نے اور ان کے رفقاء نے اسلامی نظام کی بجائے ''نظام مصطفیٰ ﷺ'' کی اصطلاح وضع کی اور یوں ایک ایسی مذہبی سیاست کو فروغ دیا جس میں عوامی جذبات کی حرارت بھی شامل نظر آتی تھی۔ ''نظام مصطفیٰ ﷺ'' کی ترکیب کئی اہل علم کو قبول نہیں تھی لیکن عوامی سیاست اہل علم سے زیادہ اہل دل کو ہدف بنانے کا نام ہے، سو اس لحاظ سے یہ قابل داد تھی کہ اس کا ثبوت 1977ء میں اس وقت ملا، جب بھٹو صاحب کے خلاف قومی اتحاد کی بے مثال تحریک نے تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کا نام پایا۔

مولانا نورانی خوش وضع اور خوش گفتار تھے۔ ابریشم کی طرح نظر آتے لیکن چٹان کی طرح ڈٹ جاتے۔ لہجہ دھیما رہتا لیکن بات دوٹوک کرتے۔ چونکہ، چنانچہ، اگر، مگر کے قائل نہیں تھے۔ واضح الفاظ میں اپنا مؤقف بیان کرتے۔ سقوطِ ڈھاکہ کے بعد متحدہ

Marfat.com

اپوزیشن کے قیام میں کردار ادا کیا اور ذوالفقار علی بھٹو نے وزارتِ عظمیٰ کا انتخاب لڑا تو ان کے مقابلے میں متحدہ حزبِ اختلاف نے ان ہی کو امیدوار بنایا۔ (1973ء کے دستور کے تحت وزیراعظم کا انتخاب قومی اسمبلی میں کیا جاتا ہے)۔ ائر مارشل اصغر خان کی طرح وہ بھٹو مرحوم کے فولادی مخالف سمجھے جاتے تھے، اسی لئے قومی اتحاد کی تحریک کے دوران انہیں جیکب آباد کی گرم ترین جیل میں رکھا گیا۔

مولانا نورانی نے بھی حالات کو بہت متاثر کیا اور حالات نے بھی ان کو متاثر کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ وہ جنرل ضیاء الحق سے سمجھوتہ نہ کر سکے، لیکن جنرل ضیاء الحق نے ان کے کئی ساتھیوں کو اپنا بنا لیا۔ ہر مذہبی جماعت میں جنرل ضیاء کے معاملے میں دو آراء پیدا ہو گئی تھیں۔ سیاسی ذہن رکھنے والے ان سے فاصلہ رکھنے پر زور دیتے تھے جبکہ کچھ مذہبی انداز میں سوچنے والے انہیں تنہا کر دینے کے قائل نہیں تھے۔ وہ جنرل ضیاء کی ذاتی زندگی اور اسلام کے ساتھ ان کی کمٹمنٹ کی وجہ سے ان کی مخالفت پر آمادہ نہیں ہو پاتے تھے۔ ہر مذہبی جماعت میں جنرل ضیاء کے حوالے سے دو حلقے بن گئے۔ جمعیت العلمائے اسلام تقسیم ہوئی، جے یو پی بھی تقسیم ہوئی، جماعت اسلامی کی وحدت تو برقرار رہی لیکن فکر ونظر کا خیالی اختلاف اس میں بھی صاف دیکھا جا سکتا تھا۔ نورانی صاحب ضیاء الحق سے گلے نہ لگ سکے، لیکن ان کے کئی ہونہار اور با اثر ساتھی ان کے گلے پڑ گئے۔ یہ جماعت اڑتے اڑتے بال و پر کھو بیٹھی۔ سندھ میں جماعت اسلامی اور جے یو پی کے حلقوں میں ایم کیو ایم چھائی تو مولانا نورانی نے اس کے خلاف مورچہ لگا لیا۔ ان کے حوصلے تو جوان رہے لیکن سیاست پر بڑھاپا چھا گیا۔ 2002ء کے انتخابات سے پہلے متحدہ مجلس عمل کے قیام نے مولانا نورانی کو اور مولانا نورانی نے متحدہ مجلس عمل کو زندگی دی اور وہ پرانی توانائی کو مجتمع کرتے نظر آئے۔

Marfat.com

نورانی میاں رخصت ہوئے، تو ایک بڑے محاذ کے راہنما تھے۔ ان کی شخصیت کسی ایک جماعت کے کسی ایک دھڑے کی نہیں کئی جماعتوں کی متاع تھی۔ ان کا ماتم کرنے والے اوران کو یاد کرنے والے کسی ایک مسلک یا کسی ایک فرقے سے تعلق نہیں رکھتے۔ ان کا غم سب نے محسوس کیا اور ان کا خلاء ہر ایک صف میں نظر آیا۔ اسی لئے روزنامہ ''پاکستان'' کی شہ سرخی کے لئے یہ الفاظ دل پر ابھرتے چلے آئے۔ ''فرزندانِ اسلام ''نورانی امام'' سے محروم ہو گئے۔''

میں ان کے جنازے میں تو نہ پہنچ سکا لیکن اگلے روز ان کی رسم سوئم میں شریک ہو کر ان کے فرزند دلبند انس نورانی صدیقی سے اظہارِ تعزیت کرنے والوں میں ضرور شامل ہو گیا۔ پنڈال میں داخل ہوتے ہی حنیف طیب نظر آئے۔ دوسرے سرے پر حافظ تقی اور دوست محمد فیضی بھی موجود تھے۔

انس نورانی، لباس اور انداز میں اپنے والد کی فوٹو سٹیٹ ہیں۔ ان کی دستار بندی ہو چکی اور وہ ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ بھی بنائے جا چکے، لیکن جمعیت العلمائے پاکستان کی قیادت کا فیصلہ ابھی نہیں ہوا۔ عارضی طور پر شاہ فرید الحق نے اپنے پرانے ساتھی کی جگہ لی ہے، لیکن ان کا دل بھی ان کے قابو میں نہیں ہے۔ جنازے میں شرکت کے بعد وہ ہسپتال جا پہنچے۔ انس نورانی اپنے والد کا ترکہ کیسے سنبھالتے ہیں، یہ آنے والا وقت بتائے گا۔ جمعیت العلمائے پاکستان کو ایک ایسا شخص درکار ہے جو اس کے روٹھے ہوؤں کو منانے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

☆☆☆

Marfat.com

شاہ احمد نورانی

تحریر سید فراست بخاری (ہفت روزہ فیملی میگزین، لاہور)

آہ! مرگِ ناگہانی
واہ شاہ احمد نورانی
چل دیئے سوءِ عدم
چھوڑ کر یہ دارِ فانی
برد باری تمکنت
خوب تھی تیری نشانی
یاد آئے گی ہمیں
خوش طبع کی خوش بیانی
بے تعصب ایک ہستی
اک فراست جاودانی

☆☆☆

Marfat.com

مولانا شاہ احمد نورانی

وہ ایک معتدل مذہبی رہنما تھے

تحریر: حافظ بشارت چوہدری (ہفت روزہ فیملی میگزین، لاہور)

نوابزادہ نصر اللہ اگر مختلف الخیال مذہبی سیاستدانوں کو یکجہتی پر آمادہ کر لیتے تھے تو مولانا شاہ احمد نورانی مختلف فرقوں کی سیاسی جماعتوں کے درمیان مضبوط پل کی حیثیت رکھتے تھے۔ ان کی قیادت ہر فرقہ کی قیادت کو قبول ہوتی تھی۔ شاہ احمد نورانی نے مذہبی پیشوا اور رہنما کی حیثیت میں گراں قدر خدمات انجام دیں تو خارزار سیاست میں ان کی معتدل سیاسی فکر اور پرامن جدوجہد نے پاکستانی سیاست میں روایات کو جنم دیا۔ انہوں نے ممتاز ترین حیثیت میں بھی اپنی اور اہل خانہ کی زندگی کو آسائشات سے دور رکھا۔ نہ گھر بنایا اور نہ کبھی کلاشنکوف بردار محافظوں کے ساتھ کہیں آتے جاتے تھے۔ تمام زندگی کرائے کے ایک فلیٹ میں گزار دی۔ ہمیشہ سفید شلوار قمیض میں ملبوس رہے۔ اس کے برعکس ان کے سامنے مذہبی راہنماؤں کی حیثیت حاصل کرنے والے سیاستدانوں نے پاکستان کی سیاسی گنگا میں ہاتھ دھوئے اور ہمیشہ طمطراق اور جاہ وحشم کے ساتھ محافظوں کے جلو میں دیدار کراتے رہے۔ ان کے لئے مولانا شاہ احمد نورانی مذہبی قیادت کی روشنی مثال تھے۔ ان کی اچانک وفات کے بعد پاکستان ایک تجربہ کار سیاسی قیادت اور تجربہ کار قدآور سیاسی شخصیت سے محروم ہو گیا ہے۔ مولانا نورانی کی وفات سے جنرل پرویز مشرف کی حکومت کے لئے متحدہ مجلس عمل سے صدارت کے معاملہ پر حمایت حاصل کرنا تو شاید مشکل ثابت نہ ہو لیکن چھ مختلف فرقوں پر مشتمل سیاسی اتحاد، متحدہ مجلس عمل کے لئے اپنی صدارت کا معاملہ حل کرنا اب خاصا مشکل ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

پاکستان میں غالب اکثریت کے حنفی اور بریلوی مسلک کی سیاسی تنظیم جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز 1973ء کے انتخابات سے کیا اور ان کی یہ تینتیس سالہ ہنگامہ خیز سیاسی زندگی گذشتہ جمعرات کو اختتام پذیر ہوئی۔ ان کی عمر 78 سال تھی۔ ان کا ہنستا مسکراتا چہرہ، پان کے سرخ رنگ سے رنگے ہونٹ اور خوش لباسی اور خوش گفتاری ان کی شخصیت کی پہچان تھی۔

مولانا نورانی عصر حاضر کے مذہبی رہنماؤں میں اپنے علم کی بدولت نمایاں ترین شخصیت تھے۔ انہوں نے صرف آٹھ برس کی عمر میں قرآن حفظ کیا۔ مذہبی علوم کے ساتھ جدید علوم کی تعلیم بھی حاصل کی۔ وہ درس نظامی پر مہارت رکھنے کے ساتھ ساتھ الہٰ آباد یونیورسٹی کے گریجویٹ تھے اور عربی اردو فارسی کے علاوہ انگریزی، سواحلی، فرانسیسی زبانیں بول سکتے تھے۔ بطور طالب علم انہوں نے میرٹھ میں تحریک پاکستان میں حصہ لیا اور نوجوانوں کو منظم کرتے رہے۔ تقسیم ہند سے پہلے انہوں نے متحدہ ہندوستان میں سنی کے انعقاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مولانا نورانی شاہی مسجد میرٹھ کے خطیب مولانا عبدالحکیم جوش میرٹھی کے پوتے تھے جن کے بھائی اسماعیل میرٹھی اردو کے بلند پایہ شاعر اور نعت گو مانے جاتے ہیں۔ ان کے خاندان کا تعلق قائداعظم سے رہا اس لئے وہ ان مذہبی پیشواؤں میں تھے جو تحریک پاکستان کے حامی سمجھے جاتے تھے۔ ان کے تایا نذیر احمد صدیقی بمبئی میں مسجد کے خطیب تھے اور ان کے قائداعظم محمد علی جناح سے مراسم تھے۔ ان کے دوسرے تایا مختار احمد صدیقی بھی قائداعظم کے ساتھیوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد قائداعظم نے پہلی نماز مولانا نورانی کے والد شاہ عبدالعلیم صدیقی کی امامت میں کراچی میں ادا کی تھی۔ 1953ء میں اپنے والد شاہ عبدالعلیم صدیقی کی وفات کے بعد انہوں نے سرگرم عملی زندگی کا آغاز کیا اور مختلف

Marfat.com

مسلمان ممالک کے دورے کئے اور تبلیغی مشنوں پر دنیا بھر میں جاتے رہے۔ مبلغ کے طور پر ان کا عملی کام سیاست میں آنے کے بعد بھی مرتے دم تک قائم رہا۔ وہ ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین تھے جس کے تحت ماریشیس، سری لنکا، گیانا، امریکہ، جنوبی امریکہ، ملائیشیا، برطانیہ اور ہالینڈ میں تبلیغی اور تعلیمی اسلامی ادارے قائم ہیں۔ ضیاء الحق کا بیشتر دور انہوں نے بیرون ممالک تبلیغی دوروں میں صرف کیا۔ 1968ء سے مولانا نورانی ایسے مذہبی رہنما کے طور پر سامنے آئے جو احمدی فرقہ کے خلاف متحرک ہوئے۔ انہوں نے 1968ء میں لندن میں ایک احمدی رہنما سے مناظرہ کیا اور 1973ء میں پاکستان آ کر احمدی فرقہ کے خلاف سخت بیان جاری کیا جس میں قوم کو اس فرقہ کے خلاف لائحہ عمل بنانے کی دعوت دی گئی تھی۔

اسی سرگرمی میں 1973ء کے انتخابات آئے تو وہ جمعیت علمائے پاکستان کے امیدوار کے طور پر اپنے پہلے انتخابی معرکہ میں ہی کراچی سے رکن قومی اسمبلی منتخب ہو گئے۔ انہوں نے 1972ء کے عبوری آئین میں مسلمان کی تعریف کا تعین کروایا جس میں مسلمان کے لئے حضرت محمد ﷺ پر بطور آخری رسول ایمان رکھنا شرط قرار پایا۔ 1973ء کے آئین کی تیاری میں مولانا کا کردار خاص اہمیت کا حامل رہا جب انہوں نے اسلام پسند قوتوں، سوشلزم اور جمہوریت کی علمبردار سیاسی جماعتوں کے درمیان کامیاب سمجھوتے کو ممکن بنانے میں مدد دی اور 1973ء کے آئین میں اسلامی دفعات شامل ہوئیں۔ قومی اسمبلی میں بھی وہ احمدی فرقے کے خلاف سرگرم رہے اور 1972ء میں انہوں نے احمدیت پر قومی اسمبلی میں زوردار خطاب کیا اور 30 جون 1974ء کو انہوں نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لئے قرارداد پیش کی جس کے تحت بعد میں احمدی فرقہ کو پاکستان میں غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔

Marfat.com

ذوالفقار علی بھٹو کے عہد میں وہ حزب مخالف کے رہنما کے طور پر ابھرے اور 1973ء میں وہ سیاسی محاذ متحدہ قومی جمہوری محاذ کے روح رواں بن گئے۔ انہوں نے سیاست میں بریلوی مسلک کے مشائخ اور علماء کے اس روایتی کردار سے انحراف کیا جو حکومت پر مبنی تھا بلکہ انہوں نے حزب مخالف کا راستہ اختیار کیا اور بھٹو کے مقابلے میں وزارت عظمیٰ کے انتخاب میں حصہ لیتے ہوئے بتیس ووٹ حاصل کئے۔

1977ء میں ان کی جماعت نو سیاسی جماعتوں کے اتحاد پر مشتمل پاکستان قومی اتحاد کی رکن تھی اور عام انتخابات کے بعد مبینہ دھاندلیوں کے خلاف چلنے والی تحریک کو ان کی جماعت نے نظامِ مصطفیٰ تحریک کا رنگ دیا جس میں وہ گرفتار بھی ہوئے۔

پاکستان میں سیکولر اور لبرل سیاست کے مقابلے میں مولانا نورانی مذہبی بنیاد پر کی جانے والی سیاست کے علمبردار تھے۔ مولانا نورانی نے احمدیت کے خلاف تحریک چلا کر 73ء کے آئین میں اسلام کی دفعات شامل کروا کر اور قومی اتحاد کی سیاست کو نظام مصطفیٰ کے رنگ میں ڈھال کر جس رجحان کی تعمیر کی وہ بعد میں فوجی حکمران جنرل ضیاء الحق کی سیاست کی بنیاد بنا جنہوں نے اسلام کو اپنے سیاسی جواز کے لئے استعمال کرتے ہوئے ملک میں اسلامائزیشن کا عمل شروع کیا۔ انہوں نے جنرل ضیاء الحق کی حکومت میں شمولیت نہیں کی گو ان کے بہت سے ساتھی حاجی حنیف طیب، ظہور الحسن بھوپالی وغیرہ ان کو چھوڑ گئے۔ پنجاب میں ان کی جماعت کو دوسرا دھچکہ اس وقت لگا جب ان کے دیرینہ رفیق مولانا عبدالستار نیازی حلقہ 99 کے ضمنی انتخابات کے موقع پر ان سے الگ ہو گئے اور نواز شریف کی مسلم لیگ کے اتحادی بن گئے۔ تاہم ملتان کے معروف اور بہت بااثر سنی عالم دین مولانا احمد سعید کاظمی کی حمایت ہمیشہ مولانا نورانی کے ساتھ رہی اس لئے ملتان اور علی پور کے علاقے جہاں بریلوی سنی مذہبی ووٹر خاصی تعداد میں

Marfat.com

ہیں، مولانا نورانی کے حلقہ ہائے انتخابات بھی رہے۔

مذہبی جماعتوں کو ان کے اختلافات کے باوجود ایک پلیٹ فارم پر متحد رکھنا مولانا نورانی کے پسندیدہ کاموں میں سے ایک تھا۔ 23 مارچ 1995ء کو انہوں نے جماعت اسلامی کے قائد قاضی حسین احمد، جمعیت علمائے اسلام کے مولانا سمیع الحق، اہل حدیث کے مولانا ساجد میر، شیعہ رہنما ساجد نقوی، اپنی جماعت کے دوسرے دھڑے کے رہنما مولانا عبدالستار نیازی، سپاہ صحابہ کے مولانا ضیاء القاسمی وغیرہ کے ہمراہ ملی یکجہتی کونسل کی بنیاد رکھی تاکہ فرقہ وارانہ قتل و غارت کو روکا جائے اور شیعہ اور سنی فرقوں کے درمیان امن قائم کیا جائے۔ بعد میں یہی ملی یکجہتی کونسل آج کی متحدہ مجلس عمل کے قیام کا باعث بنی جس نے 2002ء کے عام انتخابات میں صوبہ سرحد اور بلوچستان میں حیران کن کامیابی حاصل کی۔ ایک منجھے ہوئے پارلیمنٹرین کے طور پر مولانا نورانی کا کردار، ان کی سادگی، متانت، خوش مزاجی اور خوش گفتاری یاد رہ جانے والی باتیں ہیں۔ ان کی وفات سے پاکستان کی سیاست ایک اور روایتی سیاستدان سے محروم ہوگئی۔ نوابزادہ نصر اللہ کی وفات کے چند ماہ بعد ان کے گزر جانے سے پاکستان کی سیاست ایک پوری نسل سے محروم ہو گئی ہے۔ مولانا نے اسلام کی عالمگیریت کے لئے دنیا بھر میں اسلام کی نورانی کرنوں سے اندھیروں کو ختم کرنے کی جدوجہد کی۔ انہوں نے 1956-58ء میں مفتی اعظم روس حضرت مفتی ضیاء الدین باباخانوف کی دعوت پر روس کا تبلیغی دورہ کیا اور ایک سوشلسٹ معاشرے کی کمزوریوں سے آگاہ کر کے روسیوں کو اسلام کی آفاقیت سے روشناس کرایا۔ مولانا نے 1959ء میں مشرق وسطیٰ میں، 1960ء میں مشرقی افریقہ مڈغاسکر اور ماریشیس، 1961ء میں سری لنکا اور شمالی افریقہ 1962ء میں نائیجیریا کے وزیراعظم احمد وبیلو کی دعوت پر وہاں تین ماہ تک تبلیغی دورہ کیا۔ وہ صومالیہ، کینیا، ٹانگانیکا

Marfat.com

یوگنڈا میں مبلغ اسلام کی حیثیت سے گئے اور ہزاروں غیر مسلموں نے ان کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا۔ مولانا نے چیئرمین ورلڈ اسلامک مشن کی حیثیت میں تبلیغ کے لئے مختلف ملکوں میں ادارے قائم کئے۔ ماریشیس میں حلقہ قادریہ علیمیہ اشاعت اسلام، علیمیہ اسلامک مشن کالج، علیمیہ دارالعلوم، ورلڈ اسلامک مشن، سری لنکا میں حلقہ قادریہ علیمیہ اشاعت اسلام سیلون، امریکہ میں مسلم ایجوکیشن ٹرسٹ، جارج ٹاؤن ساؤتھ افریقہ میں اسلامک مشنریز گلڈ، ملائیشیا میں آل ملایا مسلم مشنری سوسائٹی، برطانیہ میں حنفی مسلم سرکل پرسٹین اور ہالینڈ میں دارالعلوم جامعہ مدینۃ الاسلام ڈین ہاگ ان کی اشاعتی تحریک کے لئے گڑھ ثابت ہوئے۔

☆☆☆

اک عہد تھا جو گزر گیا

تحریر یوسف خان (روزنامہ نوائے وقت کراچی)

مولانا شاہ احمد نورانی انتقال کر گئے۔ نوائے وقت کے سعید خاور نے جب ٹیلی فون پر یہ روح فرسا خبر سنائی تو میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ پہلا سوال ذہن میں یہی اٹھا کہ کیا یہ خبر صحیح ہے۔ اللہ کرے غلط ہو۔ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کا ایسے نازک مرحلہ پر رخصت ہونا نہ ذہن قبول کرنے کو تیار تھا نہ دل تسلیم کرنے پر آمادہ تھا، میں سیدھا نورانی میاں کے گھر کی طرف چل پڑا۔ ساری زندگی صدر کے فلیٹ میں گزارنے کے بعد دو سال قبل ہی اس گھر میں مولانا منتقل ہوئے تھے۔ حضرت عبداللہ شاہ غازی کے مزار کے بالمقابل جب اس گھر پر پہنچا تو چوکیدار کھڑا دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا۔ گھر کے اندر سے آہ وزاری کی آوازیں آ رہی تھیں۔ انس نورانی باہر نکلے۔ کسی

Marfat.com

سے موبائل پر بات کر رہے تھے۔ حضرت کی رحلت کی تصدیق کرنے کی ہمت نہ تھی۔ چند لمحوں کے اندر گھر پر سینکڑوں افراد کا تانتا بندھ گیا۔ ان میں نورانی میاں کے روحانی سیاسی غیر سیاسی ہر قسم کے مرید تھے۔ مولانا کے بہنوئی محمد احمد صدیقی جن کا خود حال ہی میں دل کا آپریشن ہوا ہے زرد چادر اوڑھے داخل ہوئے۔ وہ زار و قطار رو رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت چلے گئے۔ ہم یتیم ہو گئے۔ ہمارا کوئی سہارا نہیں رہا۔ کچھ دیر کے بعد اندر مولانا شاہ احمد نورانی کے خلیفہ آئے جن کو لوگوں نے سہارا دے رکھا تھا۔ ان پر غشی کی کیفیت طاری تھی۔ عبیداللہ قادری، طارق محبوب، شبیر ابو طالب سب کا صدمہ سے برا حال تھا۔ نفیس صدیقی، منور سہروردی اور فاروق فاریہ آ گئے تھے۔ سب شدتِ غم سے نڈھال تھے۔ کارکن فوٹو گرافرز کو دیکھ کر اشتعال میں تھے۔ ان کو منع کر رہے تھے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کی رحلت پر ہر فرد سکتہ کی کیفیت سے دوچار تھا۔ یہ ایک ایسا صدمہ تھا جس سے ہر فرد متاثر، کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو اشکبار نہ ہو۔

متحدہ مجلس عمل کے صدر عالم اسلام کے بطل جلیل تھے جن کو ہر حلقہ اور ہر طبقہ فکر میں بے پناہ احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ مذہبی طور پر مولانا قائد اہل سنت کی حیثیت سے نہ صرف پاکستان بلکہ پورے ایشیا یورپ امریکہ افریقہ ہر براعظم میں ان کے مرید ہیں۔ سیاسی طور پر مولانا میانہ روی اور اعتدال کے قائل تھے۔ انہوں نے انتہا پسندی کی روش کبھی اختیار نہیں کی ہمیشہ رواداری اور تحمل پر یقین رکھتے تھے۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کی رحلت ایک ایسے نازک مرحلہ پر ہوئی ہے جب پاکستان میں آئینی بحران کے طے ہونے کے امکانات پیدا ہو رہے تھے۔ متحدہ مجلس عمل کے حکومت کے ساتھ آئینی تنازعات پر معاملات حتمی شکل اختیار کر رہے تھے۔ مجلس عمل

Marfat.com

کے خلاف تحریک کی تیاریاں کر رہی تھی اے آر ڈی کے سربراہ نوابزادہ نصر اللہ خان چل بسے تھے۔ یہ عجیب سانحہ ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی اور نوابزادہ نصر اللہ دونوں کا بڑے نازک مرحلہ پر اسلام آباد میں انتقال ہوا۔ دونوں کی وفات سے سیاست میں خلا پیدا ہوا ہے۔ مولانا نورانی کی رحلت سے مذہبی قوتوں کو دھچکہ لگا ہے جو طویل عرصہ بعد عوام میں مقبولیت اختیار کر رہی تھیں۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی اصولی سیاست کے علمبردار تھے۔ کبھی اصولوں پر کمپرومائز نہیں کیا کبھی بیک ڈور سے اقتدار قبول کیا نہ اس کی خواہش کی نہ کوشش کی۔ یہی وجہ ہے کہ سیاسی مخالفین تک ان کا نام نہایت احترام سے لیتے ہیں۔ تحریک پاکستان سے لے کر تحریک ختم نبوت، تحریک نظامِ مصطفیٰ اور اب جمہوریت کی آئینی پارلیمنٹ تک بالادستی کی تحریک تک مولانا جدوجہد کے کسی مرحلہ پر کبھی بھی پیچھے نہیں رہے۔ جب قوم پر وقت آیا، ان کو صف اول میں اور آگے پایا گیا۔ کسی قربانی سے مولانا نے کبھی دریغ نہیں کیا۔ قوم پرستی کی سیاست کے روزِ اول سے خلاف تھے آخر تک اس پر کوئی کمپرومائز نہیں کیا۔ اصولوں پر ہمیشہ ڈٹے رہے۔ کئی بار اس اصول پرستی کی بدولت ان کی جان تک خطرہ میں پڑھی مگر مولانا نے اپنے اصولوں پر سمجھوتہ کرنا گوارا کیا نہ پیچھے ہٹنا گوارا کیا۔ مولانا شاہ احمد نورانی کے مرید لاکھوں نہیں کروڑوں تھے جو خود کو یتیم محسوس کر رہے ہیں۔ ایک سایہ دار درخت ٹوٹ گیا۔ ایک قدآور شخصیت جدا ہوگئی۔ سیاست کا ایک ستون منہدم ہوگیا۔

مگر مولانا شاہ احمد نورانی کے فرزند اور مریدین فخر سے سر اٹھا کر چل سکتے ہیں۔ مولانا نے مفاد پرستی حرص و طمع کی کبھی سیاست نہیں کی۔ ہمیشہ اسلام پاکستان اور مسلمانوں کا مفاد ملحوظِ خاطر رکھا۔ عالم اسلام ایک بہت بڑی ہستی سے محروم ہوگیا۔ یہ

Marfat.com

سب کا اجتماعی نقصان ہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کے لئے جنہیں محبت اور عقیدت سے لوگ نورانی میاں کہتے تھے، بڑے مواقع آئے جب اقتدار لے سکتے تھے، عہدہ لے سکتے تھے، پاور شیئرنگ کر سکتے تھے مگر اصولوں پر کبھی کمپرومائز نہیں کیا۔ ان کی سیاست اصولی سیاست تھی۔ یہ ان کی شخصیت تھی جس نے انتہائی مشکل حالات میں مختلف فرقوں کے رہنماؤں اور جماعتوں کو ملی یکجہتی کونسل کی شکل میں متحد کیا۔ سارے فقہ کے علماء ان کی قیادت پر متفق تھے۔ یہ سعادت کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔ مولانا نورانی ملکی اور غیر ملکی حالات، علاقہ کی صورتِ حال پر گہری نظر رکھتے تھے۔ سیاسی مضامین کی ایک ایک سطر پڑھتے تھے جو بات پسند ہو اس کا برملا اظہار کرتے جو ناپسند کرتے اس کے اظہار میں تامل نہیں کرتے تھے۔ پاکستان کی سیاست میں جب قوم پرستی کا سیلاب آیا یہ لوگ کہنے لگے کہ مولانا نورانی کی سیاست کا باب بند ہو گیا۔ چند سالوں میں ثابت ہو گیا کہ یہ باب بند نہیں ہوا۔ متحدہ مجلس عمل آج بہت بڑی سیاسی قوت ہے۔ یہ مولانا نورانی کی شخصیت تھی جس نے مختلف نظریات رکھنے والے سیاستدانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا۔ جو لوگ مذاق اڑا رہے تھے کہ علماء کبھی متحد نہیں ہوں گے خاموش ہو گئے۔ آج کل کے دور میں فوجی قیادت پر نکتہ چینی آسان ہے کیونکہ پریس آزاد ہے۔ جنرل ضیاء الحق کی آمریت میں جب سیاچین کا واقعہ ہوا مولانا نورانی نے مطالبہ کیا کہ سیاچن کی چوکی کھونے پر جنرل ضیا کا کورٹ مارشل کیا جائے یہ مطالبہ جو ان کی تقریر کی کیسٹ کی شکل میں گلی گلی گونجا۔

☆☆☆

Marfat.com

علامہ شاہ احمد نورانی

برگزیدہ دینی اور سیاسی شخصیت کا مثالی سفر تمام ہوا

تحریر افسر عمران (روزنامہ جنگ، لاہور)

سرخ و سفید رنگ، کشادہ پیشانی، بیضوی نورانی چہرہ، ہلکے سرخ لب، عینک کے چمکدار شیشوں سے جھانکتی ہوئی موٹی موٹی سرمئی آنکھیں، سر پر نسواری رنگ کا عمامہ، گلے میں اسی رنگ کا دیدہ زیب لمبا جبہ، گفتگو میں مٹھاس اور شائستگی، میدانِ خطابت کے شہسوار، جرأت مند و بیباک، صاحب بصیرت، شیخ طریقت، دوراندیش سیاستدان اور مبلغ اسلام قائد اہل سنت شاہ احمد نورانی، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی کے خلیفہ تھے۔

آپ 17 رمضان المبارک 1346ھ کو میرٹھ میں پیدا ہوئے اور صرف 8 سال کی عمر میں قرآن پاک مع تجوید حفظ کیا۔ بعد ازاں نیشنل عربک کالج میرٹھ اور الہ آباد یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم کی تکمیل کی۔ آپ نے دینی علوم کی تکمیل مدرسہ اسلامیہ قومیہ میرٹھ سے کی اور آپ عربی، فارسی، اردو، انگریزی، افریقی اور فرانسیسی نہایت روانی سے بولتے تھے۔

مولانا نورانی نے 1946ء میں قیام پاکستان کی تحریک کو کامیاب کرنے کے لئے نیشنل گارڈ تنظیم کی بنیاد ڈالی۔ قیام پاکستان کے بعد آئین سازی کی جدوجہد میں کوششیں کرتے رہے۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت اور 1956ء میں تدوین دستور کے لئے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ 1948ء میں جمعیت علماء پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ بعد میں وہ اس کے سربراہ بنے۔ 1962ء میں شادی انجام پائی۔

Marfat.com

1968ء میں اسلامک ریویو لندن کے قادیانی لیڈروں سے ٹرینی ڈاڈ میں ساڑھے پانچ گھنٹے مناظرہ کیا اور کامیاب ہوئے۔ 1970ء میں قومی اسمبلی کا الیکشن لڑا اور کراچی سے منتخب ہوئے۔ 1970ء کے انتخابات کے بعد پیدا ہونے والی کشیدگی دور کرنے کے لئے ذوالفقار علی بھٹو کی دھمکی کے باوجود مشرقی پاکستان جا کر وہاں کے رہنما مجیب الرحمٰن سے مذاکرات کئے۔ اسی دوران اس وقت کے ڈکٹیٹر جنرل یحییٰ خان کو شراب نوشی پر ڈانٹا اور اس کے سامنے برملا اس کی حرکتوں کی مخالفت کی۔

آپ نے روس، چین، امریکہ، جنوبی افریقہ، کینیڈا، برطانیہ، فرانس، مشرقی و مغربی جرمنی، کینیا، تنزانیہ، یوگنڈا، مالاگاسی، ماریشیس، نائیجریا، صومالیہ، ملائیشیا اور دیگر ممالک میں سینکڑوں دورے کئے اور بے شمار غیر مسلم آپ کے ہاتھ پر اسلام لائے۔ آپ 1968ء میں پاکستان تشریف لائے اور مستقل طور پر کراچی میں قیام فرمایا۔ 1970ء میں قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور قومی اسمبلی میں جمعیت علمائے پاکستان پارٹی کے قائد منتخب ہوئے اور 2003ء میں دوسری مرتبہ سینیٹر منتخب ہوئے اور آخری وقت تک متحدہ مجلس عمل کے صدر رہے اور آخری لمحے تک آئینی جدوجہد میں مصروف رہے۔ آپ پاکستان کی تاریخ میں وہ واحد شخصیت تھے جن پر تمام بڑی جماعتیں اعتبار کرتی اور اختیار دیتی تھیں۔ مولانا نے دورانِ سیاست نہ کبھی عہدہ قبول کیا اور نہ کبھی اسے دنیاوی دولت کے حصول کا زینہ بنایا۔ وہ آخری عمر تک اپنی تبلیغی جدوجہد میں مصروف رہے اور اپنے آباؤ اجداد کے مشن کو جاری رکھا۔ ان کے والد گرامی مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی تھے جنہوں نے 45 ہزار سے زائد غیر مسلموں کو حلقہ بگوش اسلام کیا اور مشہور عیسائی مفکر ڈاکٹر برنارڈ شا سے مناظرہ کیا اور شکست دی۔ قائداعظم نے آپ کو سفیر پاکستان کا خطاب دیا۔ قیام پاکستان کے بعد قائداعظم نے نماز عید

Marfat.com

مولانا عبدالعلیم صدیقی (والدہ شاہ احمد نورانی) کی امامت میں ادا کی۔ مولانا نے اپنے والد کی وفات 1953ء کے بعد تبلیغ کے عالمی فرائض سنبھال لئے اور تقریباً تمام دنیا میں تبلیغی دورے کئے حتیٰ کہ 1962ء میں نہایت مصروفیت کے عالم میں آپ کی شادی مدینہ منورہ میں قطب مدینہ حضرت علامہ فضل الرحمٰن کی بیٹی سے ہوئی لیکن آپ نے دورے جاری رکھے جبکہ تمام تر سیاسی مصروفیات کے باوجود 2003ء میں آخری غیر ملکی تبلیغی دورہ کیا۔ آپ نے پاکستان میں تمام بڑی سیاسی اور مذہبی تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا جس میں 1953ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا۔ آپ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ پہلی دفعہ قومی اسمبلی میں فتنہ قادیانیت پر پاکستان میں 1972ء میں آپ نے تقریر فرمائی۔ آپ نے 30 جون 1974ء کو قومی اسمبلی میں مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لئے قرارداد پیش کی اور اس قرارداد کی وجہ سے قادیانیوں کی وجہ سے قادیانیوں کو پاکستان کے آئین میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اور اس طرح 90 سالہ مسئلہ حل ہو گیا۔ آئینی تحریک کی وجہ سے 1984ء میں جنرل ضیاء الحق کے دور میں امتناع قادیانیت کا آرڈیننس جاری ہوا۔ آپ کی مذہبی اور سیاسی تحریک کا محور اور مرکز ملک میں نظام مصطفیٰ کا قیام تھا اور داعی اتحاد بین المسلمین کے قائل تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا لقب قائد اہل سنت سے بڑھ کر قائد ملت اسلامیہ ہو گیا تھا۔ آپ مشہور عالمی تبلیغی تنظیم دعوت اسلامی کے بانی اور ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین تھے جس کی تمام دنیا میں چالیس سے زائد شاخیں موجود ہیں۔ اسلامی ممالک کے سربراہ اور عوام آپ سے بے حد عقیدت اور محبت کرتے تھے۔ آمر اور جابر حکمرانوں کے سامنے کلمۃ الحق بلند کرنا ان کا طرۂ امتیاز تھا۔ حکمران اور ان کے درباری آپ سے بہت خوفزدہ رہتے تھے کیونکہ مولانا ان کے منہ پر صاف اور واضح مؤقف پیش کر دیا کرتے تھے۔ آپ دنیا کے سیاسی

Marfat.com

حالات پر گہری نظر رکھتے تھے اور عراق، افغانستان، فلسطین، کشمیر، چیچنیا، بوسنیا اور فلپائن سمیت تمام اسلامی تحریکوں اور مجاہدین کی کھلے عام حمایت کرتے تھے۔ امریکہ اور اس کے حواریوں کی عالمی سطح پر پُر زور مذمت اور مخالفت کرتے تھے اور عملی جہاد میں مصروف تھے۔ ملک میں موجود غیر جمہوری نظام کی اصلاح اور حکمرانوں کا قبلہ درست کرنے اور ملک میں عدم استحکام کی صورت کو ختم کرنے کے لئے جس بے باکی اور دلیری سے آئینی جدوجہد کر رہے تھے، وہ ان کی سیاسی بصیرت اور فدائیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

1973ء میں تحریک نظامِ مصطفیٰ و متحدہ جمہوری محاذ میں فعال کردار ادا کیا۔ 1974ء میں ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین منتخب ہوئے۔ 30 جون 1974ء کو مرزائیوں (قادیانی) کو غیر مسلم قرار دینے کی قرارداد پیش کی۔ 1977ء میں تحریک نظام مصطفیٰ میں گرفتاری اور قاتلانہ حملہ ہوا۔ 15 اپریل 1972ء کو قومی اسمبلی سے پہلی مرتبہ خطاب کیا اور پہلے اجلاس میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا مطالبہ کیا۔ 1972ء میں مسلمان کی تعریف میں یہ جملہ شامل کر کے کہ ''مسلمان کے لئے لازم ہے کہ وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہر لحاظ سے آخری نبی مانتا ہو'' قادیانیت پر کاری ضرب لگا دی۔ 1973ء کے آئین کے لئے 200 ترامیم پیش کیں۔ مولانا نورانی کی قرارداد کے تحت ہی ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان تجویز کیا گیا جس کے تحت پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام قرار دیا گیا اور مسلمان کی تعریف اور حضور پُر نور ﷺ کا آخری نبی ہونا باضابطہ تحریر ہوا۔ 1977ء ذوالفقار علی بھٹو اور ان کی تنظیم پیپلز پارٹی کے خلاف چلنے والی ملک گیر تحریک کو نظامِ مصطفیٰ ﷺ کا نام دیا اور اسے کامیاب بنایا۔ اس دوران مولانا نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ 78-1977ء میں مولانا شاہ احمد نورانی نے جنرل ضیاء الحق کی آمریت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور بے شمار تکالیف کو برداشت کیا۔

Marfat.com

1985ء میں سندھ میں لسانی فسادات کی سازش کو ناکام بنایا۔ سندھ یونٹی بورڈ کے زیراہتمام سندھ بھر کے دورے کئے۔

ناموَر خاندان کے فرد

رپورٹ روزنامہ جنگ، لاہور

مولانا شاہ احمد نورانی کے خاندان کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو برصغیر کی تاریخ کا سچا مؤرخ اس حقیقت کا برملا اعتراف کرتا دکھائی دیتا ہے کہ ان کے خاندان کے ہماری تاریخ پر انمٹ نقوش ہیں۔ ان کے دادا عبدالحکیم جوش میرٹھی شاہی مسجد میرٹھ کے خطیب اور اسلام کے مبلغ بھی تھے۔ ان کے تایا مولانا نذیر احمد صدیقی خطیب بمبئی تھے۔ قائداعظم دینی معاملات میں ان سے مشورے لیا کرتے تھے اور آزاد میدان پارک میں قائداعظم ان کے پیچھے عیدین کی نماز ادا کیا کرتے تھے۔ قائداعظم نے رتن بائی سے شادی کا فیصلہ کیا تو انہوں نے مولانا نذیر احمد صدیقی سے ہی مشورہ لیا۔ رتن بائی کو مولانا نذیر احمد صدیقی کے ہاتھ پر ہی اسلام قبول کروایا۔ مولانا نورانی کے والد عبدالعلیم صدیقی اپنے وقت کے جید عالم دین تھے اور ان کو مبلغ اسلام کا لقب دیا گیا تھا۔ ان کی بہن ڈاکٹر فریدہ احمد ممتاز ماہر تعلیم ہیں اور کئی تعلیمی ادارے چلا رہی ہیں۔ مولانا کے خاندان کے ایک فرد مولانا محمد اسمٰعیل میرٹھی اردو کے منفرد شاعر تھے۔ ان کی بچوں کی نظمیں اردو ادب کا سرمایہ ہیں۔ ان کی شاعری پرائمری سے لے کر یونیورسٹی تک کے نصاب میں شامل ہے۔

☆☆☆

مولانا نورانی نے مختصر وقت میں اپنی صلاحیتوں کو حزبِ اختلاف کی جماعتوں

Marfat.com

سے یوں منوایا کہ ذوالفقار علی بھٹو کے مقابلے میں حزبِ اختلاف کے متفقہ فیصلہ سے وزارتِ عظمیٰ کا الیکشن لڑا، جبکہ ذوالفقار علی بھٹو کی ہر ممکن کوشش تھی کہ بلا مقابلہ وزیر اعظم بن جائیں مگر مولانا اعلیٰ جمہوریت پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس آمرانہ خواہش کی راہ میں رکاوٹ بن گئے اور اس وقت کی قومی اسمبلی سے 32 ووٹ لئے جب کوئی ذوالفقار علی بھٹو کے سامنے کھڑے ہونے کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔ مولانا نورانی نے پاکستان کو اسلام کے راستہ پر چلانے کے لئے دستور میں بنیادی ترامیم کروائیں تاکہ سوشلزم اور سیکولرازم کا راستہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے اور ملک اپنے بنیادی نظریہ کی طرف آ جائے۔

اسلام کی تبلیغ کے لئے انہوں نے دنیا بھر کے دورے کئے

رپورٹ روزنامہ جنگ، اسلام آباد

مولانا شاہ احمد نورانی کا شمار پاکستان کی ان چند شخصیات میں ہوتا ہے جن کا خاندان نسل در نسل لوگوں کو دین کا شعور دیتا چلا آ رہا ہے۔ برصغیر کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو ہمیں چند ہی ایسے خاندان دکھائی دیتے ہیں جن کا اوڑھنا بچھونا صرف اسلام تھا۔ وہ ہر وقت دین میں مکمل مغلوب دکھائی دیتے ہیں۔ جس مقام پر بھی رہے شب و روز دین کی خدمت کو اپنا شعار بنائے رکھا۔ مولانا شاہ احمد نورانی کے والد حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی نے سفیر اسلام بن کر دنیا میں پھیلے ہوئے جہالت اور گمراہی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں دین حق کی شمع فروزاں کی۔ عیسائیت کی رہبانیت سے تنگ، شراب اور جنسی آلائش میں ڈوبے ہوئے مادر پدر آزاد معاشرے میں سکون کے متلاشی لوگوں کو اسلام کا عالمگیر پیغام امن و سکون پہنچایا۔

Marfat.com

1956-58ء میں مولانا شاہ احمد نورانی نے حضرت مفتی ضیاء الدین باباخانوف مفتی اعظم روس کی خصوصی دعوت پر روس کا تبلیغی دورہ کیا اور سوشلسٹ معاشرہ کا مطالعہ کیا۔ یہاں انہوں نے ازبکستان، تاشقند، سمرقند، بخارا کے مقبوضہ علاقوں کے مسلمانوں میں دینی جذبہ پیدا کرنے کے لئے مختلف علاقوں کا دورہ کیا اور طاقت ور سوشلزم کے زمانے میں اپنے رابطوں کو مسلسل مستحکم کیا۔

1959ء میں مشرق وسطیٰ کا خیر سگالی دورہ کیا۔

1960ء میں تبلیغی دورہ کے لئے مشرقی افریقہ، مڈغاسکر اور ماریشیس گئے۔

1961ء میں مولانا نورانی نے سری لنکا اور شمالی افریقہ کا دورہ کیا۔

1962ء میں نائیجریا کے وزیر اعظم احمد و بیلو شہید کی دعوت پر وہاں تشریف لے گئے اور ان کے ذاتی مہمان کی حیثیت سے 3 ماہ کا تبلیغی دورہ کیا۔ نیز صومالیہ، کینیا، ٹانگا نیکا، یوگنڈا اور ماریشیس بھی گئے۔ یہ مولانا نورانی کے عالم شباب کا زمانہ ہے جب بڑے بڑے مبلغ اسلام اور قائد ہونے کے دعوے دار گلی کوچوں میں پھرا کرتے تھے۔

1963ء میں مولانا نورانی نے ترکی، فرانس، مغربی جرمنی، برطانیہ، ماریشیس، نائیجیریا اور اسکینڈے نیوین ممالک کا تبلیغی دورہ کیا اور اس سال چینی مسلمانوں کی دعوت پر عوامی جمہوریہ چین کا تبلیغی دورہ بھی کیا۔

1962-63ء کی تفصیل دیکھ کر یہ خیال آتا ہے کہ عموماً لوگ شادی کے قریب اور بعد اپنی تمام مصروفیات ترک کر دیتے ہیں اور زیادہ تر گھریلو زندگی کے گرد کچھ عرصہ ضرور گھومتے ہیں۔ مگر مولانا کے شب و روز دیکھ کر یوں لگتا ہے کہ انہیں کم وقت میں بہت کچھ کر گزرنے کی جلدی ہے کہ جیسے ان کا دل چاہتا ہے کہ فوراً ہی اسلام کا غلبہ پوری دنیا پر ہو جائے اور ہر طرف گنبد خضراء کا سبز پرچم لہرانے لگے۔ دنیا بھر کے انسان اپنا

Marfat.com

رخ صرف اور صرف کعبۃ اللہ کی طرف کر لیں۔ اسلام اور کفر کے اس معرکہ میں مولانا اپنا سب کچھ نچھاور کر رہے ہیں تاکہ اسلام کی کرنیں ہر اندھیرے گھر کو اجالے میں بدل دیں۔

1964ء میں مولانا نورانی نے امریکہ (یو ایس اے) جنوبی امریکہ اور کینیڈا کا تبلیغی دورہ کیا۔

1968ء مناظرہ۔ اسلامک ریویو لندن (برطانیہ) کے قادیانی ایڈیٹر سے ٹرینی ڈاڈ میں ساڑھے پانچ گھنٹے مناظرہ کیا بالآخر وہ کتابیں چھوڑ کر بھاگ گیا۔

1969ء میں مولانا نے پاکستان آنے کے بعد سب سے پہلا بیان قادیانی فتنہ پر دیا اور عالم اسلام کے خلاف قادیانیوں کی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی اور پوری قوم کو دعوت دی کہ فتنہ قادیانیت سے نمٹنے کے لئے بھرپور لائحہ عمل مرتب کرے۔

1970ء میں جمعیت علمائے پاکستان کی جانب سے کراچی سے قومی اسمبلی کا انتخاب لڑا اور پہلی ہی جست میں کامیاب ہو کر سیاست کے میدان میں سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے درمیان مذہبی طاقت کو تسلیم کروایا۔

1971ء میں علامہ نورانی نے سعودی عرب اور مشرق وسطیٰ کے دیگر ممالک کا تقریباً ڈیڑھ ماہ دورہ کیا۔

1972ء میں فتنہ مرزائیت پر قومی اسمبلی میں خطاب۔

1973ء ذوالفقار علی بھٹو کے مقابل متحدہ جمہوری محاذ کا قیام۔

1974ء مولانا شاہ احمد نورانی نے 12 اپریل 1974ء کو بریڈ فورڈ (برطانیہ) کے سینٹ جارجز ہال میں ایک عظیم الشان عالمی کانفرنس کی صدارت کی۔ اس کانفرنس میں مختلف ممالک کے پچاس علماء شریک ہوئے۔ کانفرنس میں مولانا کو ورلڈ اسلامک

Marfat.com

مشن کا چیئرمین منتخب کیا گیا۔ اس موقع پر مولانا نے 24 ملکوں میں مشن کی شاخوں کے قیام کے لئے کنوینز مقرر کئے جن میں پاکستان، بھارت، سری لنکا، انڈونیشیا، تنزانیہ، پرتگال، صومالیہ، جنوبی افریقہ، سینی گال، نائیجیریا، مصر، شام، عراق، افغانستان، مغربی جرمنی، فرانس، ہالینڈ، انگلینڈ، امریکہ، سرینا ک (ڈچ گیانا)، ارجنٹائن، سعودی عرب اورٹرینی ڈاڈ شامل ہیں۔

چیئرمین ورلڈ اسلامک مشن کی حیثیت سے 1975ء میں مولانا شاہ احمد نورانی نے مولانا عبدالستار خان نیازی، پروفیسر شاہ فرید الحق، علامہ ارشد القادری پر مشتمل وفد کی قیادت کرتے ہوئے امریکہ، افریقہ اور یورپ کا دورہ کیا۔ مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ کی حاضری اور حج و زیارت کی سعادت حاصل کرنے کے بعد یہ وفد جدہ سے نیروبی (کینیا، افریقہ) پہنچا جہاں جامع مسجد کھبراہ میں عربی زبان میں مولانا نے خطاب کیا۔ اس دورے کے دوران نیروبی ٹی وی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ افریقی ممالک میں قادیانی اسلام کا نام لے کر مصروفِ کار ہیں۔ درحقیقت وہ ان ملکوں کے اتحاد کو کمزور کر رہے ہیں۔ افریقہ کے مختلف ممالک کا 18 روزہ تبلیغی دورہ کرنے کے بعد یہ وفد برطانیہ روانہ ہو گیا جہاں دو ہفتے قیام کے بعد وفد نے امریکہ (یو ایس اے)، جنوبی امریکہ، کینیڈا، مغربی جرمنی، اسپین، تیونس، لیبیا، الجزائر، مصر اور ترکی کا تبلیغی دورہ کیا۔ اس دورہ میں مولانا نے اور ان کے وفد نے ایک لاکھ میل سے زائد سفر طے کیا اور 600 سے زائد تقاریر کیں۔ اس دورہ کے دوران بہت سے غیر مسلموں نے مولانا شاہ احمد نورانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

1976ء میں جمعیت علماء پاکستان کی طرف سے پاکستان کے مختلف علاقوں کا دورہ کیا۔

Marfat.com

اس مختصر سے جائزہ سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی کی مصروفیات کا شیڈول سال بھر کے لئے تیار ہوتا ہے۔ اس میں بین الاقوامی سطح پر مصروفیات اور ملکی و داخلی ضروریات کو ہمیشہ مدنظر رکھا جاتا ہے۔ مولانا نورانی نے یوں تو بہت سے چھوٹے بڑے ادارے قائم کئے لیکن ورلڈ اسلامک مشن جیسی تنظیم کی بنیاد رکھ کر پوری دنیا میں عیسائی مشینری کو منہ توڑ جواب دیا ہے۔ براعظم افریقہ میں مسلمانوں کی آبادی 65 فیصد ہے۔ پوپ جان پال دوئم نے افریقی سرزمین پر قدم رکھتے ہی سجدہ کیا اور کہا کہ موجودہ صدی میں افریقہ ہمارا ہوگا۔ اس کے جواب میں عالم اسلام سے صرف ایک آواز بلند ہوئی تھی اور وہ مولانا شاہ احمد نورانی کی تھی کہ افریقہ اور موجودہ صدی اسلام کی ہے۔ وقت نے مولانا کی اس بات کو کافی حد تک درست بھی ثابت کر دیا۔

1974ء کے تبلیغی دورے پر ماریشیس (افریقہ) گئے۔ وہاں ایک اسلامی دارالعلوم کی بنیاد رکھی اور 12 ربیع الاول کو عظیم الشان جلسہ میلاد النبی سے خطاب کرتے ہوئے ماریشیس کے وزیراعظم رام غلام نے کہا کہ ماریشیس کے عوام بالخصوص مسلمانوں پر مولانا شاہ احمد نورانی کا یہ عظیم احسان ہے کہ وہ اپنی تمام تر مصروفیات کو چھوڑ کر یہاں تشریف لائے۔ جلسہ میں گورنر جنرل ماریشیس سر عثمان، چیف جسٹس ایچ کاسن علی، اراکین اسمبلی، غیر ملکی سفراء، ورلڈ اسلامک مشن ماریشیس کے چیئرمین محمد کسینو، نیشنل مسلم کونسل کے احمد عبداللہ اور مسلم یوتھ آرگنائزیشن کے صدر عبدالغفور نے بھی شرکت کی۔ ماریشیس سے مدینہ منورہ حاضری دینے کے لئے سعودی عرب پہنچے اور مکہ معظّمہ میں عمرہ ادا کرتے ہوئے کینیا چلے گئے۔ مئی 1987ء میں علامہ نورانی کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ) کے تبلیغی دورے پر روانہ ہوئے۔ مولانا نے وہاں کے میئر کی جانب سے شہریوں کے استقبالیہ میں ''اسلام بیسویں صدی کے چیلنج کو قبول کرتا ہے'' کے عنوان سے انگریزی میں خطاب کیا جس میں کہا کہ اب دنیا بھر میں غیر مطمئن اور بے چین انسانوں

Marfat.com

کو اسلام کی اکملیت اور جامعیت کا احساس ہو رہا ہے۔ کیپ ٹاؤن کے میئر نے جوابی خطاب میں مولانا کو ''سفیر اسلام'' کے خطاب سے مخاطب کیا۔ اس دورے میں 105 افریقی، یورپی اور مقامی افراد نے اسلام قبول کیا۔

1979ء میں علامہ نورانی نے برمنگھم (برطانیہ) میں منعقدہ عظیم الشان مصطفیٰ کانفرنس میں شرکت کی۔ اس کانفرنس سے مفتی اعظم قبرص ڈاکٹر رفعت مصطفیٰ اور ترکی کے ڈاکٹر محمد یوجل نے بھی خطاب کیا۔ یہ برطانیہ کی تاریخ میں مسلمانوں کا سب سے بڑا اجتماع تھا۔ اسی سال مولانا نورانی نے عظیم الشان میلاد مصطفیٰ کانفرنس رائے ونڈ (پاکستان) میں بھی شرکت کی۔

مولانا نے چیئرمین ورلڈ اسلامک مشن کی حیثیت سے تمام براعظموں کے جس قدر دورے کیے، جتنی اسلامی خدمات انجام دیں، اس کے لئے ایک الگ کتاب کی ضرورت ہے۔ مولانا نورانی کی سرپرستی میں مزید ادارے بھی دنیا کے مختلف ممالک میں کام کر رہے ہیں جن کے نام یہ ہیں۔

ماریشیس۔ حلقہ قادریہ علیمیہ اشاعت اسلام، علیمیہ اسلامک مشن کالج، علیمیہ دارالعلوم، ورلڈ اسلامک مشن۔

سری لنکا۔ حلقہ قادریہ علیمیہ اشاعت اسلام سیلون۔

امریکہ۔ مسلم ایجوکیشن ٹرسٹ، جارج ٹاؤن۔

ساؤتھ امریکہ۔ اسلامک مشنریز گلڈ۔

ملائیشیا۔ آل ملایا مسلم مشنری سوسائٹی۔

برطانیہ۔ حنفی مسلم سرکل، پریسٹن۔

ہالینڈ۔ دارالعلوم جامعہ مدینۃ الاسلام، ڈین ہاگ۔

☆☆☆

Marfat.com

مولانا شاہ احمد نورانی بھی ہمیشہ کیلئے جدا ہو گئے

متحدہ مجلس عمل کی تحریک کیا رخ اختیار کرے گی

تحریر ممتاز شفیع (روزنامہ پاکستان، اسلام آباد)

اصولی سیاست اور دینی قیادت کا عظیم دور ختم ہو گیا

عربی اور فارسی سمیت 17 زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ 1973ء کے آئین کی تدوین میں ان کا بہت بڑا حصہ تھا۔ قادیانیوں کو اقلیت قرار دلانے والی ترمیم ان کی کاوش سے ہوئی۔

2003ء ہمیں جاتے جاتے ایک اور صدمے سے دو چار کر گیا ہے نوابزادہ نصر اللہ خان کے بعد ممتاز عالم دین اور بااصول سیاستدان مولانا شاہ احمد نورانی بھی ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے۔ بلاشبہ مولانا نورانی کے انتقال پر ملال سے اصولی سیاست اور دینی قیادت کے ایک عظیم دور کا خاتمہ ہو گیا ہے اور وہ دیا بجھ گیا ہے۔ جس کی روشنی سے دینی اور سیاسی محفلیں رہنمائی حاصل کیا کرتی تھیں۔ مولانا نورانی نے دینی خدمات سے اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا تھا کہ ان کے والد علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی کے خلیفہ مجاز تھے، اپنے والد کے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے مولانا نورانی نے مبلغ اسلام کی حیثیت سے دنیا بھر میں تبلیغی دوروں کا آغاز کیا۔ انہیں سترہ مختلف زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ چنانچہ، مصر، روس، مشرق وسطیٰ، مشرقی افریقہ، ترکی، فرانس، یوگنڈا، نائیجریا، چین، کینیڈا، امریکہ، صومالیہ، ماریشس، مڈغاسکر اور یورپی ممالک میں انہوں نے بار بار دورے کئے اور ان کی تبلیغ کی وجہ سے ہزاروں غیر مسلم اسلام لائے۔

Marfat.com

مولانا شاہ احمد نورانی کی عظیم خدمات کا آغاز 1953ء میں ہوا جب انہیں ورلڈ مسلم علماء آرگنائزیشن کا جنرل سیکرٹری بنایا گیا، وہ 1964ء تک اس عہدے پر فائز رہے، پھر وہ سیاست میں بھی حصہ لینے لگے۔ 1970ء میں وہ جمعیت علماء پاکستان کے ٹکٹ پر قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور اس کے بعد جب 1973ء میں انہیں جمعیت علماء پاکستان کا صدر بھی منتخب کیا گیا۔اس طرح مولانا نورانی بیک وقت دین اور سیاست دونوں شعبوں میں صف اول کے رہنماؤں میں شامل ہوئے، ذوالفقار علی بھٹو کی سیاست کا مقابلہ کرنے والوں میں مولانا نورانی کا کردار بہت نمایاں تھا۔ 1977ء میں بھٹو کے خلاف تحریک کو تیز کرنے میں ان کا بڑا ہاتھ تھا۔ مولانا نورانی کی روشن خیال عالم دین کے طور پر بہت زیادہ اہمیت تھی۔ چنانچہ دینی اور سیاسی قائدین میں وہ بے حد مقبول ہوئے۔ جولائی 1977ء میں جب وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت ختم کر کے جب جنرل ضیاء الحق نے مارشل لاء نافذ کیا اور بھٹو کو قید کر لیا گیا تو اس کے چند ہفتوں کے بعد ہائی کورٹ نے بھٹو کو ضمانت پر رہا کر دیا۔ جب بھٹو صاحب لاہور آرہے تھے تو ان کے استقبال کیلئے ہزاروں افراد ان کے راستے میں موجود تھے۔ اتفاقاً ایک سڑک پر پیپلز پارٹی کے پرجوش کارکنوں نے اس کار کو روک لیا، جس میں مولانا نوانی موجود تھے۔ مولانا نورانی کار سے باہر نکل آئے ، دوران گفتگو بعض نوجوانوں کے دھکم پیل سے مولانا نورانی کی دستار سر سے اتر گئی اس واقعہ کا علم جب بھٹو کو ہوا تو سخت سیاسی مخالف کے باوجود بھٹو نے مولانا نورانی سے ذاتی طور پر معذرت کی۔ ان کے احترام اور وقار کی وجہ سے بھٹو ان کے معذرت کرنے پر مجبور تھے۔

دراصل مولانا نورانی نے ہمیشہ با اصول سیاست کی اور اسی حوالے سے انہیں ہر دور میں اہم مقام حاصل رہا۔ بھٹو کے بعد جنرل ضیاء الحق کے خلاف انہوں نے ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ وہ فوجی آمریت کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب

Marfat.com

جنرل پرویز مشرف برسر اقتدار آ گئے تو انہوں نے بمشکل ان کے اقتدار میں آنے کے جواز کو قبول کیا، تاہم ان کا اصرار تھا کہ جلد از جلد جمہوریت بحال ہونی چاہئے اور فوجی دور کو جاری رکھنے کا سمجھوتہ نہیں ہوگا۔ دینی اور سیاسی جماعتوں پر مشتمل جب متحدہ مجلس عمل کا قیام عمل میں لایا گیا تو مولانا نورانی کو اس سربراہ منتخب کیا گیا کہ تمام دینی قائدین ان کے تجربے اور سیاسی بصیرت کا اعتراف کرتے تھے۔ حکومت کے ساتھ متحدہ مجلس عمل کی قیادت کے مذاکرات میں مولانا نورانی کو سیاسی موقف نمایاں رہا۔ باخبر سیاسی حلقوں کے مطابق متحدہ مجلس عمل نے صدر مشرف کی وردی اور پارلیمنٹ میں اعتماد کے ووٹ کے حوالے سے جو سخت رویہ اختیار کر رکھا تھا، اس کی بڑی وجہ مولانا نورانی تھے۔ اگرچہ قاضی حسین احمد بھی اپنی تقاریر اور بیانات میں بہت سخت باتیں کرتے ہیں لیکن متحدہ مجلس عمل کے اجلاسوں اور حکومتی ٹیم کے ساتھ مذاکرات میں مولانا نورانی سخت موقف کے حوالے سے پیش پیش ہوتے رہتے۔ چنانچہ ساتھی قائدین کو بھی حوصلہ ملتا تھا۔ متحدہ مجلس عمل بنیادی طور پر صدر مشرف کے اقتدار کے جلد از جلد خاتمے کے لئے قائم ہوئی تھی اور متحدہ مجلس عمل اپوزیشن کا اہم حصہ سمجھی جاتی ہے، تاہم جمالی حکومت کے ساتھ صدر مشرف کی وردی اور صدارت کے مسئلہ پر مذاکرات اور آئینی پیکج کا ڈرافٹ تیار ہونے کے حوالے سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ اگر حکومت کے ساتھ سمجھوتہ ہو گیا تو پھر متحدہ مجلس عمل کا وہ کردار نہیں رہیگا، جس کے لئے یہ قائم ہوئی تھی بلکہ حکومت کی حمایت کرے گی۔ یہ بات قبل از ذکر ہے کہ مجلس عمل کی جانب سے بار بار یہ کہا جا رہا ہے کہ آئینی پیکج پارلیمنٹ میں آ جانے کے بعد بھی مجلس عمل اقتدار میں شریک نہیں ہوگی اور حکومت کے غلط اور غیر جمہوری اقدامات کی بدستور مخالفت جاری رہے گی۔ اگرچہ اپوزیشن کو یکے بعد دیگرے دو بڑے سانحات برداشت کرنا پڑے ہیں کہ پہلے بابائے جمہوریت نوابزدہ نصر اللہ خان (مرحوم) کا انتقال ہوا اور اب مولانا شاہ احمد نورانی ہمیشہ کے

Marfat.com

لئے بچھڑ گئے ہیں، لیکن یہ امکان زیادہ ہے کہ متحدہ مجلس عمل اپنے قیام کے بنیادی مقاصد کے تحت اپنا کردار ادا کرتی رہے گی۔ بعض حلقوں کی یہ رائے ضرور اہمیت رکھتی ہے کہ مولانا نورانی کے انتقال کے بعد متحدہ مجلس عمل پہلے کی طرح سخت مؤقف اختیار نہیں کرے گی، تاہم مولانا نورانی اپنی زندگی میں جمالی حکومت کے ساتھ مذاکرات کے دوران جو مضبوط بنیادیں رکھ گئے ہیں، ان کی وجہ سے اس پلیٹ فارم سے نرم یا مصلحت آمیز مؤقف کی توقع کم ہے۔ مولانا نورانی کے انتقال کے بعد یقینی طور پر یہ سوال فطری انداز میں نمایاں ہوا ہے کہ اب متحدہ مجلس عمل کی تحریک کیا رخ اختیار کرے گی؟ سیاسی اور عوامی حلقے اس کے جواب میں یقیناً دلچسپی رکھتے ہیں۔ اس پر مختلف حلقوں کی جانب سے آراء بھی پیش کی جاتی رہیں گی اور آئندہ چند روز میں صورت حال واضح ہو سکے گی، تاہم اس بات پر سبھی متفق ہیں کہ مولانا نورانی جس بااعتماد انداز سے حکومتی ٹیم کے علاوہ اے آر ڈی اور متحدہ اپوزیشن کے قائدین سے بات چیت کرتے رہے، اس کے اثرات تادیر موجود رہیں گے اور متحدہ مجلس عمل کی آئندہ حکمت عملی پر بھی مؤثر ہوگی۔

رفیق احمد باجوہ بھٹو سے ملے تو ان کو فوری طور پر عہدہ سے ہٹا دیا

تحریر چوہدری خادم حسین (روزنامہ پاکستان، لاہور)

مولانا شاہ احمد نورانی کو دل کی تکلیف قریباً بیس بائیس سال پہلے ہوئی، پہلے حملے سے سنبھل گئے تو ڈاکٹروں نے ان کو بائی پاس کا مشورہ دیا، ان کی جماعت کے رہنماؤں اور کارکنوں نے بھی اصرار کیا کہ وہ آپریشن کرا لیں لیکن مولانا اسے ٹالتے رہے، یہ تکلیف ایسی تھی کہ وہ پہلے جیسے چست نہ رہے، اور جماعت کے لئے بھی ان کی سرگرمیاں محدود تر ہو کر

Marfat.com

رہ گئیں یہ تشویش کی بات تھی ، اکابرین جماعت نے مولانا پر دباؤ ڈالا اس کے علاوہ کراچی کی میمن برادری نے کہا۔مولانا نے پھر ٹالنے کی کوشش کی ، ایسے ہی موقع پر بالآخران کو بتانا پڑا کہ وہ مالی حیثیت سے آپریشن کے اخراجات برداشت کرنے کے متحمل نہیں ہو سکتے ۔ان دنوں بائی پاس آپریشن کے لئے لندن کے کراموئیل ہسپتال کو بہترین سمجھا جارہا تھا تاہم اس کے اخراجات تین سے چار لاکھ روپے تک تھے ۔مولانا کی طرف سے اس اظہار کے بعد ان کے معتقدین اور اکابرین جماعت نے کئی لاکھ کی پیشکش کی لیکن مولانا نے قبول کرنے سے انکار کر دیا ، ان کی طرف سے انکار اور دوسری طرف سے اصرار کا سلسلہ جاری رہا اور آخر مولانا کو ہی ہتھیار ڈالنا پڑے تاہم انہوں نے یہ شرط عائد کی کہ وہ صرف اتنے پیسے لیں گے جتنے ان کے پاس اپنے پیسوں سے زائد کی ضرورت ہوگی اور یہ بھی قرضہ حسنہ ہوگا اس بات پر بھروسہ ہو گیا۔ مولانا کے آپریشن کی بات شروع ہوئی تو انہوں نے یہ آپریشن لندن کی بجائے ہالینڈ میں کرانے کو ترجیح دی کہ وہاں اخراجات دنیا بھر سے کم تھے۔ مولانا کا یہ آپریشن کامیاب رہا اور تھوڑے ہی عرصہ میں روبصحت ہو کر پھر سے سرگرم عمل ہو گئے۔

مولانا شاہ احمد نورانی شگفتہ مزاج تھے ۔وہ بڑی سے بڑی بات ہنس کر کرنے میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ تقریر مدلل اور دلنشین پیرائے میں کرتے جبکہ میز پر ہونے والی گفتگو میں بھی سیاسی رہنما ان کی مہارت کے قائل ہیں۔ مولانا کی مقبولیت ، مریدین اور منعقدین کی تعداد اتنی کثیر ہے کہ دولت ان کے گھر کی لونڈی ہوتی لیکن انہوں نے کبھی رغبت نہیں دکھائی اور کردار کے لحاظ سے مضبوط رہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی کی سیاست میں آمد کا چرچا 1970ء میں ہوا جب وہ حیدر آباد سے قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے ، ان کا تعلق اہل سنت والجماعت سے تھا۔اس لئے قدرتی طور پر ان کی وابستگی جمعیت علماء پاکستان سے تھی ۔جس کے بعد وہ صدر بھی منتخب

Marfat.com

ہوئے اور مرتے دم تک رہے سقوط مشرقی پاکستان کے بعد قومی قومی اسمبلی کے رکن کی حثیت سے مولانا نے 1973ء آئین کی تدوین میں اہم کردار ادا کیا اگر چہ وہ قومی اسمبلی میں حزب اختلاف سے متعلق تھے تاہم آئین کی تیاری کے وقت ان کا رویہ معتدل تھا۔ سختی سے اصول پر قائم رہتے ہوئے بعدازاں انہوں نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دلانے والی ترمیم منظور کرانے کے لئے بھی بھرپور جدوجہد کی۔

شاہ احمد نورانی نے 1977ء میں پاکستان قومی اتحاد کی تشکیل میں بھی حصہ لیا اور قومی اتحاد میں ان کی جماعت کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ ان کی جماعت جمعیت علماء پاکستان کے سیکرٹری جنرل رفیق احمد باجوہ کو ہی قومی اتحاد کا سیکرٹری چنا گیا جن کو اس حثیت سے بے انتہا شہرت ملی، تاہم ایک وقت آیا جب رفیق احمد باجوہ کی بھٹو مرحوم سے ملاقات کا تنازعہ پیدا ہوا تو شاہ احمد نورانی ہی تھے جنہوں نے ایک لمحہ توقف کئے بغیر اپنے سیکرٹری کو جماعت سے الگ کر دیا۔ جس کے نتیجے میں جماعت اسلامی کے پرفیسر غفور احمد قومی اتحاد کے سیکرٹری جنرل ہوئے تھے۔

جہاں تک 1977ء کی اس تحریک کا تعلق ہے جو مرحوم بھٹو کے خلاف انتخابی دھاندلی کے الزام میں شروع ہوئی اور بھٹو حکومت کے خاتمے اور مارشل لاء کے نفاذ پر ختم ہوئی اس میں بھی مولانا کا کردار انتہائی اہمیت کا حامل رہا۔ یہ مولانا شاہ احمد نورانی اور ان کے سیکرٹری جنرل رفیق احمد نورانی اور ان کے سیکرٹری جنرل رفیق احمد باجوہ تھے جنہوں نے اس سیاسی تحریک کو نظام مصطفیٰ کے نفاذ کی تحریک کا نام اور رنگ دے دیا اور پھر یہ تحریک نظام مصطفیٰ ہی کہلائی۔ ان کو اپنی زندگی میں ایک سے زیادہ مرتبہ جمعیت علماء پاکستان کی تقسیم کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔ اس کے باوجود وہ جماعت کو زندہ رکھنے میں کامیاب رہے۔

ایک دور وہ بھی آیا جب ان کے دیرینہ رفیق اور سیکرٹری جنرل مولانا عبدستار نیازی مرحوم

Marfat.com

ناراض ہو گئے اور انہوں نے جمعیت علماء پاکستان کے نام سے اپنا الگ دھڑ ا بنالیا، مولانا شاہ احمد نورانی اپنے اس رفیق کا اپنے بزرگوں کی طرح احترام کرتے اور ہمیشہ تعظیماًان کی آمد پر کھڑے ہو جاتے تھے۔حتی کہ اگر کسی وقت مولانا نورانی پریس بطور صدر بات کرر ہے ہوتے اور مولانا نیازی آجاتے تو وہ اپنی بات ختم کر کے مولانا نیازی کو پہلے سے کہی گئی بات بتاتے اور پھران سے گزارش کرتے کہ وہ کچھ کہیں۔مولانا نیازی بات کر لیتے تو مرحوم پھر اپنی بات شروع کرتے۔

تبلیغی میدان میں انہوں نے ورلڈ اسلامک مشن کے نام سے تنظیم قائم کی جس کا مرکزی دفتر لندن (برطانیہ) میں ہے وہ اپنے اس مشن کو اس طرح انجام دیتے تھے کہ اکثر ملک سے باہر تبلیغی دورے پر رہتے تھےاوراس حوالے سے ہونے والے اعتراض کو بھی خندہ پیشانی سے برداشت کر لیتے تھے۔ان کی وفات سے جمہوری اور آئینی تحریک کو شدید دھچکا لگا ہے، جبکہ بیرون ملک تبلیغی سرگرمیاں بھی متاثر ہوگی۔

مولانا شاہ احمد نورانی تجزیہ کرتے وقت بھی حقیقت پسندی کا ثبوت دیتے تھے۔یہ 1973ء یا 1974ء کا واقعہ ہے اسلام پورہ میں جمعیت علماء پاکستان کے دفتر میں ایک انٹرویو کے بعد جب عام گفتگو شروع ہوئی تو مولانا نے کہا کہ یہ عجیب بات ہے کہ یہ لوگ (ووٹر) نماز تو ہمارے پیچھے پڑھتے ہیں، لیکن ووٹ پیپلز پارٹی کو دیتے ہیں، اب ہم کو ایسا کرنا ہے کہ یہ نماز پڑھتے ہیں تو ووٹ بھی ہمیں دیں۔

متحدہ مجلس عمل کے صدر اور جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی پان کھانے کے عادی تھے اور ہمیشہ پاندان ساتھ رکھتے ،بائی پاس آپریشن کے بعد ڈاکٹروں نے ان کو پان کھانے سے منع کیا جس پر وہ کچھ عرصہ تک عمل کرت رہے، پھر یہ سلسلہ دوبارہ شروع کر دیا اور آخر تک پان ان کی عادت میں شامل رہا۔

Marfat.com

قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی قومی اسمبلی میں قرارداد انہوں نے تحریک پیش کی۔ملی یکجہتی کونسل متحدہ مجلس عمل تک امت کے اتحاد کے لئے کوشاں رہے

مولانا شاہ احمد نورانی ہر دور میں ڈٹے رہے

تحریر نجم الحسن عارف (روزنامہ پاکستان، لاہور)

مولانا شاہ احمد نورانی بھی انتقال کر گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون ☆ اس مردِ حُر کا خمیر اللہ نے حریت پسندوں کی سرزمین میرٹھ سے اٹھایا تھا۔ جہاں سے برطانوی سامراج کے خلاف 1857ء کی جنگ آزادی کا آغاز ہوا تھا اور بلآخر برطانوی سامراج کو برصغیر سے واپس جانا پڑا۔

1947ء میں پاکستان کے قیام کے ایک سال بعد مولانا شاہ احمد نورانی نے اپنے والد شاہ عبدالعلیم صدیقی کے ہمراہ پاکستان کے لئے ہجرت کی اور کراچی میں قیام کیا۔ علم و فضل اس خاندان کا خاصہ تھا۔ اس لئے مولانا شاہ احمد نورانی نے بھی تمام سوائے آخری ایک دو سال کے تین چار مرلے کے ایک کرائے کے مکان میں گزاری لیکن ان کے علم وسعت کبھی بھی اس مکانی تنگنائی میں گھٹ کر نہ رہی۔ دنیوی علوم اور زبانوں پر عبور کے ساتھ دینی علوم میں بھی مولانا نے گہرا رسوخ پیدا کیا اور تمام دینی و دنیاوی علوم کے مخزن قرآن پاک کو بھی سینے میں محفوظ کرلیا۔ پاکستان میں قیام کے کوئی دس سال پورے ہونے پر مولانا کے والد گرامی شاہ عبدالعلیم صدیقی حجاز مقدس میں انتقال کر گئے اور وہیں جنت البقیع ان کا مدفن قرار پایا۔ والد گرامی کے انتقال کے بعد بھی مولانا شاہ احمد نورانی کی علمی و تبلیغی سرگرمیوں میں کوئی کمی نہ آئی اور انہوں نے اپنی سمت اور شناخت علوم دینیہ کو قرار دیا۔ یہی ان کا ساری زندگی اوڑھنا بچھونا رہا۔

Marfat.com

1960ء کی دہائی تک ان کی سرگرمیوں کا دائرہ زیادہ تر دعوت و تبلیغ رہا۔ تاہم ایوبی آمریت ختم ہوئی تو مولانا شاہ احمد نورنی نے عملی سیاست میں فعالیت سے حصہ لینے کا فیصلہ کیا۔

وہ آیا اور چھا گیا، کے مصداق مولانا نورنی نے پہلی مرتبہ 1970ء کے قومی انتخابات میں حصہ لیا اور قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ قومی اسمبلی کے رکن کے طور پر اپنے علم، سیاسی ویژن، سنجیدہ فکری اور اسلام کے ساتھ گہری وابستگی کے باعث انہوں نے اپنا موثر کردار ادا کرنے کا عزم کیا۔ سقوط مشرقی پاکستان کے سانحے کی کوکھ سے بھٹو حکومت برآمد ہوئی تو ملک کے لئے سب سے بڑا چیلنج بچے کچھے حصہ کو ایک ایسا آئین دینا تھا جو تمام صوبوں کو ایک لڑی میں پروئے رکھے۔ پیپلز پارٹی کی حکومت اور ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں ایک ایسے پاکستان کی نئے سرے سے دریافت کرنا زیادہ آسان نہ تھا مولانا شاہ احمد نورانی نے اپنے دیگر ساتھیوں کے ساتھ مل کر اسی مشکل کو آسان بنانے کی ٹھان لی۔ مولانا شاہ احمد نورانی کو اس زمانے میں نوابزادہ نصر اللہ خان مرحوم، مولانا مفتی محمود مرحوم، پروفیسر غفور احمد اور اس طرح کے اکابر سیاستدانوں کی معیت حاصل تھی۔ دستور سازی کا مرحلہ آیا تو مولانا نورانی قومی اسمبلی کی دستور ساز کمیٹی کے رکن بنے۔ یہیں سے ان کا تاریخی کردار سامنے آیا۔

یہ مولانا شاہ احمد نورانی ہی تھے جنہوں نے 1973ء کے دستور میں تین بنیادی چیزوں کو شامل کرانے میں غیر معمولی کردار ادا کیا۔

(i) مسلمان کی تعریف دستور پاکستان میں شامل کرائی۔ یہ تعریف مولانا نے اپنے ہاتھ سے لکھی تھی۔

(ii) صدر، وزیراعظم اور دیگر اہم قومی عہدوں کے لئے حلف کی عبارت بھی

Marfat.com

مولانا نورانی نے ہی تحریر کی۔ مختلف ریاستی حکومتی عہدوں کیلئے حلف کی یہ عبارت آج بھی دستور پاکستان (1973)ء کا حصہ ہے۔

(iii) سب سے اہم کام جس کی سعادت مولانا شاہ احمد نورانی کے حصہ میں آئی وہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے لئے ان کی تگ و دو تھی جو انہوں نے قومی اسمبلی میں بطور رکن اسمبلی کی۔ اس حوالے سے قرارداد بھی مولانا نورانی کے قلم سے تحریر ہوئی اور بالآخر 7 ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو اسی قرارداد کی بنیاد پر غیر مسلم قرار دیدیا یہی وجہ تھی کہ مولانا نورانی اور ان کی جماعت جمعیت علماء پاکستان نے 1974ء سے اب تک ہر سال 7 ستمبر یوم ختم نبوت ہی منایا بلکہ اس حوالے سے تقریباً ہر مرتبہ پورے پورے عشرے پر پھیلی مہم چلائی اور تقریباً منعقد کر کے عقیدہ ختم نبوت کو اجاگر کیا اور قادیانیوں نے اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو بیرون ملک ان افریقی ممالک کو خصوصاً مرکز بنایا جہاں قادیانیوں نے اپنی جھوٹی نبوت کا پرچار کر کے مسلمانوں کو گمراہ کیا یا نومسلموں کو قادیانی بنانے کی کوشش کی۔ اپنی ان کوششوں میں وہ بے مثال کامیابی حاصل کرتے رہے اور افریقہ، جنوبی افریقہ اور ماریشش جیسے ممالک میں انہوں نے ہزاروں قادیانیوں کو دائرہ اسلام میں داخل کیا۔ سچی بات یہ ہے ملک میں نظام مصطفیٰ کا نعرہ دینے کے علاوہ مولانا نورانی کی عقیدہ ختم نبوت کے لئے خدمات کا اعزاز اور افتخار انہیں اپنی سیاسی زندگی کے اوائل میں ہی حاصل ہوگیا۔

مولانا نورانی 7 ستمبر کو ہر سال یوم نبوت کے طور پر مناتے تھے

☆☆☆

Marfat.com

78 سالہ زندگی میں 66 برس تک تراویح میں قرآن سنایا

دستور سازی کے لئے چار ماہ تک انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے بھٹو حکومت کے ساتھ طویل مذاکرات کئے اور کامیاب رہے۔ 1977ء کے انتخاب میں بھی مولانا شاہ احمد نورانی نے قومی اسمبلی کی نشست کے لئے کراچی سے کامیابی حاصل کی لیکن قومی اتحاد کی طرف سے دھاندلی کے خلاف بائیکاٹ کے باعث اسمبلی رکنیت کا حلف نہ اٹھایا۔ تحریک نظام مصطفیٰ چلی تو مولانا شاہ احمد نورانی اور ان کی جماعت نے اس میں اہم کردار ادا کیا اور نظام مصطفیٰ کی خوبصورت اصطلاح انہی کی جانب سے سامنے آئی جو بعد میں زبان زد عام ہوگئی۔

جولائی 1977ء میں مارشل لاء لگ گیا تو مولانا شاہ احمد نورانی نے اپنی اتحادی سیاسی جماعتوں سے الگ راہ اپنائی اور گو فیصلہ کیا کہ جس طرح ذوالفقار علی بھٹو کی جمہوری آمریت کے خلاف لڑتے رہے، اسی طرح جنرل ضیاء الحق کی فوجی آمریت کے خلاف بھی ڈٹے رہنے کا فیصلہ کیا۔ میرٹھ کی سرزمین سے حریت کا جذبہ ان کی گھٹی میں شامل تھا۔ لہذا جنرل ضیاء الحق کے اسلامی کور میں فوجی اقتدار سے بھی متاثر نہ ہوئے اور کسی بھی دور آمریت میں آمریت کا ساتھی ہونے کا داغ اپنے دامن پر نہ لگنے دیا۔

1985ء میں جنرل ضیاء نے غیر جماعتی انتخاب کرائے تو مولانا نورانی اور ان کی جماعت نے ان کا بائیکاٹ کیا کہ یہ انتخابات ملک میں محض جاہلانہ تعصّبات کے فروغ اور سیاسی وقومی عدم استحکام کا باعث بن سکتے تھے اس لئے تعصّبات پر مبنی سیاست اور کلچر سے اپنے اپنے دامن کو آلودہ نہ ہونے دیا۔ فرقہ واریت کے حوالے سے بھی مولانا نورانی نے

Marfat.com

پاکستان میں پھیلائی گئی گمراہیوں کو ملی یکجہتی کونسل کے پلیٹ فارم سے دور کرنے کی کافی حد تک کامیاب کوششیں کیں جبکہ لسانی، صوبائی تفرقوں کا بھی کراچی اور سندھ کی حد تک خوب مقابلہ کیا۔

ان کی زندگی کی آخری تین دہائیوں میں مسلمانوں کے اتحاد اور امت کے ایک ہونے کا تصور زیادہ سے زیادہ واضح ہوگیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ کراچی میں ان کے بعض اپنے لوگوں نے ان کی مخالفت شروع کردی اور تعصّبات اور نفرتوں کو فروغ دینے میں مولانا نورانی کے انکاران کے خلاف ہوگئے۔ لیکن مولانا نورانی نے امت کے ایکے اور اتحاد کے لئے کراچی جیسے شہر میں سیاسی، لسانی اور فرقہ وارانہ تمام مخالفتوں کا نہ صرف مقابلہ کیا بلکہ قربانیاں بھی دیں۔

1988ء اور 1990ء میں بھی انہوں نے قومی اسمبلی کے لئے انتخاب میں حصہ لیا۔ 1990ء میں کراچی کے ساتھ ساتھ مظفرگڑھ سے بھی انتخاب مین حصہ لیا لیکن تعصّبات کی آگ بجھانے والے آسانی سے اس ماحول میں کامیاب نہ ہوسکتے تھے تاہم انہوں نے کسی جمہوری آمر یا فوجی آمر کے ساتھ سمجھوتہ کیا نہ کسی قسم کے تعصب کے اسیر کی اطاعت قبول کی۔ وہ آخر وقت تک جابروں اور آمروں کے خلاف آواز بلند کرتے رہے۔ اور اپنی سیاست کے آخری دن ماضی سے بھی زیادہ وقار، جرات، استقامت اور سج دھج سے گزارے انہوں نے مشرف حکومت کی امریکہ نواز پالیسیوں سے لیکر ملک کے اندر سیکولر پالیسیوں، سیاسی اور غیر آئینی چالوں کا بھرپور مقابلہ کیا اور دینی جماعتوں نے ان کی بزرگی، تجربہ، ویژن، اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ کمٹمنٹ کی بنیاد پر متحدہ مجلس عمل کا سربراہ بنایا گیا۔

این سعادت بزور بازو نیست

Marfat.com

انہوں نے سیاست کا آغاز کیا تو آئین بنانے کے لئے اور سیاست کا انجام ہوا تو آئین بچانے کے لئے آخری مورچے میں قوم کی کمان کرتے ہوئے جان دیدی۔ ان کی زندگی اور موت دونوں خوبصورت رہیں۔ اللہ نے انہیں لحن داؤدی دی تھی۔ انہوں نے قرآن کی تلاوت کے لئے عمر بھر وقف رکھا اور اپنی 78 برس کی عمر میں 66 سال تک تراویح میں قرآن سنایا۔ حالیہ چند برسوں میں سے پہلے وہ ایک رمضان میں دو مرتبہ قرآن سناتے تھے۔ لیکن اب پیرانہ سالی طویل قیام مشکل ہو گیا تھا۔

ایک چراغ اور بجھا۔۔۔اور بڑی تاریکی

تحریر: ریاض چوہدری (روزنامہ پاکستان، اسلام آباد)

تحریک نظام مصطفیٰ کے قائد رسالت کے پروانے تحریک ختم نبوت کے رہبر علامہ شاہ احمد نورانی کی اچانک وفات سے ہر جانب سناٹا چھا گیا۔ ہر آنکھ اشک بار ہو گئی، محبت کا پیکر، علم کا سمندر، محبت رسول سے سرشار، ایک عظیم شخصیت جن کے بارے میں کچھ کہنے کے لئے الفاظ ہی نہیں ملتے کردار کا ایک ایسا غازی کہ مخالف بھی کچھ کہنے سے گریزاں قومی سیاست میں محترم نام کہ جس پر ہر کوئی اعتماد کرتا تھا ان کے انتقال سے علم وعمل اور مرحوم کے انتقال سے علم وعمل اور سیاست و آگہی کا ایک تاریخ ساز باب بند ہو گیا۔

سوانح عمری

☆......مولانا شاہ احمد نورانی 1926ء کو بھارت کے شہر میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد عبدالعلیم صدیقی تحریک پاکستان کے کارکن اور دینی مبلغ تھے۔ مولانا نے 8 سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا۔ آپ نے میرٹھ کے نیشنل عربک کالج سے

Marfat.com

گریجوشن کیا اور درس نظامی میں فاضل کی سند دار العلوم عربیہ میرٹھ سے حاصل کی
۔

☆...... مولانا شاہ احمد نورانی 1950ء میں ہجرت کر کے پاکستان آگئے۔ ابتداء میں مسلم لیگ کے حامی تھے۔ بعد ازاں آپ نے جمعیت العلماء پاکستان کی بنیاد رکھی۔

☆...... مولانا نے 1970ء کے عام انتخابات میں حصہ لیکر پہلی مرتبہ قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ 1971ء میں جمعیت العلماء پاکستان کے صدر منتخب ہوئے اور 1973ء میں متحدہ جمہوری محاذ کے جنرل سیکریٹری مقرر ہوئے۔ 76-1975ء میں سینٹ کے رکن رہے۔ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا بل مولانا نورانی ہی نے قومی اسمبلی میں پیش کش کیا۔ مولانا ورلڈ اسلامک مشن کے چیئر مین اور ورلڈ مسلم علماء آرگنائزیشن کے اعزازی سیکریٹری جنرل تھے۔ علامہ شاہ احمد نورانی نے 73 کے آئین میں اسلامی دفعات شامل کرنے کے لئے بے پناہ جدوجہد کی تحریک ختم نبوت میں بھی انہوں نے اہم کردار ادا کیا۔

☆...... 1977ء میں پی این اے کی تحریک میں ہراول دستے کا کردار ادا کیا مولانا شاہ احمد نورانی ایک با اصول شخصیت تھے انہوں نے بحثیت اپوزیشن لیڈر فیلڈ مارشل ایوب خان کے خلاف سیاسی جدوجہد کی محترمہ فاطمہ جناح کی حمایت میں ملک گیر دورے کئے مولانا مرحوم نے فوجی صدر یحیی خان سے ملنے سے انکار کر دیا تھا۔

☆...... ساٹھ سال سے زائد عرصہ سے کراچی کی معروف میمن مسجد میں تراویح میں قرآن سناتے تھے۔

Marfat.com

☆......پیپلز پارٹی کے دوسرے دور حکومت میں جماعت اسلامی کی طرف سے 27 اکتوبر کو اسلام آباد میں دیئے گئے دھرنے میں علامہ شاہ احمد نورانی، قاضی حسین احمد کے ہمراہ ٹرک پر سوار تھے اور پیرانہ سالی کے باوجود آنسو گیس کے شیلینگ کے باوجود پیچھے ہٹنے سے انکار کر دیا۔

☆......1973ء کی ختم نبوت تحریک اور پی این اے کی تحریکوں مین بھرپور حصہ لیا مولانا شاہ احمد نورانی نے متعدد مرتبہ قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔

☆......عربی فارسی اور انگریزی سمیت 17 زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔

☆......علامہ شاہ احمد نورانی 10 اکتوبر کو ہونے والے عام انتخابات کے بعد سندھ کی سطح پر پیپلز پارٹی اور متحدہ مجلس عمل کے درمیان ہونے والے معاہدے نتیجے میں سینٹ کے ممبر منتخب ہوئے۔

☆......متحدہ مجلس عمل کے سربراہ مولانا شاہ احمد انورانی کا شمار برصغیر پاک و ہند کے نامور علماء کرام میں ہوتا ہے جنہوں نے کم وبیش نصف صدی تک ملکی سیاست میں اہم کردار ادا کیا۔ مرحوم طویل عرصہ تک جمعیت علماء پاکستان کے صدر رہے۔

☆......1973ء کے آئین سازی میں انہوں نے اپنے گروپ کی قیادت کی جب قومی اسمبلی میں قائد ایوان کا انتخاب عمل میں لایا گیا تو اس وقت مولانا شاہ احمد نورانی نے اپوزیشن کے امیدوار کی حیثیت سے ان کا مقابلہ کیا جب مارچ 1977ء کے انتخاب میں سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے انتخابات میں دھاندلی کی تو ان کی حکومت کے خلاف ایک تاریخ ساز تحریک چلی جس کے نتیجے میں ذوالفقار علی بھٹو کو اقتدار سے محروم ہونا پڑا۔

☆......1974ء کی ختم نبوت کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ اسمبلی کے اجلاس میں مرزا طاہر

Marfat.com

قادیانی پر متعدد سوالات کر کے اسے زچ کر دیا تھا مولانا نورانی نے قادیانیوں کے خلاف آئینی ترمیم کو چند روز کے لئے مؤخر کرنے کے لئے قادیانیوں کی طرف سے کروڑوں روپے کی پیش کش کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا تھا۔

☆......ساری زندگی کراچی صدر کی مسجد میمن کے ساتھ ملحقہ فلیٹ میں سادگی سے گزاری جہاں بڑے بڑے حکمران اور سیاستدان ان سے ملاقات کے لئے آتے رہے تاہم وہ گزشتہ سال سے مدینہ منورہ سے سسرال سے اپنی اہلیہ کو ملنے والی رقم سے کلفٹن میں مکان خرید کر وہاں منتقل ہوئے۔

☆......شاہ احمد نورانی نے پسماندگان میں دو بیٹے دو بیٹیاں اور ایک بیوہ چھوڑی ہے ان کے بڑے صاحبزادے انس نورانی کینڈا میں جبکہ چھوٹے صاحبزادے اویس نورانی مصر میں میڈیکل کے شعبہ سے وابستہ ہیں جبکہ صاحبزادی میں ایک نام ایمان ہے جو متحدہ عرب امارات میں مقیم ہیں جبکہ دوسری صاحبزادی کا نام ایناس ہے جو کراچی میں مقیم ہیں اہلیہ کا نام سلمیٰ نورانی ہے مولانا کے تین بھائی اور دو بہنیں ہیں ان کے دیگر بھائیوں میں مولانا محمد ربانی صدیقی مولانا محمد جیلانی صدیقی اور مولانا جیلانی صدیقی شامل تھے جو بہت بڑے مبلغ اسلام تھے جبکہ ان کی ایک ہمشیرہ ڈاکٹر فریدہ اس وقت قومی اسمبلی کی رکن ہیں اور ایک بہن ڈاکٹر عزیز اقبال بیرون ملک مقیم ہیں۔

☆......مولانا دل کے مریض تھے، ان دو بائی پاس 1978ء اور 1986ء میں ہوئے۔

☆......مولانا کے خطبات کی تعداد ساڑھے چار سو سے زائد ہے۔

☆......مولانا نورانی کے ہاتھ پر ایک لاکھ سے زائد غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔

☆......مولانا سال کا بیشتر حصہ بیرون ممالک میں تبلیغ پر لگاتے۔

Marfat.com

☆.....مولانا نورانی 1971ء میں سابقہ وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے مقابلہ میں وزارت عظمی کا انتخاب بھی لڑا لیکن کامیاب نہیں ہوئے جس کے بعد بعد 1972ء میں انہیں جمعیت العلماء کا صدر منتخب کرلیا گیا اور 1973ء میں سینٹ کے رکن منتخب ہوے۔

☆.....مولانا نورانی متحدہ مجلس عمل، جمعیت العلماء پاکستان، انجمن نوجوانان اسلام، انجمن طلباء اسلام، مرکزی جماعت اہل سنت اور ورلڈ اسلامک کمیشن کے علاوہ کئی ایک تنظیموں کے سربراہ تھے۔

متحدہ مجلس عمل کے مرحوم سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کا شمار ملک کے انتہائی تجربہ کار پارلیمنٹیرینز میں کیا جاتا تھا۔ وہ 1970ء میں کراچی سے قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور اس کے بعد دوبار ایوان بالا سینٹ کے رکن بنے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے سیاست وآگہی کا ایک تارخ ساز باب بند ہوگیا رہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کے ہاتھوں دنیا بھر میں ہزاروں غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ مولانا شاہ احمد نورانی تبلیغ کیلئے مسلسل افریقہ اور یورپ ممالک کے دورے کرتے تھے۔ وہ انٹرنیشنل اسلامک مشنریز گلڈ کے صدر بھی تھے۔ انہوں نے یورپ اور افریقہ کے دور دراز علاقوں میں اسلام کا پیغام پہچانے میں 1973ء کے آئین کی تیاری اور بعدازاں تحریک ختم نبوت اسمبلی کی قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی کاروائی میں بھی بہت اہم کردار ادا کیا تھا۔ 1977ء میں تحریک نفاذ بھی وہ تمام اہم قومی ایشوز اور قومی مسائل کے حل کیلئے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے اہم کردار ادا کیا۔

متحدہ اپوزیشن کی طرف سے سپیکر قومی اسمبلی کے خلاف سینٹ میں تحریک استحقاق مولانا شاہ احمد نورانی کی آخری پارلیمانی کارروائی تھی۔ جمعرات کے روز یہاں اپوزیشن ذرائع نے بتایا کہ اپوزیشن کے 14 ارکان سینٹ نے 10 دسمبر کو سپیکر قومی اسمبلی

Marfat.com

کے خلاف واٹر کمیٹی کی تشکیل پر ایک استحقاق سینٹ میں جمع کرائی تھی جس پر مولانا شاہ احمد نورانی نے اپنے دستخط ثبت کئے تھے اور یہ مولانا شاہ احمد نورانی کی طرف سے آخری پارلیمانی کارروائی تھی۔ ملک کے دو بڑے سیاسی اتحادوں متحدہ مجلس عمل اور اتحاد برائے بحالی جمہوریت (اے آر ڈی) کو تھوڑے عرصہ میں اپنے سربراہوں کے انتقال کا صدمہ برداشت کرنا پڑا ہے۔ اے آر ڈی کے صدر بزرگ سیاستدان نوابزادہ نصر اللہ خان کے انتقال کے بعد اے آر ڈی کو کوئی متفقہ صدر نہ مل سکا جس پر اتحاد شامل تمام جماعتیں متفق ہوں۔ اس لئے صدر کے ساتھ ساتھ چیئرمین کے عہدہ کی تخلیق کر کے اتحادی جماعتوں کو خوش کیا گیا۔ جمعرات کے روز مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال سے مجلس عمل کیلئے بھی مشکل صورتحال پیدا ہو سکتی ہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کی بھی مجلس عمل میں وہی صورتحال تھی جو نوابزادہ نصر اللہ خان کی اے آر ڈی میں تھی۔ مولانا نورانی کی جماعت بھی نوابزادہ نصر اللہ خان کی جماعت کی طرح پارلیمنٹ میں کوئی مئوثر نمائندگی نہیں رکھتی تھی اور اپنی ذاتی صفات اور غیر متنازعہ شخصیت کے باعث دونوں رہنما ان اتحادوں کے سربراہ تھے اور کسی بھی بڑی جماعت سے زیادہ ان کی رائے کی اہمیت تھی۔ وزارت عظمیٰ کے عہدہ پر انتخاب کے وقت نوابزادہ نصر اللہ خان اور مجلس عمل کی طرف سے مولانا شاہ احمد نورانی اہم کردار ادا کر رہے تھے اور پیپلز پارٹی نے مولانا فضل الرحمٰن کے مقابلہ میں امیدوار کھڑا کیا تو اے آر ڈی نے نوابزادہ نصر اللہ خان کی ہدایت اور مولنا شاہ احمد نورانی کی کوششوں سے مولانا فضل الرحمٰن کو ووٹ دیا۔

متحدہ مجلس عمل کے صدر اور جمعیت علمائے پاکستان (نورانی گروپ) کے سربراہ مرحوم مولانا شاہ احمد نورانی 17 زبانوں پر دسترس رکھتے اور اعلیٰ شعری ذوق کے ساتھ ساتھ بہت اچھی حس مزاح بھی رکھتے تھے۔ محافل میں گفتگو اور پریس کانفرنس کرتے ہوئے وہ

Marfat.com

اکثر جوابی کاروائی کا مظاہرہ کرتے اور مشکل سے مشکل سوالات کا بھی ہلکے پھلکے انداز میں جواب دے کر سوال کرنے والے کو زچ دیتے تھے۔ مولانا شاہ احمد نورانی اپنی بزلہ سنجی سے محفل کو کشت زعفران بنا دیتے اور اپنی تقاریر میں بہت خوبصورت اور برمحل شعر سناتے تھے۔ وہ انگریزی پر مکمل عبور ہونے کے باعث پریس کانفرنس کے دوران انگریزی سوالات کا انگریزی میں جواب دیتے اور دنیا بھر کے سفر کا تجربہ رکھنے کے باعث انہیں بہت دلچسپ محاورے یاد تھے۔ ان کی قوت حافظہ بہت اچھی تھی اور اگر کوئی غلط اعداد و شمار یا واقعہ کی بناء پر سوال کرتا تو پہلے اسے درست کرتے اور پھر جواب دیتے۔ بعض اوقات عربی یا فارسی شعر سناتے تو اس کا ترجمہ بھی بتا دیتے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کا دستار و جبہ مخصوص لباس تھا اور وہ ہمیشہ مختلف رنگوں کا اپنا مخصوص لباس زیب تن کرتے۔ وہ ہمیشہ خوشبویات لگا کر محافل میں آتے اور تمام عمر پان کھاتے رہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کی سب سے زیادہ دوستی مولانا عبدالستار خان نیازی مرحوم سے تھی لیکن وہ سیاسی اختلافات کی بناء پر الگ ہو گئے تو مولانا نورانی نے طویل عرصہ تک سیاست کنارہ کشی اختیار کر رکھ سکے تو پورے ملک کی عوام کو کیا ساتھ رکھیں گے۔ پیر صاحب پگاڑا جو اکثر سیاستدانوں کے متعلق فقرے چست کرتے رہتے ہیں، نے مولانا شاہ احمد نورانی سے اپنی عقیدت کے باعث کبھی ان کے متعلق ایسی کوئی بات نہ کی اور ان کا نام ہمیشہ احترام سے لیا۔ ان دونوں رہنماؤں کے آپس میں گہرے تعلقات تھے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کے سیاستدانوں میں نوابزادہ نصر اللہ خان سے خصوصی مراسم تھے۔ ملک سے فرقہ واریت کے خاتمہ کیلئے مولانا شاہ احمد نورانی کے تعاون سے ملی یکجہتی کونسل بنائی گئی تو مولانا شاہ احمد نورانی کو اس کا پہلا صدر بنایا گیا تھا۔ ملی یکجہتی کونسل نے ملک سے فرقہ واریت کے خاتمہ میں اہم کردار ادا کیا۔ مولانا شاہ احمد نورانی کے سیاسی قد کاٹھ اور مرتبے کی بناء پر انہیں متحدہ مجلس عمل کا پہلا صدر بھی بنایا گیا۔

Marfat.com

مولانا شاہ احمد نورانی کا انتقال اپوزیشن جماعتوں کے لئے دوسرا بڑا دھچکا ثابت ہوا ہے۔ اس سے قبل 26اور 27 ستمبر کی درمیانی شب اے آرڈی کے سربراہ اور بزرگ سیاستدان نوابزادہ نصراللہ 26اور 27 ستمبر کی درمیانی شب انتقال کر گئے تھے۔ علامہ شاہ احمد نورانی اور نوابزادہ نصراللہ کے انتقال سے اپوزیشن کے دونوں بڑے اتحادوں اے آرڈی اور متحدہ مجلس عمل میں قیادت کا خلاء پیدا ہوگیا ہے۔ علامہ شاہ احمد نورانی نے ایل ایف او کے خلاف طویل جدوجد کی اور اپنے موقف پر آخری دم تک قائم رہے ان کا انتقال ایسے وقت میں ہوا جب ایم ایم اے کی طرف سے دی گئی ڈیڈلائن میں صرف 7 روز باقی تھے جبکہ وزیراعظم میر ظفراللہ جمالی انکی ڈیڈلائن سے قبل آئینی ترمیمی پیکج اسمبلی میں پیش کش کرنے کا اعلان کر چکے تھے۔ علامہ شاہ احمد نورانی اور نوابزادہ نصراللہ کے انتقال میں کئی حوالوں سے مماثلت پائی جاتی ہے دونوں کا تعلق اپوزیشن سے تھا دونوں رہنما اپوزیشن کے موثر اتحادوں کے سربراہ تھےاور دونوں کا انتقال عین اس وقت ہوا جب وہ اپنے مطالبات کی منظوری کیلئے تحریک شروع کرنے کی تیاری کر رہے تھے علامہ شاہ احمد نورانی کی سربراہی میں قائم دینی جماعتوں کے اتحاد کو ملکی تاریخ میں پہلی مرتبہ کامیابی حاصل ہوئی اس حوالے سے بھی انکا نام ملکی تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا کہ انکی سربراہی میں پہلی مرتبہ مذہبی جماعتیں اقتدار کی پرپیچ راہوں سے واقف ہوئیں۔

اہلسنت کے مسلمہ لیڈر، عہد ساز شخصیت، متحدہ مجلس عمل کے چیئرمین سینٹر مولانا شاہ احمد نورانی نے اپنی زندگی ملک وقوم کی خدمت کے لئے جدوجہد میں گزاری، مرحوم اہلسنت والجمعات کے مسلمہ قائد تھے اور انہیں اندرون اور بیرون ملک کے مذہبی حلقوں میں انتہائی احترام کے ساتھ دیکھا جاتا تھا مرحوم جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی چیئرمین کی حیثیت سے ملک کے انتہائی متحرک اپوزیشن لیڈر تھے۔

Marfat.com

مولانا شاہ احمد نورانی ایک با اصول شخصیت تھے انہوں نے بحثیت اپوزیشن لیڈر فیلڈ مارشل ایوب خان کے خلاف سیاسی جدوجہد کی اور محترمہ فاطمہ جناح کی حمایت میں ملک گیر دورے کئے مولانا مرحوم نے فوجی صدر یحیٰی خان سے ملنے سے انکار کر دیا تھا چند روز روز قبل مرحوم نے قازقستان کے صدر کے اعزاز میں صدر مشرف کے استقبالیہ میں شرکت کی اور ان سے علیک سلیک کی مرحوم سینٹ میں اپوزیشن لیڈر کی حیثیت سے ایل ایف او کیخلاف تحریک چلا رہے تھے اور سینٹ کے تمام اجلاسوں کا ان کی قیادت میں بائیکاٹ کیا گیا مرحوم انتہائی مدبر مذہبی اور سیاسی رہنماء تھے انہوں نے تبلیغ اسلام کیلئے عالمی سطح پر گراں قدر خدمات سرانجام دیں اور پوری دنیا کا دورہ کیا انہوں نے عراق فرانس، سوئٹزر لینڈ اور افریقی ملکوں میں خصوصی طور پر تبلیغ کے فرائض سرانجام دئے اور مرحوم کی مذہبی تعلیمات اور شخصیت سے متاثر ہو کر سینکڑوں غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔

آپ نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا اور نیشنل گارڈ فورس قائم کی اور مختلف مقامات پر عوامی جلسوں کا انعقاد کیا۔ مولانا نے اسلام کی تبلیغ کیلئے بیشتر ممالک کا دورہ کیا۔ ان کی کوششوں سے سینکڑوں افراد مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپنے متعدد بار آکسفورڈ یونیورسٹی میں مسلم سٹوڈنٹس یونین کی جانب سے منعقد کئے گئے جلسوں سے ہجرت کر کے پاکستان آ گئے۔ ابتداء میں یہ تنظیم صرف مذہبی معاملات تک محدود تھی تاہم بعد میں سیاسی میدان میں سرگرم ہوگئی۔ مولانا نے 1970ء کے عام انتخابات میں حصہ لیکر پہلی مرتبہ قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ 1971ء میں جمعیت العلماء پاکستان کے صدر منتخب ہوئے اور 1973ء میں متحدہ جمہوری محاذ کے جنرل سیکریٹری مقرر ہوئے۔ 76-1975ء میں سینٹ کے رکن رہے۔ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا بل مولانا نورانی ہی نے قومی اسمبلی میں پیش کیا۔ مولانا ورلڈ الاسلامک مشن کے چیئر مین اور ورلڈ مسلم علماء آرگنائزیشن کے

Marfat.com

اعزازی سیکریٹری جنرل تھے۔ علامہ شاہ احمد نورانی نے 73 کے آئین میں اسلامی دفعات شامل کرنے کیلئے بے پناہ جدوجہد کی تحریک ختم نبوت میں بھی انہوں نے اہم قردار ادا کیا فرقہ وارانہ قتل وغارت گری کی روک تھام کے لئے مذہبی جماعتوں کے موثر اتحاد ملی یکجہتی کونسل کے سربراہ رہے اور فرقہ وارانہ ہم آئنگی کے لئے نمایاں خدمات سرانجام دیں ملی یکجہتی کونسل کے پلیٹ فارم سے پہلی بار فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے لئے ضابطہ اخلاق طے کیا ملی یکجہتی کونسل نے کالعدم سپاہ صحابہ او کالعدم تحریک جعفریہ بھی شامل تھی 1995, 1996 کراچی میں ہونے والی فرقہ وارانہ دہشت گردی کی بدترین وارداتوں کے بعد ملی یکجہتی کونسل کے قیام سے امن وامان کی صورتحال میں نمایاں بہتری آئی بعدازاں وہ مذہبی جماعتوں کے اتحاد متحدہ مجلس عمل کے صدر منتخب ہوئے انکی سربراہی میں ملکی تاریخ میں پہلی مرتبہ مذہبی جماعتیں حومتی ایوانوں میں مضبوط قوت بن کر سامنے آئیں علامہ شاہ احمد نورانی حافظ قرآن تھے اور ہر سال تمام مصروفیات کو ترک کرکے ماہ رمضان میں تراویح پڑھاتے تھے۔

متحدہ مجلس عمل کے صدر علامہ شاہ احمد نورانی نے 77 سال کی عمر پائی وہ 1926 میں بھارت کے ضلع یوپی کے شہر میرٹھ میں پیدا ہوئے انہوں نے پسماندہ گان میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں چھوڑی ہیں ان کے ایک صاحبزادے انس انکے ساتھ مقیم تھے جب کہ دوسرے صاحبزادے اویس امریکہ میں اپنے تایا کے پاس امریکہ میں مقیم ہیں انکی تینوں صاحبزادیوں کی شادی ہوچکی ہے وہ معروف عالم دین اور مبلغ اسلام مولانا عبدالعلیم صدیقی کے صابزادے تھے علامہ شاہ احمد نورانی کی پوری زندگی جہد مسلسل رہی اور آخری سانس تک وہ محترک رہے علامہ شاہ احمد نورانی گزشتہ 56 سال سے میمن مسجد میں رمضان المبارک کے مہینے میں نماز تراویح پڑھاتے تھے انہیں مقامی اور غیر ملکی 17 زبانوں پر عبور تھا

Marfat.com

وہ 71 اور 77 میں دومرتبہ قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے مرحوم سینٹ کے ابتدائی ممبران میں سے تھے 1973 میں خانیوال میں منعقدہ کنونشن میں جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ منتخب ہوئے جبکہ مولانا عبدالستار نیازی جنرل سیکریٹری منتخب ہوئے مرحوم کی علماء پاکستان سے دیرینہ وابستگی تھی ایوب خان کے مارشلاء میں جب جے یو پی پر پابندی لگی تو مولانا عبدالحامد نے جے یو پی کا نام تبلیغ اسلام رکھ دیا پابندی اٹھنے کے بعد جے یو پی دوبارہ بحال ہوئی قومی اسمبلی میں وہ ان سات افراد میں سرفہرست تھے جنہوں نے قادیانت کے خلاف آواز بلند کی۔

علامہ شاہ احمد نورانی 10 اکتوبر کو ہونے والے عام انتخابات کے بعد سندھ کی سطح پر پیپلز پارٹی اور متحدہ مجلس عمل کے درمیان ہونے والے معاہدے کے نتیجے میں سینٹ کے ممبر منتخب ہوئے۔ مرحوم بھرپور قائدانہ صلاحیتوں کے مالک تھے اور انہوں نے کبھی متحد نہ ہونے والی مذہبی جماعتوں کے اتحاد کی ڈیڑھ سال تک کامیابی سے سربراہی کی اور اس میں کوئی اختلاف پیدا نہیں ہونے دیا۔ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں انکی رہائش پر منعقدہ متحدہ مجلس عمل کے سربراہی اجلاس میں ایم ایم اے کے مطالبات کی منظوری کے لئے حکومت کے 18 دسمبر کی ڈیڈ لائن دی گئی۔ ماضی میں جماعت اسلامی سے سیاسی اختلافات کے بعد قاضی حسین احمد امیر جماعت اسلامی منتخب ہوئے تو رفتہ رفتہ جماعت اسلامی اور علامہ شاہ احمد نورانی کی دوریاں قربت میں بدل گئی

پیپلز پارٹی کے دوسرے دور حکومت میں جماعت اسلامی کی طرف سے 27 اکتوبر کو اسلام آباد میں دئے گئے دھرنے میں علامہ شاہ احمد نورانی، قاضی حسین احمد کے ہمراہ ٹرک پر سوار تھے اور پیرانہ سالی کے باوجود پیچھے ہٹنے سے انکار کر دیا۔

Marfat.com

سیاست کا ایک اور باب بند ہو گیا

تحریر سردار خان نیازی (روزنامہ پاکستان، راولپنڈی، اسلام آباد)

متحدہ مجلس عمل کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کی جمعرات کو اچانک وفات کے بعد پاکستان کی سیاسی قیادت ایک تجربہ کار اور شخصیت سے محروم ہو گئی ہے اُن کی وفات سے جنرل پرویز مشرف کی حکومت کے لئے متحدہ مجلس عمل سے صدارت کے معاملات پر حمایت کرنا اب خاصا مشکل ثابت نہ ہو لیکن چھ مختلف فرقوں پر مشتمل سیاسی اتحاد، متحدہ مجلس عمل کیلئے اپنی صدارت کا معاملہ حل کرنا اب خاصا مشکل ہو سکتا ہے پاکستان میں غالب اکثریت کے حنفی اور بریلوی مسلک کی سیاسی تنظیم جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز 1977ء کے انتخابات سے کیا اور ان کی یہ 30 سالہ ہنگامہ خیز سیاسی زندگی جمعرات کو اختتام پذیر ہوئی 78 سالہ مولانا نورانی ایک تجربہ کار سیاستدان، مذہبی رہنماء اور مبلغ اسلام تھے اس کا ہنستا مسکراتا چہرہ، پان کے سرخ رنگ سے رنگے ہونٹ اور خوش لباسی اور خوش گفتاری ان کی شخصیت کی پہچان تھی انہوں نے اپنے بزرگوں کی طرح طریقت کو اختیار کیا اور سادہ زندگی گزاری وہ مرتے دم تک کراچی کے اسی فلیٹ میں رہتے رہے جس میں ہندستان سے ہجرت کے فوراً بعد مقیم ہوئے تھے مولانا نورانی کے خاندان کا تعلق قائداعظم سے رہا اس لئے وہ ان کے مذہبی پیشواؤں میں تھے جو تحریک پاکستان کے حامی سمجھے جاتے تھے ان کے تایا نذیر احمد صدیقی بمبئی میں مسجد کے خطیب تھے اور قائداعظم محمد علی جناح سے مراسم تھے ان کے دوسرے تایا مختار احمد صدیقی بھی قائداعظم کے ساتھیوں میں شمار کئے جاتے ہیں پاکستان بننے کے بعد قائداعظم نے پہلی نماز مولانا نورانی کے والد شاہ عبدالعلیم صدیقی کی امامت میں کراچی میں ادا کی تھی۔

Marfat.com

انہوں نے کئی بار بڑے بڑے عہدوں اور وزارتوں کی پیشکش ٹھکرادی۔ 1973ء کے آئین کی تیاری میں ان کا خاص کردار رہا۔ انہوں نے 1972ء کے عبوری آئین میں مسلمان کی تعریف کا تعین کیا۔ انہوں نے اسلام پسند قوتوں، سوشلزم اور جمہوریت کی علمبردار سیاسی جماعتوں کے درمیان کامیاب سمجھوتے کو ممکن بنانے میں مدد دی۔ مولانا 1970ء کے انتخابات میں کراچی سے پہلی بار رکن منتخب ہوئے اور 1973ء کے آئین میں اسلامی دفعات شامل کرانے میں مولانا نورانی کا اہم کردار رہا۔ ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں وہ حزب مخالف کے ایک مضبوط رہنما کے طور پر ابھرے اور 1973ء میں متحدہ قومی جمہوری محاذ کے روح رواں بن گئے۔ مولانا نورانی نے ذوالفقار علی بھٹو کا مقابلہ کرتے ہوئے وزارت عظمیٰ کے 32 ووٹ حاصل کئے۔ 1977ء میں ان کی جماعت نو سیاسی جماعتوں کے اتحاد پر مشتمل پاکستان قومی اتحاد کا حصہ تھی۔ پاکستان میں سیکولر اور لبرل جماعتوں کے مقابلے میں مولانا نورانی مذہبی بنیاد پر کی جانے والی سیاست کے علمبردار تھے۔ مولانا کی سیاسی زندگی میں کئی نشیب و فراز آئے۔ مولانا نورانی نے 1973ء کے آئین میں اسلامی دفعات شامل کرا کے اور قومی اتحاد کی سیاست کو نظام مصطفیٰ کے رنگ میں ڈھال کر جس رجحان کی تعمیر کی وہ بعد میں جنرل ضیاء الحق کی سیاست کی بنیاد بنا جنہوں نے اسلام کو اپنے سیاسی جواز کیلئے استعمال کرتے ہوئے ملک میں اسلامائزیشن کا عمل شروع کیا۔ انہوں نے جنرل ضیاء الحق کی حکومت میں شمولیت اختیار نہیں کی حالانکہ ان کے بہت سے ساتھی اس وقت ان کو چھوڑ گئے۔ صوبہ پنجاب میں ان کی جماعت کو دوسرا جھٹکا اس وقت لگا جب ان کے دیرینہ رفیق مولانا عبدالستار نیازی ضمنی انتخابات کے مقابلے کے دوران ان سے الگ ہوگئے تاہم ملتان کے معروف عالم دین مولانا احمد سعید کاظمی کی حمایت ہمیشہ مولانا کے ساتھ رہی۔ مذہبی جماعتوں کو ان کے اختلافات کے باوجود ایک پلیٹ فارم پر

Marfat.com

متحد رکھنا مولانا نورانی کی زندگی کا مشن بن گیا تھا۔ 23 مارچ 1995ء کو انہوں نے جماعت اسلامی کے قائد قاضی حسین احمد جمعیت علمائے اسلام کے مولانا سمیع الحق، اہل حدیث کے مولانا ساجد میر، شیعہ رہنما ساجد نقوی، اپنی جماعت کے دوسرے دھڑے کے رہنما مولانا عبدالستار نیازی، سپاہ صحابہ کے مولانا ضیاء القاسمی وغیرہ کے ہمراہ ملی یکجہتی کونسل کی بنیاد رکھی تاکہ فرقہ وارانہ قتل وغارت کو روکا جاسکے۔ بعد میں یکجہتی کونسل آج کے مضبوط مذہبی اتحاد متحدہ مجلس عمل کے قیام کا باعث بنی۔ جس نے 2002ء کے عام انتخابات میں صوبہ سرحد اور بلوچستان میں حیران کن کامیابی حاصل کی۔ پاکستان میں مختلف فرقوں کی سیاسی جماعتیں جب بھی ایک پلیٹ فارم پر اکھٹا ہونا چاہتیں تو قیادت کے لئے ایک ہی شخصیت سب کے لئے قابل قبول تھی اور وہ مولانا شاہ احمد نورانی تھے، ایک منجھے ہوئے پالیمنٹیرین کے طور پر مولانا نورانی کا کردار ان کی سادگی، خوش مزاجی اور خوش گفتاری یادرکھنے جانے کی باتیں ہیں۔ ان کی اچانک وفات سے پاکستان کی سیاست ایک اور بڑے سیاستدان سے محروم ہوگئی ہے نوابزادہ نصراللہ خان کی وفات کے چند ماہ بعد مولانا نورانی کے گزر جانے سے پاکستان کی سیاست ایک پوری نسل سے محروم رہ گئی ہے۔
مولانا کی شخصیت اپنی جگہ پر ایک تحریک کا نام تھا ان کی بے موقع وفات پر جبکہ ملک سنگین آئینی بحران کا شکار ہے حکومت و مجلس عمل کے درمیان مذاکرات اہم موڑ پر پہنچ چکے تھے اور ایل ایف او کے بحران کا کوئی بہتر حل سامنے آنے کی امید پیدا ہو چکی تھی۔ ایسے موقع پر مولانا نورانی کا داغ مفارقت دے جانا جہاں جمعیت علماء پاکستان اور مجلس عمل کے لئے ایک بہت بڑا نقصان ہے وہاں پارلیمنٹ، ملک کیلئے بھی ایک ناقابل تلافی نقصان ہے کہ ایسے وقت جب مجلس عمل کے متحدہ وجود کا قرار رہنا ایک سوالیہ نشان بن چکا تھا ایک ایسے لحد کی ناگہانی وفات (جس کی برقرار قیادت کی وجہ سے مجلس کا وجود عمل میں آیا اور اب تک

Marfat.com

برقرار تھا) سے ایم ایم اے کے مستقبل بارے شکوک وشبہات بڑھ گئے ہیں۔ متحدہ مجلس عمل کے لئے قیادت کا فیصلہ ایک مشکل فیصلہ ثابت ہوگا۔ کیونکہ مولانا نورانی جیسی شخصیت روز روز دنیا میں نہیں آتی جو مختلف مکتب فکر کے لوگوں کو یکجا اور متحدہ رکھ سکے۔ پاکستان کی سیاست میں مولانا کا خلاء ایک عرصے تک پُر نہیں ہوسکے گا۔

ملکی سیاست بے نور ہوگئی

متحدہ مجلس عمل کے صدر جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ عالم دین، ماہر سیاستدان مولانا شاہ احمد نورانی کے وصال پر خصوصی تحریر

تحریر: نعیم قیصر (ایڈیٹر روزنامہ انصاف، لاہور)

تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے بانی اور ملک میں فرقہ واریت کے خاتمے کیلئے بھرپور جدوجہد کرنے والے ورلڈ اسلامک مشن، متحدہ مجلس عمل یکجہتی کونسل اور دفاع افغانستان پاکستان کونسل اور جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی آج ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں۔ لیکن ان کی کرشمہ ساز شخصیت جس میں مذہبی، سیاسی، تعلیمی لحاظ سے بہت سی خوبیاں تھیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی 17 رمضان المبارک یکم اپریل 1926ء کو اس وقت اور موجودہ بھارت کے شہر میرٹھ میں مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی کے ہاں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم میرٹھ میں اپنے والد سے ہی حاصل کی۔

آپ نے قرآن حفظ کرنے کے بعد درس اسلامی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی اور گریجوایشن الہ آباد یونیورسٹی سے 1948ء میں پاکستان منتقل ہو گئے اور اس کے بعد مزید تعلیم کے حصول کیلئے سعودیہ چلے گئے۔ جہاں قطب مدینہ مولانا فضل الرحمٰن مدنیؒ کی

Marfat.com

صاحبزادی سے مدینہ منورہ مسجد نبوی ﷺ میں آپ کا نکاح ہوا۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے مسجد نبوی ﷺ میں تعلیم کے حصول کے دوران قرآن پاک کی تجوید اور...... فنون سیکھے انہیں 14 زبانوں میں عبور حاصل تھا۔ جن میں عربی، انگریزی، فرانسیسی، اردو، سواہلی، (افریقن) فارسی، سندھی، وغیرہ شامل ہیں۔ انہوں نے افریقہ، یورپ، ملیشیاء، انڈونیشیاء، برطانیہ سمیت دنیا کے تقریباً تمام ممالک کے بطور مبلغ اسلام دورے کئے اور ان کے ہاتھ پر اندازے کے مطابق ڈیڑھ لاکھ افراد نے اسلام قبول کیا۔ جن میں زیادہ تعداد قادیانیوں کی بتائی جاتی ہے۔ مولانا پاکستان آنے کے بعد کچھی میمن مسجد میں ملحقہ ایک فلیٹ میں رہائش پذیر تھے۔ جو انہوں نے کرائے پر لے رکھا تھا۔ حال ہی میں مسجد کی توسیع کے سلسلہ میں وہ بھی خالی کرنا پڑا۔ جس کے بعد ان کے برادر نسبتی نے انہیں کلفٹن میں ایک گھر دے دیا مولانا کی والدہ کی قبر کے بلکل سامنے ہے۔ مولانا نے مسلسل 66 سال نماز تراویح اور قرآن پاک پڑھایا۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے 1970ء میں عملی سیاست میں حصہ لیا اور پہلی مرتبہ رکن قومی اسمبلی منتخب ہوئے۔ انہوں نے 1947ء میں باقاعدہ ورلڈ اسلامک مشن کی مکہ میں بنیاد رکھی جس کے تحت دنیا بھر میں تبلیغی کام کیا اور اسی مشن کے تحت پوری دنیا خصوصاً افریقہ، برطانیہ، یورپ میں اسلامی سکول، مساجد، اور کالجز قائم کئے۔ مولانا نے ذوالفقار علی بھٹو کے مقابلے میں متحدہ اپوزیشن کی طرف سے وزیر اعظم کا الیکشن بھی لڑا۔ وہ 1973ء کے آئین کی تشکیل کیلئے بنائی گئی دستور ساز کمیٹی کے بھی رکن تھے اس اسمبلی میں پارلیمانی لیڈر ولی خاں تھے جبکہ یہ ان کے سیکریٹری کے طور پر کام کرتے تھے۔ مولانا کی اور بہت سی خدمات میں سے دستور پاکستان میں پاکستان کا نام اسلامی جمہوریہ، پاکستان آئین میں مسلمان کی تعریف، صدر، وزیر اعظم، گورنر، اراکین اسمبلی وزراء کے صف کی تحریر بھی تھی۔ جو مولانا نے خود اپنے ہاتھ سے تحریر کیا تھا۔ مولانا نے 1974ء

Marfat.com

میں اسمبلی میں ختم نبوت ﷺ تحریک پیش کی جسکے تحت اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔ 1975ء میں وہ سینٹ کے رکن منتخب ہوئے۔ 1977ء میں دوبارہ الیکشن کے بعد وہ رکن اسمبلی بنے۔ لیکن یہ اسمبلی مدت پوری نہ کرسکی اور نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کی تحریک چلی اور اس تحریک کو تحریک نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کا نعرہ بھی مولانا شاہ احمد نورانی نے دیا۔ مولانا نے 1985ء میں غیر جماعتی الیکشن کے انعقاد کا بائیکاٹ کیا اور قومی اتحاد کی 7 میں سے 5 جماعتوں کے ضیاء الحق کی کابینہ میں شمولیت کے باوجود مولانا اور اصغر خاں نے کابینہ شمولیت اختیار نہیں کی جس کی پاداش میں جنرل ضیاء الحق نے ان کی جماعت جمعیت علماء پاکستان سے کچھ ارکان کو توڑ کر پارٹی کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ وہ 1988ء میں مہاجر قومی موومنٹ کی طرف سے چلائی گئی لسانی تحریک کے نتیجے میں کراچی سے کامیاب نہیں ہوسکے۔ لیکن انہوں نے نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کیلئے عملی اقدام کرنے کا فیصلہ کرتے ہوئے تمام مسالک کے علماء کرام کو ملی یکجہتی کونسل کے پلیٹ فارم پر متحد کیا اور انہیں ایک میز پر بٹھایا۔ جس کے سربراہ بھی مولانا خود ہی تھے۔ 11 ستمبر 1999ء کے واقعات کے بعد افغانستان میں امریکہ نے اپنی کارروائیاں شروع کی تو ایک مرتبہ پھر مولانا شاہ احمد نورانی نے تمام دینی سیاسی جماعتوں کو متحد کر کے دفاع افغانستان پاکستان کونسل بنائی جس کا سربراہ بھی انہیں ہی نامزد کیا گیا اور مولانا نے ان حالات میں پاکستان کی دینی وسیاسی جماعتوں کی طرف سے بطور رہنما کردار ادا کیا اور ملک بھر میں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کے جلسے اور جلوس منعقد کئے اس کے بعد جب پاکستان میں حالیہ انتخابات کے انعقاد کا وقت آیا تو انہوں نے ایسی کونسل کو متحدہ مجلس عمل میں تبدیل کر کے اسے دینی جماعتوں کا سب سے بڑا سیاسی اتحاد بنا دیا اور اسلام آباد میں جماعت اسلامی کے رہنما قاضی حسین احمد کی رہائش گاہ پر ہونے والے اجلاس میں مولانا کو 6 ماہ کے لیے ایم ایم اے کا صدر نامزد کر دیا گیا۔ 6 ماہ

Marfat.com

پورے ہونے کے بعد مولانا نے صدارت سے یہ کہہ کر استعفیٰ دیا کہ مجلس عمل اپنا نیا سربراہ نامزد کرلے۔ لیکن ایم ایم اے میں شامل جماعتوں نے مولانا کو تاحیات صدر نامزد کرنے کا فیصلہ کیا، جس کی انہوں نے مخالف کی تو بالآخر انہیں 3 سال کیلئے صدر مقرر کرنے کا فیصلہ ہوا۔ جس کے بعد متحدہ مجلس کی ٹکٹ پر مولانا سینٹ کے رکن بنے۔ اسی دوران ملک میں بحالی جمہوریت کیلئے الیکشن کا عمل مکمل ہونے کے بعد فوجی حکومت کی جانب سے مختلف سیاسی جماعتوں اور متحدہ مجلس عمل کے ساتھ شروع کیئے گئے۔ مذاکرات کے دوران مولانا شاہ احمد نورانی کے چیئر مین سینٹ بننے کی باتیں بھی منظر عام پر آئیں ان کے قریبی ذرائع کے مطابق انہوں نے کوئی بھی حکومتی عہدہ قبول کرنے سے انکار یہ کہہ کر دیا۔ کہ وہ صرف اسمبلی میں دین کی خدمت اور نظام مصطفیٰ کے نفاذ کے لیے مولانا کی سربراہی میں متحدہ مجلس عمل 18 دسمبر سے موجودہ حکومت اور ایل ایف او کے خاتمہ کے لیے تحریک چلانے کا اعلان کر چکی ہے جس کے لیے مولانا نے مجلسِ عمل اور اپنی جماعت کی قیادتوں کو تیاری کرنے کا عندیہ دیا تھا۔ ان کی جماعت کے ذرائع کے مطابق انہوں نے 15 دسمبر کو لیاقت باغ راولپنڈی میں خادمین کنونشن سے خطاب کرنا تھا۔ 17 کو مجلسِ عمل کی سپریم کونسل کے اجلاس کی صدارت کرنی تھی، 21 دسمبر کو لاہور میں پارٹی کی عاملہ کا اجلاس منعقد کرنے کا اعلان کیا تھا جبکہ وہ 18 دسمبر سے حکومت مخالف تحریک کے سلسلے میں ملتان، ڈیرہ غازی خاں جانے کی خواہش رکھتے تھے۔ وہ یہ ساری خواہش دل میں لئے اسلام آباد کے علاقے رینہ 8/68 میں واقع اپنے مرید کے گھر قیام پذیر تھے کہ جمعرات کی دوپہر انہیں جاں لیوا دل کا دورہ پڑا اور وہ خالق حقیقی سے جا ملے۔ انہوں نے اپنے پسماندگان میں بیوہ، دو بیٹے اور بیٹیاں چھوڑیں ہیں۔ یہ ناگہانی موت جہاں دین سے محبت رکھنے والوں کیلئے ایک صدمہ ہے۔ وہیں ایک...... عالم، ماہر سیاستدان اور ایک تاریخی باب کا خاتمہ ہے۔ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے اور ان کے لاکھوں پیروکاروں کو مولانا کی زندگی کی بڑی خواہش جو وہ لاہور کے قریب سوئے آصل میں جامعہ ازھر کی طرز پر دینی تعلیم و تربیت اور انہیں مختلف زبانوں پر عبور حاصل کرانے کیلئے ادارہ صفہ اسلامی یونیورسٹی کے نام سے قائم کیا اس ترقی دینے اور مولانا کے مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق دے۔

مولانا نورانی بھی داغ مفارقت دے گئے

اناللہ وانا الیہ راجعون

تحریر نعیم قیصر (ایڈیٹر روزنامہ انصاف، لاہور)

جمعیت علماء پاکستان کے صدر اور متحدہ مجلس عمل کے چیئرمین مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی گزشتہ روز اسلام آباد میں انتقال کر گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ انہیں ہارٹ اٹیک ہوا اور طبی امداد کے باوجود جانبر نہ ہو سکے۔ مولانا کی عمر 78 برس تھی، انہوں نے پسماندگان میں پوری قوم کو سوگوار چھوڑا۔ مولانا نورانی 1926ء میں میرٹھ میں پیدا ہوئے، ان کے والد بھی نامور عالم دین تھے۔ قیام پاکستان کے بعد انہوں نے کراچی کو اپنا مسکن بنایا، قیام پاکستان کے وقت 21 برس کے جوان رعنا تھے۔ انہوں تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا اور نیشنل گارڈ فورس کے بانیوں میں سے تھے۔ انہوں نے پوری زندگی اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے جدوجہد کی، آپ ایک جید عالم اور صاحب فکر و تدبر تھے۔ فی زمانہ آپ کے پایہ علماء اہل فکر انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ مولانا نورانی سراپا پاکستان تھے، ان کی خوبیوں کا شمار نہیں، لیکن اتحاد امت کی تڑپ اور بلاد کفر میں اشاعت اسلام ان کے بنیادی اوصاف تھے، جس

Marfat.com

کے باعث ان کا شہرہ چار دانگ عالم تھا۔ مولانا عربی و فارسی سمیت سمیت کئی زبانوں پر عبور رکھتے تھے، بعض راویوں کے نزدیک انہیں آٹھ زبانوں پر دسترس تھی۔

پہلی بار 1970ء میں قومی اسمبلی کا الیکشن کراچی سے لڑا۔ یہ دور پر فتن تھا، جب مشرقی پاکستان میں مجیب اور مغربی پاکستان میں بھٹو کا سحر کام کر رہا تھا۔ پیپلز پارٹی ایک آندھی اور طوفان کی طرح چہار سو چھا گئی تھی، مگر مولانا نورانی کو کوئی آندھی، کوئی بگولا فتح سے دور نہ کر سکا اور وہ پاکستان کی قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ بعدازاں سانحہ مشرقی پاکستان کے بعد جب تدوین دستور کا مرحلہ آیا، تو اسمبلی میں پہنچنے والے اسلام پسندوں کے اتحاد میں اہم کردار ادا کیا اور دستور کو اسلامی شناخت عطا کرنے میں آپ کا نمایاں حصہ ہے، خصوصاً مسلمان کی تعریف کے حوالہ سے جب لادین عناصر نے بحث چھیڑی تو مولانا نورانی نے اس کا بھرپور جواب دیا اور عین شرعی تقاضوں کے مطابق مسلمان کی متفقہ تعریف پیش کی اور اسے آئین کا حصہ بنوایا۔ اس سے قبل 1954ء کی تحریک ختم نبوت اور دیگر تحاریک میں بھی آپ صف اول میں رہے۔ ہر دور کے استعمار کو للکارا، ہر آمر کو آئینہ دکھایا اور اس سعی کے دوران کئی بار قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنا پڑیں۔

سقوط ڈھاکہ کے بعد جب ذوالفقار علی بھٹو بچے کھچے پاکستان کے بلا مقابلہ وزیراعظم بننے لگے، تو اسلامی قوتوں نے مولانا نورانی کو اپنا نمائندہ قرار دیا اور انہوں نے بھٹو کا بلا مقابلہ وزیراعظم بننے کا خواب قومی اسمبلی کے فلور پر چکنا چور کر کے رکھ دیا، بعدازاں قومی اتحاد کی تشکیل میں آپ کا بنیادی کردار رہا۔ بھٹو کے خلاف تحریک میں آپ کو تشدد تک برداشت کرنا پڑا، لیکن آپ کے پایہ استقلال میں کوئی لغزش نہ آئی۔ مولانا نورانی مصلحت پسند ملا نہ تھے، بلکہ حریت کیش عالم دین تھے۔ سلمان رشدی کے خلاف بے نظیر کے دور حکومت میں اسلام آباد میں جلوس کی قیادت کی۔ مولانا فضل الرحمٰن، قاضی حسین احمد،

Marfat.com

کوثر نیازی اور نوابزادہ نصر اللہ مرحوم نے بھی اس جلوس میں شرکت کی۔ پولیس نے فائرنگ کی تو بھی مولانا میدان میں جم کر کھڑے رہے۔ الغرض جب وسیع الذہن اور وسیع المشرب تھے۔ طالبان کے ساتھ ملکی اختلاف کے باوجود کبھی ان پر تنقید نہیں کی بلکہ، طالبان پر دور ابتلا آیا، تو پاک افغان ڈیفنس کونسل کے پلیٹ فارم پر کھل کر ان کی حمایت کی۔ ڈیفنس کونسل کے پلیٹ فارم پر پر کھل کر ان کی حمایت کی۔ ڈیفنس کونسل سے متحدہ مجلس عمل بنی تو مولانا اس کے اساسی رکن تھے، بعدازاں مجلس عمل کی قیادت کی ذمہ داریاں سونپی گئیں تو بطریق احسن اُن کو نبھایا زندگی کی آخری سانس تک نبھایا۔ سیاسی جھمیلوں کے باوجود انہوں نے پوری زندگی اعتکاف اور رمضان میں قرآن سنانے میں کوئی تعطل نہیں آنے دیا۔ مولانا کا انتقال جمعیت علمائے پاکستان یا متحدہ مجلس عمل ہی نہیں، بلکہ پوری پاکستانی قوم اور پورے عالم اسلام کا نقصان ہے۔ اس وقت ان کے پایہ کا ایک بھی رہنما موجود نہیں، جو ان کا خلاء پر کر سکے۔

مولانا نورنی کے انتقال کا پاکستان کی سیاسی فضا پر بھی خاصا اثر پڑے گا۔ مجلس عمل کیلئے بھی یہ غیر متوقع صورتحال انتہائی پریشانی کا باعث ہوگی کہ نوجوان قیادت کی پشت پر ایک بزرگ کا ہاتھ تھا جو نہ رہا۔ انسان فانی ہے، اس حیثیت سے جو اس دنیا میں آیا اس نے ایک روز جانا تو ہے ہی۔ اصل اہمیت اس کی ہے کہ جانے والے نے اپنا وقت کیسے گزارا، اس حوالہ سے مولانا انتہائی سعید واقع ہوئے۔ اللہ نے ان سے بڑے بڑے کام لئے اور انہوں نے اپنا وقت اس انداز سے گزارا کہ اس عہد پر ان کے طرز حیات اور طرز فکر کے نقوش انمٹ ہیں اور قابل فخر اور قابل تقلید بھی۔ اب ان کی جمارت یو پی اور متحدہ مجلس عمل کی ذمہ داریاں مزید بڑھ گئی ہیں۔ ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ مولانا نورانی کے مشن کو آگے بڑھائیں، اتحاد امت اور استعمار کی مزاحمت ان کا مشن تھا، ان میں کوئی وقیقہ فروگزاشت نہ

Marfat.com

رکھا جائے۔ ان کی زندگی اور ان کی تعلیمات سے یہی سبق ملتا ہے کہ حالات جیسے بھی ہوں اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھا جائے اور قرآن وسنت سے رہنمائی حاصل کی جائے۔ صرف ان کے سیاسی رفقاء اور جماعت ہی نہیں' بلکہ پوری قوم کی ذمہ داری ہے کہ ان طرز عمل کو اپنایا جائے۔ اس یقیناً ملک کی مجموعی فضا میں بہتری کا تاثر ملے گا۔ مولانا کے انتقال پر ان کے خاندان اور جماعت ہی نہیں پوری قوم مستحق ہے کہ اس سے تعزیعت کی جائے دعا ہے کہ اللہ رب العزت ان کے درجات بلند کرے' ان کی لغزشیں معاف فرمائے اور قوم کو بہتر متبادل عطا فرمائے' آمین

مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم سے عقیدت کا تقاضا

تحریر میر جمیل الرحمٰن (ہفت روزہ اخبارِ جہاں کراچی)

گزشتہ ہفتے مولانا شاہ احمد نورانی کی رحلت سے پاکستان ہی نہیں پوری اسلامی دنیا ایک ایسے عظیم مدبر، مبلغ اور دینی وسیاسی رہنما سے محروم ہوگئی جس نے فروغ اسلام، اتحاد امت اور عوامی حقوق کیلئے جدوجہد کو اپنی زندگی کا مشن بنا رکھا تھا۔ بلاشبہ یہ ایک بہت بڑا نقصان ہے مگر ہم سب کو بالآخر اپنے رب ہی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ کامیاب وہ ہے جو دنیا میں اس کی رضا کے مطابق زندگی گزار کر اس کے حضور پہنچے۔ کسی کے حق میں خلق کی گواہی کو رضائے الٰہی کی نشانی بتایا گیا ہے۔ مولانا نورانی اس کسوٹی پر قابل رشک حد تک کامیاب نظر آتے ہیں۔ قوم کا ہر طبقہ دین وملت سے ان کے اخلاص اور سیاست میں ان کی دیانت کی گواہی دے رہا ہے۔ وہ ہر دور میں اسلام و جمہوریت اور آئین کی بالادستی، عوامی حقوق کی بحالی اور فرقہ وارانہ منافرت کے خاتمے کیلئے کوشاں رہے۔ ان کی قیادت میں مجلس عمل اور حکومت نے تقریباً ان تمام اختلافات کا متفقہ حل تلاش کر لیا تھا جن کے سبب

Marfat.com

ملک میں ہر سال بھر سے آئینی بحران جاری ہے مگر اب محاذ آرائی کے آثار نمایاں ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ جس طرح اب تک مفاہمت سے سارے معاملات طے پائے ہیں اسی طرح کامیابی کے ساتھ ان کی تکمیل بھی ہو یہ حکومت، مجلس عمل اور عسکری قیادت سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم ومغفور سے جس عقیدت اور محبت کا اظہار ان میں سے ہر ایک نے کیا ہے، اس کا تقاضا ہے کہ ان ہی کی طرح تدبر اور مفاہمت سے کام لیتے ہوئے عوام کو کسی نئے اور شدید تر بحران میں مبتلا کرنے کے بجائے آئین اور پارلیمنٹ کی بالادستی کے قیام کی شکل میں انہیں ان کے حقوق کی مکمل بحالی کا تحفہ پیش کیا جائے۔

نورانی میاں......ظلمتوں میں ایک ہالا نور کا

تحریر: قاری حسن جاوید (روزنامہ نوائے وقت، کراچی)

مولانا شاہ احمد نورانی جمعرات کی صبح اس طرح اچانک ہم سے بچھڑ گئے کہ گویا چھپ گئے ہوں اور مجھے ڈھونڈو کی آواز لگا رہے ہوں دل یہ ماننے کو ابھی تک تیار نہیں کہ قضائے الٰہی انہیں ہم سے چھین کر لے گئی ہے اور کل نفس ذائقۃ الموت کا سندیسہ سنا گئی ہے۔ غم وکرب کی اس کیفیت میں اس بڑے آدمی کیلئے کچھ لکھنا بھی کارے دارد والا معاملہ ہے، پھر بھی لکھنے بیٹھ گیا شاید اس طرح ہی غم کا کچھ بوجھ ہلکا ہو جائے۔

مولانا شاہ احمد نورانی ایک متحرک' فعال اور قوم وملک کا درد رکھنے والی ایسی شخصیت تھے جن کا اوڑھنا بچھونا رضائے الٰہی کا حصول' حب مصطفیٰ ﷺ کا مجسم سراپا اور قیام پاکستان کا مقصد کیا لا الہ الا اللہ'' کے نعرے کو پاکستان میں عملی صورت دینے کی شدید خواہش تھی۔ آٹھ برس کی عمر میں قرآن کریم حفظ کر کے انہوں نے اپنے جسد خاکی' اپنی چلنے

Marfat.com

والی سانسوں اور اپنی زندگی کو راست رکھنے کے جذبہ توانا کا اظہار کر دیا تھا۔ 21 برس میں وہ جوان رعنا تھے تو پاکستان آئے تو اپنے ساتھ علم وعمل کا سرمایہ لائے اور تھوڑے ہی عرصے میں قوم کے دلوں میں گھر کر لیا جو اول وآخر بوریا نشیں ہی رہے۔ اپنی مقبولیت اور منکسر المزاجی کی وجہ وہ سیاسی وسماجی حلقوں میں سروقد نظر آئے۔

1970ء کے انتخابات مین قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہونے کے بعد انہوں نے قومی سیاست میں قدم رکھا لیکن اس خارزار میں دامن کو بچاتے آگے بڑھتے چلے گئے اور ایوان اقتدار کے جبر اور حد سے تجاوز کو بھی خاطر میں نہ لائے اور جابر سلطانوں کے سامنے کلمہ حق ادا کرنے کی انہوں نے بڑی قیمت چکائی۔ قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں لیکن نہایت جرات مندی اور خندہ پیشانی سے اس عرصے میں مسجد میں خطابت کا فریضہ بھی ادا کرتے رہے اور اس میں کسی مصروفیت کو حائل نہیں ہونے دیا۔ ان کا بڑا اعزاز ہے کہ سیاست میں بے حد اعتدالیوں کی بھرمار کے باوجود انہوں نے اپنا دامن کبھی آلودہ نہ ہونے دیا۔ تہذیب وشائستگی والدین کی شاندار تربیت کی بدولت ان کے قول وفعل سے آشکار تھے۔ جابر حکمرانوں کو للکارتے بھی تھے تو اخلاق ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے مخالفین کو تنقید کا نشانہ بناتے وقت بھی وہ اپنی اخلاقی حدود کے اندر رہتے۔ چھوٹے بڑے سے ملتے تو حفظ مرتب کا خیال رکھتے۔ ان کی اس خوبی کا اب بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ وہ جئے تو سب کیلئے جئے' کبھی اپنی ذات کو مقدم نہ جانا۔ پاکستان کا یہ بڑا رہنما تھا کہ ان سے ملاقات کبھی مشکل نہ تھی۔

تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے دوران آپ کی شخصیت زیادہ ابھر کر سامنے آئی۔ یہی وہ دور تھا جب منشائے ایزدی مولانا کو آزمارہی تھی۔ دن رات مصروفیت' انتظامیہ کا جبر اور حکمرانوں کی چیرہ دستیاں' کیا کیا مصیبت تھی جو آپ نے برداشت نہ کی ہو مگر پائے

Marfat.com

استقامت میں لغزش نہ آئی اور نہ ہی حق گوئی کا مسلک چھوڑا۔ انہوں نے اپنے عمل سے دینی رواداری کے تصور کو اس قدر راسخ کیا کہ ان کی ذات فرقہ وارانہ سوچ سے ہمیشہ بلند رہی اور آج بھی ایم ایم اے کی شکل میں ان کی شخصیت کا یہ پہلو نمایاں نہیں آتا ہے۔

یہاں یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ اپنی قریباً چالیس سالہ سیاسی سرگرمیوں کے دور میں بھی وہ ان خرابیوں سے دور رہے جو ہمارے ہاں سکہ رائج الوقت ہیں، وہ کل بھی بوریا نشین تھے اور آج بھی اسی نسبت سے پہچانے جاتے ہیں، وہ چاہتے تو آج نہ جانے وہ کہاں پہنچے ہوئے ہوتے مگر ایسا ہوا نہیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی اپنے اعلیٰ نسب خاندان کے اعتبار سے پہچان کراتے تو یہ بھی ان کیلئے کافی تھا مگر انہوں نے اپنی شخصیت و کردار کو نکھار کر اپنی روایات کو نہ صرف برقرار رکھا بلکہ آگے ہی بڑھایا اور اپنا تشخص بہرحال قائم رکھا اور مرور ایام میں وہ زیادہ ہی نکھرتا رہا۔ آج جب وہ ہم میں نہیں ہیں تو نہ جانے کتنی آنکھیں نمناک ہیں اور کتنے لبوں سے آہ ہائے غمناک سننے میں آ رہی ہیں یہ اعزاز بھی گویا انہیں کے نصیب میں لکھا گیا تھا۔

دوست و دشمن سب ہی ان کے جانے سے افسردہ ہیں۔ مجھے سیاست کے حوالے سے کچھ زیادہ باتیں کرنی ہیں لیکن اتنا ضرور عرض کروں گا کہ ایم ایم اے اور اے آر ڈی میں اعتدال پسند لوگوں کا رخصت ہوتے جانا حکومت کیلئے لمحہ فکریہ ہونا چاہئے۔ اے آر ڈی کے چیئرمین نوابزادہ نصراللہ خان اور ایم ایم اے کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کے چلے جانے کے بعد یہ خلا جو پیدا ہوا ہے وہ سخت موقف رکھنے والے لوگوں کے ہاتھ میں آیا تو ہٹ دھرمی کی موجود سرکاری پالیسی کوئی بھی رنگ لا سکتی ہے لہذا بہتر یہ ہوگا کہ وہ آئین اور اخلاق کے تمام پہلوں کی پاسداری کر کے ایسا وقت نہ آنے دے۔ مولانا نورانی بہرحال ایک قدم آور رہنما تھے جن کا بدل شاید مدتوں نہ مل سکے۔

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

Marfat.com

آہ! مولانا شاہ احمد نورانی

موت العالِم موت العالَم

(اداریہ) روزنامہ ایکسپریس لاہور

11 دسمبر بروز جمعرات جمعیت علماء پاکستان کے امیر شاہ احمد نورانی ایک بجے بعد دوپہر اسلام آباد کے پولی کلینک میں حرکت قلب بند ہو جانے کے بعد **78** برس کی عمر میں انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ یوں وہ زبان ہمیشہ کیلئے خاموش ہوگئی جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کی سیاسی زندگی میں گزشتہ **33** برس سے بلا خوف وخطر متحرک رہی۔ دینی اعتبار سے دیکھیں تو مرحوم کی خدمات کا دائرہ ساٹھ برس سے بھی زیادہ عرصے پر محیط نظر آتا ہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم سیاست میں شرافت کی علامت سمجھے جاتے تھے۔ زبان میں انتہائی حلاوت اور کردار میں بے پناہ شرافت جو ان کی عالی نسبی پر دلالت کرتی تھی کہ ان کے والد مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھ میں اپنے وقت کے نا صرف یہ کہ ایک جید عالم تھے بلکہ ان کی علمی اور تبلیغی دھاک سے ایک زمانہ واقف تھا۔ انہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ نظریاتی جہاد میں بسر کیا۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے دنیا کے مختلف ممالک میں تبلیغ کے ذریعے **45** ہزار سے زائد غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام کیا۔ اس کی گواہی فلپائن میں پاکستان کے ایک سابق سفیر اور معروف صحافی وسیاستدان پیر علی محمد راشدی نے بھی اپنی ایک اخبار تحریر میں دی تھی کہ مولانا نے ہزاروں افراد کو فلپائن میں اسلام کی نعمت سے مالا مال کیا۔ برنارڈ شا کے ساتھ ان کا اسلام کے موضوع پر مباحثہ ہوا۔ روایت ہے کہ برنارڈ شا اسلام کے مکمل اور بہترین مذہب ہونے کا قائل ہو گیا۔ جن دنوں تحریک قیام

Marfat.com

پاکستان زوروں پر تھی۔ ہندو کانگریس کانگریسی مولویوں کو اسلامی ممالک میں اس مشن پر بھیجتی تھی کہ وہ اسلامی ملکوں کے حکمرانوں، سرکاری عمال اور عوام کو بتائیں کہ پاکستان کا قیام مسلمانوں کے لئے مہلک ثابت ہوگا۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف سے قائداعظم نے جو علمائے کرام اس پروپیگنڈ کے توڑ کے لئے مسلمان ممالک میں بھیجے تھے ان میں مولانا شاہ احمد نورانی کے والد ماجد حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی بھی شامل تھے انہوں نے اس محاذ پر بھی انتھک کام کیا۔ ویسے علمائے اہل سنت والجماعت نے قیام پاکستان کیلئے آل انڈیا مسلم لیگ کا بھرپور ساتھ دیا تھا اور آج بھی ان کی مساجد اور مدارس میں اس بات پر فخر کیا جاتا ہے اور وہاں طلبہ اور عامۃ الناس کے سامنے قائداعظم اور علامہ اقبال کے فضائل بھی یاد بیان کئے جاتے ہیں۔ یہ چیز مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم کو ورثہ میں ملی تھی جوان کا سیاسی عقیدہ بن گئی۔ پاکستان میں ان کی 33 سالہ سیاسی زندگی پاکستان اور قائداعظم کے ساتھ محبت اور عقیدت کے زمزموں سے سیراب نظر آتی ہے۔ مولانا نورانی ایک اصولی سیاستدان تھے۔ وہ اس لحاظ سے علامہ اقبال کے پیرو تھے کہ دین کو اگر سیاست سے الگ کیا جائے تو وہاں چنگیزیت کے سوا کچھ بھی نہیں بچتا بلکہ مولانا زندگی کے ہر شعبے میں دین اسلام کی بالادستی کے حامی تھے۔ ان کی حیات مستعار دین ودنیا کا ایک حسین امتزاج تھی۔ مولانا شاہ احمد نورانی 78 برس قبل میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ 8 برس کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا۔ نیشنل عربیک کالج میرٹھ سے گریجوایشن کیا۔ عربی فاضل الہ آباد یونیورسٹی سے اور درس نظامی کی سند دارالعلوم عربیہ میرٹھ سے لی۔ والد بزرگوار کی رحلت کے بعد 1954ء میں تبلیغ دین کا فریضہ سنبھالا۔ 1955ء میں جامعۃ الازہر کی دعوت پر مصر گئے۔ 1959ء میں مشرق وسطیٰ کا دورہ کیا۔ 62ء میں شمالی نائجیریا کے وزیراعلیٰ احمد بیلیو شہید کی دعوت پر چار ماہ تک تبلیغی دورہ کیا۔ 1970ء کے عام انتخابات کیلئے سیاسی

Marfat.com

سرگرمیوں کا اعلان ہوا تو مولانا نورانی نے سوچا کہ اسلامی آئین کیلئے جو باتیں ہم منبر ومحراب سے کہتے ہیں وہی آواز وہاں جاکر کیوں نہ اٹھائی جائے جہاں آئین سازی اور قانون سازی ہوتی ہے۔ یوں انہوں نے جمعیت العلمائے پاکستان کے ٹکٹ پر کراچی سے انتخابات میں حصہ لیا۔ کامیاب ہوئے اور قومی اسمبلی میں متفقہ طور پر انہیں جمعیت گروپ کا پارلیمانی لیڈر منتخب کیا گیا۔ وہ اس بات کے حامی تھے کہ حکومت اکثریتی پارٹی کا حق ہے لیکن اس وقت کے حکمرانوں کے عزائم ہی کچھ اور تھے۔ بعدازاں قومی اسمبلی اور جلسہ ہائے عام میں مولانا نے کلمہ حق بلند کئے رکھا۔ بھٹو صاحب کے خلاف 9 سیاسی جماعتوں کے پاکستان قومی اتحاد میں ان کی جمعیت العلمائے پاکستان بھی شامل تھی۔ اس تحریک کے نتیجہ میں آرمی چیف جنرل ضیاء الحق اقتدار پر قابض ہوئے۔ مولانا نے کئی دوسرے سیاسی قائدین کے برعکس جنرل ضیاء کے ساتھ سمجھوتہ کرنے سے انکار کردیا اور بدستور ملک میں انتخابات کرانے پر زور دیتے رہے۔ جنرل ضیاء الحق کے بارے میں ان کا کہنا تھا، جنرل ضیاء الحق نے ملک کو نہ صرف جمہوریت بلکہ اسلام سے بھی دور کردیا۔ زندگی کے آخری ایام میں بھی ان کا اصولی موقف یہی رہا کہ ''اسلامی نقطہ نظر سے فوج کا سیاست میں کوئی کردار نہیں ہونا چاہئے''۔ اور یہ کہ ''خلافت راشدہ کے پورے دور میں فوج سول انتظامیہ سے ہدایات لیتی رہی'' اس نقطہ نظر کے تحت گزشتہ برس کے عام انتخابات میں ان کی جماعت متحدہ مجلس عمل کا حصہ بنی اور مولانا کو اس کا صدر منتخب کیا گیا اور مجلس عمل کے ٹکٹ پر وہ سینیٹر منتخب ہوئے۔ مولانا کی رحلت سے جہاں ملکی سیاست ایک دیندار، بااصول اور جری سیاستدان سے محروم ہوگئی وہاں دینی حلقوں میں بھی ایک خلاء پیدا ہوگیا ہے کیونکہ مولانا مرحوم ملک کے اندر سیاسی مصروفتوں کے ساتھ ساتھ اندرون اور بیرون ملک تبلیغی سرگرمیوں میں بھی پوری شد ومد کے ساتھ مصروف رہتے تھے اور ان کا حلقہ ارادت اندرون

Marfat.com

ملک ہی نہیں بیرون ملک بھی تھا۔ وہ تبلیغ کے کام کو کسی طور پس پشت نہ ڈالتے اسی مقصد کے لئے انہوں نے 1972ء میں مکہ مکرمہ کے مقام دار الارقم میں ورلڈ اسلامک مشن کی بنیاد رکھی۔ مولانا شائد ملک کے واحد سیاست دان اور عالم دین تھے جنہیں عربی، فارسی، انگریزی، فرانسیسی، سواحلی سمیت سات زبانوں پر دسترس حاصل تھی۔ القصہ، مولانا شاہ احمد نورانی کی وفات پر یہ عربی محاورہ صادق آتا ہے موت العالِم موت العالَم، یعنی عالم کی موت جہان کی موت ہے کیونکہ ان جیسی ہستی کا خلاء مدتوں محسوس کیا جائے گا۔

☆☆☆

Marfat.com

کہتی ہے تجھے خلق خدا

جانے کے بعد کیا

Marfat.com

☆ مولانا نورانی کی وفات مسلم دنیا کا ناقابل تلافی نقصان ہے۔

عرب لیگ او آئی سی۔ (روزنامہ جنگ کراچی)

عرب لیگ کے سیکرٹری جنرل عمرو موسیٰ او آئی سی کے آبزرور محمد فیصل سابق سیکرٹری جنرل او آئی سی حامد الغابد نے اپنے علیحدہ علیحدہ پیغامات میں متحدہ مجلس عمل کے سربراہ جمعیت علمائے پاکستان کے صدر اور ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال پر گہرے دکھ اور صدمے کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی کی وفات مسلم دنیا کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ وہ بہت بڑے مذہبی اسکالر تھے جنہوں نے اپنی پوری زندگی کو تبلیغ اسلام کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ انہوں نے کہا مولانا شاہ احمد نورانی عظیم مفکر اسلام تھے۔

☆ مولانا نورانی کے انتقال پر ایرانی قونصل جنرل کا صاحبزادہ انس کے نام تعزیتی خط (روزنامہ نوائے وقت لاہور)

ایرانی قونصل جنرل کراچی سید موسیٰ حسینی نے قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے ان کے بیٹے صاحبزادہ انس نورانی کے نام ایک تعزیتی خط لکھا ہے۔ انہوں نے اپنے خط میں لکھا کہ علامہ شاہ احمد نورانی کی موت کا المناک سانحہ صرف پاکستانی بہن بھائیوں تک محدود نہیں بلکہ حقیقت میں عالم اسلام ایک ایسی شخصیت سے محروم ہو گیا ہے جو کہ دینی اور فکری حوالے سے اپنی زندگی اسلام اور امت مسلمہ کے لئے وقف کر چکا تھا۔ بلاشبہ ان جیسے بلند پایہ عالم دین کے انتقال سے جو خلا پیدا ہوا ہے یہ آسانی سے پُر نہیں ہو سکتا۔ ملت ایران کی مہمان نوازی اور خیال آفرینی اس خطاب سے بھی محروم رہ گئی جو انہوں نے 22 دسمبر کو تہران میں منعقدہ کانفرنس میں ملت

Marfat.com

مسلمہ کو درپیش عالمی چیلنج اور ان کا حل کے عنوان سے کرنا تھی۔ انہوں نے مولانا نورانی کے لئے بلند درجات کی دعا کی۔

☆ صدر پرویز مشرف (روزنامہ نوائے وقت کراچی)

صدر جنرل پرویز مشرف اور وزیر اعظم میر ظفر اللہ خان جمالی نے مولانا شاہ احمد نورانی کے اچانک انتقال پر گہرے دکھ اور غم کا اظہار کیا ہے۔ صدر مملکت نے اپنے تعزیتی پیغام میں مولانا شاہ احمد نورانی کی پاکستان کے لئے عظیم خدمات اور قومی سیاست میں ان کے شاندار کردار کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ صدر نے کہا کہ مولانا نے اپنی زندگی دینی علوم اور تعلیمات کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ انہوں نے کہا کہ مولانا کی وفات سے ملک کے دینی، تعلیمی اور سیاسی حلقوں میں جو خلا پیدا ہوا ہے وہ بڑی مشکل سے پُر ہو سکے گا۔

☆ وزیر اعظم ظفر اللہ جمالی

وزیر اعظم نے اپنے پیغام میں مرحوم کی دینی، عملی اور سیاسی خدمات کو سراہا اور کہا کہ ان کی معاملہ فہمی کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ انہوں نے کہا مرحوم نے اندرون اور بیرون ملک دینی تعلیم اور ملک میں سیاسی مفاہمت کے لئے گرانقدر خدمات انجام دیں۔

☆ چودھری شجاعت حسین

پاکستان مسلم لیگ کے صدر اور مرکزی پارلیمانی لیڈر چودھری شجاعت حسین اور وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال کی خبر سنتے ہی ان کی قیام گاہ پر گئے اور حسنات قادری سمیت ان کے عقیدت مندوں سے اظہارِ تعزیت کیا۔ انہوں نے مولانا نورانی کے ترجمان حسنات قادری کے گھر اور پمز میں صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے مولانا نورانی کو خراجِ عقیدت پیش کیا اور کہا کہ مرحوم کی دینی اور قومی خدمات کو کبھی

Marfat.com

بھلایا نہیں جا سکے گا۔

چودھری شجاعت نے کہا کہ مولانا شاہ احمد نورانی ساری زندگی میں پاکستان میں اسلام، دینی اقدار اور بحالی جمہوریت کی تحریکوں میں نمایاں طور پر جدوجہد کرتے رہے۔ مولانا نورانی اپنی اعتدال پسندی، رواداری اور اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے ہمیشہ قوم کے شفیق رہنماؤں میں شامل رہیں گے اور انہیں تاریخ کے انمٹ باب کی حیثیت حاصل رہے گی۔ چودھری شجاعت نے کہا کہ میرے مولانا شاہ احمد نورانی کے ساتھ میرے والد کے دور سے تعلقات تھے اور ان سے میرا تاریخی رشتہ تھا۔ ان کے اللہ کو پیارے ہو جانے سے پوری قوم اور جمہوریت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔

چودھری شجاعت حسین نے ایک واقعے کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں چودھری ظہور الٰہی شہید کو ایک تقریر کی پاداش میں چار سال کی قید ہوئی۔ وہ کراچی جیل میں تھے۔ مولانا نورانی میرے والد کے خلاف دوسرے کیسوں کی تاریخ پر کچہری میں موجود ہوتے تھے اور کبھی ناغہ نہیں کیا تھا کیونکہ ان کا چودھری ظہور الٰہی کے ساتھ بڑا گہرا تعلق تھا۔ چودھری شجاعت حسین نے ایل ایف او کے حوالے سے بتایا کہ اس معاملے میں آخری وقت تک مولانا نورانی کی خواہش اور کوشش تھی کہ کسی طریقے سے اتفاقِ رائے پیدا ہو جائے۔ ان کی سوچ ہمیشہ مثبت رہتی تھی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

☆ چودھری پرویز الٰہی

وزیراعلیٰ چودھری پرویز الٰہی نے کہا کہ مولانا نورانی نے دینی اور سیاسی میدان میں جو خدمات انجام دی ہیں قوم انہیں کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ مولانا نورانی نے خاص طور پر

Marfat.com

فرقہ واریت کے خاتمے کے لئے اپنی تمام توانائیاں صرف کیں۔ ان کی سیاسی اور دینی خدمات کی وجہ سے قوم انہیں ہمیشہ یاد رکھے گی۔

☆ میاں سومرو۔(ڈپٹی سپیکر سردار یعقوب سپیکر قومی اسمبلی چوہدری امیر حسین)

سینٹ کے چیئرمین محمد میاں سومرو سپیکر قومی اسمبلی چودھری امیر حسین اور ڈپٹی سپیکر سردار محمد یعقوب نے مولانا کی سیاسی اور مذہبی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ وہ ایک بااصول سیاستدان اور اسلام اور حضرت محمد ﷺ سے محبت کرنے والے انسان تھے۔ تینوں رہنماؤں نے کہا کہ ان کی وفات سے سیاست کا ایک باب بند ہو گیا ہے۔ انہوں نے مرحوم کے لئے مغفرت کی دعا کی۔

☆ خورشید محمود قصوری

وزیر خارجہ خورشید محمود قصوری نے کہا کہ مولانا شاہ احمد نورانی کا انتقال ایک عظیم قومی نقصان ہے۔ وہ میرے والد صاحب کے دوست تھے۔ آئین کی تشکیل کے وقت وہ میرے والد صاحب کے ساتھ کافی رابطے میں رہے۔ انہوں نے ہمیشہ جمہوریت کا بول بالا کرنے کے لئے کردار ادا کیا اور آخری دنوں میں ان کی کوشش تھی کہ ایل ایف او پر اپوزیشن اور حکومت کے مابین کوئی معاہدہ ہو جائے۔ ہمیں توقع ہے کہ ان کی یہ آخری کاوش کامیابی سے ہمکنار ہوگی۔

☆ گورنر پنجاب خالد مقبول

گورنر پنجاب لیفٹیننٹ جنرل (ر) خالد مقبول نے کہا کہ مولانا نورانی کی وفات سے پاکستان ایک روشن خیال مذہبی سکالر سے محروم ہو گیا ہے جنہوں نے اپنے سیاسی کیریئر کے ہر مرحلے پر مذہبی رواداری اور اتحادِ ملت کو فروغ دینے کے ساتھ ساتھ عالمی سطح پر بھی مبلغ

Marfat.com

اسلام کی حیثیت سے نمایاں خدمات انجام دیں۔

مولانا نوارنی کی وفات سے ہماری کمر ٹوٹ گئی ہے (مولانا فضل الرحمٰن سیکٹری جنرل متحدہ مجلس عمل کمانڈر کی وفات سے جہاد نہیں رُکتا (حافظ حُسین احمد ڈپٹی سیکڑی جنرل متحدہ مجلس عمل

مولانا نورانی کا قران سے شغف کا یہ عالم تھا کہ پیرانہ سالی کے باوجود قران آخری سناتے رہے (ڈاکٹر اسرار احمد امیر تنظیم اسلامی)

مولانا نورانی عشق رسالت مآب ﷺ کے داعی تھے۔ (راجہ ظفرالحق چیئرمین مسلم لیگ ن)

مولانا نورانی قائد اُمت تھے (ساجد نقوی)

تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے دوران مجھے ان کی قربت رہی وہ بلند پایہ لیڈر تھے (سردار عبدالقیوم خان سابقہ صدر آزد کشمیر)

تحریک آزادی کشمیر کے لیے مولانا کی گراں قدر خدامات (سردار سکندر حیات خان)

امام نورانی ثانی امام اعظم ابوحنیفہؒ تھے (طاہر محمود اشرفی مشیر گورنر پنجاب)

امام نورانی کی وفات سے عوام اہلسنت یتیم ہو گئے ہیں (صاحبزادہ عبدالوحید نقشبندی ناظم اعلیٰ جامعہ مھد العلوم اسلامیہ کنور شریف مظفر آباد)

امام نورانی اُمت مسلمہ کے نڈر سپاہی تھے (صاحبزادہ عبدالحفیظ نقشبندی سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کنور شریف مظفر آباد)

مولانا نورانی کی وفات کے بعد مجلس عمل بے سہارا ہو گئی ہے (علامہ ساجد امیر جماعت اہلحدیث)

مولانا نورانی تمام خوبیوں کا مرقع تھے (صاحبزادہ فضل رسول طاہر خطیب مرکزی جامع مسجد حنفیہ غوثیہ نقشبندیہ کنور شریف مظفر آباد)

Marfat.com

☆ شیخ رشید احمد

وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات شیخ رشید احمد نے جنیوا سے اپنے تعزیتی پیغام میں کہا کہ مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال سے پاکستانی قوم اور عالم اسلام ایک معتدل اور مدبر سیاسی رہنما، بہت بڑے مفکر اور عالم دین سے محروم ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا نے اپنے تدبر کے باعث ہر مشکل مرحلے پر قوم کی صحیح سمت میں رہنمائی کی۔

☆ دیگر

حکومتی سینیٹر طارق عظیم، محمد علی درانی، کامل علی آغا، ڈاکٹر شہزاد وسیم، تنویر خالد، سینیٹر اکرم ولی محمد، گلشن سید، سینیٹر کلثوم پروین نے اس قومی سانحہ پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ ان کا شمار برصغیر کے عظیم علمائے کرام اور دانشوروں میں ہوتا ہے وہ اپوزیشن میں ہونے کے باوجود سب سے شفقت کرتے تھے۔ یہ عظیم سانحہ ہے۔

☆ جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں۔ طیارے میں قاضی حسین احمد کا شعری تبصرہ (روزنامہ نوائے وقت لاہور)

مولانا نورانی کی میت کو لے جانے والے طیارے میں قاضی حسین احمد نے نوائے وقت سے بات چیت کرتے ہوئے نوابزادہ نصر اللہ خان کے بعد مولانا شاہ احمد نورانی کی رحلت کا ذکر کرتے ہوئے یہ شعر پڑھا۔

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آبِ بقائے دوام لا ساقی

☆ طیارے میں سوگوار ماحول۔ قاضی حسین احمد ورد کرتے رہے۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور)

مولانا شاہ احمد نورانی کی میت سی 130 طیارے کے ذریعے اسلام آباد سے کراچی لے جائی گئی۔ طیارے میں ماحول سوگوار رہا۔ قاضی حسین احمد کلمہ طیبہ اور درود شریف کا ورد

Marfat.com

کرتے رہے جبکہ صاحبزادہ نورالحق قادری تسبیح پرور کرتے رہے۔

☆ مولانا شاہ احمد نورانی کی نمازِ جنازہ میں شرکت کرنے والی مقتدر شخصیات (روزنامہ امت کراچی)

مولانا شاہ احمد نورانی کے جنازہ میں جن شخصیات نے شرکت کی ان میں شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی، پروفیسر شاہ فرید الحق، مفتی منیب الرحمٰن، علامہ جمیل احمد نعیمی، قاضی حسین احمد، علامہ محمد حسن حقانی، مولانا فضل الرحمٰن، مولانا سمیع الحق، مولانا غلام محمد سیالوی، مفتی محمد اطہر نعیمی، چیئرمین سینٹ محمد میاں سومرو، صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر، مولانا شاہ تراب الحق قادری، محمد حنیف طیب، علامہ غلام دستگیر افغانی، سید عظمت علی شاہ ہمدانی، مفتی محمد جان نعیمی، مولانا محمد غوث صابری، مولانا صاحبزادہ عتیق الرحمٰن فیض پوری (آزاد کشمیر)، مولانا سید سعادت علی قادری، مولانا محمد نصیر اللہ نقشبندی، مولانا محمد ریحان امجدی، مفتی ابوبکر صدیق، مولانا عبدالحلیم ہزاروی، مفتی عبدالسبحان قادری، قاری رضا المصطفیٰ اعظمی، پیر فضل الرحمٰن مجددی، مولانا سید ناصر علی قادری، مولانا اکرام حسین سیالوی، مولانا مختار احمد قادری، مولانا قاضی احمد نورانی، مولانا ساجد میر، پروفیسر غفور احمد، ڈاکٹر نور احمد شاہناز، مولانا محمد اسمٰعیل نورانی، مولانا محمد صابر نورانی، مولانا فرید قادری، محمد احمد صدیقی، مولانا جہانگیر صدیقی، مولانا محمد شعیب قادری، مولانا خالد محمود کاغانی، مولانا اشرف الحامدی، مفتی غلام نبی فخری، مولانا اللہ بخش اویسی، مولانا محمد اطہر نعیمی، مفتی خالد محمود، مولانا فرید الدین قادری، مولانا کوکب نورانی، مفتی فیض رسول، مولانا فیصل ندیم قادری، مولانا محمد الیاس رضوی، مولانا غلام جیلانی شامل ہیں۔

Marfat.com

حضرت کی وفات عالم اسلام کا بہت بڑا نقصان ہے

انس نورانی

(روزنامہ نوائے وقت کراچی)

متحدہ مجلس عمل کے صدر مولانا شاہ احمد نورانی کی وفات نہ صرف پاکستان بلکہ عالم اسلام کا بہت بڑا نقصان ہے۔ اس نقصان کی تلافی عرصہ تک نہیں ہو سکے گی۔ مولانا نورانی کے سوگوار صاحبزادے انس نورانی نے اپنی رہائش گاہ پر اخبار نویسوں سے بات چیت میں یہ بات کہی۔ شدتِ غم سے نڈھال انس نورانی نے کہا کہ 11 بجے کے بعد ہمیں مصدقہ اطلاع ملی کہ حضرت دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ حضرت کا ہارٹ فیل ہو گیا تھا۔ 20 سال قبل 1984ء میں اوپن ہارٹ سرجری ہوئی تھی۔ حضرت کے تشریف لے جانے سے اُمت کا بہت بڑا نقصان ہوا۔

سوگ اور احترام۔ قومی اور سندھ اسمبلی کے اجلاس 17 دسمبر تک ملتوی

(روزنامہ نوائے وقت کراچی)

جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ اور متحدہ مجلس عمل کے صدر مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کے انتقال پر ان کے سوگ میں قومی اسمبلی کا اجلاس 17 دسمبر تک ملتوی کر دیا گیا۔ ادھر سندھ اسمبلی کا اجلاس مجلس عمل کے صدر علامہ شاہ احمد نورانی کے انتقال پر احتراماً 17 دسمبر تک ملتوی کر دیا گیا حالانکہ اس سے قبل سپیکر نے صبح کو کہا تھا کہ ابھی اجلاس غیر معینہ مدت تک ملتوی ہو جائے گا۔ جمعرات کے روز نماز ظہر کے وقفہ کے بعد جب اجلاس شروع

Marfat.com

ہوا تو اپوزیشن لیڈر نثار احمد کھوڑو نے تحریک پیش کی کہ علامہ شاہ احمد نورانی ملک کی قابل احترام شخصیت تھے۔ ان کے انتقال سے ہم سب سوگوار ہیں۔ اس لئے ہم ایوان سے گزارش کرتے ہیں کہ اجلاس فی الحال ملتوی کیا جائے جس کی صوبائی وزیر ڈاکٹر ارباب غلام رحیم نے مکمل تائید کی اور کہا کہ علامہ شاہ احمد نورانی ایک جید عالم دین اور ممتاز پارلیمنٹرین تھے۔ ان کے انتقال کے بعد احتراماً اجلاس کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ وزیر قانون چوہدری افتخار احمد نے بھی علامہ شاہ احمد نورانی کے انتقال پر اجلاس ملتوی کرنے کی تجویز کی حمایت کی۔ پہلے ارکان نے کہا کہ تدفین کے بعد فاتحہ خوانی کی جائے مگر نصر اللہ شجیع نے کہا کہ انتقال کے بعد فاتحہ خوانی کی جاسکتی ہے۔ جس کے بعد علامہ شاہ احمد نورانی کے ایصالِ ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی۔

مشکل میں مولانا نورانی کی طرف دیکھتے تھے

قاضی حسین احمد

(روزنامہ نوائے وقت لاہور)

متحدہ مجلس عمل کے قائم مقام صدر قاضی حسین احمد نے بیت الرضوان میں اخبار نویسوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا ہم ہر مصیبت اور ہر مشکل میں مولانا شاہ احمد نورانی کی طرف دیکھتے تھے۔ ان کی وفات سے ہم ایک رہنما شخصیت سے محروم ہو گئے ہیں۔

میت کلفٹن پہنچتے ہی کارکنوں کے ضبط کا دامن چھوٹ گیا

(روزنامہ نوائے وقت کراچی)

مولانا شاہ احمد نورانی کی میت کی کلفٹن آمد پر کارکنوں کے ضبط کا دامن چھوٹ گیا،

Marfat.com

پانچ ہزار سے زائد کارکن وہاں موجود تھے جو کلمہ طیبہ کا ورد کررہے تھے۔ مولانا نورانی کا جسد خاکی جو تابوت میں رکھا ہوا تھا جب لایا گیا تو ہزاروں کارکن اس کی طرف دھاڑیں مارتے ہوئے بڑھے۔ پندرہ سو گز کا فاصلہ نصف گھنٹے سے زائد میں طے ہوا۔ مولانا نورانی کے گھر کی خواتین چھت پر کھڑی تھیں، سیکڑوں دوسری خواتین بھی موجود تھیں، میت کو دیکھنے میں خواتین رونے لگی تھیں، ہر آنکھ اشکبار تھی۔

غیر ملکی ذرائع ابلاغ نے انتقال کی خبر نمایاں طور پر نشر کی

(روزنامہ انصاف لاہور)

مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال کی خبر پی ٹی وی اور پرائیویٹ ٹیلی ویژن چینل نے بریکنگ نیوز کے طور پر نشر کی اور ان کی سیاسی و دینی خدمات کے حوالے سے دستاویزی فلمیں دکھائیں جبکہ سی این این اور بی بی سی نے مولانا شاہ احمد نورانی کے بارے میں خصوصی پروگرام ٹیلی کاسٹ کیے۔ آل انڈیا ریڈیو، ریڈیو ایران، وائس آف امریکہ، وائس آف جرمنی، ریڈیو ماسکو نے پہلے نمبر پر مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال کی خبر کو نشر کیا۔

قدم گاہ مولا علی پر مولانا نورانی کے لئے قرآن خوانی

(روزنامہ اساس لاہور)

شیعانِ حیدر کی جانب سے متحدہ مجلس عمل کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کے ایصالِ ثواب کے لئے قدم گاہ مولا علی پر قرآن خوانی اور تعزیتی اجتماع ہوا اور مرکزی امام بارگاہ شاہ نجف میں فاتحہ خوانی کی گئی۔ قدم گاہ مولا علی پر قرآن خوانی کے بعد تعزیتی اجتماع سے علامہ الطاف حسین حسینی، علامہ محمد علی جرار، کاظم حسین شاہ نقوی، نظام الحیدری، معظم شاہ جہانیاں،

Marfat.com

شیر علی شاہ کاظمی، مصطفیٰ علی حیدری و دیگر نے خطاب کیا۔

مولانا مقناطیسی شخصیت کے مالک تھے۔ (سمیع الحق)

(روزنامہ نوائے وقت کراچی)

متحدہ مجلس عمل کے نائب صدر مولانا سمیع الحق نے کہا ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی نے قومی اسمبلی میں قادیانی کو غیر مسلم قرار دینے کی قرارداد پیش کر کے قومی فریضہ ادا کیا، مرحوم نے 73ء کے دستور کی تیاری سمیت ہر قومی مرحلے پر قومی ملی ترجمانی کا حق ادا کیا۔ طیارے میں نوائے وقت سے بات چیت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مولانا نورانی نے بڑے نامساعد حالات میں ملی یکجہتی کونسل کی قیادت کی اور متضاد خیالات رکھنے والوں کو ایک پلیٹ فارم پر یکجا کیا، دفاع افغانستان کونسل میں بھرپور کردار ادا کیا اور بعض حلقوں کی طرف سے کونسل کو توڑنے کی مخالفت کی۔ انہوں نے کہا کہ متحدہ مجلس عمل کے اتحاد میں مولانا نورانی کی صدارت خیر و برکت کا باعث تھی اور میں یہ کہا کرتا تھا کہ سینٹ اور قومی اسمبلی کو ان جیسا اسپیکر مل جائے تو کیا بات ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا نورانی بہت بڑی شخصیت تھے۔ وہ اتحاد و وحدت کی علامت تھے ان میں جذبہ جہاد اور قومی حمیت بھی تھی، امت مسلمہ کے مسائل پر ان کی گہری نظر تھی وہ روایتی علماء و مشائخ سے ہٹ کر مجاہد عالم اور صوفی تھے۔

مولانا نورانی نے مذہبی رواداری کے لئے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ مینارٹیز الائنس

(روزنامہ پاکستان لاہور)

ملک کی اقلیتی برادری نے متحدہ مجلس عمل کے سربراہ علامہ شاہ احمد نورانی کے انتقال پر دلی تعزیت اور افسوس کا اظہار کیا ہے۔ آل پاکستان مینارٹیز الائنس کے چیئرمین شہباز

Marfat.com

بھٹی نے جمعرات کو اپنے پیغام میں تمام اقلیتوں کی طرف سے اس واقعہ پر دلی افسوس اور غم کا اظہار کرتے ہوئے مولانا شاہ احمد نورانی کی مذہبی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ علامہ نورانی نے ملک میں مذہبی رواداری کے فروغ کے لئے گرانقدر خدمات سرانجام دیں اور ملک کی اقلیتی برادری اس وقت دیگر پاکستانیوں کی طرح دلی تعزیت کا اظہار کرتی ہے۔

مولانا نورانی کے انتقال سے پورے عالم اسلام کو دھچکا لگا۔ نواز شریف خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ شہباز شریف

(روزنامہ نوائے وقت لاہور)

مسلم لیگ (ن) کے قائد سابق وزیر اعظم محمد نواز شریف نے مجلس عمل کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ انتقال سے پورے عالم اسلام کو شدید دھچکا لگا ہے۔ اسلامی دنیا میں مولانا مرحوم انتہائی مقبول ترین شخصیت تھے۔ آپ نے اسلام کی سربلندی کے لیے پاکستان کے اندر ہی نہیں بلکہ بیرون ملک بھی وہ خدمات سرانجام دیں جو دنیا اسلام کی تاریخ پر ہمیشہ روشن باب کی طرح موجود رہیں گی۔ ایک تعزیتی پیغام میں انہوں نے کہا کہ نورانی کی موت سے مسلمانانِ عالم بالخصوص پاکستان ایک عظیم دینی سکالر، محبّ وطن رہنما سے محروم ہو گیا ہے۔ مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں شہباز شریف نے کہا ہے کہ علامہ نورانی نے ہمیشہ امن و آشتی، اتحاد بین المسلمین اور حق و انصاف کا علم بلند رکھا۔ ان کے انتقال سے ملت اسلامیہ عظیم نقصان سے دوچار ہوئی ہے۔ مجھے ان کی موت کی خبر پر سکتہ ہو گیا ہے۔ مرحوم ملک کے ان پیشواؤں اور رہنماؤں میں شامل تھے جن کے لاکھوں عقیدت مند دنیا بھر میں موجود ہیں۔ مسلم لیگ (ن) پنجاب کے صدر سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ نے کہا ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی کے

Marfat.com

انتقال سے ملک ایک باعمل جید عالم دین، راسخ العقیدہ مسلمان، سچے عاشق رسول ﷺ، نامور قومی اور دینی رہنما سے محروم ہو گیا ہے۔ ان کی وفات اس لحاظ سے تکلیف دہ بات ہے کہ آج ایسے قومی رہنماؤں کی ضرورت تھی جب ملک یہود و ہنود کے نرغے میں ہے۔ مسلم لیگ (ن) پنجاب کے جنرل سیکرٹری و ممبر قومی اسمبلی خواجہ سعد رفیق نے کہا ہے کہ مولانا نورانی کے انتقال سے پوری قوم صدمے میں ڈوب گئی ہے۔ نورانی احیاء اسلام کی ہر تحریک کے ہراول دستے میں رہے۔ نظریہ پاکستان کے محافظ تھے۔

مسلم لیگ (ن) پنجاب کے نائب صدر و سابق صوبائی وزیر پیر بنیامین رضوی نے کہا کہ مولانا شاہ احمد نورانی پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نعرے کے خالق تھے۔ ان جیسے مردِ مجاہد کہ جن کی لا نا نورانی کے صاحبزادے سے ٹیلی فون پر الگ الگ اظہارِ تعزیت کیا۔ یہ بات گذشتہ روز مولانا انس نورانی نے نوائے وقت کو بتائی۔ مزید برآں ن لیگ کی رکن قومی اسمبلی تہمینہ دولتانہ اور سینٹر اسحاق ڈار نے اپنے تعزیتی پیغامات میں اسے المناک واقعہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ مولانا نورانی کی وفات سے پیدا ہونے والا خلا پُر کرنا ممکن نہیں۔

سرحد اسمبلی کا اجلاس مختصر کارروائی کے بعد نورانی کے سوگ میں ملتوی کر دیا گیا

(روزنامہ نوائے وقت کراچی)

صوبائی حکومت کی جانب سے طلب کیا گیا سرحد اسمبلی کا اجلاس پہلے روز کی مختصر کارروائی کے بعد متحدہ مجلس عمل کے سربراہ اور جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ علامہ شاہ احمد نورانی کی رحلت کے باعثِ پیر تک ملتوی کر دیا گیا۔ جمعہ کو سرحد اسمبلی کے دوسرے

Marfat.com

پارلیمانی سال کا پہلا اور موجودہ اسمبلی کا نواں اجلاس سپیکر بخت جہان خان کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوتِ کلامِ پاک کے بعد صوبائی وزیر قانون ملک ظفر اعظم نے کہا کہ متحدہ مجلس عمل کے سربراہ اور ملک کے مایہ ناز مذہبی رہنما شاہ احمد نورانی وفات پا گئے ہیں اور ان کے ایصالِ ثواب کے لئے اسمبلی میں فاتحہ خوانی کی جائے۔ پشاور سے ممبر صوبائی اسمبلی ابراہیم قاسمی نے کہا کہ اسلام آباد میں دو ماہ قبل ملت اسلامیہ کے سربراہ اور ممبر قومی اسمبلی مولانا اعظم طارق کو قتل کر دیا گیا تھا اور قاتلوں کے خلاف ایف آئی آر درج کی گئی ہے لیکن تا حال قاتلوں کو گرفتار نہیں کیا جا سکا انہوں نے کہا کہ جس شخص کو حکومت نے گرفتار کیا اس کو قاتل کی حیثیت سے جیل میں رکھا جائے۔ انہوں نے علامہ شاہ احمد نورانی کی وفات پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ شاہ احمد نورانی کے ساتھ مولانا اعظم طارق کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔ صوبائی محاذ پارٹی سے تعلق رکھنے والے ممبر صوبائی اسمبلی ڈاکٹر سلیم نے کہا کہ موجودہ سال پاکستان کی مایہ ناز اور قدر آور سیاسی شخصیات فوت ہوئی ہیں جس کی وجہ سے یہ سال ملک کے سیاسی حلقوں کے لئے ناخوشگوار تھا۔ انہوں نے کہا کہ اتحاد برائے بحالی جمہوریت کے سابق سربراہ نوابزادہ نصر اللہ خان اور متحدہ مجلس عمل کے سربراہ علامہ شاہ احمد نورانی کی موت ایک قومی المیہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ حضرات اپنی موت مرے ہیں لیکن اعظم طارق کو پاکستان کے دار الخلافہ میں قتل کیا گیا تھا جو کہ سیاسی قوتوں کے لئے انتہائی تشویش کی بات ہے۔ انہوں نے کہا کہ افسوس کی بات ہے کہ اعظم طارق کے قاتلوں کو ابھی تک گرفتار نہیں کیا گیا۔ اپوزیشن لیڈر شہزادہ گستاسپ خان نے کہا کہ مولانا شاہ احمد نورانی کی وفات پر پورا پاکستان سوگوار ہے اور وہ تحریک پاکستان کے مایہ ناز رہنما تھے۔ انہوں نے کہا کہ علامہ نے ملک اور بیرون ملک اسلام کی تبلیغ کی اور مختلف ممالک میں غیر مسلموں کو اسلام کی طرف راغب کیا اور انہیں مسلمان بنایا، انہوں نے کہا مرحوم نے اپنی سیاسی زندگی

Marfat.com

میں ملک میں جمہوریت اور اس کی بقاء کے لئے جدوجہد کی اور ان کا شمار چوٹی کے مذہبی اور سیاسی راہنماؤں میں ہوتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ مولانا شاہ احمد نورانی نے ہمیشہ معتدل سیاست کی اور برداشت سے کام لیا جس کی وجہ سے ان کے لاکھوں عقیدت مند ہیں جو ان کی وفات پر رنجیدہ ہیں۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے پارلیمانی لیڈر انور کمال خان مروت نے کہا کہ شاہ احمد نورانی ایک عظیم مبلغ تھے اور ان کی وفات سے قوم ایک منجھے ہوئے مرید سے محروم ہوگئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اتحاد برائے بحالی جمہوریت کے سربراہ نوابزادہ نصر اللہ خان کی وفات اور مولانا اعظم طارق کے قتل کے بعد شاہ احمد نورانی کی موت ایک سانحہ ہے انہوں نے اس موقع پر مولانا اعظم طارق کے قاتلوں کی گرفتاری کا بھی مطالبہ کیا۔ پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹرینز کے پارلیمانی لیڈر عبدالاکبر خان نے کہا کہ ملک کے سیاسی حلقوں کے لئے مولانا شاہ احمد نورانی کی موت ایک دھچکا ہے اور اتحاد برائے بحالی جمہوریت کے سربراہ نوابزادہ نصر اللہ خان کی وفات کے بعد ملک ایک سلجھے ہوئے سیاستدان سے محروم ہوگیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کی جماعت اور اسمبلی ان کے خاندان کے غم میں برابر کی شریک ہے، پاکستان پیپلز پارٹی شیرپاؤ گروپ کے پارلیمانی لیڈر مرید کاظم نے علامہ شاہ احمد نورانی کی وفات کو عالم اسلام کے بڑا سانحہ قرار دیا اور ان کی دینی، سیاسی، مذہبی اور علمی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ مسلم لیگ (ق) کے ممبر صوبائی اسمبلی سعید خان نے کہا کہ ان کی جماعت علامہ شاہ احمد نورانی کی وفات پر اس طرح غمزدہ ہے جس طرح ملک کی دیگر سیاسی قوتیں اپنے غم کا اظہار کررہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان کے پسماندگان کو اللہ تعالیٰ صبر جمیل عطا فرمائے انہوں نے مولانا اعظم طارق کے قتل کے حوالے سے کہا کہ ان کے قاتلوں کی گرفتاری کے لئے کوشش کی جارہی ہے اور وفاقی حکومت اس حوالے سے غافل نہیں ہے۔ سپیکر سرحد اسمبلی بخت جہان خان نے علامہ شاہ احمد نورانی کی

Marfat.com

وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا اور مرحوم کو زبردست الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ سرحد اسمبلی کے تمام ممبران اور صوبہ سرحد کے دو کروڑ عوام ان کی وفات پر رنجیدہ ہیں۔ انہوں نے ڈپٹی سپیکر اکرام اللہ شاہد اور اپوزیشن لیڈر شہزادہ گستاسپ خان کی جانب سے علامہ شاہ احمد نورانی کی وفات کے سوگ میں اجلاس ملتوی کرنے کی تجویز کو قبول کرتے ہوئے۔۔۔۔۔۔

مسلم لیگ ہاؤس میں پارٹی پرچم سرنگوں کر دیا گیا

(روزنامہ نوائے وقت کراچی)

پاکستان مسلم لیگ پنجاب نے مولانا شاہ احمد نورانی کے ناگہانی انتقال کی خبر ملتے ہی مسلم لیگ پنجاب کے رہنما صوبائی وزیر زراعت محمد ارشد خاں لودھی کی ہدایت پر مسلم لیگ ہاؤس سے پارٹی پرچم سرنگوں کر دیا۔ انہوں نے مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال پر گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ممتاز سیاستدان ہی نہیں بلکہ ایک روشن خیال عالم دین سے محروم ہوئے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کے سیاسی معاون چودھری محمد صدیق کی صدارت میں مسلم لیگ ہاؤس میں تعزیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال پر گہرے غم کا اظہار کیا گیا۔

مشرف نماز جنازہ کا مقام تبدیل کرنے کی درخواست مسترد ہونے پر شریک نہ ہوئے (روزنامہ نوائے وقت کراچی)

صدر جنرل پرویز مشرف علامہ شاہ احمد نورانی کی نماز جنازہ کا مقام تبدیل کرنے کی درخواست مسترد ہونے پر جنازہ میں شریک نہ ہو سکے۔ ذرائع کے مطابق صدر گذشتہ روز

Marfat.com

کراچی میں موجود تھے اور انہوں نے مولانا کی وفات کے بعد مجلس عمل کے قائدین اور مولانا نورانی کے اہل خانہ سے رابطہ کر کے کہا کہ وہ مولانا نورانی کی نماز جنازہ میں شرکت کرنا چاہتے ہیں تاہم اگر نماز جنازہ نشتر پارک کی بجائے کسی اور جگہ رکھی جائے تو وہ شریک ہو سکتے ہیں۔ ذرائع کے مطابق مولانا نورانی کے اہل خانہ اور مجلس عمل و جے یو پی کے قائدین نے جواب دیا کہ وہ نماز جنازہ کا مقام تبدیل نہیں کریں گے۔ صدر کو اس فیصلے سے آگاہ کر دیا گیا۔ ذرائع کے مطابق صدر مشرف سیکیورٹی رسک کے باعث نشتر پارک آنے پر تیار نہ ہوئے۔

میرے بابا غیروں کو اپنوں سے بڑھ کر چاہتے تھے، ان جیسا انسان کوئی نہیں ہوگا۔ بیٹی اعناز

(روزنامہ نوائے وقت کراچی)

دبئی میں مقیم مولانا نورانی کی صاحبزادی اعناز کو جمعرات بارہ بجے والد کے انتقال کی اطلاع ملی۔ وہ رات گئے کراچی پہنچ گئیں۔ اعناز نے نوائے وقت سے بات چیت کرتے ہوئے کہا ”میری بابا سے آخری ملاقات گذشتہ ستمبر میں ہوئی تھی، جب وہ ساؤتھ افریقہ جاتے ہوئے دوبئی رکے تھے۔ عید پر اور اس سے پہلے رمضان کی ستائیسویں شب کو میری ان سے ٹیلی فون پر بات ہوئی تھی۔ انہوں نے میرے اور سب گھر والوں کے لئے عید کے کپڑے اور عیدی بھجوائی تھی۔ اعناز نے روتے ہوئے کہا بابا ہمارا بہت خیال رکھتے تھے۔ صرف ہمیں ہی نہیں غیروں کو بھی اپنوں سے بڑھ کر چاہتے تھے۔ میرے والد جیسا انسان کوئی نہیں ہوگا۔

Marfat.com

سینٹ اجلاس مولانا نورانی کے سوگ میں پیر تک ملتوی، تعزیتی قرارداد منظور

(روز نامہ جنگ لاہور)

سینٹ کا اجلاس جمعہ کی شام ایم ایم اے کے سربراہ، ممتاز عالم دین، مدبر اور سیاستدان علامہ شاہ احمد نورانی کے انتقال کے سوگ میں احتراماً پیر کی شام ساڑھے پانچ بجے تک ملتوی کر دیا گیا۔ ایوان نے مولانا کی علمی، سیاسی و دینی خدمات کو تسلیم کرتے ہوئے ایک متفقہ قرارداد منظور کی جس پر تمام سیاسی جماعتوں کے قائدین کے دستخط تھے۔ سینٹر پروفیسر خورشید احمد نے دعائے مغفرت کرائی۔ اجلاس شروع ہوا تو تلاوتِ کلام پاک و ترجمہ کے بعد (ق) لیگ کے سینٹر انور بھنڈر نے تعزیتی قرارداد پیش کرنا چاہی تو اے این اپی کے سینٹر الیاس بلور اور مسلم لیگ فنکشنل کے سینٹر عبدالرزاق تھیہم نے کہا کہ تعزیتی قرارداد میں ان کے دستخط نہیں ہیں ہمیں بھی اس میں شامل کیا جائے۔ اس پر چیئرمین سینٹ محمد میاں سومرو نے کہا کہ دستخط بعد میں کر لیں۔ پروفیسر خورشید احمد نے کہا کہ یہ قرارداد متفقہ ہے اس کے بعد سینٹر انور بھنڈر نے قرارداد پڑھ کر سنائی جس میں مولانا شاہ احمد نورانی کی سیاسی، دینی وسماجی خدمات کو خراجِ عقیدت پیش کیا گیا۔ قرارداد میں کہا گیا ہے کہ مولانا ملک کے ممتاز سیاستدان، کہنہ مشق پارلیمنٹرین اور قابل احترام روحانی لیڈر رہے۔ انہوں نے ملک کی سیاست میں اہم و مؤثر کردار ادا کیا۔ وہ علم، مشنری خطیب اور ورلڈ اسلامک مشن کے 1980ء سے چیئرمین چلے آ رہے ہیں۔ انہوں نے جمعیت علمائے پاکستان کے پلیٹ فارم سے سیاست کا آغاز کیا انہوں نے ایک جید عالم دین اور سکالر کی حیثیت سے پوری دنیا

Marfat.com

کے ملکوں کے دورے کئے۔ پارلیمنٹرین کی حیثیت سے ان کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ انہوں نے سیاست اور مذہبی دنیا میں اخلاق کا دامن تھامے رکھا اور اعلیٰ اقدار کی مثال قائم کی، ان کی وفات کی وجہ سے سینٹ کو نا قابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ پاکستان کی سیاسی تاریخ میں وہ درخشاں باب کی طرح چمکتے رہیں گے۔ انہوں نے خدائے بزرگ و برتر سے دعا کی اللہ انہیں اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ قرارداد کی منظوری کے بعد سوگوار ماحول میں اجلاس پیر کی شام ساڑھے پانچ بجے تک ملتوی کر دیا گیا۔

قومی اسمبلی میں مولانا نورانی کو خراجِ عقیدت، دعائے مغفرت کرائی گئی

(روزنامہ آواز لاہور)

قومی اسمبلی نے جمعہ کو اجلاس شروع ہوتے ہی ایم ایم اے کے رہنما، مولانا شاہ احمد نورانی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے انہیں شاندار الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کیا۔ اجلاس شروع ہوتے ہی مولانا فضل الرحمٰن نے قرارداد پیش کی اور مولانا شاہ احمد نورانی کے لئے دعائے مغفرت کرائی۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ ہم ایک قد آور سیاسی و مذہبی رہنماء سے محروم ہو گئے پوری قوم کو شدید صدمہ پہنچا ہے۔ وہ پارلیمنٹ کی بالادستی اور آئین کے تحفظ کے لئے زندگی کے آخری لمحوں تک جدوجہد میں مصروف رہے۔ ایم ایم اے نے تمام فیصلے ان کی سربراہی اور مشورے سے کئے ہم ان کا مشن جاری رکھیں گے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ مولانا شاہ احمد نورانی 1973ء کے آئین کے خالقین میں شامل تھے۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی دین اور قوم کی خدمت میں صرف کی۔ انہوں نے 9 سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا اور 64 سال کی عمر تک قرآن سناتے رہے۔

Marfat.com

انہوں نے سادہ اور فقیرانہ زندگی گزار کر مثال قائم کی کہ بڑے لوگ ایسے ہوتے ہیں۔

مولانا نورانی کی وفات قوم کے لئے بڑا سانحہ ہے، آزاد جموں و کشمیر میں تعزیتی قرارداد منظور

(روزنامہ محاسب مظفر آباد)

آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی نے پاکستان کے ممتاز سیاستدان متحدہ مجلس عمل پاکستان کے صدر شاہ احمد نورانی کی وفات کو قوم کے لئے بڑا سانحہ قرار دیا ہے۔ جمعرات کے روز مسلم کانفرنس کے صدر سردار عتیق احمد خان کی طرف سے شاہ احمد نورانی کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی۔ قرارداد میں مرحوم قائد کی سیاسی دینی اور ملی خدمات پر انہیں شاندار الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کیا گیا۔

مولانا نورانی تہذیب کے دائرے میں رہ کر مخالفت کرتے تھے۔ (بے نظیر)

وہ آئین پاکستان کے بانی تھے۔ آخری وقت تک اس کا اصل وجود برقرار رکھنے کے لئے جدوجہد جاری رکھی۔ (آصف زرداری)

پیپلز پارٹی مولانا نورانی کی وفات پر تین دن سوگ منائے گی۔ یوسف رضا گیلانی

(روزنامہ نوائے وقت کراچی)

پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن بے نظیر بھٹو نے مولانا شاہ احمد نورانی کے اچانک انتقال پر

Marfat.com

سخت رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے ایک بیان میں کہا ہے کہ انہیں مولانا شاہ احمد نورانی کی اچانک رحلت کا سن کر انتہائی افسوس ہوا۔ اپنے تعزیتی پیغام میں انہوں نے کہا کہ مولانا اپنی رائے دوسروں پر مسلط کرنے کی کوشش نہیں کرتے تھے۔ ان کو خدا تعالیٰ نے ایسی خوبی عطا کی تھی کہ وہ بہت ہی سختی سے لیکن تہذیب کے دائرے میں رہ کر مخالفت کا اظہار کرتے تھے۔ مولانا کی رواداری کی خصوصیت ہی کی بنا پر انہیں چھ مذہبی پارٹیوں کے اتحاد کا سربراہ چنا گیا تھا اور پیپلز پارٹی نے بھی سینٹ کے انتخابات میں ان کی حمایت کی۔ علاوہ ازیں اے این این کے مطابق پیپلز پارٹی کے اسیر رہنما آصف علی زرداری نے اپنے تعزیتی پیغام میں کہا ہے کہ مرحوم آئین پاکستان کے بانی تھے اور اس کا اصل وجود برقرار رکھنے کے لئے آخری وقت تک جدوجہد جاری رکھی جس کے باعث ملک وقوم ان کی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کرے گی۔ آصف علی زرداری نے مولانا شاہ احمد نورانی کے خاندان اور لواحقین سے اظہارِ جذبات کرتے ہوئے کہا کہ خدا انہیں جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

سیاسی قیادت تجربہ کار اور قد آور شخصیت سے محروم ہوگئی

بی بی سی

مجلس عمل کے سربراہ شاہ احمد نورانی صدیقی کی جمعرات کو اچانک وفات کے بعد پاکستان کی سیاسی قیادت ایک تجربہ کار اور قد آور شخصیت سے محروم ہوگئی ہے۔ بی بی سی کے مطابق ان کی وفات سے جنرل پرویز مشرف کی حکومت کے لئے متحدہ مجلس عمل سے صدارت کا معاملہ پر حمایت حاصل کرنا تو شاید مشکل ثابت نہ ہو لیکن چھ مختلف فرقوں پر مشتمل

Marfat.com

سیاسی اتحاد، متحدہ مجلس عمل کے لئے اپنی صدارت کا معاملہ حل کرنا اب خاصا مشکل ہو سکتا ہے۔ پاکستان میں غالب اکثریت کے حنفی اور بریلوی مسلک کی سیاسی تنظیم جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ شاہ احمد نورانی نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز 1970ء کے انتخابات سے کیا اور ان کی یہ 33 سالہ ہنگامہ خیز سیاسی زندگی جمعرات کو اختتام پذیر ہوئی۔ شاہ احمد نورانی ایک تجربہ کار سیاستدان، مذہبی رہنما اور مبلغ اسلام تھے۔ ان کا ہنستا مسکراتا چہرہ، پان کے سرخ رنگ سے رنگے ہونٹ اور خوش گفتاری ان کی شخصیت کی پہچان تھی۔ انہوں نے مذہبی علوم کے ساتھ جدید علوم کی تعلیم بھی حاصل کی۔ وہ درس نظام میں مہارت رکھنے کے ساتھ الہٰ آباد یونیورسٹی کے گریجویٹ تھے، بطور طالب علم انہوں نے میرٹھ میں تحریک پاکستان میں حصہ لیا اور نوجوانوں کو منظّم کرتے رہے۔ تقسیم ہند سے پہلے انہوں نے متحدہ ہندوستان میں سنی کانفرنسوں کے انعقاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ انہوں نے اپنے بزرگوں کی طرح طریقت کو اختیار کیا اور سادہ زندگی گزاری۔ وہ مرتے دم تک کراچی کے اسی فلیٹ میں رہتے رہے جس میں ہندوستان سے ہجرت کے فوراً بعد مقیم ہوئے تھے۔ شاہ احمد نورانی مسجد میرٹھ کے خطیب عبدالکریم جوش میرٹھی کے پوتے تھے جن کے بھائی اسماعیل میرٹھی اردو کے بلند پایہ شاعر اور نعت گو مانے جاتے ہیں۔ نورانی کے خاندان کا تعلق قائداعظم سے رہا اس لئے وہ ان مذہبی پیشواؤں میں سے تھے جو تحریک پاکستان کے حامی سمجھے جاتے تھے۔ ان کے تایا نذیر احمد صدیقی بمبئی میں مسجد کے خطیب تھے اور ان کے قائداعظم محمد علی جناح سے مراسم تھے۔ ان کے دوسرے تایا مختار احمد صدیقی بھی قائداعظم کے ساتھیوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد قائداعظم نے پہلی نماز نورانی کے والد عبدالعلیم صدیقی کی امامت میں کراچی میں ادا کی تھی۔ اپنے والد شاہ عبدالعلیم صدیقی کی وفات کے بعد شاہ احمد نورانی نے 1953ء میں سرگرم عملی زندگی کا آغاز کیا اور مختلف مسلمان ممالک کے دورے

Marfat.com

کئے اور تبلیغی مشنوں پر دنیا بھر میں جاتے رہے۔ مبلغ کے طور پر ان کا کام عملی سیاست میں آنے کے بعد بھی مرتے دم تک قائم رہا۔ ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین تھے جس کے ماریشیس، سری لنکا، گیانا، امریکہ، جنوبی امریکہ، ملائیشیا، برطانیہ اور ہالینڈ میں تبلیغی اور تعلیمی اسلامی ادارے قائم ہیں۔ ضیاء الحق کا بیشتر دور انہوں نے بیرون ممالک تبلیغی دوروں میں صرف کیا۔ 1968ء سے نورانی ایسے مذہبی رہنما کے طور پر سامنے آئے جو قادیانیوں کے خلاف متحرک ہوئے۔ انہوں نے 1968ء میں لندن میں ایک قادیانی رہنما سے مناظرہ کیا اور 1969ء میں پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف سخت بیان جاری کیا جس میں قوم کو اس فرقہ کے خلاف لائحہ عمل بنانے کی دعوت دی گئی تھی۔ اس سرگرمی میں 1970ء کے انتخابات آئے تو وہ جمعیت علمائے پاکستان کے امیدوار کے طور پر اپنے پہلے انتخابی معرکہ میں ہی کراچی سے رکن قومی اسمبلی منتخب ہو گئے۔ انہوں نے 1972ء کے عبوری آئین میں مسلمان کی تعریف کا تعین کروایا جس میں مسلمان کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بطور آخری رسول ایمان رکھنا شرط قرار پایا۔ 1973ء کے آئین کی تیاری میں نورانی کا کردار خاص اہمیت کا حامل رہا جب انہوں نے اسلام پسند قوتوں، سوشلزم اور جمہوریت کی علمبردار سیاسی جماعتوں کے درمیان کامیاب سمجھوتے کے ممکن بنانے میں مدد دی اور 1973ء کے آئین میں اسلامی دفعات شامل ہوئیں۔ قومی اسمبلی میں بھی وہ قادیانیوں کے خلاف سرگرم رہے اور 30 جون 1974ء کو انہوں نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لئے قرارداد پیش کی جس کے تحت بعد میں انہیں غیر مسلم قرار دیا گیا۔ ذوالفقار علی بھٹو کے عہد میں وہ حزبِ مخالف کے رہنما کے طور پر ابھرے اور 1973ء میں وہ سیاسی محاذ متحدہ قومی جمہوری محاذ کے روحِ رواں بن گئے۔ انہوں نے سیاست میں بریلوی مسلک کے مشائخ اور علماء کے اس روایتی کردار سے انحراف کیا جو حکومت پر مبنی تھا بلکہ انہوں نے حزبِ

Marfat.com

مخالف کا راستہ اختیار کیا اور بھٹو کے مقابلہ میں وزارتِ عظمیٰ کے انتخاب میں حصہ لیتے ہوئے 32 ووٹ حاصل کئے۔ 1977ء میں ان کی جماعت نو سیاسی جماعتوں کے اتحاد پر مشتمل پاکستان قومی اتحاد کی رکن تھی اور عام انتخابات کے بعد مبینہ دھاندلیوں کے خلاف چلنے والی تحریک کو ان کی جماعت نے نظامِ مصطفیٰ ﷺ تحریک کا رنگ دیا جس میں وہ گرفتار بھی ہوئے۔ پاکستان میں سیکولر اور لبرل سیاست کے مقابلے میں نورانی مذہبی بنیاد پر کی جانے والی سیاست کے علمبردار تھے۔ نورانی نے قادیانیت کے خلاف تحریک چلا کر 73ء کے آئین میں اسلام کی دفعات شامل کروا کر اور قومی اتحاد کی سیاست کو نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے رنگ میں ڈھال کر جس رجحان کی تعمیر کی وہ بعد میں فوجی حکمران جنرل ضیاء الحق کی سیاست کی بنیاد بنا جنہوں نے اسلام کو اپنے سیاسی جواز کے لئے استعمال کرتے ہوئے ملک میں اسلامائزیشن کا عمل شروع کیا۔ انہوں نے جنرل ضیاء الحق کی حکومت میں شمولیت نہیں کی گو ان کے بہت سے ساتھی، حاجی حنیف طیب، ظہور الحسن بھوپالی وغیرہ ان کو چھوڑ گئے۔ پنجاب میں ان کی جماعت کو دوسرا دھچکہ اس وقت لگا جب ان کے دیرینہ رفیق عبدالستار نیازی حلقہ 99 کے ضمنی انتخابات کے موقع پر ان سے الگ ہو گئے اور نواز شریف کی مسلم لیگ کے اتحادی بن گئے۔ نیازی کا پنجاب میں بہت اثر تھا اس سے نورانی کی جمعیت علمائے پاکستان خاصی کمزور جماعت بن کے رہ گئی۔ تاہم ملتان کے معروف اور بہت بااثر سنی عالم دین احمد سعید کاظمی کی حمایت ہمیشہ نورانی کے ساتھ رہی۔ اسی لئے ملتان اور علی پور کے علاقے جہاں بریلوی سنی مذہبی ووٹر خاصی تعداد میں ہیں نورانی کے حلقہ ہائے انتخابات بھی رہے۔ مذہبی جماعتوں کو ان کے اختلافات کے باوجود ایک پلیٹ فارم پر متحد رکھنا نورانی کے پسندیدہ کاموں میں سے ایک تھا۔ 23 مارچ 1995ء کو انہوں نے جماعت اسلامی کے قائد قاضی حسین احمد، جمعیت علمائے اسلام کے سمیع الحق، اہل حدیث

Marfat.com

کے ساجد میر، شیعہ رہنما ساجد نقوی، اپنی جماعت کے دوسرے دھڑے کے رہنما عبدالستار نیازی، سپاہ صحابہ کے ضیاء القاسمی وغیرہ کے ہمراہ ملی یکجہتی کونسل کی بنیاد رکھی تاکہ فرقہ وارانہ قتل و غارت کو روکا جائے اور شیعہ اور سنی فرقوں کے درمیان امن قائم کیا جائے۔ بعد میں یہی ملی یکجہتی کونسل آج کی متحدہ مجلس عمل کے قیام کا باعث بنی جس نے 2002ء کے انتخابات میں صوبہ سرحد اور بلوچستان میں حیران کن کامیابی حاصل کی۔ پاکستان کے مختلف فرقوں کی سیاسی جماعتیں جب بھی ایک پلیٹ پر اکٹھا ہونا چاہتیں تو قیادت کے لئے ایک ہی شخص سب کے لئے قابل قبول تھے اور وہ تھے شاہ احمد نورانی۔ ایک منجھے ہوئے پارلیمنٹرین کے طور پر نورانی کا کردار، ان کی سادگی، متانت، خوش مزاجی اور خوش گفتاری یاد رہ جانے کی باتیں ہیں۔ ان کی وفات سے پاکستان کی سیاست ایک اور روایتی سیاستدان سے محروم ہو گئی۔ نوابزادہ نصر اللہ کی وفات کے چند ماہ بعد ان کے گزر جانے سے پاکستان کی سیاست ایک پوری نسل سے محروم ہو گئی ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

ختم سوئم

مولانا شاہ احمد نورانی

Marfat.com

سوئم کے موقع پر منعقد ہونے والا تعزیتی اجلاس

ہفت روزہ اخبار جہاں کراچی

علامہ شاہ احمد نورانی کے سوئم کے حوالے سے ہونے والے تعزیتی جلسے میں بہت سی ملکی و غیر ملکی شخصیات نے شرکت کی جن میں وزیر خارجہ خورشید محمود قصوری، ڈاکٹر پروفیسر طاہر القادری، حامد ناصر چٹھہ، سابق وفاقی وزیر دفاع آفتاب شعبان میرانی، سابق وزیر اعلیٰ پنجاب یاسین وٹو، سردار شیر باز خان مزاری، جنرل (ر) کے ایم اظہر، پروفیسر غفور احمد، معراج الہدیٰ، ناظم اعلیٰ کراچی نعمت اللہ ایڈووکیٹ، ناظم جنوبی فاروق فاریہ، معراج محمد خان، دوست محمد فیضی، علامہ حسن ترابی، اسد اللہ بھٹو، مولانا حسن حقانی، قاری شفیق الرحمٰن، مفتی منیب الرحمٰن، مفتی جان محمد نعیمی، ڈاکٹر ابوالخیر زبیر، علامہ عرفان مشہدی، علامہ مظہر سعید کاظمی، صدیق راٹھور، الیاس صدیقی، ہاشم صدیقی، احمد الحق قاسمی، حاجی حنیف طیب، طارق محبوب، حافظ تقی اور مولانا حامد سعید کاظمی بھی موجود تھے۔ اس کے علاوہ بیرون ملک سے تشریف لائے ہوئے اکابرین وعلماء کرام کی بڑی تعداد کے علاوہ عمائدین شہر نے بھی شرکت کی۔

اس موقع پر نمائندہ اخبار جہاں سے مولانا نورانی کی شخصیت پر گفتگو کرتی ہوئے وزیر خارجہ خورشید محمود قصوری نے کہا کہ مولانا نورانی میرے والد محترم سابق وزیر قانون محمود احمد قصوری کے ساتھیوں میں سے تھے اور انہوں نے 73ء کے آئین کے لئے مل کر کوششیں کیں۔ انہوں نے کہا کہ مختلف ممالک سے چار وفود اسلام آباد آئے ہوئے ہیں لیکن میں خصوصی طور پر شرکت کے لئے یہاں آیا ہوا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ وہ اعلیٰ علمی صفات کے حامل بلند پایہ علمی شخصیت تھے۔

Marfat.com

سابق وزیراعلیٰ پنجاب میاں یاسین وٹو نے اس موقع پر بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ میرا واسطہ شاہ صاحب سے اس وقت ہوا جب میں وزیراعلیٰ تھا، اس وقت پورے پنجاب میں فرقہ وارانہ فسادات ہو رہے تھے۔ انہوں نے میرے ساتھ پنجاب کے دورے کئے اور فرقہ وارانہ آگ کو بجھانے میں میری رہنمائی اور مدد فرمائی۔ ان کی زبان میں ایسی تاثیر تھی کہ وہ جہاں بھی گئے لوگوں نے نہ صرف ان کی عزت کی بلکہ ان کی بات بھی مانی اور کچھ ہی عرصے میں پورے پنجاب میں امن وسکون ہو گیا۔

اس موقع پر سابق وزیر دفاع آفتاب شعبان میرانی نے کہا کہ مولانا نورانی جیسے رہنما صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ وہ اپنی ذات میں یکتا تھے۔ بلاشبہ وہ ایک بہت بڑی شخصیت تھے۔ شرافت، علم اور اعلیٰ انسانی اوصاف ان کی شخصیت کا خاصہ تھیں۔

متحدہ مجلس عمل کے ڈپٹی پارلیمانی رہنما حافظ حسین احمد نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے موجودہ دور کی آئینی ترامیم کے خلاف جدوجہد کر کے 73ء کا آئین بچانے کی کوشش کی اور اپنی عمر کے آخر تک وہ اس اسلامی دستور کو بچانے کی کوشش کرتے رہے۔ سیاست، قیادت اور تہجد کے ساتھ ساتھ سلام ودرود میں ساری زندگی بسر کی۔ انہوں نے کہا کہ آج ہم آئینی ترامیم کے خلاف اپنی جدوجہد آگے بڑھانے میں جس مقام پر پہنچے ہیں وہ سب مولانا شاہ احمد نورانی کی زیرک قیادت کے نتیجے میں ہے۔ حکومت کے ساتھ معاملات میں شاہ احمد نورانی ایک معتدل مزاج رہنما تھے۔ وہ معاملات کو افہام وتفہیم اور بہت سلجھے ہوئے انداز سے حل فرماتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ یہ میاں نورانی کا ہی اعجاز تھا کہ حکومت کو 31 دسمبر تک کی ڈیڈ لائن دی گئی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی کا آخری افطار میرے ساتھ کیا تھا اور مجھے ان کی موت سے چند گھنٹے قبل ہم رکابی کا اعزاز بھی حاصل رہا۔ ہم ان کے مشن کو جاری رکھیں گے کیونکہ کمانڈر کے بعد جہاد میں تیزی آجاتی ہے، ان کی ہمت کی داد دینا پڑے گی کہ اتنی پیرانہ سالی

Marfat.com

میں انہیں آزاد کشمیر جانا پڑا۔

رکن قومی اسمبلی صاحبزادہ ابوالخیر زبیر نے کہا کہ شاہ احمد نورانی کتنے عظیم رہبر تھے اس کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ ان کے لئے نہ صرف پاکستان بلکہ او آئی سی اور عرب لیگ نے بھی تعزیت کی ہے، وہ پوری دنیا کے رہنما اور رہبر تھے۔ انہوں نے اس عزم کا اعادہ کیا کہ مولانا شاہ احمد نورانی نے جس مشن کا سبق ہم کو پڑھایا ہے اس کو جاری رکھیں گے۔

اس موقع پر سٹی ناظم نعمت اللہ خان ایڈووکیٹ نے کہا کہ وہ سکھر جیل میں میرے ساتھ تھے۔ میں اذان دیتا جبکہ وہ نماز کی امامت فرماتے۔ وہ ایک انتہائی شفیق بزرگ، محبّ وطن پاکستانی، اور سب سے بڑھ کر ایک ملنسار انسان تھے۔ میں شاہ صاحب کے انتقال کے وقت جنیوا میں تھا، واپسی پر فوراً حاضری دی ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ بات کہ وہ ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنے میں قدرتی مہارت رکھتے تھے۔ اپنے ہم عصروں میں ان کا قد بہت بلند تھا۔

ڈاکٹر پروفیسر طاہر القادری نے کہا کہ میں مولانا کے کون سے گوشے کا ذکر کروں اس پر بہت وقت چاہیے۔ مولانا نے ہالینڈ اور دیگر ممالک میں جہاں مسلمانوں کی کوئی عبادت گاہ نہیں تھی، ان کی کاوشوں اور تبلیغ کے ذریعے 1982ء میں ہالینڈ کی سرزمین پر پہلی مسجد کا قیام عمل میں لایا گیا۔ انہوں نے عالم شرق تو کیا عالم غرب میں بھی دین اسلام کے جھنڈے گاڑے۔

معروف مذہبی رہنما علامہ حسن ترابی نے کہا کہ ”ایک عالم کی موت پورے عالم کی موت ہوتی ہے۔“ مولانا شاہ احمد نورانی ہم سب کے قائد تھے، وہ انسانیت کے قائد تھے، آزادی کے قائد تھے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا شاہ احمد نورانی سے ملاقات کے بعد یہ احساس ہوا کہ لوگوں کے دلوں پر علماء کی حکومت ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو ایک جگہ جمع کر کے سنیت، وہابیت، شیعت کے بتوں کو توڑا اور امت مسلمہ کو ایک لڑی میں پرو دیا۔ انہوں

Marfat.com

نے کہا کہ بے شک دنیاوی حکومت پرویز مشرف کی ہے لیکن دلوں پر حکومت نورانی کی ہے۔

اس موقع پر معروف سیاستدان معراج محمد خان نے کہا کہ مولانا نورانی ایک معتدل مزاج رہنما تھے۔ دین اسلام میں برداشت کا حکم دیا گیا ہے وہ اس کا رول ماڈل تھے۔ وہ مخالفین کی باتوں کو بڑے غور سے سنا کرتے اور مخالفت برائے مخالفت کے بجائے مخالفت برائے اصلاح کے اصولوں پر بات کیا کرتے تھے۔ انہوں نے ملک میں فرقہ واریت کے خاتمے اور بھائی چارے اور اخوت کے لئے تمام عمر کام کیا۔ 73ء کا آئین ان کا ایک بڑا کارنامہ ہے۔

ضلع جنوبی کے ناظم فاروق فاریہ نے کہا میں 1970ء میں شاہ صاحب کا پولنگ ایجنٹ تھا۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے عید کے دن مجھے گلے لگایا اور بہت دیر تک مجھ سے ملتے رہے پھر مجھے دعا دی کہ تو ترقی کرے، آپ یقین کریں کہ آج میں اپنی تمام تر ترقی کے پیچھے شاہ صاحب کی دعاؤں کو دیکھتا ہوں۔ وہ ایک بہت بلند پایہ مرد درویش تھے۔

رکن قومی اسمبلی محمد حسین محنتی نے بتایا کہ میں نے میاں نورانی کے خلاف انتخابات میں حصہ لیا۔ وہ مجسم شرافت تھے۔ انہوں نے انتخابی مہم میں کبھی بھی میری ذات کو نشانہ نہیں بنایا۔ وہ حزب اختلاف کا کردار ادا کرنا بخوبی جانتے تھے۔ اگر کسی کو مخالفت کرنے کے آداب سیکھنے ہیں تو وہ مولانا نورانی سے سیکھے۔ اس کے ساتھ ہی جب ہماری جماعت مولانا کے حق میں دستبردار ہوئی تو میں نے ان کے زیر نگرانی کام بھی کیا۔ وہ بہت اعلیٰ اوصاف کے مالک انسان تھے۔

اس موقع پر رکن صوبائی اسمبلی اسد اللہ بھٹو، دوست محمد فیضی اور دیگر نے بھی مولانا نورانی کی شخصیت کے حوالے سے بات چیت کی۔

☆☆☆

Marfat.com

اظہار تشکر

ذیل مین عاشقانِ امام احمد نورانی کے اسمائے گرامی بطور شکر یہ درج کیے جاتے ہیں جنہوں نے اپنے عشق و محبت کا ثبوت دیتے ہوئے پروف ریڈنگ مواد اور حوصلہ افزائی میں بھرپور معاونت فرمائی خصوصاً بالخصوص جناب محمد مقصود صاحب (الدائم پبلیکیشنز اُردو بازار، لاہور۔) جنہوں نے دن رات ایک کر کے قلیل مدت میں کتاب کو منظر عام پر لایا۔ علاوہ ازیں حافظ محمد زاہد اقبال سلطانی صاحب (U.K)، مولانا حاجی امتیاز صاحب مینیجر مکتبہ اہلسنت لاہور، مولانا حافظ تصدق حسین نقشبندی صاحب، مولانا ریاض احمد نورانی صاحب، مولانا داؤد صابر چترالوی صاحب (صدر بزم چترال اہلسنت لاہور)، مولانا طاہر سیالوی صاحب (شمس العلوم کراچی)، مولانا مسعود احمد صاحب، مولانا محمد شعیب اٹکی صاحب، مولانا غلام حسین نورانی صاحب، مولانا مبشر اقبال صاحب، مولانا ظفر نورانی صاحب، مولانا مراد نورانی صاحب، مولانا محمد سرفراز صاحب، مولانا صفدر علی خان صاحب، مولانا سعید الرحمان ہزاروی صاحب، مولانا سیف اللہ ظہوری صاحب، مولانا حاجی مختار احمد صاحب، مولانا ماجد حسین نورانی صاحب، مولانا حضر حیات صاحب، مولانا نوید احمد ہزاروی صاحب، مولانا فیض محمد صاحب، مولانا نوید احمد صاحب، مولانا اکرم سلطانی صاحب، مولانا محمد حنیف صاحب، مولانا اعجاز احمد اعظمی صاحب، مولانا طالب حسین گل صاحب، مولانا نعیم اختر رضوی صاحب، مولانا محمد ذاکر ہزاری صاحب، مولانا تنویر الاسلام صاحب، مولانا عرفان دانش صاحب، مولانا محمد عاصم صاحب، مولانا اعجاز احمد رضوی صاحب، مولانا ظہور صدیق کیانی صاحب، مولانا محمد احمد ہزاروی صاحب، مولانا عطاء المصطفٰے سلیم صاحب، مولانا محمد عتیق اٹکی صاحب، مولانا طارق امین نورانی صاحب، جناب بشیر احمد مغل صاحب، جناب میر نصیر صاحب (وی آئی پی کمپوزنگ صدر لاہور)، صاحبزادہ ضیاء الرسول رضا صاحب و دیگر محبین امام نورانی صاحب۔

وہ ہی بزم ہے وہ ہی دھوم ہے وہ ہی عاشقوں کا ہجوم ہے
ہے کمی تو بس میرے قائد کی جو تہہ مزار چلا گیا

Marfat.com

اُستاذ العلماء محقق اہلسنت شیخ الحدیث علامہ حافظ عبد الستار سعیدی قادری
(ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور) کی

تصانیف

ترجمہ سُنن نسائی 3 جلدیں .... ردِ وہابیت

امام احمد رضا عبقری شخصیت .... مفتاح الفرقات

تعلیم المنطق .... تلخیص المنطق

مراۃ التصانیف

اُستاذ العلماء علامہ حافظ خادم حسین رضوی کی تصانیف

علم صرف کے طلبہ کے لیے انمول ہیرے جن کو پڑھنے کے بعد
علم صرف میں استعداد پیدا ہوسکتی ہے

تسیر ابواب الصرف مع تسیر المصادر جو کہ تمام گردانوں کا مجموعہ ہے

تسیر تعلیلات (زیرِ طبع)

جو کہ مشکل قوانین اور صیغوں کی تعلیلات کا مجموعہ ہے

ملنے کا پتہ

مکتبہ اہلسنت جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور

Marfat.com

روحانیت کے متلاشی حضرات کے لیے نادر تحفہ

پشاور کے منگل سے کشمیر کے جنگل کی طرف آج سے تقریباً دو سو سال قبل ہجرت کرنے والے عظیم المرتبت بزرگ صوفی باصفا فنافی الرسول ﷺ حضرت بابا فقیر محمد سید پوری ہشتنگری المعروف بہ صاحب علیہ الرحمہ اور اُن کے خلفاء جنہوں کے کراچی سے کشمیر تک اسلام اور روحانیت کا پیغام پہنچایا اُن کے حالات و واقعات اور کرامات کا تفصیلی تذکرہ

انوارِ فقیریہ

(زیرِ طبع) مصنف: صاحبزادہ فیض الرسول رضا نورانی

نوٹ: ان بزرگوں کے ساتھ مصنف کی خاندانی وابستگی ہے

منکرین میلاد کے سوالات کا مدلل جواب

برکاتِ میلاد

مؤلف حافظ تصدق حسین نقشبندی

ناشر جامعۃ النور گلشن راوی لاہور

Marfat.com

امام نورانی کی سیاسی، روحانی اور تبلیغی سفر کے لمحات کا

حسین تذکرہ

حق و صداقت کی نشانی

مرتب: صاحبزادہ فیض الرسول رضا نورانی

صفحات -/550

بہت جلد منظر عام پر آرہی ہے

عظیم روحانی شخصیت صاحبزادہ عتیق الرحمٰن فیض پوری کی
دینی، ملی، سیاسی اور تحریک آزادی کشمیر کے لیے
گراں قدر خدمات کا تذکرہ

قائدِ کشمیر

زیر طبع: صاحبزادہ فیض الرسول رضا نورانی

Marfat.com

ہم جانشینِ قائدِ ملتِ اسلامیہ حضور سیدی صاحبزادہ علامہ مولانا شاہ انس نورانی صدیقی کی قیادت وسیادت پر اعتماد کا اظہار کرتے ہیں اور اُمید کرتے ہیں کہ حضرت اپنے عظیم والد کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے پاکستان کو نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا گہوارہ بنائیں گے اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی کی تعلیمات کے مطابق عوام الناس کی رہنمائی فرمائیں گے۔

منجانب

بزم علیمیہ (حلقہ قادریہ اشاعت اسلام) لاہور

Marfat.com

جانشینِ قائدِ ملت اسلامیہ

صاحبزادہ شاہ انس نورانی صدیقی

چیئرمین ورلڈ اسلامک مشن

Perfect & Quality Books
ALDIME PUBLICATIONS
Near Fish Market, Rafi Plaza, Urdu Bazar, Lahore.
Maqsood Graphics And Printers

Marfat.com